الخصائص الکبریٰ
جلد دوم
مصنف
علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب و تدوین
مولانا عبدالاحد قادری
ممتاز اکیڈمی لاہور

الخصائص الکبریٰ

مصنّف

علامہ امام جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین مولانا عبدالاحد قادری

جلد دوم

ممتاز اکیڈمی
فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

نام کتاب: الخصائص الکبریٰ (جلد دوم)

مصنف: حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین: مولانا محمد عبدالاحد قادری

پروف ریڈنگ: محمد فاروق صدیقی

صفحات: 576

ہدیہ:

باہتمام: شکیل ممتاز

ناشر: ممتاز اکیڈمی۔ فضل الٰہی مارکیٹ

چوک اردو بازار لاہور

فون نمبر: 7223506-7230718

نوٹ

قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوتی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔ شکریہ!

(ادارہ)

حسن ترتیب

عنوانات	صفحہ نمبر

عنوانات	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بادشاہان وقت کے نام مکتوبات نبوی اور معجزات کا ظہور

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شام فارس) قیصر (شاہ روم) نجاشی (شاہ حبشہ) اور تمام دنیاوی سربراہوں کے نام مکتوبات شریف روانہ کیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دی۔ یہ نجاشی شاہ حبشہ وہ ہے جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غائبانہ) نماز جنازہ پڑھی تھی۔

﴿بخاری مسلم﴾

حاتم بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے جعفر بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار افراد کو چار بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ ایک شخص کو کسریٰ کی طرف، ایک شخص کو قیصر کی طرف، ایک شخص کو متوقش کی طرف اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تو ان میں سے ہر شخص نے اسی زبان میں گفتگو کی جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

اسی زبان میں گفتگو:

زہری، اور شعبی رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند افراد کو چند بادشاہوں کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی انہیں دعوت دیں تو ان قاصدوں میں ہر شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا جب اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ان کے ذمہ واجب تھا۔ یہ امر اس سے اعظم ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور قیصر روم کا مکالمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ جس زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صلح حدیبیہ کے بعد) قریش کو مہلت دی تھی اور قریش کا ایک قافلہ بغرض تجارت شام گیا تھا۔ اسی زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی ہرقل کے نام پہنچا جس پر ہرقل نے قریش کے قافلے والوں کو بلوایا۔ ان میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے جب قریش کے قافلے کے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا میں پہنچے اور ان کو ہرقل نے اپنی مجلس میں بٹھایا۔ قیصر کے چاروں طرف روم کے بڑے بڑے سردار بیٹھے تھے۔ اس کے بعد ترجمان کے ذریعہ ان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے جس نے نبوت کا اظہار کیا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے

جواب دیا کہ میں ازروئے نسب ان سے زیادہ قریب ہوں۔

اس پر ہرقل نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو میرے قریب کر دو اور اس کے پیچھے اس کے ساتھیوں کو کر دو اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے کہو کہ ہم نبی کریم ﷺ کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں، اگر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کوئی جھوٹ بات کہے تو تم فوراً جھٹلا دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر مجھے اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے تو میں یقیناً نبی کریم ﷺ کے بارے میں جھوٹ کہتا مجھے برملا جھوٹا کہنے سے شرم وحیا آئی۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو بات سب سے پہلے مجھ سے پوچھی تھی، یہ تھی کہ ان کا نسب تمہارے درمیان کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں، پھر پوچھا کہ کیا کبھی تم میں کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کیا ان کے آباؤ اجداد میں بادشاہت رہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

کیا بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ کمزور ضعیف لوگ اتباع کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

اس نے پوچھا کہ ان میں سے کوئی شخص ان کے دین سے ناراض ہو کر ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد برگشتہ اور مرتد ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

اس نے پوچھا کیا ان کے اظہار نبوت سے پہلے تم لوگ ان کو جھوٹا جانتے تھے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس نے کبھی عہد شکنی اور بے وفائی کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔

البتہ اب ہم ایک عرصے سے نہیں جانتے کہ وہ اس زمانہ میں کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سارے مکالمے میں اس قدر اضافہ کے کہیں کچھ بڑھانے کا موقع نہ مل سکا۔

پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے پوچھا: ان سے تمہاری جنگ میں کیا حالت رہی؟ میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کی صورت پانی کے ڈول کی مانند رہی، کبھی ہم ڈول سے پانی بھر لیتے اور کبھی وہ۔

(مطلب یہ کہ کبھی ہم غالب ہو جاتے اور کبھی وہ غالب آ جاتے تھے۔)

اس نے پوچھا وہ تمہیں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہ، کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو کچھ تمہارے ماں باپ کہتے رہے ہیں اسے چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، سچ بولنے، پاکباز رہنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

یہ سن کر اس نے ترجمان سے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں نے جو ان کے نسب کے بارے میں تم سے پوچھا اور تم نے کہا کہ وہ صاحب حسب ونسب ہیں تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام اپنی قوم میں صاحب نسب ہی ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو تم نے

جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو کسی نے ان سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے سے پہلے کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے آباؤ واجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے، تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ اگر ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کا ملک چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم اسے اس سے پہلے جھوٹا جانتے تھے؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ تو میں نے جان لیا کہ جو شخص لوگوں سے جھوٹی بات کہنے سے ڈرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی نسبت کیسے کرسکتا ہے؟ اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور ضعیف لوگ؟ تو تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے متبعین کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ متبعین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے یا کم ہوتی جاتی ہے۔ تم نے جواب دیا کہ بڑھتی جاتی ہے تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے دین سے ناراض ہوکر منحرف اور مرتد ہوا ہے جبکہ اس نے ان کے دین کو قبول کرلیا ہو، تو تم نے جواب دیا کہ نہیں تو ایمان کا یہی حال ہے جس وقت ایمان دل کی گہرائیوں میں سما جاتا ہے تو پھر ایمان کو وہ نہیں چھوڑتا اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے اور بے وفائی کرتے ہیں اور تم نے جواب دیا کہ نہیں، تو انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی اور بے وفائی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ وہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور بتوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکباز رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

اب اگر تمہارا کہنا یہ صحیح ہے تو بہت جلد دو میرے تخت پر قبضہ کرکے ملک کے مالک بن جائیں گے اور میں جانتا تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ وہ نبی تم لوگوں میں سے ہوگا۔ کاش کہ میرے راستے میں یہ لوگ حائل نہ ہوتے تو ان کے قدموں کو دھوتا۔ اس کے بعد ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے اس مکتوب گرامی کو پڑھوا کر سنا جسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ عظیم بصری کی خدمت میں جو کہ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان ایک شہر کا نام ہے، لائے تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے وہ مکتوب گرامی ہرقل کو دیا اور اس نے اسے پڑھا اس میں لکھا تھا کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل شاہ روم کے نام،
سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

اما بعد

میں تمہیں دین اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو گے تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دونا اجر دے گا اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمام منہ پھیرنے والوں کا وبال تم پر ہے اور اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان

مشترک ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی کو نہ پوجیں اور نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو فریاد رس بنائیں، اب اگر تم اعراض کرو تو سن لو کہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس تمام گفتگو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کے پڑھنے کے بعد اس کی مجلس میں شور برپا ہو گیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور ہم لوگوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: 'ابن ابی کبشہ'' کا معاملہ یقیناً بہت بڑھ گیا ہے اور بنی اصفر (یعنی روم) کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔ اس کے بعد ہم یقینی طور سے جاننے لگے کہ وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ضرور غالب ہو کر رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابن ناطور حاکم ایلیا:

ابن ناطور، ایلیا کا حاکم تھا اور ہرقل شام کے نصاریٰ کا اسقف تھا۔ ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو اس نے بڑی ناگواری کی حالت میں صبح کی یہ دیکھ کر چند بطریقوں (پادریوں) نے پوچھا کہ کس بات نے تمہارا دل ناخوش کر دیا ہے؟ ابن ناطور نے کہا کہ چونکہ ہرقل ستاروں کی رفتار دیکھا کرتا تھا، جب لوگوں نے اس سے ناخوشی کی بابت پوچھا۔

تو اس نے کہا کہ آج رات میں نے ستاروں کے درمیان ''ملک الختان'' کو دیکھا ہے کہ اس کا طلوع ہو گیا ہے تو اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا ہے اور یہودیوں سے تمہیں ڈرنا نہیں چاہیے بلکہ اپنے علاقہ کے تمام شہروں کے حاکموں کو لکھ دینا چاہیے کہ ان کے شہروں سے جتنے یہودی ہوں سب کو قتل کر دیں۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ غسان بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک شخص ہرقل کے پاس لایا گیا جسے ملک غسان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر پہنچانے کیلئے ہرقل کے پاس بھیجا تھا، جب اس نے ہرقل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت خبر پہنچا دی، تو ہرقل نے کہا: اس شخص کو لے جا کر دیکھو کہ یہ ختنہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟ جب لوگوں نے اس شخص کو لے جا کر دیکھا تو آ کر کہا کہ یہ ختنہ کئے ہوئے ہے اور اس سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس شخص نے بتایا کہ تمام اہل عرب ختنہ کراتے ہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ عرب میں ظاہر ہونے والا نبی اس امت کا بادشاہ ہے۔ اس کے بعد ہرقل نے رومیہ کے حاکم کے نام خط لکھا (جو کہ علم میں ہرقل کے ہم پلہ تھا) اور حمص کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ حمص پہنچا نہ تھا کہ رومیہ کے حاکم کا جواب اسے مل گیا، جس میں اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے سے موافقت کی تھی۔

اس نے جواب میں لکھا کہ وہ یقیناً نبی ہیں، اس کے بعد ہرقل نے حمص کے محل میں روم کے بڑے بڑے لوگوں کو طلب کیا جب وہ جمع ہو گئے تو دربانوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازوں کو بند کر دیں (تاکہ کوئی جا آ نہ سکے) اس کے بعد وہ فوراً ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ

اے سرداران روم! کیا میں تمہیں رشد و فلاح کی بات نہ بتاؤں اور وہ بات جس سے تمہارا ملک محفوظ رہے نہ بتاؤں؟ وہ بات یہ ہے کہ تم سب اس نبی مکرم ﷺ کا اتباع کرلو۔ یہ سن کر وہ تمام لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دولتیاں مارتے ہوئے چلے جانے کیلئے دروازوں کی طرف بھاگے مگر انہوں نے دروازوں کو بند پایا۔ ہرقل نے جب ان کی نفرت و بے زاری کا عالم دیکھا تو وہ ان کے قبول ایمان سے مایوس ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم سب میرے پاس آؤ اور اس نے ان سے کہا کہ میں نے یہ بات تم سے اس لیے کہی تھی کہ یہ معلوم کر سکوں کہ تمہارا دین پر اعتقاد کتنا پختہ ہے۔ مجھ کو معلوم ہو گیا اور یہ بات میں نے دیکھ لی۔ یہ سن کر وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے راضی ہو گئے۔ ہرقل کی یہ حالت اس کے آخر وقت تک رہی۔

انبیاء کو قتل کرنا یہود کا طریقہ ہے:

حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے تو ان کے پاس قیصر کا قاصد آیا اور بلا کر لے گیا۔ قیصر نے کہا: تم مجھے اس شخص کا حال بتاؤ جس نے تمہاری قوم میں ظہور فرمایا ہے۔ کیا وہ تم پر ہمیشہ غالب آتے ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ ہم پر اس وقت غالب آ جاتے تھے جب میں ان میں موجود نہ ہوتا تھا۔ قیصر نے پوچھا تم انہیں کاذب جانتے ہو یا صادق۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم انہیں کاذب جانتے ہیں۔ قیصر نے کہا کہ ایسا نہ کہو اس لیے کہ کذب کے ساتھ کوئی شخص غالب نہیں آ سکتا، اگر وہ تم میں نبی ہیں تو تم انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ نبیوں کا قتل کرنا یہود کا شیوہ ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جس دن سب سے پہلے مجھ پر رعب طاری ہوا وہ ایک عظیم دن تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ قیصر نے اپنی مملکت و سلطنت کے باوجود مجھ سے اپنی مجلس میں اس انداز سے گفتگو کی کہ نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی جو اس کے پاس آیا تھا۔ اس کی ہیبت سے قیصر کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے جب اسے اس حال میں دیکھا تو میں نبی کریم ﷺ کی وجاہت سے مرعوب ہو گیا یہاں تک کہ میں اسلام لے آیا۔

﴿ابونعیم﴾

ہرقل کے نام مکتوب نبوی:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے اس نصرانی پادری نے بیان کیا کہ جو کہ اس وقت وہاں موجود تھا جبکہ حضرت دحیہ کلبی رحمۃ اللہ علیہ ہرقل کے پاس نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر آئے تھے، اس مکتوب میں تحریر تھا کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

”یہ خط محمد الرسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام، سلام ہو اس پر جس

نے مکتوب کی پیروی کی۔''

اما بعد

تم اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دونا اجر عطا فرمائے گا اور تم نے انکار کیا تو انکار کرنے والوں کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔''

جب ہرقل نے مکتوب گرامی پڑھ لیا تو اس نے خط کو اپنے سامنے زانوں میں رکھ لیا۔ اس کے بعد رومیوں کے ایک شخص کے نام لکھا (جو عبرانی کے سوا کچھ پڑھا لکھا نہ تھا) اور حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کے بارے میں مشورہ کیا اور اس نے جواب میں لکھا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے لہٰذا تم ان کی پیروی کرو، پھر اس نے روم کے سرداروں کو جمع کرنے کا حکم دیا جب وہ اس کے محل میں جمع ہو گئے تو اس نے دربانوں کو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کے پاس بالا خانے پر ڈرتے ڈرتے آیا اور اس نے کہا کہ

اے سرداران روم! میرے پاس احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مکتوب گرامی آیا ہے۔ خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے اور اپنی کتابوں میں ان کا ذکر پاتے ہیں اور ہم ان کو علامتوں سے جانتے ہیں کہ یہی زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اب اگر تم اسلام قبول کر کے ان کی پیروی اختیار کر لو گے تو تمہاری آخری اور تمہاری دنیا دونوں سلامت رہیں گی۔ یہ تقریر سن کر ان لوگوں نے غضب و نفرت کا اظہار کیا اور محل سرا کے درازوں کی طرف چلے مگر انہیں بند پایا۔ یہ صورتحال دیکھ کر ہرقل ڈرا اور کہا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ، جب وہ آئے تو اس نے ان سے کہا کہ

اے رومیو! میں نے تم سے جو بات کہی ہے وہ تمہیں آزمانے کیلئے تھی کہ دیکھوں تم میں اپنے دین کی پختگی کیسی ہے۔ میں نے تمہاری یہ کیفیت دیکھ کر خوشی محسوس کی ہے۔ یہ سن کر سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس کے بعد دروازہ کھولا گیا اور وہ محل سراء سے نکل کر چلے گئے۔

﴿بیہقی﴾

قیصر کے نام مکتوب نبوی:

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے روم کے بادشاہ قیصر کی طرف مکتوب گرامی کے ساتھ بھیجا۔ میں نے وہاں پہنچ کر مکتوب گرامی پیش کرنے کیلئے دربار میں جانے کی اجازت مانگی تو حاجب نے قیصر سے جا کر کہا کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں۔ یہ سن کر درباری گھبرا اٹھے، قیصر نے کہا کہ اس قاصد کو لے کر آؤ تو میں اس کے پاس پہنچا۔ اس کے پاس بکثرت بطریق (پادری) بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قیصر کو حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا اس میں لکھا تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''محمد الرسول اللہ ﷺ کی جانب سے قیصر روم کے نام''

یہ سن کر قیصر کا بھتیجا جو سرخ رنگ، نیلی وچشم اور دراز بالوں والا شخص تھا۔ بولا: فی الحال اس خط کو نہ پڑھا جائے چونکہ اس خط کے ابتدا اپنے آپ سے کی گئی اور صاحب روم لکھا ہے۔ (مطلب یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نام سے خط شروع کیا ہے۔ دوسرا قیصر کو صاحب روم لکھا ہے۔ قیصر بادشاہ روم وغیرہ نہیں لکھا ہے۔) حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکتوب گرامی پڑھا گیا یہاں تک کہ پورا خط اس نے سنا۔ اس کے بعد قیصر نے دربار برخاست کرنے کا حکم دیا اور سب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے۔ اس کے بعد اس نے میرے پاس کسی کو بھیجا اور میں اس کے پاس پہنچا اور اس نے مجھ سے پوچھا اور میں نے نبی کریم ﷺ کا سارا حال بیان کیا پھر اس نے کسی کو اسقف (پادری) کو بلانے بھیجا اور وہ اس کے پاس آیا۔ یہ اسقف ملک شام کا تھا۔ اس کی بات اور اس کی رائے سے لوگ منہ نہ پھیرا کرتے تھے، جب اس نے مکتوب گرامی کو پڑھا تو بے ساختہ کہا:

اللہ کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی۔ واللہ! یہ وہی نبی ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ وحضرت موسیٰ علیہم السلام نے دی اور ہم تو اس کا انتظار کر رہے تھے۔ قیصر نے پوچھا اب میرے لیے تمہارا کیا حکم ہے؟

اسقف نے کہا جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی پیروی اختیار کرتا ہوں۔ یہ سن کر قیصر نے کہا کہ بلاشبہ میں ابھی ایسا ہی جانتا ہوں لیکن میں ایسا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر میں نے اتباع قبول کی تو میری حکومت جاتی رہے گی اور اہل روم مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد قیصر نے کسی کو بھیجا کہ اہل عرب موجود ہوں تو تلاش کر کے لائیں۔ اس زمانہ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ وہ ایلچی انہیں لایا اور قیصر کے روبرو پیش کیا اور قیصر نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان سے سوالات کیے۔

چنانچہ اس نے پوچھا مجھے اس شخص کے بارے میں حالات بتاؤ جو تمہاری سرزمین میں ظاہر ہوا ہے، وہ کون ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جوان ہیں؟ قیصر نے پوچھا ان کا حسب ونسب کیا ہے؟ کہا: کہ وہ ہم میں صاحب حسب ونسب ہیں۔ اس بارے میں ان پر کسی کو فوقیت نہیں دی جاسکتی۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی نشانی ہے۔ پوچھا کون لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں؟ کہا جوان اور کم عقل لوگ۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔ کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی تم سے جدا ہو کر ان کے دین میں داخل ہوا اور وہ پھر تمہاری طرف لوٹ کر آیا ہو؟ کہا نہیں۔

قیصر نے کہا کہ نبوت کی پھر یہی پہچان ہے۔ پوچھا تم نے دیکھا ہے کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی تمہاری طرف آتا ہے پھر وہ انہی کی طرف واپس چلا جاتا ہے؟ کہا: ہاں۔ قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی علامت ہے۔ پوچھا وہ اور ان کے اصحاب جنگ کرتے ہیں تو کیا کبھی انہیں پشت پھیرنے کا بھی اتفاق ہوا ہے؟ کہا کہ ہاں! قیصر نے کہا کہ نبوت کی یہی شان ہے۔

اس کے بعد حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو قیصر نے مجھے بلایا اور کہا کہ مجھے تمہارے آقا

کے بارے میں معلوم ہوا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ نبی ہیں لیکن میں اپنی حکومت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے بعد اس نے مکتوب گرامی کو لیا اور اپنے سر پر رکھا اور اسے بوسہ دیا اور دیباؤ حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر صندوقچہ میں محفوظ کر دیا۔

لیکن اس اسقف (پادری) کا حال یہ ہوا کہ ہر اتوار کے دن نصاریٰ اس کے پاس جمع ہوتے تھے وہ آتا اور انہیں وعظ ونصیحت کرتا پھر وہ عبادت خانے میں چلا جاتا اور دوسرے اتوار تک وہیں رہتا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس پہنچتا اور وہ مجھ سے دین سلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد جب بھی اتوار کا دن آتا لوگ جمع ہو کر اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرتے مگر وہ نہ نکلتا اور عذر کر دیتا کہ میں بیمار ہوں۔ ایسا اس نے کئی مرتبہ کیا۔ بالآخر ایک مرتبہ جب وہ لوگ آئے اور انہوں نے کسی کے ذریعہ کہلوایا کہ تمہیں ضرور ہمارے سامنے آنا چاہیے، ورنہ ہم سب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب سے عربی شخص (حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ) آیا ہے تم نے نکلنے سے انکار کر دیا ہے۔

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسقف نے مجھے بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا کے دربار میں جاؤ اور ان سے میرا اسلام عرض کر کے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد وہ نصرانیوں کے سامنے ہو گیا اور نصرانیوں نے اسے شہید کر دیا۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہرقل نے اپنے بطریقوں (پادریوں) اور سرداروں کو جمع کیا اور ایسی بلند جگہ پر بیٹھا جہاں ان میں سے کوئی اس کے پاس نہ پہنچ سکتا تھا۔ پھر محل کے دربانوں کو حکم دیا کہ تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد ان کو مخاطب کیا اور کہا کہ یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تم کو دی تھی تو تم ان کا اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ یہ سن کر وہ سب کے سب یک زبان ہو کر انکار کرنے لگے اور دروازے کی طرف بھاگے مگر ان کو بند پایا اور ان کے ہاتھ قیصر تک نہ پہنچ سکتے تھے، جب ہرقل نے یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا:

بیٹھ جاؤ میں تمہارا امتحان لیتا تھا چونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں تم اپنے دین میں فریب نہ دو، اب جو کچھ میں نے تمہارا حال دیکھا ہے۔ میں اس سے بہت خوش ہوں۔ یہ سن کر ہرقل کے ایک قاضی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر ان نصرانیوں نے اسے پکڑ لیا اور خوب زدوکوب کرتے رہے، یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا۔

﴿ابونعیم﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب روم (ہرقل) کے نام اس طرح خط لکھا:

"من محمد الرسول الله الی هرقل صاحب الروم"

جب ہرقل نے اس مکتوب گرامی کو پڑھا تو اس کا بھائی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ اس خط کو نہ پڑھو کیونکہ خط بھیجنے والے نے تم سے پہلے اپنے نام سے خط کو شروع کیا اور تم کو بادشاہ نہیں لکھا ہے بلکہ صاحب روم لکھا ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا کہ اگر انہوں نے اپنے نام سے خط شروع کیا تو کیا مضائقہ ہے۔ لکھنے والا تو وہی ہے جس نے میری طرف خط بھیجا ہے اور اگر مجھے صاحب روم لکھا ہے تو بھی کیا حرج ہے۔ یقیناً میں ہی صاحب روم ہوں اور رومیوں کیلئے میرے سوا کوئی صاحب نہیں ہے، پھر اس نے پورے خط کو پڑھا اور وہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ لرزنے لگا اور کانپنے لگا، اس نے پوچھا: اس علاقہ میں کوئی اس شخص کو جاننے والا ہے؟ پھر اس نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ قیصر نے پوچھا تم میں اس کا نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ ہم میں ان کا نسب عالی اور بلند ہے۔ اس نے پوچھا تمہاری بستی میں ان کا گھر کس جگہ ہے؟ میں نے کہا: ہماری بستی کے درمیان میں ہے۔ ہرقل نے کہا: یہی ان کی نشانی ہے۔ اس کے بعد پوری حدیث بیان کی، جو پہلے گزر چکی ہے جس میں اسقف شہید ہونے کا ذکر ہے۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب قیصر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ خط ایسا ہے کہ میں نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے بعد کوئی خط ایسا نہیں پڑھا پھر اس نے ابوسفیان اور مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے سلسلے میں کچھ سوالات کیے اور ان دونوں نے اسے بتایا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا: وہ ضروری میری مملکت پر قبضہ کر لیں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو میرے خط کو "طاغیۂ روم" کے پاس لے جائے اور اس کیلئے جنت ہو۔ یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا، اس کا نام عبیداللہ بن عبدالخالق رضی اللہ عنہ تھا۔ اس نے عرض کیا: میں حاضر ہوں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ طاغی میں پہنچا اور کہا کہ میں رب العالمین کے رسول کا قاصد ہوں تو انہیں طاغی روم کے پاس پہنچنے کی اجازت ملی اور وہ اس کے روبرو گئے اور طاغیہ روم نے جان لیا کہ وہ امر حق کو نبی مرسل کے دربار میں لایا ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اسے دیا۔ پھر اس نے اپنے پاس اہل روم کو جمع کیا اور ان کو یہ خط پیش کیا تو ان سب نے اس لائے ہوئے خط کو برا جانا لیکن ان میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، اسے ان لوگوں نے ایمان لاتے ہی قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ قاصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ آیا اور قاصد نے طاغی کا حال اور اس ایمان لانے والے شخص کے قتل کیے جانے کا حال سب بیان کیا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو اللہ تعالیٰ اس قتل کیے جانے کی بنا پر امت واحدہ کر کے اٹھائے گا۔

﴿ابونعیم، المعرفہ﴾

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شاہ روم کی طرف

اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا اور وہ اس وقت دمشق میں تھا تو میں نے پہنچ کر اسے نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی دیا اور اس نے کی مہر کو توڑا اور اسے مسند پر رکھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا، پھر اس نے منادی کرائی اور تمام بطریق (پادری) اور اشرف قوم جمع ہوئے اور اس کیلئے تکیہ پر تکیہ رکھا گیا، کیونکہ فارس و روم میں یہ طریقہ رائج تھا، اس وقت تک منبر نہیں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا:

''یہ خط اس نبی ﷺ کا ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی تھی کہ وہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا تو ان سب نے سرکشی اور انکار کا اظہار کیا۔ قیصر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سکون و قرار پکڑنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم نصرانیت کے کیسے مددگار ہو۔''

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے دوسرے دن پوشیدہ طور پر مجھے بلایا اور وہ مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں تین سو تیرہ تصویریں تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ انبیاء و مرسلین کی تشبیہیں تھیں۔ ہرقل نے کہا کہ دیکھو ان میں تمہارا آقا کون ہے؟ تو میں نے ایک تشبیہ دیکھی گویا کہ نبی کریم ﷺ گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ یہ ہیں۔ ہرقل نے کہا: تم نے ٹھیک کہا پھر اس نے کہا کہ ان کی داہنی جانب کس کی تشبیہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ شخص آپ ہی کی قوم کا ہے اور ان کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ اس نے پوچھا آپ کی بائیں جانب کس کی تشبیہ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ بھی آپ ہی کی قوم کا ایک شخص ہے اور ان کا نام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے۔

ہرقل نے کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں ان دونوں کے بارے میں لکھا پاتے ہیں کہ ان دونوں صحابیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو قوت دے گا۔ جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے نبی کریم ﷺ سے سارا حال عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سچ کہا کہ اللہ میرے بعد اس دین کو ان دونوں کے ذریعہ قوت دے گا اور فتح دے گا۔

﴿ابن عساکر﴾

جبلہ بن ایہم غسانی کو دعوتِ اسلام اور تشبیہات انبیاء

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اور ایک قریشی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہرقل شاہ روم کی طرف گئے تا کہ ہم اسے اسلام کی دعوت دیں تو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم دمشق جبلہ بن ایہم غسانی کے پاس گئے، جب ہم اس کے سامنے ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ہماری طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ ہم سے گفتگو کرے، ہم نے کہا کہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں گے۔ ہمیں بادشاہ کی بھیجا گیا ہے۔ اگر وہ اجازت دے تو ہم اسی سے بات کریں گے ورنہ ہم کسی قاصد سے بات نہ کریں

گے۔ تو وہ قاصد اس کی طرف گیا اور اسے جا کے خبر دی پھر اس نے ہمیں اجازت دی اور ہشام رضی اللہ عنہ نے اس سے گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف بلایا۔ اس وقت اس کے جسم پر کالے کپڑے تھے۔

یہ دیکھ کر ہشام رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیرے جسم پر یہ سیاہ کپڑے کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کپڑوں کو پہنتے وقت قسم کھائی ہے کہ ان کو نہ اتاروں گا جب تک کہ میں تم کو شام کے علاقے سے باہر نہ نکال دوں۔ ہم نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تیرے اس بیٹھنے کی جگہ کو انشاء اللہ تجھ سے ضرور لے لیں گے اور انشاء اللہ ہم اس عظیم مملکت پر بھی ضرور قبضہ کرلیں گے کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ تم لوگ وہ نہیں وہ جو اس مملکت عظیم کو لے سکیں گے بلکہ وہ لوگ ایسے ہوں گے جو دن میں روزہ رکھیں گے اور رات میں افطار کریں گے۔ تم روزہ کہاں رکھتے ہو۔ جب ہم نے اس کو بتایا کہ وہ روزہ دار ہم ہی ہیں تو یہ سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور س نے کہا کہ جاؤ اور ہمارے ساتھ ایک قاصد کو شاہ ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم سواریوں پر سوار گردنوں میں تلوار آویزاں کیے بادشاہ کے محل تک پہنچ گئے، جب ہم نے محل کے نیچے اپنی سواریوں کو باندھا تو ہرقل ہمیں دیکھ رہا تھا۔ پھر ہم نے ''لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا تو وہ غرفہ شق ہوگیا اور وہ ایسا ہوگیا کہ گویا انگور یا کھجور کی خالی شاخیں ہیں جسے ہوا ہلا رہی ہے۔ اس کے بعد ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ تو ہرقل نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ جس طرح تم آپس میں تحیت کرتے ہو، مجھے تحیت کیوں نہ کی؟

اس پر ہم نے ''السلام علیک'' اس نے کہا کہ تم! اپنے بادشاہ کی کس طرح تحیت کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے تحیت کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا وہ تمہیں کس طرح جواب دیتے ہیں ہم نے کہا کہ اسی کلمہ سے یعنی ''وعلیکم السلام''

اس نے کہا: ''لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر'' جب ہم نے اس کلمہ کو پڑھا تو وہ غرفہ شق ہوگیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ نے سر اٹھا کر اس طرف دیکھا اور اس نے کہا کہ اس کلمہ کو جب تم نے کہا تو یہ غرفہ شق ہوگیا، جب تم اس کلمہ کو اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی اسی طرح شق ہو جاتے ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، ہم نے اس کا اثر ایسا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ تمہارے روبرو دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تم اس کلمہ کو پڑھو تو ہر شئے تم پر پھٹ کر گر پڑے اور میری آدھی مملکت میرے قبضے سے نکل جائے۔

ہم نے پوچھا یہ کس لیے تم چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اس لیے کہ یہ اس کلمہ کی شان سے زیادہ آسان ہے اور یہ کہ یہ کلمہ امر نبوت میں نہ ہو اور یہ بات انسانی حیلہ سے ہو۔ اس کے بعد اس نے ہم سے جو چاہا دریافت کیا اور ہم نے اسے جواب دیئے۔

پھر کہا کہ تمہاری نماز اور روزہ کس طرح کی عبادت ہے؟ ہم نے اس کا جواب دیا۔ پھر کہا جاؤ، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور اس نے عمدہ جگہ رہنے اور خوب مہمان نوازی کرنے کا حکم دیا اور ہم تین روز وہاں رہے پھر اس نے رات کے وقت ہمیں بلایا اور ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ہماری باتوں کو دوبارہ سننا چاہتا تو ہم نے ان کا اعادہ کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بڑا صندوقچہ منگایا جس پر طلائی کام

کیا گیا تھا اور جس میں چھوٹے چھوٹے بہت سے خانے اور دروازے تھے تو اس نے انہیں ہمارے سامنے کھولا اور اس کے قفل کو کھولا، پھر اس نے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ جب ہم نے اسے دیکھا تو اس پر سرخ رنگ کی تشبیہ تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کان بڑے بڑے تھے اور اس کی گردن اتنی لمبی تھی کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور ابھی اس کی داڑھی نمودار ہوئی تھی اور ہم نے دو خوبصورت لٹیں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ خوبصورت شاید کسی کو نہ پیدا نہ کیا ہو۔ اس نے پوچھا: کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔

اس نے کہا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ دیگر انسانوں کی بہ نسبت ان کے بال زیادہ تھے۔

اس کے بعد اس نے دوسرا خانہ کھولا اور اس سے سیاہ رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا ہم نے دیکھا کہ اس پر سفید رنگ کی تشبیہ ہے اور دیکھا کہ اس کے بال گھنگریالے ہیں اور آنکھیں سرخ ہیں، سر بڑا ہے اور داڑھی بہت خوبصورت ہے۔ اس نے پوچھا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں، بتایا کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سیاہ ریشمی کپڑا نکال کے پھیلایا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت گورے رنگ کے آدمی کی تشبیہ ہے۔ آنکھیں بڑی حسین ہیں، دونوں بھنویں ملی ہوئی ہیں۔ رخسار طویل اور داڑھی سفید ہے۔ گویا کہ وہ تبسم کر رہے تھے۔ اس نے پوچھا کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس نے سیاہ ریشمی کپڑا کھول کے پھیلایا ہم نے دیکھا کہ اس پر خوبرو تشبیہ ہے اور وہ تشبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اس نے پوچھا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! یہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشبیہ ہے۔ پھر وہ تعظیماً کھڑا ہوا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! کیا یہ یقیناً وہی ہیں؟ ہم نے کہا کہ ہاں یقیناً یہ وہی ہیں۔ پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا یہ خانہ آخر تھا، چونکہ میں نے عجلت کی کہ میں دیکھو کہ تم جس کے قاصد بن کر آئے ہو اور جس کے دین کا پیغام لائے ہو، کیا یہ دین اسی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اب مزید خانے دکھاتا ہوں پھر اس نے ایک خانہ کھولا اور اس کے سیاہ ریشمی کپڑا کو نکال کے پھیلایا دیکھا کہ اس میں گندمی رنگ کے سیاہی مائل تشبیہ ہے اور بال پیچیدہ گھنگریالے ہیں۔ آنکھیں بیٹھی ہوئی تیز نظر ہیں۔ منہ بنائے ہوئے دانت ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہونٹ سکڑے ہوئے ہیں۔ گویا کہ وہ غضب ناک ہیں۔

اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تشبیہ ہے اور اس تشبیہ کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی جو اس کے مشابہ تھی مگر فرق یہ تھا کہ اس کے سر پر چکنہ پن تھا اور پیشانی چوڑی تھی اور آنکھوں میں میلان تھا۔ اس نے کہا کیا تم انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں! کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی تشبیہ ہے، پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکال کے پھیلایا تو اس میں گندمی رنگ کی ایک تشبیہ تھی جس کے بال لٹکے ہوئے تھے اور میانہ قد تھا، گویا وہ غضب ناک تھا، اس نے کہا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور اس سے سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل گورے رنگے، اونچی ناک کی تشبیہ دیکھی جس کے دونوں رخساروں پر گوشت کم تھا اور وہ خوبصورت تھی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔ پھر ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا دیکھا کہ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ ایک تشبیہ تھی لیکن فرق یہ تھا کہ اس کے ہونٹ پر ایک تل تھا۔ اس نے کہا کہ اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سیاہ رنگ کا ریشمی جامہ نکالا تو اس میں ایک حسین وجمیل گورے رنگ، اونچی ناک، حسین قامت شخص کی تشبیہ تھی۔ اس کے چہرے سے نور چمک رہا تھا اور اس کے چہرے میں خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے۔ وہ سرخی کی جھلک لیے ہوئے تھا، اس نے پوچھا اس کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کے جداعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشبیہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ گویا کہ ان کا چہرہ آفتاب ہے۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کون ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا تو اس میں سرخی مائل پتلی پتلی پنڈلیوں والی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، بڑا پیٹ، میانہ قد اور تلوار لٹکائے تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

اس کے بعد اس نے ایک اور خانہ کھولا اور سفید ریشمی جامہ نکالا اس میں بڑے بڑے سرین لمبے لمبے پاؤں، گھوڑے پر سوار شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: اسے جانتے ہو کون ہے؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ کہا: یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

پھر اس نے ایک اور خانہ کھولا او سیاہ ریشمی جامہ نکالا۔ اس میں گورے رنگ، جوان، خوب سیاہ داڑھی، بکثرت بال اور خوبصورت شخص کی تشبیہ نظر آئی۔ اس نے پوچھا: جانتے ہو یہ کس کی تشبیہ ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہا: یہ حضرت ابن مریم علیہ السلام کی تشبیہ ہے۔

ہم نے پوچھا: یہ تمام تشبیہیں تمہیں کہاں سے ملیں؟ اس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ صورتیں اسی حالت پر ہیں جس حالت پر انبیاء علیہم السلام کی صورتیں تھیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کی تشبیہ ویسی ہی دیکھی ہے جیسی کہ آپ کی صورت مبارکہ تھی۔ اس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ انہیں اپنی اولاد کی ان صورتوں کو دکھادے جو نبی ہو کر دنیا میں پیدا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی تشبیہوں کو اتارا اور وہ مغرب شمس (سورج کے ڈوبنے کی جگہ) کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں۔ جسے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے مغرب شمس سے نکالا اور حضرت دانیال رحمۃ اللہ علیہ کو دیں۔

پھر کہا: سنو! میری خواہش یہ ہے کہ خدا کی قسم! میں اپنے ملک سے نکل جاؤں اور میں تمہارے طاقتور بادشاہ کی خدمت گزاری میں ہمیشہ رہوں یہاں تک کہ میں مرجاؤں۔ اس کے بعد اس نے ہمیں

تحائف دیئے جونہایت عمدہ اور قیمتی تھے اور ہمیں رخصت کیا اور ہم واپس آ گئے۔ جب ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو آپ سے سارا حال بیان کیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا آپ سے عرض کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: لاچار ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کے خیر کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ایسا کرے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ نصاریٰ اور یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتیں اپنے پاس موجود پاتے ہیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ پھر انہوں نے "لا اله الا الله والله اکبر" کے پڑھنے سے غرقہ کے شق ہونے کے قصہ میں کہا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کی وفات کے بعد بھی پائے جاتے ہیں جس طرح کہ اس قسم کے معجزات ان کی بعثت سے پہلے پائے جاتے ہیں جو کہ ان کی بعثت کے قریب ہونے پر خبردار کرنے اور ڈرانے کیلئے ہوتے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ہرقل کا قاصد تنوخی بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں:

حضرت سعید بن ابوراشد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہرقل کے قاصد تنوخی سے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا تھا، ملاقات کی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم مجھے ہرقل کی سفارت کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ گے۔

تنوخی نے کہا کہ ضرور بتاؤں گا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ہرقل کی طرف بھیجا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی اس کے پاس پہنچا تو اس نے روم کے پادریوں اور بطریقوں کو بلایا اس نے اپنے اوپر اور ان کے اوپر دروازوں کو بند کر لیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس مقدس ہستی نے میرے پاس قاصد بھیجا ہے اور مجھے اسلام کی دعوت دی ہے۔ خدا کی قسم! تم جو کتابیں پڑھتے ہو تم نے اس میں پڑھا ہے کہ وہ ملک جو میرے قبضہ میں ہے اسے وہ ضرور حاصل کر لیں گے۔ لہٰذا آؤ ہم سب ان کا اتباع کریں۔ یہ سن کر ان لوگو تمام لوگوں نے نفرت وغصہ کا اظہار کیا۔

پھر جب اس نے جان لیا کہ اگر یہ لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس کے خلاف رومیوں کو فساد پر ابھاریں گے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ بات تمہارے دین پر پختگی کو آزمانے کیلئے کہی تھی۔ اس کے بعد اس نے کہا مجھے بلایا اور کہا کہ تم میرا خط لے کر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، اور ان کی کسی بات کو ضائع نہ کرنا اور میری تین باتوں کو یاد رکھنا۔ ایک یہ کہ دیکھنا کہ وہ اس خط کا کیا ذکر کرتے ہیں جو باتیں انہوں نے مجھ لکھ کر بھیجی ہیں۔ دوسری یہ کہ دیکھنا جب وہ میرے خط کو پڑھیں تو وہ رات کے بارے میں کیا ذکر فرماتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ ان کی پشت مبارک کو دیکھنا کہ کوئی چیز تم کو نظر آتی ہے۔

پھر میں اس کا خط لے کر روانہ ہوا اور مقام تبوک پر پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اپنا خط پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: اے بھائی تنوخ! میں نے اپنا خط کسریٰ کے نام بھیجا مگر اس نے اسے پھاڑ ڈالا۔ اب یقیناً اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور میں نے نجاشی کے نام خط لکھا، اس نے اسے چاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی مملکت کو ضرور ٹکڑے کر دے گا اور میں نے اپنا ایک دعوتی خط تمہارے صاحب (بادشاہ) کے نام لکھا اور اس نے اسے محفوظ کر لیا۔ ہمیشہ لوگ اس سے ڈرتے رہیں گے، جب تک وہ زندہ ہیں میں نے دل میں کہی یہ بات ان تین میں سے ایک ہے جن کی اس نے مجھے تاکید کی تھی۔

اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے وہ خط اس شخص کو دیا جو آپ کی بائیں جانب تھا اور اس نے اس خط کو پڑھا، اس میں لکھا تھا کہ آپ نے مجھے ایسی جنت کی دعوت دی ہے جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں ہے؟ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟

پھر فرمایا: اے برادر تنوخ! آؤ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے چادر شریف اٹھائی اور فرمایا: دیکھ جس کے دیکھنے کی تمہیں تاکید کی گئی ہے تو میں آپ کے پشت مبارک کی طرف آیا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ وہ کچھ ایسی تھی جیسے کہ بچوں کی دل دار جگہ۔

﴿ابویعلیٰ، ابن احمد زوائد المسند، ابونعیم، ابن عساکر﴾

کسریٰ کے نام مکتوب نبوی اور اس کی گستاخی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب گرامی بھیجا، جب اس نے پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے اس کے اوپر بددعا فرمائی کہ مجوسیوں پر اس کا ملک پورے طور پر ٹکرے ہو جائے۔

﴿بخاری﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی جب کسریٰ کے نام بھیجا تو کسریٰ نے اسے چاک کر دیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسریٰ نے اپنے ملک کو پارہ پارہ کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ کے نام جب نبی کریم ﷺ نے خط بھیجا تو کسریٰ نے اپنے گورنر کے نام صنعاء خط بھیجا اور اس پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے لکھا کہ تو ایسے شخص سے مجھے نہیں بچا سکتا جو تیرے علاقہ میں ظاہر ہوا ہے اور وہ مجھے اپنے دین کی دعوت دیتا ہے۔ تجھے لازم ہے کہ تو اس پر قابو پالے، ورنہ میں تیرے ساتھ بری طرح پیش آؤں گا۔ اس پر صنعاء کے گورنر نے نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ آدمی روانہ کیے جب نبی کریم ﷺ نے ان کے حاکم کا خط پڑھا تو ان لوگوں سے پندرہ دن تک کچھ تعرض نہ فرمایا۔

اس کے بعد ان کو بلا کر فرمایا تم اپنے حاکم کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے رب نے آج رات تیرے رب کو قتل کر دیا ہے۔ پھر وہ چلے گئے اور اسے جا کر اس کی خبر دی۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ اسی رات کو کسریٰ قتل کیا گیا تھا۔

﴿بزار، بیہقی، ابونعیم﴾

کسریٰ کو ایک فرشتہ نے اسلام کی دعوت دی تھی:

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں معلوم ہوا کہ کسریٰ اپنی مملکت میں اپنے محل کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس پر اس نے امر حق پیش کیا اور کسریٰ کے پاس وہ آنے والا شخص ایک آدمی تھا۔ جو چل کر اس کے پاس پہنچا، اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا ہے یا اس سے قبل منظور ہے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں؟ کسریٰ نے کہا کہ منظور ہے مگر اس لاٹھی کو نہ توڑو، اس لاٹھی کو نہ توڑو۔ اس کے بعد وہ شخص پلٹ کر چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے درباریوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ جو شخص میرے پاس آیا تھا، اس کو آنے کی کس نے اجازت دی تھی؟ درباریوں نے کہا کہ تمہارے پاس تو کوئی آدمی بھی نہیں آیا۔ کسریٰ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور ان پر غصہ کیا اور ان پر سختی کی پھر انہیں چھوڑ دیا۔

جب سال کا ابتدائی زمانہ آیا تو وہی شخص پھر اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے، قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ مجھے منظور ہے لاٹھی کو نہ توڑو، لاٹھی کو نہ توڑو، پھر جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو اس نے اپنے دربانوں کو بلایا اور پوچھا: کس نے اسے آنے کی اجازت دی ہے؟

ان سب نے انکار کیا اور کہا کہ تمہارے پاس کوئی بھی اندر نہیں آیا ہے تو اس نے پہلے کی مانند ان کے ساتھ سختی وشدت کی یہاں تک کہ جب دوسرا سال آیا تو وہی شخص اسکے پاس آیا اور اس کے ساتھ لاٹھی تھی۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! کیا تجھے اسلام لانا منظور ہے قبل اس کے کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لاٹھی نہ توڑو، لاٹھی نہ توڑو، مگر اس شخص نے لاٹھی توڑ دی اور اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی وقت ہلاک کر دیا۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

اسے ابوسلمہ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور عمر بن عبدالقوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور زہری رحمۃ اللہ علیہ سے عقیل رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور صالح بن کیسان (رحمہم اللہ) وغیرہ ہم نے روایت کی اور اسے واقدی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے متصلاً بروایت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثال حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسی بنا پر کسریٰ کے بیٹے نے باذان کو خط لکھا اور اسے منع کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حرکت میں نہ لائے اور جو کچھ اس نے دیکھا اس سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔

﴿ابن اسحاق، ابونعیم، بیہقی، خرائطی﴾

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کسریٰ پر اللہ تعالیٰ کی حجت آپ کے بارے میں کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس طرف ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے اپنا ہاتھ اس مکان کی دیوار سے جس میں وہ رہتا تھا نکالا اور اس ہاتھ سے نور چمک رہا تھا جب اس نے یہ ہاتھ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہوگیا۔ اس فرشتہ نے کہا: اے کسریٰ! خوف نہ کھا، اللہ تعالیٰ نے ایک رسول کو مبعوث کیا ہے اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے اب تو اس کا اتباع کر، تاکہ تو اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں سلامت رہے۔ اس نے کہا: میں اس پر غور کروں گا۔

﴿ابونعیم، ابن نجار﴾

حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر بن اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کے نام خط لکھا لیکن قیصر نے تو خط کو محفوظ رکھا اور کسریٰ نے چاک کر دیا، جب اس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہوئی تو فرمایا مجوسیوں کی سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی اور نصرانیوں کی سلطنت ان میں باقی رہے گی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسریٰ کے سامنے دو سبز چادروں میں ملبوس آدمی کی صورت میں فرشتہ آیا، اس کے پاس سبز لکڑی تھی اور وہ شخص بہت بوڑھی شکل میں تھا۔ اس نے کہا کہ اے کسریٰ! اسلام قبول کرلے، ورنہ تیرے ملک کو ٹکڑے کردوں گا، جیسے اس لکڑی کو ٹکڑے کرتا ہوں۔ کسریٰ نے کہا کہ لکڑی کو نہ توڑ پھر وہ پلٹ چلا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

کسریٰ کا عجیب وغریب خواب:

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدائن کا ایک بوڑھا بیان کرتا ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں، اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس کے سر پر عمامہ ہے اور جسم پر تہبند اور چادر ہے اور وہ سیڑھی پر چڑھا ہے جب وہ سیڑھی پر چڑھا تو ندا کی گئی کہ فارس کہاں ہے اور اس کے مرد عورت اور باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھڑیاں باندھیں پھر ان کو اس شخص کے حوالے کردیں جو سیڑھی پر چڑھا ہے۔
یہ خواب دیکھ کر بڑی پریشانی کے عالم میں کسریٰ نے صبح کی اور اس خواب کا ذکر اس نے اپنے ندیموں (ساتھیوں) سے کیا وہ لوگ اس پر اسے آسان بتانے لگے مگر وہ برابر غمزدہ اور فکر بند رہا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی اس کے پاس آیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی رکھی گئی ہے اور مذکورہ روایت کے موافق بیان کیا ہے۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان

کے نام خط لکھا کہ وہ کسی کو اس نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجے اور ان سے کہے کہ اپنی قوم کے دین کی طرف پلٹ جائے ورنہ ایک دن تمہیں ڈرایا جائے گا اور تم کو مقابلہ کرنا پڑے گا اور اس میں قتل کیے جاؤ گے، باذان نے نبی کریم ﷺ کے پاس دو شخصوں کو بھیجا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور وہ دونوں کچھ دن ٹھہرے رہے۔

پھر ایک دن صبح کو ان دونوں کو بلایا اور فرمایا: تم باذان کے پاس جاؤ اور اسے بتادو کہ میرے رب نے آج رات کسریٰ کو قتل کرادیا ہے پھر وہ دونوں چلے گئے اور اسے جا کر بتایا۔

✿ اس کے بعد خبر آئی کہ ایسا ہی واقع ہوا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسعود بن رقاعہ رضی اللہ عنہما ور حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان راویوں کی حدیثیں ایک دوسرے میں مختلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب کسریٰ کے نام خط لکھا تو کسریٰ نے یمن کے عامل باذان کو لکھا کہ اپنے پاس سے دو بہادر شخصوں کو اس مقدس ہستی کے پاس بھیجو جو سرزمین حجاز میں جلوہ افروز ہوئی ہے تا کہ وہ انہیں میرے پاس لائے۔ اس پر باذان نے دو شخصوں کو اپنے خط کے ساتھ بھیجا، جب ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خط پیش کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان دونوں کا حال یہ تھا کہ وہ کانپ رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں آج ٹھہرو اور کل میرے پاس آنا، تب میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کیا ارادہ رکھتا ہوں تو وہ دوسرے دن آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنے حاکم کو خبر پہنچادو کہ میرے رب نے کسریٰ کو آج کی رات اب سے سات گھنٹے پہلے قتل کرادیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے بیٹے شیرویہ کو غالب کر دیا ہے اور اس نے اسے قتل کر دیا ہے پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اسے بتایا۔ اس پر باذان اور وہ لوگ یمن میں تھے ایمان لے آئے۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

بارگاہِ سرورکونین ﷺ میں کسریٰ کا قاصد:

ابن اسحاق اور زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو ملا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو لکھا کہ اس شخص کے پاس جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے، اپنے پاس سے دو بہادر آدمیوں کو روانہ کرو تا کہ وہ دونوں ان کو میرے پاس لے کے آئیں تو باذان نے قہرمانہ اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ان کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ آپ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور باذان نے قہرمانہ مجھے لاکر دینا چنانچہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے اور نبی کریم ﷺ کو انہوں نے پیغام پہنچایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ کل صبح آنا، پھر جب وہ دوسرے دن آئے تو نبی کریم ﷺ نے خبر

دی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کر دیا ہے اور فلاں مہینے کی فلاں رات کو اس نے اسے قتل کر دیا ہے، ان دونوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ ہم یہ بات بادشاہ سے جا کر کہہ دیں گے۔ فرمایا: ضرور تم جا کر میری طرف سے کہہ دینا اور تم دونوں یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور میری سلطنت بہت جلد وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں گھوڑا سوار اور پیدل پہنچ سکتے ہیں، وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت پہنچے گی اور تم دونوں اس سے کہنا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری مملکت تیرے ہاتھ میں رہے گی۔

پھر وہ دونوں باذان کے پاس پہنچے اور اس سے سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر باذان نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ بات کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا: ہم ضرور اسے دیکھیں گے اور وہ ہو کے رہے گا۔ اس کے بعد زیادہ وقت نہ گزرا کہ شیرویہ کا خط اس کے پاس آیا اس نے لکھا تھا کہ میں نے فارس کے غضب کی خاطر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے جبکہ اس نے فارس کے سرداروں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اب میرے لیے ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں فرماں برداری کا عہد لو اور اس شخص کو برانگیختہ نہ کرو جس کیلئے کسریٰ نے تمہیں خط لکھا تھا، جب باذان نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا: بے شک یہ شخص نبی مرسل ہے اور وہ اسلام لے آیا اور آل فارس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے، پھر باذان نے قہرمانہ سے پوچھا تم نے ان کو کس شان میں دیکھا ہے، اس نے کہا کہ مجھ سے کسی نے ایسی ہیبت کے ساتھ گفتگو نہیں کی، جتنی ہیبت مجھ پر ان سے گفتگو کرنے میں طاری تھی۔ باذان نے پوچھا کی ان کے پاس نگہبان (باڈی گارڈ) ہیں اس نے کہا کہ نہیں۔

(ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابونعیم، ابن سعد شرف المصطفیٰ﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی کسریٰ کو پہنچا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سرزمین میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یقین رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے لہٰذا تو ان سے کہہ دے کہ وہ اپنے اس دعویٰ سے باز آ جائیں ورنہ میں ان کی طرف ایک لشکر کو بھجوں گا جو انہیں اور ان کی قوم قتل کر ڈالے گا۔ اس حکم کی تعمیل میں باذان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد کو روانہ کیا اور اس قاصد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی کہہ دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دعویٰ نبوت کا اظہار میری اپنی طرف سے ہوتا تو ضرور میں اس سے باز آ جاتا لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمنی قاصد کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس سے ارشاد فرمایا، میرے رب نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا تو اب کسریٰ آج کے بعد نہیں ہے اور میرے رب نے قیصر کو قتل کرا دیا تو اب آج کے بعد قیصر بھی نہیں ہے۔ قاصد نے آپ کی بات اور وہ وقت، وہ مہینہ اور دن لکھ لیا، جس وقت آپ نے یہ بات فرمائی، اس کے بعد وہ باذان کے پاس واپس چلا گیا اور

اس نے بالکل ایسا ہی پایا کہ کسریٰ بھی مر گیا تھا اور قیصر بھی مر گیا تھا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم فارس کے ان دونوں قاصدوں سے جس کو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا تھا۔ فرمایا: میرے رب نے آج کی رات تمہارے رب کو ہلاک کر دیا ہے اور اسے اس کے بیٹے نے قتل کیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اس پر غلبہ دیا ہے، اب تم دونوں جا کر اپنے صاحب سے کہنا کہ اگر تم اسلام قبول کر لو تو جتنا ملک تمہارے قبضہ میں ہے میں تمہیں دے دوں گا اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے خلاف اعانت فرمائے گا۔

﴿دیلمی﴾

بادشاہ منذر بن حارث غسانی کے نام مکتوب نبوی

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابوشمر غسانی کے پاس اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ حضرت شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس ملک میں پہنچا۔ بادشاہ دمشق کے مقام غوطہ میں تھا اور میں اس کے دربان کے پاس پہنچا، اس سے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا کہ تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ وہ فلاں اور فلاں دن برآمد ہوتا ہے۔ اس وقت مل سکتے ہو۔

میں نے اس کے حاجب سے راہ رسم رکھی، وہ رومی تھا اور اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت پوچھتا رہا اور میں اس کو آپ کے اوصاف بتاتا رہا اور میں اسے اسلام کی دعوت بھی دیتا رہا اور اس کا دل اس قدر نرم اور متاثر ہوا کہ وہ رونے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے انجیل مقدس پڑھی ہے اور میں نے بعینہ یہی صفت آپ کی اس میں پڑھی ہے۔ اب میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے ابن حارث غسانی کا ڈر ہے کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ پھر ابن حارث برآمد ہوا اور وہ بیٹھا اور اپنے سر تاج پہنا جب میں نے اسے مکتوب گرامی دیا تو اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور کہنے لگا مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچتا ہوں، اگر وہ یمن میں ہوتا تو لوگ اسے میرے پاس لے آتے، وہ یہی بکواس کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑا ہو گیا اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا، پھر کہا: تم اپنے آقا سے جا کر وہی کہہ دو جو تم دیکھ رہے۔

اس نے ایک خط قیصر کے نام لکھا اور اس میں آپ کی خبر لکھی۔ قیصر نے جواب میں اسے لکھا کہ تو ان کی طرف نہ جا اور اپنے ارادہ سے باز آ جا، جب منذر بن حارث کے پاس قیصر کا جواب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا تم کب واپس جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں کل جاؤں گا تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام عرض کرنا۔ میں نے جب آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات

بتائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی حکومت ختم ہوگئی اور ابن حارث (غسانی) فتح مکہ کے سال مر گیا۔
﴿ابن سعد﴾

شاہِ مصر مقوقس کے نام مکتوب نبوی

حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر اس کے پاس پہنچا، اس نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا اور میں اس کے پاس رہا، پھر اس نے مجھے بلایا چونکہ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بات تم مجھ سے سمجھ لو۔

میں نے کہا: کہئے کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے تم اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ۔ کیا وہ واقعی نبی ہیں؟ میں نے کہا کہ یقیناً وہ نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کو ان کی قوم نے ان کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا اور انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کیلئے بددعا نہ کی۔

میں نے جواب دیا: کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کیا وہ نہیں ہیں جس کی تم شہادت دیتے ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کی قوم نے ان کو پکڑ کر انہیں سولی دینا چاہا، انہوں نے ان پر بددعا کیوں نہ کی کہ اے اللہ! انہیں ہلاک کردے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانوں کی دنیا میں اپنے پاس بلایا، یہ سن کر اس نے کہا کہ تم عقلمند کے پاس سے آئے ہو۔
﴿بیہقی﴾

مقوقس کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ بنی مالک کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ تم میرے پاس اپنے رفقاء سے جدا ہو کر کیسے پہنچے، کیونکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب میرے اور تمہارے درمیان حائل تھے۔

انہوں نے کہا کہ ہم دریا سے ملحق ہوگئے اور ہم نے محمد ﷺ سے خوف کیا، ہم میں سے کسی ایک شخص نے بھی ان کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ اس نے پوچھا کیوں تم نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا؟

انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ایسا دین لے کر آئے جس کو نہ ہمارے ماں باپ جانتے تھے اور نہ بادشاہ ہی اس پر چلتے تھے لہٰذا ہم اسی دین پر قائم رہے جس پر ہمارے باپ دادا تھے۔ اس نے پوچھا ان کی قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا کہ نوعمروں نے تو ان کی اتباع قبول کر لی اور دیگر لوگوں نے جن میں ان کی قوم کے بھی افراد تھے اور عرب کے دیگر باشندے بھی تھے، بکثرت مقامات پر ان

کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ کی کبھی ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور کبھی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔

مقوقس نے پوچھا: مجھے بتاؤ وہ کیا دعوت دیتے ہیں؟

ہم نے کہا کہ وہ اس کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیں اور وہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی دعوت دیتے ہیں۔ مقوقس نے پوچھا کیا کوئی نماز کا وقت ہے جس وقت پڑھی جائے اور مال کی کوئی مقدار ہے جس کی زکوٰۃ دی جاتی ہے؟ کہا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور ہر ایک کے اوقات مقرر ہیں اور جو مال بیس مثقال کو پہنچ جائے اس کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ کی ہے، پھر انہوں نے تمام اموال کی زکوٰۃ کی ادائیگی کی تفصیل بتائی۔

اس نے پوچھا کیا تم نے دیکھا ہے کہ جب وہ صدقات وصول کرتے ہیں تو ان کو کہاں استعمال کرتے ہیں؟ کہا کہ وہ اپنے فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا حکم دیتے ہیں۔ زنا، سود اور شراب کو حرام قرار دیتے ہیں اور غیر خدا کے کسی ذبیحہ کو وہ نہیں کھاتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ یقیناً وہ تمام انسانوں کی طرف نبی و رسول ہیں، اگر وہ قبط و روم میں ہوتے تو سب ان کی اتباع کرے، بلاشبہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بھی یہی احکامات دیئے ہیں اور جیسے کچھ تم ان کے اوصاف بیان کرتے ہو، انہیں صفات پر پہلے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا انجام بخیر ہوگا، یہاں تک کہ کوئی ان سے جھگڑنے والا نہ ہوگا۔ اور جہاں تک پیدل و سوار جا سکتا ہے اور جہاں تک سمندروں اور دریاؤں کی انتہا ہے ان کا دین غالب ہوگا۔

ہم نے کہا کہ اگر تمام لوگ ان کے دین میں داخل ہو جائیں ہم جب بھی ان کا دین قبول نہ کریں گے۔ اس پر مقوقس نے اپنا سر ہلایا اور کہا کہ تم کھیل کود میں پڑے ہوئے ہو، اس کے بعد اس نے پوچھا: اپنی قوم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ کہا وہ قوم میں ذی نسب ہیں۔ اس نے کہا کہ انبیاء ایسے ہی ہوتے ہیں، وہ اپنی قوم میں شریف النسب ہی ہوتے ہیں۔ اس نے پوچھا ان کی باتیں کہاں تک سچی ہوتی ہیں؟ کہا: ہم انہیں ان کی سچائی کی بنا پر صادق کہا کرتے ہیں۔

مقوقس نے کہا کہ تم اپنے معاملات میں غور کرو۔ کیا تمہارا خیال ہے جبکہ وہ اپنے اور تمہارے درمیان سچائی کو ملحوظ رکھتے ہیں تو کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولیں گے پھر پوچھا کون لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں؟ کہا کہ نوعمر لوگ۔ اس نے کہا کہ پہلے انبیاء کے متبعین کا یہی حال رہا ہے۔

اس نے پوچھا مدینہ کے یہود نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ کیونکہ وہ توریت والے ہیں۔ کہا کہ انہوں نے ان کی مخالفت کی اور ان کے ساتھ جنگ ہوئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور وہ چاروں طرف متفرق ہو کر چلے گئے۔

مقوقس نے کہا کہ یہود حاسد قوم ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حسد کیا مگر وہ ان کی نبوت کو خوب جانتے اور پہچانتے ہیں، جس طرح کہ ہم جانتے ہیں۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم نے اس سے ایسی باتیں سنیں جس سے ہمارے دل محمد ﷺ کی طرف مائل ہو گئے اور ہم نے نگوں ہماری محسوس کی اور ہم نے کہا کہ جبکہ عجم کے بادشاہ ان کی تصدیق کرتے ہیں اور قرابت داری میں ان سے دوری ہونے کے باوجود ان سے خوف کرتے ہیں تو ہم ان کے اقربا اور ہمسایہ ہیں، ہم ان کے دین میں داخل کیوں نہیں ہوتے۔ باوجودیکہ وہ داعی ہمارے گھروں میں دعوت دینے تشریف لایا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جب تک اسکندریہ میں رہا، برابر ہر کینسہ میں جاتا رہا اور ان کے قبطی و رومی اسقفوں سے پوچھتا رہا، وہ سب کے سب محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت سے واقف تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: مجھے بتاؤ کہ کیا نبیوں میں سے کسی کا آنا باقی ہے؟

اس نے کہا: ہاں! وہ آخری نبی ہے۔ اس کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان میں نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی درمیان نہیں ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان نبی کے اتباع کا حکم دیا ہے اور وہ نبی عربی ہے، ان کا نام احمد ہوگا وہ دراز اقامت ہوں گے نہ پست قد۔ ان کی آنکھوں میں سرخی ہے، نہ وہ گورے ہیں نہ سیاہ۔ اپنے سر کے بالوں کو چھوڑیں گے اور موٹا لباس پہنیں گے اور جیسا کھانا پائیں گے وہ اس پر قناعت کریں گے۔ ان کی تلوار ان کی گردن میں حمائل ہوگی اور جو ان سے جنگ کرے گا، وہ ان کی پروا نہ کریں گے، اور ان کے اصحاب اپنی جان کو ان پر قربان کریں گے اور ان کے اپنے باپ دادا اور اپنے بیوی بچوں سے زیادہ ان سے محبت کریں گے۔ وہ نبی ایک حرم میں ظہور فرمائیں گے پھر دوسرے حرم کی طرف ایسی سرزمین میں ہجرت کریں گے، جو سنگلاخ اور نخلستان ہوگی۔ دین ابراہیم پر ان کا دین ہوگا۔

۞ میں نے کہا کہ ان کی مزید صفتیں بیان کیجئے؟

اس نے کہا کہ وہ نصف کمر پر تہبند باندھیں گے اور وہ ہاتھ پاؤں اور منہ کو دھوئیں گے اور وہ ان خصوصیات کے ساتھ مختص ہوں گے جن پر پچھلے انبیاء مخصوص نہ ہوئے۔ ہر نبی اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا ہے مگر وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی ان کیلئے ہوگی اور جس جگہ بھی نماز کا وقت ہوگا، نماز پڑھائیں گے۔ تیمم کر کے نماز پڑھ لیں گے حالانکہ اس نبی سے پہلے لوگوں پر یہ سختی تھی کہ وہ کینسہ اور صومعہ کے سوا نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ تمام باتیں ذہن میں محفوظ کر لیں جو اس نے کہا کہ اسے بھی اور اس کے سوا اور دوسرے پادریوں نے بتایا، انہیں بھی اور میں واپس آ کر مسلمان ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

بارگاہ سرور کونین ﷺ میں شاہ مقوقس کے تحائف ارسال کرنا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مقوقس عظیم قبط کے پاس مکتوب گرامی بھیجا تو مقوقس نے آپ کو خط لکھا کہ میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا تشریف لانا باقی ہے مگر

میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظہور فرمائے گا۔ اب میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا ہے اور آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

قبیلہ حمیر کے سردار کے نام مکتوب نبوی

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے قبیلہ حمیر کے حارث، مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکتوب گرامی بھیجا اور روانگی کے وقت ہدایت فرمائی کہ جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ پھر تم طہارت کر کے خوب اچھی طرح پاک و صاف ہونا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی اور قبول کی دعا مانگنا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنا اور اپنے داہنے ہاتھ میں مکتوب گرامی لے کر ان سرداروں کے بھی داہنے ہاتھ میں دینا کیونکہ داہنا ہاتھ قبولیت کا ہے اور ان کے اوپر

"لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ"

﴿سورۃ البیّنۃ﴾

پڑھنا اور جب تم اسے پڑھ چکو تو

"اٰمَنْتُ بِمُحَمَّدٍ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ"

کہنا تمہارے سامنے جو بھی حجت آئے گی، وہ باطل ہو جائے گی اور نہ ایسی کتاب آئے گی جو بظاہر مزین و خوبصورت ہو مگر یہ کہ اس کا نور جاتا رہیگا اور وہ لوگ تم پر کچھ پڑھیں گے، جب وہ تم پر کچھ پڑھیں تو کہنا کہ اس کا ترجمہ کرو اور پڑھنا:

حَسْبِيَ اللّٰهُ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ وَّ اُمِرْتُ لِاَ عْدِلَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ رَبُّنَا وَّ رَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

ترجمہ: ''میرے لیے اللہ ہی کافی ہے میں ایمان لایا اس پر جو نازل کیا گیا اور مجھے تمہارے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا گیا، اور اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے اور تمہارے لیے تمہارے عمل ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اور اللہ ہمیں جمع فرمانے والا ہے اور اس کی طرف ہمیں پلٹنا ہے۔''

اور جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے ان کی تین شاخوں کی بابت دریافت کرنا کہ جب انہیں لایا جاتا ہے تو وہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ شاخیں درخت اثل کی ہیں۔ ایک شاخ

سفیدی اور زردی سے رنگی ہوئی ہے اور ایک ایسی شاخ ہے جس میں گرہیں ہیں) وہ خیزران ہے اور تیسری شاخ بہت سیاہ ہے گویا وہ آبنوس کی شاخ ہے، پھر ان شاخوں کو برآمد کرا کے انہیں ان کے بازار میں جلا ڈالنا۔

حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گیا اور جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا ویسا ہی عمل کیا جب میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا اور انہوں نے ویسا ہی قبول کیا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔

﴿ابن سعد﴾

عمان کے بادشاہ جلندی کے نام مکتوب نبوی

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان کے بادشاہ جلندی کے پاس بھیجا اور انہوں نے اسلام کی دعوت دی۔ یہ سن کر جلندی نے مجھے اس نبی امی کی بابت رہنمائی کرو کیونکہ وہ خیر ہی کا حکم دیتے ہیں اور اس خیر پر پہلے خود عمل کرتے ہیں اور جس باب کو وہ منع کرتے ہیں، سب سے پہلے وہ خود اس سے باز رہتے ہیں، وہ غالب ہو کر انہیں اتراتے، لوگ ان پر غالب ہوتے ہیں تو ان کے صحابہ ان کو نہیں چھوڑتے، وہ ایفائے عہد کی تاکید کرتے ہیں اور وعدہ کو پورا کرتے ہیں لہٰذا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ یقیناً نبی ہیں۔

﴿وثیمہ الردۃ﴾

بنی حارثہ کا مکتوب نبوی دھو ڈالنے کی گستاخی:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرط کی جانب مکتوب گرامی بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے مکتوب گرامی کو لے کر اسے دھو ڈالا اور اس سے اپنے ڈول میں پیوند لگایا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو چھین لیا ہے۔ فرمایا: وہ لوگ خوفزدہ، عجلت پسند، مختلط الکلام اور بے وقوف ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ان کے چند لوگوں کو دیکھا ہے جو کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور اپنا مافی الضمیر خوبی کے ساتھ بیان نہیں کر سکتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

ایک مشرک سردار آسمانی بجلی سے ہلاک:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو مشرک سرداروں میں سے ایک کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اسلام کی دعوت دیں۔ اس مشرک سردار نے کہا کہ وہ معبود جس کی تم دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا۔

یہ سن کر وہ قاصد صحابی واپس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بجلی اس مشرک پر بھیجی جس نے اسے جلا ڈالا، ابھی وہ قاصد راستہ ہی میں تھے، ان کو اس واقعہ کا کوئی علم نہ تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سردار کو ہلاک کر دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ (سورۃ الرعد) ترجمہ: ''اور کڑک بھیجتا ہے۔''

عروہ بن مسعود کا مسلمان ہونا اور شہید ہونا:

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور بطریق حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عمرو بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں آئے اور اسلام قبول کیا پھر انہوں نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ تم سے قتال نہ کریں۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ اگر وہ لوگ مجھے سوتا ہوا پائیں تو میری ہیبت سے وہ مجھے بیدار نہ کریں گے، چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی، مگر انہوں نے ان کی نافرمانی کی اور انہیں تکلیف دہ باتیں سنائیں، جب سحر کا وقت ہوا اور فجر طلوع ہوئی تو وہ اپنے دریچہ میں کھڑے ہوئے اور نماز کیلئے اذان دی اور کلمہ شہادت پڑھا تو بنی ثقیف کے ایک آدمی نے ان پر تیر مارا، اور وہ اس سے شہید ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی مثال، صاحب یٰسین کی مانند ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور لوگوں نے انہیں قتل کر دیا پھر ان کے قتل کے بعد بنی ثقیف کا وفد انیس افراد پر مشتمل بارگاہ نبوت میں آیا۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عروہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق واقدی عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے بکثرت اہل علم سے روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ لوگ تم سے اس وقت قتال کریں گے اور اس روایت میں ہے۔ ان کے جب تیر لگا تو انہوں نے ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللہِ'' پڑھا اور کہا بلاشبہ مجھے اس کی خبر دیدی گئی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے غیلان بن مسلمہ سے کہا کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے کتنا قریب کر دیا ہے۔ بکثرت ان کے تابع بن چکے ہیں، بقیہ تمام لوگ یا تو رغبت رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں اور ہم لوگوں کے نزدیک عرب کے سمجھدار لوگ ہیں، جس شئے کی طرف محمد ﷺ بلاتے ہیں۔

ہماری مانند لوگ اس سے جاہل نہیں ہیں، بلاشبہ وہ نبی ہیں۔

میں اب تجھ سے ایک بات بیان کرتا ہوں جس کا میں نے اب تک کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ بات

یہ ہے کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں ظہور سے قبل تجارت کی غرض سے نجران گیا تھا، وہاں میرا ایک دوست اسقف (پادری) تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: ابایعفور! تمہارے حرم میں عنقریب ایک نبی کا ظہور ہوگا اور وہ آخری نبی ہے اور وہ اپنی قوت کو قتل عاد کی مانند قتل کرے گا۔ لہٰذا جب وہ ظاہر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے تو تم اس کی اتباع کرنا۔ میں نے اس بات میں سے ایک حرف کا کسی سے اب تک ذکر نہیں کیا، اب میں ان کا اتباع کرتا ہوں پھر وہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے اور اسلام لائے۔

﴿ابو نعیم﴾

وفد بنی ثقیف کی بیعت:

وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وفد ثقیف کی بابت پوچھا جبکہ ان لوگوں نے بیعت کی تو اس کی نوعیت کیا تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شرط کی کہ نہ تو صدقہ دیں گے اور نہ جہاد کریں گے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب وہ مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

شیطانی خیال آنے پر تعوذ پڑھو:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری نماز اور میری قرأت کے درمیان شیطان حائل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے جب تمہیں شیطان کا احساس ہو تو اعوذ باللہ پڑھو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کردیا۔

﴿مسلم﴾

عارضہ نسیان ختم:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب مجھے طائف کی طرف بھیجا تو مجھے اپنی نماز میں ایسا عارضہ پیش آنے لگا کہ میں جانتا ہی نہ تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ نسیان شیطان کی وجہ سے ہے، میرے قریب ہو۔ میں نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا، فرمایا: اپنا منہ کھولو، پھر نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا، ایسا ہی تین مرتبہ کیا۔ اس کے بعد فرمایا: تم عمل خیر کیے جاؤ، پھر اس کے بعد مجھے کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔

﴿ز ابو نعیم﴾

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ

سے اپنے حفظ قرآن میں کمی کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان ہے۔ اس کا نام خنزب ہے۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے قریب ہو، اس کے بعد اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے شانوں کے درمیان پائی اور فرمایا: اے شیطان! عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے سے نکل جا، اس کے بعد میں نے جو سنا وہ مجھے حفظ ہو گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قرآن کریم مجھے یاد نہیں رہتا، پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا: اے شیطان! عثمان رضی اللہ عنہ کے سینہ سے نکل جا، پھر میں اس کے بعد کبھی نہ بھولا جسے میں نے یاد کرنا چاہا۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

درد ختم ہونے کا علاج:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں اس حال میں آیا کہ مجھے اتنا شدید درد تھا کہ جس کی وجہ سے میں مرا جا رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنا داہنا ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور "بِسْمِ اللهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ" کو سات مرتبہ پڑھو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس درد کو دور کیا جیسا کہ تھا ہی نہیں۔ اس کے بعد میں اپنے بال بچوں کو برابر اس دعا کی تلقین کرتا رہا۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفۃ﴾

بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں مسیلمہ کذاب کی حاضری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب اپنی قوم کے بہت سے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ آیا اور وہ کہتا تھا کہ محمد ﷺ اگر اپنے بعد نبوت کو میرے لیے مقرر کر دیں تو میں آپ کا اتباع کر لوں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے اور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں کھجور کی ہری شاخ تھی، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مسیلمہ کے روبرو کھڑے ہو کر فرمایا: اگر تو مجھ سے اس شخص شاخ کو بھی مانگنا چاہے گا تو میں ہرگز نہ دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے امر کو تجھ تک ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو نے پشت پھیری تو اللہ تعالیٰ تیری کونچیں ضرور قطع کر دے گا اور میں تجھے ویسا ہی دیکھ رہا ہوں، جس حال میں تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔" اور یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ تجھے میرے طرف سے جواب دیں گے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے گئے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے بارے میں تجھے ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جس حال میں کہ تو ہے اور جیسا کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔

اسکے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میں سورہا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ مجھے ان کنگنوں کی موجوگی نے غمگین کردیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں وحی فرمائی کہ ان پر پھونک مارو تو میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے ان سے تعبیر کی کہ میرے بعد دو کذاب خروج ادعا کریں گے۔
(چنانچہ ان میں سے ایک تو صنعاء کا سردار عنسی ہوا اور وہ دوسرا ایمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب ہوا۔)
﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کے غسالہ سے بیماروں کو شفا:

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمد بن جابر رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ میرے دادا اسنان بن طارق یمامی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اس وفد کے پہلے شخص ہیں جو وفد بنی حنیفہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سر مبارک دھوتا ہوا پایا۔ آپ نے فرمایا: اے یمامی بھائی! بیٹھ جاؤ اور اپنا سر دھولو، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھویا۔ اس کے بعد اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے ایک نامہ مبارکہ لکھا، اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی قمیص مبارک کا ٹکڑا مرحمت فرمائیے تاکہ میں اس سے منفعت حاصل کروں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا۔ حضرت محمد بن جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ قمیص مبارکہ کا ٹکڑا ان کے پاس رہا اور وہ مریض کو اسے دھوکر پلاتے تو وہ شفایاب ہوجاتا۔

بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں وفد عبدالقیس

حضرت مزیدہ عصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور اپنے اصحاب سے گفتگو فرمارہے تھے کہ دفعتہً آپ نے صحابہ سے فرمایا "عنقریب اس طرف سے کچھ سوار تمہارے پاس آئیں گے جو مشرق والوں میں بہتر ہیں۔ یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس جانب روانہ ہوگئے۔ انہیں تیرہ سوار آتے ہوئے ملے۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس رات کی صبح کے وقت افق کی طرف نظر فرمائی جس کی صبح بنی عبدالقیس کا وفد آیا تھا۔ آپ نے فرمایا مشرق سے ایسے لوگ آرہے ہیں جو اسلام کو ناپسند نہیں کریں گے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ راہ کی مشقت نے جانوروں کو دبلا کردیا ہے اور خود ان کے پاس توشہ نابود تھا اور ان کے سردار کی یہ ایک نشانی ہے اور دعا فرمائی کہ اے خدا بنی القیس کو بخش دے وہ میرے پاس آرہے ہیں اور وہ مجھ سے مال نہیں مانگیں گے۔

وہ مشرق والوں میں بہتر لوگ ہیں چنانچہ بیس سوار آئے اور ان کے سردار حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سلام عرض کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان سے دریافت کیا تم میں عبداللہ بن عوف اشج کون ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں۔ وہ بظاہر ایک مرد بدصورت تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف نظر فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا لوگ انسانوں کی کھال میں پانی نہیں بھرتے ہیں بلکہ انسان کی ضرورت دو چھوٹی چیزوں کی وجہ سے پڑتی ہے۔ ایک اس کی زبان دوسرا اس کا دل۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں دو خوبیاں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ دو خوبیاں کیا ہیں؟ فرمایا حلم اور وقار۔ عرض کیا: کیا کوئی چیز ایسی ہے جو سیکھ کر نئی پیدا ہوئی ہے یا میرے اندر پیدائشی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ تمہارے اندر پیدائشی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

تمام علاقہ آنکھوں کے سامنے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل ہجرے سے عبدالقیس کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارے یہاں کھجور کی کئی قسمیں ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو اور نبی کریم ﷺ نے ان قسموں کے رنگ اور نام بیان فرما دیئے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اگر آپ مقام ہجر میں تولد فرماتے تو اس سے زیادہ آپ علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے اعلیٰ سے ادنیٰ تک دیکھا اور تمہاری کھجوروں میں سب سے بہتر کھجور ''البرنی'' ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

﴿حاکم﴾

آسیب ختم ہو گیا:

حضرت وازع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشج رضی اللہ عنہ ہمارے قافلے میں تھے اور ہمارے ساتھ آسیب زدہ ایک شخص تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے۔ اس کے لیے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس لاؤ تو میں اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر مبارک کا گوشہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ بغل شریف کی سفیدی دیکھ لی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس چادر کے گوشے کو اس کی کمر پر مار کر فرمایا۔ ''او اللہ تعالیٰ کے دشمن نکل جا۔''

اور وہ صحیح نظر سے دیکھتا ہوا آ گے آیا۔ اب اس کی نظر پہلی جیسی نہیں تھی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد اس وفد میں کوئی دوسرا شخص نہ تھا جسے اس پر فضیلت دی جاتی۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت شہاب بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبدالقیس کے وفد کے ایک شخص سے سنا کہ اشج رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ہماری سرزمین کی آب و ہوا ثقیل ہے اور ہم شراب پیتے ہیں۔ اگر ہم ایک گھونٹ شراب کا نہ پئیں تو ہمارے رنگ بدل جاتے ہیں اور ہمارے پیٹ پڑھ جاتے ہیں لہٰذا ہمیں اتنی مقدار پینے کی رخصت عطا فرمایئے اور اپنی ہتھیلی کا اشارہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے اشج رضی اللہ عنہ اگر میں تمہارے لیے ہتھیلی بھر کی اجازت دے دوں گا تو تم اتنا پی لو گے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھول دیا اور پھیلا دیا۔ مطلب یہ کہ ہتھیلی بھر سے کہیں زیادہ پیو گے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کوئی شراب کے نشے میں اٹھے گا تو اپنے چچا کے بیٹے کی طرف اس کی پنڈلی پر تلوار کا زخم لگائے گا، اس وفد میں ایک شخص تھا جس کا نام حارث تھا۔ شراب نوشی میں اس کی پنڈلی پر زخم لگا تھا کیونکہ اس نے ایک شعر میں کسی کو کسی عورت پر تشبیہ دی تھی۔ راوی کا بیان ہے جب حارث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اپنی چادر سے اپنی پنڈلی چھپانے لگا اور اپنی پنڈلی کے زخم کو ڈھانپنے لگا اور اس کی یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر ظاہر فرما دی تھی۔

﴿احمد﴾

وفد بنی عامر کے گستاخوں کا بُرا انجام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں بنی عامر کا ایک وفد آیا۔ اس میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر تھے۔ یہ لوگ قوم کے سردار اور ان کے شیاطین تھے۔ عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کے روبرو آیا اور وہ نبی کریم ﷺ سے غداری کرنا چاہتا تھا اور اس نے اربد سے کہہ رکھا تھا کہ جب ہم ان سے ملیں گے تو میں ان کے چہرے کو تمہاری طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول رکھوں گا۔ جب میں ایسا کر لوں تو ان پر تلوار کا وار کر دینا چنانچہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اے محمد ﷺ مجھ پر دین کی تبلیغ ترک کر دیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں ہرگز ترک نہ کروں گا جب تک کہ اللہ وحدہ، پر ایمان نہ لائے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کی بات کا انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ سنئے! خدا کی قسم! میں سرخ گھوڑوں اور آدمیوں سے آپ کے خلاف زمین کو بھر دوں گا۔

جب وہ واپس ہوا تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی اے خدا عامر بن طفیل کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

پھر جب وہ باہر نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ اے اربد تیرا برا ہو تجھے کیا ہوا۔ میں نے جو تجھ سے کہا تھا اس پر تو نے عمل نہیں کیا۔ اربد نے کہا کہ خدا کی قسم! جب بھی میں نے تیرے مشورے پر عمل کرنا چاہا تو میرے اور ان کے درمیان تو حائل ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر اپنے علاقے کی طرف چل دیئے ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون میں مبتلا کر دیا اور اس کی گردن میں طاعون کی گلٹی نکل آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بنی سلول کی عورت کے گھر میں ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھی بنی عامر کی سرزمین میں پہنچے تو قبائل کے لوگوں نے پوچھا۔ اے اربد کیا بات ہوئی؟

اس نے کہا کہ ہمیں ایسی ذات کی پرستش کی طرف بلایا گیا اگر میرے اختیار میں ہوتا تو جس قدر میرے پاس یہ تیر ہیں، اس پر اتنے تیر مارتا کہ میں اسے قتل کر دیتا۔ اس کے دوسرے یا تیسرے دن کے بعد وہ اپنے اونٹ کو فروخت کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی بھیجی جس نے اسے اور اس کے اونٹ دونوں کو جلا ڈالا۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عامر بن طفیل کیلئے بددعا:

اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن صبح کے وقت عامر بن طفیل پر بددعا کرتے رہے:

”اللهم اكفنى عامر بن الطفيل بما شئت و ابعث عليه داء يقتله“

تو اللہ تعالیٰ نے طاعون کو بھیجا اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

مؤئل بن جمیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عامر بن طفیل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر اسلام قبول کرتا ہوں کہ تمام صحرا میرے لیے ہو اور شہر آپ کے لیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا۔ پھر وہ چلا گیا اور یہ کہتا ہوا گیا کہ خدا کی قسم! میں اس سرزمین کو اصیل گھوڑوں اور جری مردوں سے بھر دوں گا اور ہر کھجور کے درخت سے ایک ایک گھوڑا باندھ دوں گا۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔

”اے اللہ! عامر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔“ تو وہ نکلا یہاں تک کہ ابھی وہ سلولیہ کے گھر میں مدینہ کے وسط میں ہی تھا کہ اس کے حلق میں گلٹی نکلی اور وہ اپنے گھوڑے پر کودا اور نیزہ لے کر گھوڑا دوڑاتا ہوا بھاگا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ یہ گلٹی، اونٹ کی گلٹی کے مشابہ ہے اور میری موت سلولیہ کے گھر ہی میں ہے اور وہ اس حال میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو کیا امر نبوت کو اپنے بعد میرے لیے قرار دے دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ منصب نبوت نہ تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں آپ کے خلاف اس سرزمین کو گھوڑوں اور آدمیوں سے بھردوں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو تجھ سے محفوظ رکھے گا۔ جب یہ دونوں نکلے تو عامر نے اربد سے کہا کہ میں محمد ﷺ کو باتوں میں مشغول رکھ کے تجھے موقع دوں گا۔ اس وقت تو ان پر تلوار سے وار کردینا۔ اربد نے کہا کہ میں یہ کروں گا۔ پھر دونوں واپس آئے۔ عامر نے کہا:

کہ اے محمد ﷺ میرے ساتھ چلئے میں آپ سے کچھ بات کروں گا تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور اربد نے تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا، جب اس نے اپنا ہاتھ اپنی تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر چپکا رہ گیا اور وہ عامر کے پاس نہیں آیا اور تلوار مارنے میں دیر کی۔ اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے۔ جب یہ دونوں رقم نامی مدینہ کے چشمہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی اور بجلی نے اسے ہلاک کردیا اور عامر گلٹی میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی تا شَدِیْدُ الْمِحَالِ" (سورۃ الرعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "معقبات" اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بچایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اس سے مجھے عداوت تھی۔ میں بدر میں مشرکوں کے ساتھ حاضر ہوا پھر میں آزاد ہوکر جنگ احد میں شریک ہوا۔ وہاں سے فارغ ہوکر غزوۂ خندق میں لڑا مگر میں وہاں بھی زندہ رہا۔ اس وقت میں نے دل میں کہا کہ میں کہاں کہاں رسوا ہوتا رہوں گا۔ خدا کی قسم محمد ﷺ ضرور قریش پر غالب رہیں گے۔ پھر جب میں حدیبیہ میں شریک ہوا اور نبی کریم ﷺ صلح کی حالت میں واپس ہوئے اور قریش مکہ کی طرف لوٹ گئے تو میں دل میں کہنے لگا۔ آئندہ سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اب نہ مکہ مکرمہ رہنے کی جگہ رہی ہے اور نہ طائف۔ اور نکل بھاگنے سے بہتر کوئی چیز ہے ہی نہیں اور میں اسلام سے اس وقت تک دور ہی تھا۔

میں خیال کرتا تھا کہ اگر تمام قریش اسلام لے آئے تو میں تب بھی اسلام نہ لاؤں گا۔ غرض کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں نے اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو جمع کیا چونکہ وہ لوگ میری رائے کو وقعت کی نظر

سے دیکھتے اور میری بات مانا کرتے تھے۔ اور دشوار معاملات میں میری رائے مقدم رکھا کرتے تھے۔
میں نے ان سے کہا کہ میں تم لوگوں میں کیسا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ تم ہم میں صائب الرائے ہو۔ میں نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہی ہو۔ خدا کی قسم! محمد ﷺ کا معاملہ ایسا عظیم ہے کہ باوجود ناگوار ہونے کے ان کا معاملہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟

کہا کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور ہم اس کے ساتھ رہیں۔ پھر اگر محمد ﷺ کا غلبہ ہوا تو ہم نجاشی کے پاس رہیں گے اور نجاشی کے ہاتھ کے نیچے رہنا ہمارے نزدیک محمد ﷺ کے ہاتھ کے نیچے رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں تو وہ سب خوب جانتے ہی ہیں۔ یہ سن کر ان سب نے کہا کہ یہ رائے ٹھیک اور مناسب ہے۔ اس وقت میں نے کہا کہ تم جو نجاشی کو ہدیہ دینا چاہو، اسے جمع کرلو۔ چونکہ ہم لوگ اپنی سرزمین سے اس کی طرف جو تحائف زیادہ تر بھیجا کرتے تھے وہ چمڑا ہوتا تھا تو ہم نے بہت کثرت سے چمڑا جمع کیا۔ اس کے بعد ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔ خدا کی قسم ابھی ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اچانک حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نجاشی کے پاس آئے چونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر نجاشی کے پاس انہیں بھیجا تھا اور اس خط میں نبی کریم ﷺ نے لکھا تھا کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقد کر دیا جائے۔ اس کے بعد میں نجاشی کے پاس سے آیا اور میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر میں نجاشی کے پاس گیا تو میں اس سے ان کو مانگ لوں گا اور اگر اس نے مجھے ان کو دے دیا تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو اس سے قریش خوش ہوں گے۔ جب میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے قاصد کو قتل کر دوں گا تو یہ میرے لیے قریش کی طرف سے بدلہ ہوگا۔

تو میں نجاشی کے پاس گیا اور میں نے اسے سجدہ کیا جیسا کہ میں کیا کرتا تھا۔

اس نے کہا اے میرے دوست مرحبا! کیا تم میرے لیے اپنے علاقہ سے کوئی ہدیہ لائے ہو؟

میں نے کہا کہ ہاں اے بادشاہ! میں تمہارے لیے بہت سا چمڑہ لایا ہوں۔ پھر میں نے ان کو اس کے سامنے کیا اس نے دیکھ کر تعجب کیا اور اس نے اس میں سے کچھ اپنے بطریقوں کے درمیان تقسیم کیا اور بقیہ چمڑوں کے بارے میں حکم دیا کہ اسے خزانے میں داخل کر دیا جائے۔ جب میں نے اسے بہت خوش دیکھا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے تمہارے پاس سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا ہے اور وہ ہمارے ایسے دشمن کا قاصد ہے جس نے ہمیں اکیلا کر دیا ہے۔ اس نے ہمارے بڑوں کو اور ہمارے اچھے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ لہٰذا تم مجھے اسے عنایت کر دو تا کہ میں اسے قتل کر دوں۔

نجاشی میری بات سن کر غضبناک ہو گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے میری ناک پر مارا کہ میں نے گمان کیا کہ شاید میری ناک ٹوٹ گئی ہے اور میرے نتھنوں سے خون بہنے لگا اور میں اس خون کو اپنے کپڑے میں لینے لگا اور مجھے اتنی ذلت پہنچی کہ اگر میرے لیے زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتا۔ جب خون رک گیا تو میں نے کہا کہ اے بادشاہ! اگر میں جانتا کہ میں نے جو بات کہی ہے تمہیں اتنی

بری لگے گی تو میں ہرگز نہ کہتا اور تم سے اسے نہ مانگتا۔

نجاشی نے کہا کہ اے عمرو! تم مجھ سے اس ہستی مقدس کے قاصد کو مانگتے ہو جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ تا کہ تم اسے قتل کر دو پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی اس حالت کو جس پر میں اب تک تھا بدل ڈالا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس حق کو عرب اور عجم نے پہچان لیا لیکن تو ابھی تک اس کی مخالف میں کمر بستہ ہے۔ میں نے کہا کہ اے بادشاہ! کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو۔

نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہیں۔ اے عمرو رضی اللہ عنہ! اب میرا کہا مان اور تو ان کی اطاعت قبول کر لے۔ خدا کی قسم وہ یقیناً حق پر ہیں اور جس نے بھی ان کی مخالف کی ہے ضرور وہ ان سب پر غالب ہوں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہوئے۔

میں نے پوچھا کیا تم اسلام پر ان کی جانب سے میری بیعت قبول کرتے ہو؟ نجاشی نے کہا کہ میں ضرور قبول کروں گا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور اسلام پر میری بیعت لے لی۔ (اسے ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ ایک اور سند کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔)

﴿ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حبشہ میں گوشہ نشینی:

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سر زمین حبشہ پر داخل ہوئے تو وہ گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے دوستوں کی طرف نکلنا بند کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے، وہ باہر کیوں نہیں نکلتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حبشیوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے صاحب نبی ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات تمہارے پاس ایک شخص ہجرت کر کے آئے گا جو حکیم و دانا ہے چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

وفد دوس کی حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ منیر بن عبید اللہ دوسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا کے شوہر جن کا نام ابو العکر تھا، مسلمان ہوئے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر دوسی لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب جس وقت ہجرت کر گئے تو ام شریک رضی اللہ عنہا نے

بیان کیا کہ میرے پاس ابولعکر کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا کہ تم ان کے دین پر ہو؟

میں نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں ان کے دین پر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو ہم تجھے ضرور شدید عذاب دیں گے۔ پھر وہ مجھے ایسے اونٹ پر سوار کر کے لے چلے جو بہت ست رفتار اور ان کی سواریوں میں سے سب سے زیادہ شریر اور خراب تھا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی کھانے کو دیتے اور پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر اور سخت دھوپ کا وقت ہوتا اور ہم پڑاؤ کرتے تو وہ اتر کر اپنے خیمے نصب کرتے اور مجھے دھوپ میں چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ میری عقل اور سماعت و بصارت جاتی رہی۔ یہ سلوک انہوں نے میرے ساتھ تین دن کیا۔ پھر تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا کیا تو اپنے اس دین کو جس پر تو ہے چھوڑتی ہے کیا نہیں۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں قطعاً کچھ نہ سمجھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں بجز اس کے کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ سنائی دیتا تھا۔ گویا میری سمجھ بالکل جاتی رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف توحید کا اشارہ کیا۔ وہ کہتی ہیں واللہ میں اسی حالت میں تھی اور مجھے انتہائی شدت و تکلیف پہنچ رہی تھی کہ اچانک ٹھنڈا ڈول اپنے سینے پر پایا میں نے اسے تھام کر ایک گھونٹ پیا پھر وہ ڈول مجھ سے جدا ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے اور وہ میری گرفت سے دور تھا۔ اس کے بعد دوبارہ ڈول میرے پاس آیا اور میں نے اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر وہ مجھ سے دور ہو گیا اور میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ وہ ڈول میرے قریب آیا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اس پانی کو اپنے سر، اپنے چہرے اور کپڑوں پر بہالیا۔

ام شریک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسی وقت وہ لوگ اپنے خیموں سے نکل کے آئے اور انہوں نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ پانی تیرے پاس کہاں سے آیا؟

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہے اور اسی نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ پھر وہ تیزی کے ساتھ اپنے خیموں میں گئے۔ اور اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو دیکھا، وہ بدستور سربند تھے۔ انہیں کھولا ہی نہ گیا تھا۔ اس پر وہ کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک تیرا رب ہی ہمارا رب ہے اور اس جگہ تجھے جو نصیب ہوا ہے۔ بیشک اسی نے تجھے عنایت فرمایا ہے۔ اب تک جو کچھ تیرے ساتھ ہم نے سلوک کیا، وہ کیا اب ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسی نے اسلام کو مشروع کیا ہے پھر وہ سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب کے سب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے آ گئے اور وہ لوگ اپنے اوپر میری فضیلت کا اعتراف کرتے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ جو عنایت فرمائی تھی۔

اور یہ ام شریک رضی اللہ عنہا وہی ہیں جس نے اپنے نفس کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ جب کوئی عورت اپنے نفس کو کسی مرد پر ہبہ کر دیتی ہے تو اس میں خیر نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

"وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اور ایمان والی عورت اگر اپنی جان کی نذر کرے"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے ام شریک رضی اللہ عنہا بیشک اللہ تعالیٰ تمہای خواہش میں تمہارے لیے ضرور عجلت فرماتا ہے۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی ہجرت:

عارم بن طفیل اور حماد بن زید یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا نے جب آخری رات میں ہجرت کی تو انہوں نے اپنے سینے پر ایک ڈول پانی کا اور ایک توشہ دان رکھا ہوا پایا انہوں نے اس سے پیا اور کھایا۔ اس کے بعد لوگوں نے اندھیرے میں سفر کے لیے انہیں اٹھایا۔ اس وقت ایک یہودی نے کہا کہ یقیناً میں نے کوئی آواز سنی ہے کیونکہ وہ ایک یہودی کے ساتھ سفر کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ اس وقت اس یہودی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر ام شریک رضی اللہ عنہا کو پانی پلایا تو میں تیرے ساتھ برابر تاؤ کروں گا اور وہ بے آب و طعام رہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ عورت انہیں پانی پلانا چاہتی تو وہ کہتیں خدا کی قسم میں ہرگز نہ پیوں گی۔

راوی کا بیان ہے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس گھی کی ایک کپی تھی۔ اسے جو مانگتا وہ مستعار دیتیں۔ ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گھی ایسا ہے کہ اس میں تلچھٹ بھی نہیں ہے۔ پھر انہوں نے اس میں پھونک بھری اور دھوپ میں لٹکا دیا اور وہ گھی سے بھر گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی یہ کپی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے تھی اور اس حدیث کی متصل سندیں بھی ہیں جو زیادتی طعام وغیرہ کے باب میں آئیں گی۔

﴿ابن سعد﴾

وفد بنی سلیم کی حاضری کے وقت معجزہ نبوی

ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو بنی سلیم کے ایک شخص نے بتایا کہ ہمارے وفد میں ایک شخص جس کا نام قدر بن عمار تھا، وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہ اسلام لایا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں اپنی قوم کے ایک ہزار گھڑ سواروں کو آپ کی خدمت میں لاؤں گا۔ پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور نو سو آدمی اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور ایک سو آدمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک ہزار میں سے بقیہ لوگ کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا چونکہ ہمارے

اور بنی کنانہ کے درمیان تنازعات ہیں۔ اس خوف سے ہم سو آمیوں کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ان کو بھی بلانے کے لیے کسی کو بھیجو کیونکہ اس سال تمہارے لیے کوئی ایسا اندیشہ نہیں ہے۔ جسے تم ناگوار سمجھتے ہو تو انہوں نے انہیں بلانے کسی کو بھیجا اور وہ مقام ہداہ (کو کہ مکہ و طائف کے درمیان ایک جگہ ہے) میں آ کے مل گئے۔ جب نے انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سی تو کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! وہ ہم پر چڑھ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تمہارے مخالفین نہیں ہیں بلکہ تمہارے خیر خواہ ہیں، وہ سلیم بن منصور رضی اللہ عنہ ہیں جو آ رہے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا اور دست اقدس کی برکت:

ہشام بن محمد اور جعفر بن کلاب جعفری کو بنی عامر کے شیوخ نے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زیاد بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے سر پر دست اقدس پھیرا۔ اور دست اقدس کو پھیرتے ہوئے ان کی ناک تک لے آئے۔ بنی ہلال ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہم زیاد کے چہرے میں برکت کو پہچانا کرتے تھے۔ ایک شاعر نے علی بن زیاد کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں۔

یا ابن الذی مسح الرسول براسه	ودعاله بالخیر عند المسجد
اعنی زیادا لااريد سواه	من غائر اومتهم او منجد
مازال ذاک النور فی عرنينه	حتی تبوا بيته فی ملحد

ترجمہ: ”اے اس شخص کے بیٹے جس کے سر پر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا اور جس کے لیے مسجد شریف میں دعائے خیر کی۔ میری مراد زیاد ہے اور کوئی نہیں ہے۔ خواہ وہ غور کا ہے یا تہامہ یا نجد کا رہنے والا ہو۔ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کا نور اس کے چہرے میں ہمیشہ رہا یہاں تک کہ وہ زیاد اپنے حقیقی گھر قبر میں جا بسے۔“

﴿ابن سعد﴾

رسولی ختم:

ہشام بن محمد، ولید بن عبد اللہ جعفی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے والد نے ان سے ان کے مشائخ نے حدیث بیان کی۔ ان شیوخ نے کہا کہ جب حضرت ابوسبرۃ یزید بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سفیر بن کے آئے تو ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے سبرہ اور عزیز تھے۔ ابوسبرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میری پشت پر ہتھیلی کی برابر رسولی ہے جو مجھے اپنی سواری کی لگام کھینچنے میں مانع آتی ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے بغیر پیکان کے تیر طلب فرمایا اور اس تیر کو آپ کی رسولی پر مارتے اور پھیرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسولی جاتی رہی۔

﴿ابن سعد﴾

یمن والوں میں بہتر شخص:

حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوشاک پہنی اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ فرما رہے تھے تو تمام لوگوں نے نظریں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ میں نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں کچھ ذکر فرمایا تھا؟

اس نے کہا کہ ہاں تمہارا ذکر احسن طریقہ سے کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ عنقریب اس دروازے سے یا اس راستے سے ایک شخص داخل ہوگا جو یمن والوں میں ایک بہتر شخص ہے اور اس کے چہرے پر جیسے فرشتے نے ہاتھ پھیرا ہو۔ (یعنی بہت حسین وخوبصورت ہوگا) اور چند دعائیہ کلمات فرمائے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ میری بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر دست مبارک رکھا اور دعا کی۔ "اے خدا اسے جمادے اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔" اس کے بعد ذی الخلصہ کی طرف ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ احمس گیا اور ہم نے وہاں پہنچ کر اسے جلا ڈالا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور میں نے سینے کے اندر اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا فرمایا: "**اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ وَ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّ مَهْدِيًّا**" اس کے بعد میں کبھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

(اس حدیث اور اوپر کی حدیث کی دعا میں کچھ فرق نہیں ہے)

﴿بخاری، مسلم﴾

وفد قبیلہ بنی طے کی حاضری کے وقت معجزات کا ظہور

زید الخیر کی موت کی پیشین گوئی:

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ قبیلہ طے کا وفد آیا، ان میں زید الخیل رضی اللہ عنہ بھی تھے اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید الخیل رضی اللہ عنہ کا نام زید الخیر رضی اللہ عنہ رکھا۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا۔ زید رضی اللہ عنہ ہرگز مدینہ کے بخار سے خلاصی نہ پائیں گے۔ چنانچہ جب وہ نجد کی سر زمین کے ایک چشمے پر پہنچے تو انہیں بخار چڑھا اور وہیں فوت ہو گئے۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعمیر طائی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی اور ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاخبار المشہورہ'' میں ابومخنف رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

خوشحال زمانے کی خبر:

عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاقہ کی شکایت کی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا۔ اس نے رہزنی کی شکایت کی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ)! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لوگے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لیے آئے گی اور اسے سوائے اللہ رب العزت کے کسی کا خوف وڈر نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے جو شہروں کو لوٹتے ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لوگے کہ کسریٰ کے خزانے کھل جائیں گے اور تم انہیں فتح کرو گے۔

میں نے عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟

فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے اور فرمایا اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھ لوگے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی لیے ہوگا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کرلے مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر تم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا ضرور دیکھ لوگے۔

﴿بخاری﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تیسری بات حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں واقع ہوئی پھر انہوں نے عمر بن اسید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی سال خلافت کی۔ اور وہ اس وقت تک فوت نہ ہوئے جب تک کہ ہم نے یہ نہ دیکھ لیا کہ ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں فقراء نظر آئیں۔ یہ مال ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا۔ بالآخر وہ مال لے کر واپس آ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو اس مال کو قبول کرے وہ مالک اپنا مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلاف میں لوگ

بہت تونگر ہو گئے تھے۔ انہوں نے سب کو مال دار کر دیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا اونٹ خریدنا:

حضرت طارق بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے اور جب ہم مدینہ منورہ کی چار دیواری کے قریب پہنچے تو ہم نے اتر کر لباس بدلے۔ اچانک ایک شخص دو چادروں میں ملبوس تشریف لایا اور اس نے سلام کیا۔ پوچھا کہاں کا قصد ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ جانا چاہتے ہیں؟

اس نے پوچھا تمہیں مدینہ میں کیا کام ہے؟

ہم نے کہا کہ ہم مدینہ میں کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کھائیں۔ ہمارے ساتھ ایک پردہ نشین عورت تھی اور ایک سرخ دھاری کا اونٹ تھا۔

پھر اس شخص نے پوچھا کیا تم اپنے اس اونٹ کو فروخت کرتے ہو۔

ہم نے کہا کہ اتنی قیمت اور اتنے صاع کھجور کے بدلے فروخت کرتا ہوں جو قیمت ہم نے بتائی تھی اس نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ شخص روانہ ہو گیا۔ جب وہ شخص ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا کہ یہ ہم نے کیا کیا کہ اپنا اونٹ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسے ہم جانتے تک نہیں ہیں اور نہ ہم نے اس سے قیمت لی ہے۔

اس پر اس عورت نے جو ہمارے ساتھ تھی کہا تم کوئی رنج و غم نہ کرو۔ خدا کی قسم! میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے وہ ہرگز تمہارے ساتھ بدمعاملگی نہ کرے گا۔ میں نے کسی کی صورت چودھویں رات کے چاند کی مانند اس سے زیادہ مشابہ نہیں دیکھی ہے۔ میں اس کی طرف سے تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ اسی لمحہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں اور یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ انہیں کھاؤ اور وزن کرو اور قیمت پوری کرلو۔

﴿بیہقی﴾

وفد حضرالموت کی آمد کی اطلاع اور معجزات کا ظہور

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کے ظہور کی خبر پہنچی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت مجھے آپ کے صحابہ نے بتایا کہ تمہارے آنے سے تین دن پہلے نبی کریم ﷺ نے تمہارے آنے کی ہمیں خبر دے دی تھی۔

﴿تاریخ بخاری﴾

زہری، عکرمہ اور عاصم بن عمرو بن قتادہ رحمہم اللہ وغیرہم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں حضرموت کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہوئے۔ حضرت محزس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری زبان کی لکنت دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے دعا کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ محزس بن معد یکرب رضی اللہ عنہ کا وفد آیا اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ تھے جو نبی کریم ﷺ کے پاس سفارت میں آئے تھے۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے روانہ ہو گئے تو محزس رضی اللہ عنہ کو لقوہ ہو گیا تو ان میں سے چند اشخاص واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! عرب کے سردار کو لقوے نے مارا ہے تو ہمیں اس کے لیے کوئی دوا بتایئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سوئی کو لے کر اسے آگ میں سرخ کرو اور اسے آنکھ کے پپوٹے پر پھیرو۔ اس میں اس کی شفا ہے اور اسی کی طرف اس کا لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم نے میرے پاس سے جانے کے بعد کیا کہا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔

﴿ابن ہشام﴾

کلیب بن اسد کے بارگاہ نبوی میں نعتیہ اشعار:

ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ ان سے عمرو بن مہاجر کندی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرالموت سے کلیب بن اسد آئے حاضر ہوتے وقت یہ اشعار کہے۔

من وفر برهوت تهوی بی غذا فرة ۔۔۔ اليک يا خير من يحفی وينتحل

شهرين اعملها نصا علی وجل ۔۔۔ ارجوبذاک ثواب الله يا رجل

انت النبی الذی کنا نخبره ۔۔۔ وبشرتنا بک التوراة والرسل

ترجمہ: ''اے وہ نبی ﷺ جو برہنہ رہنے اور جوتے پہنے والوں میں بہتر ہے۔ آپ کی طرف برہوت سے جو حضرموت کا جنگل ہے، مجھے لا رہی ہے۔ میں دو مہینوں میں خوفناک راستوں سے گزر کر تیز رفتاری سے اے نبی حاضر ہو رہا ہوں۔ اور میں اس کے ثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ آپ وہ نبی ہیں جن کی خبر ہمیں لوگ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کی بشارت توریت اور رسولوں نے ہمیں دی ہے۔''

﴿ابن سعد﴾

بنواشعر کی آمد کی اطلاع اور معجزات کا ظہور:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایسے لوگ آ رہے ہیں جو تم سے زیادہ نرم دل ہیں پھر اشعری آئے اور ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ

اپنے صحابہ میں ایک دن تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا اے خدا کشتی والوں کو نجات دے۔ پھر کچھ دیر بعد فرمایا اب کشتی گرداب سے نکل گئی ہے پھر جب وہ کشتی والے مدینہ کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ آرہے ہیں اور ان کو ایک مرد صالح لا رہا ہے۔

راوی نے کہا کہ وہ لوگ جو کشتی میں تھے وہ اشعری تھے اور جوان کو لا رہا تھا وہ عمرو بن الحمق خزاعی رضی اللہ عنہ تھے۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ زبید سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ زبید میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ رمع میں بھی برکت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ زبید میں برکت دے۔ انہوں نے کہا کہ رمع میں برکت ہو۔ نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ میں فرمایا رمع میں بھی برکت دے۔

- (اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا۔)
- عیاض اشعری سے آیت کریمہ

"فَسَوْفَ يَأْتِي اللهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ"

ترجمہ: ''عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتے ہیں۔''

کی تفسیر میں روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ یہی ہیں یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ایک وفد میں شامل ہو کر روانہ ہوا۔ جب ہم پہنچے تو ہم نے دروازے کو دستک دی۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ جس کے پاس ہم آئے تھے۔ ہمارے نزدیک اس سے زیادہ بغض وغصہ کسی شخص پر نہ تھا اور جب ہم وہاں سے نکلے تو ہماری یہ حالت ہوگئی تھی کہ ہمارے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب لوگوں میں کوئی دوسرا نہ تھا۔

راوی نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنے رب تعالیٰ سے اس فرشتے کو کیوں نہیں مانگتے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرشتہ تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا یہ آقا حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خاص دعا سے سرفراز فرمایا۔ ان انبیاء میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں دعا مانگ لی اور انہیں وہ دعا دنیا ہی میں دے دی گئی اور کچھ نبی ایسے ہیں جب ان کی قوم نے ان کی نافرمانی

کی تو انہوں نے اس دعا کو ان کی ہلاکت پر صرف کر دیا اور وہ ان کی دعا پر ہلاک کر دیئے گئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ایک دعا کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور میں نے اپنی اس دعا کو روز قیامت اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے اٹھا رکھا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بارگاہ نبوت میں ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی حاضری:

حضرت جعد بن عبدالرحمٰن بن ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھی کہ ”ماعز (رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں سب سے آخر میں اسلام لائے اور ان پر کوئی گناہ نہ کرے گا مگر ماعز کا اپنا ہاتھ اور اس پر انہوں نے بیعت کی۔

﴿بیہقی﴾

مزینہ کے وفد کی آمد اور کھجوروں میں برکت:

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں چار سو مزینہ جہینہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ہم کو اپنے دین کی دعوت دی۔ پھر فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ! ان کو زادراہ دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ انہیں زادراہ دو تو انہوں نے بالا خانے کا کمرہ کھولا۔ میں نے دیکھا کھجوروں کا اتنا ڈھیر تھا جتنا بیٹھا ہوا اونٹ ہوتا ہے پھر انہوں نے ہم چار سو سواروں کو اس میں سے زادراہ دیا۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے آخر میں لینے والا میں تھا۔ اس وقت جب میں نے اس ڈھیر کی طرف نظر ڈالی تو وہ ڈھیر اتنا ہی تھا۔ گویا اس میں کی ایک کھجور بھی ہم نے کم ہوئی نہ دیکھی۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت دکین بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چار سو سوار بارگاہ سرور کونین ﷺ میں حاضر ہوئے اور ہم نے راستے میں کھانے کے لیے نبی کریم ﷺ سے استدعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ) جاؤ انہیں راستہ کا توشہ دو اور انہیں کھلاؤ۔ اس پر انہوں نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس اس سے زیادہ کھجوریں نہیں ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! نبی کریم ﷺ کا حکم سنو اور اسکی اطاعت کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سمع و طاعت کرتا ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور گھر کے بالا خانے پر آئے اور لوگوں سے فرمایا۔ آ کے لے لو۔ تو ان میں سے ہر ایک نے جتنا چاہا اس میں سے لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف چلا اور میں ان لوگوں میں سے لینے والا آخری شخص تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

وفد بنی سحیم اور اعجاز نبوی:

الرشاطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اقعس بن سلمہ بنی سحیم کے وفد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دیں اور اپنی قوم کی طرف واپس ہونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن اقدس یا کلی کا پانی ڈالا تھا۔

اور فرمایا اسے بنی سحیم کے پاس لے جاؤ اور مشکیزہ کے پانی کو اپنی مسجد میں چھڑک دو۔ اس وقت اپنے سروں کو انچا رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اونچا کیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے نہ تو کسی نے مسیلمہ کذاب کی پیروں کی اور نہ ان میں سے کوئی کبھی خارجی بنا۔

بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں وفد شیبان کی حاضری:

قبیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں شیبان کے وفد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے احتیا (یعنی سرین پہ بیٹھ کر گھٹنے کھڑے رکھے ہوئے) کیے تشریف فرما تھے۔ جب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نشست میں خشوع کی حالت میں دیکھا تو میرا جوڑ جوڑ لرزنے اور کانپنے لگا۔ اس وقت کسی صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مسکینہ عورت کانپ رہی ہے۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ نے مجھے دیکھا نہ تھا چونکہ میں آپ کے پس پشت تھی۔ یَامِسْکِیْنَۃُ عَلَیْکَ السَّکِیْنَۃُ اے مسکینہ! اپنے آپ کو قابو میں رکھ۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو میری وہ کیفیت فوراً جاتی رہی اور میرے دل سے رعب وخوف نکل گیا۔

﴿ابن سعد﴾

زمل عذری رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا:

مدلج بن مقداد بن زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ کا وفد حاضر ہوا اور اس نے اپنے بت سے جو سنا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جن مسلمان تھا۔ یہ بات سن کر زمل مسلمان ہوگیا۔

﴿ابوسعد شرف المصطفیٰ، طبقات ابن سعد﴾

حضرت زمل بن عمرو عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ عذرہ کا ایک بت تھا جس کا نام حمام تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ہم نے اس بت سے ایک آواز سنی۔ وہ کہتا تھا:

یابنی ھذر بن حرام، ظھر الحق و اودی الحمام، و دفع الشرک الاسلام

راوی نے کہا کہ یہ آواز سن کر ہم گھبرا گئے اور ہم پر خوف طاری ہوگیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد پھر

ہم نے یہ آواز سنی۔ وہ کہتا تھا:

یا طارق یا طارق، بعث النبی الصادق، بوحی ناطق صدع صادع بارض تھامة، لناصریه السلامه، و لحاذلیه الندامه، وهو الوداع منی الی یوم القیامة

اس کے بعد منہ کے بل گر پڑا۔ زمل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ سفر کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اسلام قبول کر کے اس بت سے جو سنا تھا۔ نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ جن کا کلام تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

وفد نجران کی آمد پر معجزہ نبوی

حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد سات افراد پر مشتمل نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ ان میں ابو حارثہ بن علقمہ، نصاریٰ کا عالم بھی تھا۔ یہ ان کا پیشوا تھا۔ شاہان روم اس کی عزت کرتے، اسے مال کثیر دیتے۔ اس کی خدمت کرتے اور اس کو کئی کنیسے بنا کے دیئے تھے اور جب وہ ان کے پاس جاتا تو وہ اس کا بہت احترام کرتے چونکہ وہ ان کے دین میں خوب ریاضت واجتہاد کرتا تھا۔ جب نصاریٰ نے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا تو ابو حارثہ اپنے خچر پر سوار ہوا اور اس کا بھائی کرز بن علقمہ اس کے ساتھ سفر میں چلا۔ جب ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے نبی کریم ﷺ کو بددعا دی۔ اس پر ابو حارثہ نے اس سے کہا کہ انہیں بددعا نہ دے بلکہ تو ہلاک ہو۔ کرز نے کہا اے بھائی کس لیے؟

ابو حارثہ نے کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی تشریف آوری کا ہم سب انتظار کر رہے تھے۔ حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر تم ایسا ہی جانتے ہو تو قبول اسلام میں پھر کیا چیز تمہیں مانع ہے؟

ابو حارثہ نے کہا کہ وہ چیز جو نصاریٰ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ نصاریٰ ہمارا اعزاز کرتے ہیں اور ہمیں مال کثیر دیتے ہیں اور ہماری تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ اب نصاریٰ نے ان کا انکار کیا۔ اور ان کے خلاف روش اختیار کر رکھی ہے۔ اس صورت میں اگر ہم ان کی اطاعت کریں تو جو کچھ انہوں نے ہمیں دیا وہ سب ہم سے چھین لیں گے۔ کرز نے اپنے بھائی کی یہ تمام باتیں دل میں محفوظ کر لیں یہاں تک کہ اس کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔

﴿ابن اسحاق، طبرانی اوسط، بیہقی﴾

✡ اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ بلکہ تو ہلاک ہو تو ایسے شخص کو برا کہتا ہے جو رسولوں میں سے ہے اور وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور وہ نبی ہے جس کی صفت یقیناً توریت میں ہے۔

حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تمہیں اس کا دین قبول کر لینے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ ان نصاریٰ کے احسانات واعزاز واکرام اور آخر تک روایت بیان کی۔ یہ سن کر اس کے بھائی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو درست نہ کرے گا۔ جب تک کہ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ پر ایمان نہ لائے اور اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بطریق سعید بن عمر رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ درمیان میں وہ حدیث طویل ہے اور اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿ابن اسحاق، طبرانی اوسط، بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ کا عزم ملاعنت:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید اور عاقب دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنت (لعنت) کا ارادہ فرمایا۔ اس پر دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاعنت نہ کرو۔ خدا کی قسم! اگر حضور نبی ہوئے تو نبی کی ملاعنت ہمیں فلاح نہ دے گی اور اس کے بعد ہماری نسل ہی فنا ہو جائے گی۔ ان لوگوں نے عرض کیا۔ آپ جو چاہیں گے ہم آپ کو دیں گے۔

﴿بخاری﴾

پہلے لوگ انبیاء وصلحاء کے ناموں پر نام رکھتے تھے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے نجران کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں بتاؤ کہ تم لوگ "یَا اُخْتَ هَارُوْنَ" کیا پڑھتے ہو، حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جتنا فاصلہ گزرا ہے تم جانتے ہی ہو؟ جب میں نبی کریم ﷺ کے دربار میں واپس آیا تو میں نے ان کی بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا تم نے کیوں نہ بتا دیا کہ پہلے لوگ اپنے پہلے انبیاء وصلحاء کے ناموں پر اپنا نام رکھتے ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران کا وفد آیا تو مباہلہ کی آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ اس پر انہوں نے تین دن کی مہلت مانگی اور وہ لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کے پاس گئے اور ان سے مشورہ لیا۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان سے صلح کر لو اور ملاعنت نہ کرو کیونکہ یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت ہم توریت وانجیل میں پاتے ہیں تو انہوں نے دو ہزار پوشاک پر صلح کر لی۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا نجران کی ہلاکت کی بشارت دینے والا میرے پاس آ چکا تھا یہاں تک کہ درخت کے پرندے اور درخت کی چڑیاں خبر دے رہی تھیں۔ اگر وہ ملاعنت پر اصرار کرتے۔ وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد ﷺ کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن کچل دوں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو ظاہر طور پر فرشتے اسے پکڑ لیتے اور اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو وہ یقیناً سب مر جاتے اور اگر نصاریٰ نبی کریم ﷺ سے مباہلہ کرنے نکلتے تو جب وہ لوٹتے تو یقیناً نہ وہ مال پاتے نہ اولاد پاتے۔

﴿احمد، ابونعیم﴾

سند مجہول، قیس بن ربیع رحمۃ اللہ علیہ شمردل بن قباث کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں چونکہ وہ نجران کے وفد میں شامل تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں طبابت کا پیشہ کرتا ہوں تو میرے لیے کیا چیز حلال ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ رگوں کی فصد اور ناگزیر حالات میں پر نشتر سے جراحت حلال ہے اور دوا میں شبرم کو استعمال نہ کرنا اور سناء مطب میں لازم کر لینا اور کسی کا علاج نہ کرنا۔ جب تک کہ اس کے مرض کو نہ پہچان لو۔

اس نے نبی کریم ﷺ کے دونوں گھٹنوں کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ طب کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

﴿خطیب المتفق والمفترق﴾

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں گھوڑے پر سواری کی تو ان کی عبا کے نیچے سے ان کی ران کھل گئی۔ نجران کے ایک شخص نے ان کی ران میں ایک تل دیکھا۔ اسے دیکھ کر اس نصرانی نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالے گا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

وفد جرش کی آمد اور ان کی شہادت کی خبریں

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسد کے وفد میں حضرت صرد بن عبد اللہ اسدی رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے ساتھ ان مشرکوں سے جہاد کرو جو تمہارے قرب وجوار میں ہیں تو وہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جرش میں اترا اور تقریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد وہ ان سے منہ پھیر کر چل دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان کے پہاڑ کشر تک پہنچے تو اہل جرش نے گمان کیا کہ یہ لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے ہیں تو اہل جرش ان کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صرد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے ان کو پالیا تو وہ ان پر پلٹ پڑے اور خوب شدید جنگ کی اور اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج رکھا تھا۔ وہ گھبراتے ہوئے اور خوفزدہ

ادھر اُدھر دیکھتے آئے۔اس وقت نبی کریم ﷺ افطار کے بعد رات کا طعام ملاحظہ فرما رہے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کس علاقے میں کشر ہے؟ ان دونوں جرشیوں نے کہا کہ ہمارے علاقہ میں کشر نام کا ایک پہاڑ ہے۔اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ پہاڑ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ان دونوں نے پوچھا اس کا کیا ہوا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قربانی کے اونٹ اس پہاڑ کے نزدیک اس وقت ذبح کیے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں جرشی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور ان دونوں کو فرمایا تمہاری قوم کے مارے جانے کی خبر بتا رہے ہیں اور تم سمجھتے ہی نہیں لہٰذا تم اٹھو اور نبی کریم ﷺ سے استدعا کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تا کہ تمہاری قوم سے خدا کا عذاب دور ہو تو وہ دونوں اٹھے اور نبی کریم ﷺ کے قریب آ کر نبی کریم ﷺ سے اس کی استدعا کرنے لگے۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اے خدا! ان لوگوں سے اپنا عذاب دور کر دے۔اس کے بعد وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے دربار سے اٹھ کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔انہوں نے اپنی قوم کو اس حال میں پایا جو صرد بن عبد اللہ کے ہاتھ سے انہیں اس دن پہنچا تھا اور یہ وہی دن تھا جس دن نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں فرمایا تھا اور اسی گھڑی یہ جنگ وقتال واقع ہوا جس گھڑی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔اس کے بعد جرش کے لوگ وفد لے کر آئے اور مسلمان ہوئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

دیگر وفود کی حاضری پر معجزات کا ظہور

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں آپ کے حضور پہنچا تو آپ نے فرمایا۔سنو! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ تم پر ایسی قحط سالی مسلط کر کے میری مدد فرمائے جس سے تم پناہ مانگنے لگو اور تمہارے دلوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے۔

اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے کہا کہ میں نے بھی ایسی ایسی قسم اٹھا رکھی تھی کہ نہ میں آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کا اتباع کروں گا اور قحط سالی مجھے برابر اذیت پہنچاتی رہی اور میرے دل میں برابر رعب وخوف طاری رہا۔یہاں تک کہ اب میں آپ کے حضور آ کے کھڑا ہو گیا۔

﴿بیہقی﴾

اسلام قبول کرنے پر سولی چڑھا دیئے گئے:

حضرت زامل بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ حضرت فروہ بن عمرو جذامی رضی اللہ عنہ، سرزمین بلقاء میں عمان پر روم کی جانب سے حاکم مقرر تھا اور اس نے اسلام قبول کر کے نبی

کریم ﷺ کو اپنے اسلام کی خبر خط کے ذریعہ بھیج دی تھی۔ جب شاہ روم کو فروہ کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو بلا کر کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا ہم تجھے حکومت دے دیں گے۔

اس نے کہا کہ ہم دین محمدی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے چونکہ تم خوب جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی ہے لیکن تم اپنی حکومت پر گھمنڈ رکھتے ہو اور بخل برتتے ہو۔ اس پر اس نے اس کو قید کرلیا۔ اس کے بعد اسے نکال کر قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

﴿ابن سعد﴾

دعائے نبوی کی برکت سے چھ دن بارش:

حضرت ابوحزہ یزید بن عبید السعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ۹ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کے انیس آدمیوں کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے شہر قحط میں گھرے ہیں۔ ہمارے مویشی مر رہے ہیں۔ ہمارے باغات خشک ہو گئے اور گھر والے پیاسے ہیں۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور دعا کی کہ:

اے اللہ! اپنے شہروں کو سیراب کر، اپنے جانوروں کو پانی دے۔ اپنی رحمت پھیلا دے۔ مردہ زمینوں کو زندہ کر دے۔ اے اللہ! سرسبز شاداب، یکے بعد دیگرے واسع و عاجل، غیر آجل نفع دینے والی نقصان سے پاک بارش برسا دے۔ اے اللہ! رحمت کی سیرابی سے سیراب کر۔ عذاب، ویرانی اور غرق وفنا کی بارش نہ ہو۔ اے اللہ! مدد کے ساتھ بارش برسا ہمیں دشمنوں پر مدد دے۔'' اس پر حضرت ابولبابہ ابن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں کھوں (یعنی خشک کرنے کی جگہ پر ہیں) میں ہیں (انہیں نقصان نہ پہنچے۔) نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں سیراب کر، یہاں تک کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اس حال میں برہنہ کھڑے ہوئے کہ وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسنے لگے۔ (تاکہ کھجوریں گیلی نہ ہوں) اور بارش برسنے لگی اور چھ دن تک لوگوں نے آسمان کو نہ دیکھا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے وہ اپنے تہبند کو خرمن کی نالیوں میں ٹھونسے ہوئے تھے۔ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! اموال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔

✡ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور دعا کی:

''اَللّٰھُمَّ حَوَالِیْنَا وَلَا عَلَیْنَا، اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَ مَنَابِتَ الشَّجَرِ''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے شہر کے چاروں طرف برسے ہم پر نہ برسے۔ اے خدا وندی نالوں، وادیوں اور درختوں کی جڑوں پر برسے تو مدینہ منورہ سے آسمان اس طرح چھٹ گیا جیسے پھٹ جاتا ہے۔''

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضری:

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مصر کی قوم پر بددعا کی تو میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کو عطا فرمایا اور آپ کی دعا قبول کی۔ بلاشبہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ اب ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو آپ نے یہ دعا کی کہ

''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا، مُرِیْعًا، طَبَقًا غَدْقًا عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثِ نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم پر دوسرا جمعہ نہ گزرا کہ ہمارے لیے بارش ہوگئی۔

﴿ابونعیم﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مضر کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے استدعا کی کہ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی:

''اللھم اسقنا غیثا مغیثا ھنیئا مریعا عدقا طبقا نافعا غیر ضار غیر رائث''

تو ان پر مسلسل بارش ہوئی، یہاں تک کہ سات دن تک بارش ہوتی رہی۔

﴿ابونعیم﴾

وفد مرہ بن قیس کی بارگاہ سرورکونین ﷺ میں حاضری اور دعائے نبوی:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابراہیم مری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کے راویوں نے حدیث بیان کی۔ ان سب نے کہا کہ بنی مرہ کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ جب کہ حضور نبی کریم ﷺ ہجری میں غزوۂ تبوک سے واپسی تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم لوگ قحط زدہ ہیں۔ اموال میں گودا نہیں ہے۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔ ''اللھم اسقھم الغیث'' وہ لوگ اپنے علاقہ کی جانب جب واپس گئے تو انہوں نے پایا کہ خاص اسی دن بارش ہوئی۔ جس دن نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کی تیاری میں مشغول تھے۔

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے اسی دن بارش کو برستا پایا۔ جس دن آپ نے مدینہ منورہ میں دعا مانگی تھی جس سے ہماری کھیتیاں سرسبز شاداب ہوگئیں اور ان پر ہر پندرہ دن کے بعد خوب بارش ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اونٹ بیٹھ کر چرتے ہیں اور ہماری بکریاں ہمارے گھروں میں ہی خوب سیر ہو جاتی ہیں۔ اب وہ جاتی ہیں اور پھر پھرا کر ہمارے گھر واپس آجاتی ہیں۔

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ صَنَعَ ذَالِکَ''

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

وفد بنی دار بارگاہ نبوت میں:

زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبید اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قبیلہ بنی دار کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تبوک سے واپسی کے بعد آیا اور وہ دس آدمی تھے۔ ان میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ سب مسلمان ہوئے۔ اس وقت حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ہمسایہ اہل روم ہیں۔ ان کے دو گاؤں ہیں ایک کا نام جری ہے اور دوسرے کا نام بیت عینون ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ملک شام فتح کرا دے تو ان دونوں گاؤں کو ہمیں عطا فرما دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دونوں تمہارے لیے ہیں اور اس بارے میں ایک تحریر لکھ کر عطا فرما دی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے تو آپ نے وہ ان کو عطا فرما دیئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال کو دیکھا:

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا وہ دریا میں سفر کر رہے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور اس نے ایک جزیرے میں لا ڈالا تو وہ کشتی سے باہر اتر کے پانی کی تلاش میں چل دیئے۔ انہیں ایک آدمی ملا جو اپنے پاؤں کو سمیٹ کر چل رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟

اس نے کہا کہ میں جاسوس ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس جزیرے کی بابت کچھ بتا۔ اس نے کہا کہ میں کچھ نہ بتاؤں گا۔ تم خود پھر کر معلوم کرلو تو وہ اس جزیرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک شخص کو مقید دیکھا۔

اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں۔ اس نے پوچھا اس نبی کا کیا حال ہے جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم سب لوگ ان پر ایمان لا کر ان کی تصدیق کر کے ان کا اتباع کر رہے ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اس نے پوچھا مجھے چشمہ زعر کی بابت بتاؤ؟ کہ اس کا کیا ہوا؟ ہم نے اس کی بابت بتایا تو وہ یہ سن کر اتنا اچھلا کہ قریب تھا دیوار سے باہر نکل جائے۔ پھر اس نے پوچھا نخل بیسان کا کیا ہوا کیا وہ پھل دیتا ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں وہ پھل دیتا ہے تو وہ پھر پہلے کی مانند اچھلا۔

اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے تو میں تمام روئے زمین کا چکر لگاؤں بجز طیبہ کے۔

۞ روای حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ سارا واقعہ لوگوں کو بتا دو اور فرمایا: یہ شہر طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

﴿مسلم﴾

بادشاہِ یمن حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں:

حضرت حارث بن عبد کلال حمیری رضی اللہ عنہ یمن کے بادشاہوں میں سے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے۔ مدینہ طیبہ میں ان کے داخل ہونے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس راستے سے ایک شخص تمہارے پاس آنے والا ہے جو کریم الجدین اور صبیح الخدین (اعلیٰ نسب اور خوبصورت رخسار والا ہے۔ پھر حارث رضی اللہ عنہ آئے اور اسلام لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے معانقہ کیا اور ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھائی۔

﴿ہمدانی انساب﴾

وفد بنی البکاء بارگاہ نبوت میں اور ان کیلئے خیر و برکت کی دعا:

جعد بن عبد اللہ بکائی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ بنی البکاء کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ۹ ہجری میں آیا۔ یہ تین افراد تھے۔ معاویہ بن ثور اور ان کے بیٹے بر اور نجیع بن عبد اللہ اور ان کے ساتھ عمرو غلام تھے۔

حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لمس کی برکت چاہتا ہوں۔ آپ میرے بیٹے بشر کے چہرے پر دست اقدس پھیر دیجئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دست مبارک پھیرا اور انہیں خاکستری بھیڑیں، عطا فرمائیں اور ان پر دعائے برکت فرمائی:

حضرت جعد رضی اللہ عنہ راوی نے کہا کہ بنی البکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن ان کو قحط سالی کی کوئی مصیبت نہ ہوتی تھی۔ محمد بن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کہا:

وابی الذی مسح الرسول براسه	ودعا له بالخیر والبر کات
اعطاه احمد اذا اتاه اعنزا	عضرا نواجل لسن باللجبات
یملان وفدالحی کل عشیته	ویعود ذاک الملاء بالغدوات
بور کن من منح وبورک مانحا	وعلیه منی ماحییت صلاتی

ترجمہ: ''میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیر کر ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاکستری رنگ کی بھیڑیں عطا فرمائیں جو کم دودھ والی نہ تھیں۔ جب وہ آتے وہ بھیڑیں قبیلہ میں آنے والوں کے برتن کو رات والی تھیں اور برکت دینے والا کتنا بابرکت تھا۔ اس کے اوپر میری طرف سے جب تک میں زندہ ہوں میرا درود و سلام ہو۔''

﴿ابن سعد، ابن شاہین، ثابت الدلائل﴾

دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت:

صاعد بن العلا بن بشران رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے ان کے دادا بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے سر پر دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا کی تو ان کا چہرہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک پھیرنے کی وجہ سے غرہ (چاند) کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے، وہ تندرست ہو جاتا تھا۔

﴿تاریخ بخاری بغوی، ابن مندہ الصحابۃ﴾

وفد تجیب بارگاہ نبوت میں:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد اللہ بن عمرو بن زہیر رضی اللہ عنہ نے ابی الحویرث رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ تجیب کا وفد ۹ ہجری میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں ایک نوعمر بچہ تھا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری حاجت روائی فرمایئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیری کیا حاجت ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری مغفرت کرے اور مجھ پر رحم فرمائے اور میرے دل میں غنا یعنی بے نیازی وقناعت پیدا کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

"اللھم اغفر لہ وارحمہ واجعل غناہ فی قلبہ"

پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اس کے بعد ۱۰ ہجری میں حج کے موقع پر منیٰ میں وہ لوگ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اس بچہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے اس جیسا قانع بچہ اب تک نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ تمام احوال میں کامل ہو کر مرے گا۔

﴿ابن سعد﴾

وفد سلامان بارگاہ نبوت میں اور بارش کیلئے استدعا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ماہ شوال ۱۰ ہجری میں سلامان کا وفد آیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا۔ تمہارے علاقہ کا کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا کہ قحط سالی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارے علاقے میں بارش بھیجے۔

✪ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اسقھم الغیث فی بلادھم"

انہوں نے عرض کیا یا نبی ﷺ! اپنا دست مبارک دعا کے لیے اٹھایئے کیونکہ اس سے بارش کی کثرت ہوگی اور حالات بہتر ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر تبسم فرمایا اور اپنے دست مبارک اتنے بلند فرمائے کہ آپ کے بغل شریف کی سفیدی نظر آ گئی پھر جب وہ لوٹ کر اپنے علاقے میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی دن اور اسی گھڑی بارش ہوئی جس دن اور جس گھڑی میں نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا:

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ ہجری میں محارب کا وفد آیا اور وہ دس اشخاص تھے۔ ان میں حضرت ابوالحارث رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہما تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ چاند کی مانند چمکنے لگا۔

﴿ابن سعد﴾

جنات کی بارگاہ نبوت میں حاضری

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جنات کا اسلام لانا اوران کے وفود اسی طرح آتے تھے جس طرح کہ انسانوں کے تھے۔ وہ فوج درفوج اور قبیلہ پر قبیلہ مکہ مکرمہ میں اور بعد ہجرت مدینہ طیبہ میں آتے رہے۔

﴿ابونعیم﴾

عمرو بن غیلان ثقفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل صفہ کے ہر ایک شخص کو وہ شخص لے گیا جو رات کا کھانا کھلایا کرتا تھا مگر وہ مجھے نہ لے کر گیا۔

نبی کریم ﷺ مجھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لے گئے۔ اس کے بعد مجھے نبی کریم ﷺ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ بقیع الغرقد تشریف لائے اور نبی کریم ﷺ نے اپنے عصائے مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور اس سے باہر نہ نکلنا۔ جب تک میں واپس نہ آؤں اور آپ تشریف لے گئے اور میں نخلستان کے درمیان میں نبی کریم ﷺ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک سیاہ غبار کی مانند برانگیختہ ہوا۔ پھر وہ پھٹ گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچنا چاہیے اور میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ ہوازن کے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ فریب کیا ہے تاکہ وہ لوگ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیں اور میں نے سوچا مجھے آبادی کی طرف جانا چاہیے اور لوگوں کو مدد کے لیے بلانا چاہیے۔

پھر مجھے یاد آیا کہ نبی کریم ﷺ نے تو مجھے تاکید فرمائی ہے کہ اس جگہ سے جہاں میں بیٹھا ہوں میرے آنے تک باہر نہ نکلنا۔ پھر میں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ اپنا عصائے مبارک مار کر فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ تو وہ لوگ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہونے کا وقت آ گیا اور وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا:

یہ جنات کا وفد تھا۔ انہوں نے مجھ سے کھانے پینے اور زادراہ کے لیے مانگا۔ میں نے ان کو ہر وہ ہڈی جو پرانی ہو اور گوبر اور مینگنیاں کھانے کے لیے بتائیں۔ تو یہ جنات جس ہڈی کو پائیں گے اس پر وہی گوشت پائیں گے۔ جو کھانے کے دن اس پر تھا اور جس گوبر یا مینگنی کو وہ اٹھائیں گے اس میں وہ غلہ اور دانے پائیں گے جسے اس دن اسے کھایا گیا ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف میں فجر کی نماز نبی کریم ﷺ نے پڑھائی۔ جب نبی کریم ﷺ نے رخ انور پھیرا تو فرمایا تم میں سے کون ہے جو آج رات جنات کے وفد میں میرے ساتھ جائے۔

میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ کے تمام پہاڑ پیچھے رہ گئے اور ہم چٹیل کشادہ

میدان میں پہنچ گئے۔ اچانک ہمیں لمبے لمبے قد کے لوگ نظر آئے گویا وہ درازی میں نیزے کی مانند تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو اپنے پاؤں کے درمیان ارسے ہوئے تھے۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو شدت خوف سے لرزہ طاری ہوگیا یہاں تک کہ میرے پاؤں اپنے قابو میں نہ رہے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے میرے گرد دائرہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو مجھ سے وہ تمام خوف جاتا رہا جو اپنے دل میں پا رہا تھا اور نبی کریم ﷺ میرے اور ان کے درمیان تشریف لے گئے اور نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کی تلاوت کی یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہوگئی۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا میرے ساتھ چلو تو میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوا۔ ابھی زیادہ دور نہ گئے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ منہ پھیر کر دیکھو کہ ان میں سے کچھ لوگ موجود ہیں؟

میں نے عرض کیا مجھے بڑی سیاہی نظر آتی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین پر جھکایا اور ہڈی کو گوبر سے لتھیڑ کر ان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا۔ انہوں نے مجھ سے زادراہ مانگا تھا تو میں نے ان کے لیے ہڈی اور گوبر کو ان کی غذا قرار دیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے استنجے کے لیے پتھر ڈھونڈ کے لاؤ اور ہڈی اور گوبر نہ لانا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہڈی اور گوبر کی کیوں ممانعت فرماتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ علاقہ شام کے نصیبین کے جنات کا وفد میرے پاس آیا اور وہ اچھے لوگ تھے۔ انہوں نے مجھ سے راستے کے لیے غذا کا سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا تم جس ہڈی اور گوبر کو لو گے اس میں تمہارے لیے غذا ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے جنات کی ایک جماعت مسلمان ہو چکی ہے، اب جو کوئی ان جنات کا اثر کہیں دیکھے تو اسے چاہیے کہ تین دن تک اعلان کرے۔ تین دن کے بعد پھر اسے ظاہر ہو تو چاہیے کہ قتل کردے کیونکہ وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطان ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جزیرے سے جنات کا وفد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جتنا عرصہ چاہا، مقیم رہے۔ پھر جب انہوں نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنی غذا کے بارے میں عرض کیا۔

فرمایا میرے پاس تو موجود نہیں ہے جس کا میں تمہیں زادراہ دوں البتہ سفر میں جس ہڈی کو تم اٹھاؤ گے اس میں تمہارے لیے تروتازہ گوشت موجود ہوگا اور جس گوبر کو تم اٹھاؤ گے وہ تمہارے لیے کھجور بن

جائے گی۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کیا جائے۔
﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص خیبر سے چلا اور اس کے پیچھے دو شخص چلے۔ اس کے بعد تیسرا شخص ان دونوں کے تعاقب میں چلا۔ اس تیسرے شخص نے ان دو شخص نے ان دو شخصوں سے کہا کہ تم دونوں لوٹ جاؤ یہاں تک کہ اس نے ان دونوں کو واپس کر دیا پھر یہ تیسرا شخص اس شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ ان دونوں جن کو میں نے لوٹا ہے، یہ شیطان تھے اور میں نے بمشکل واصرار ان دونوں کو تم سے جدا کر کے لوٹایا ہے۔ جب تم نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہو تو آپ ﷺ سے میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ میں اپنی قوم کے صدقات جمع کرنے میں مشغول ہوں۔ اگر وہ اس لائق ہوئے تو ہم انہیں آپ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ جب وہ شخص مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور نبی کریم ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے تنہا سفر کرنے سے ممانعت فرما دی۔
﴿احمد، بزار، ابو یعلی، بیہقی، ابو نعیم﴾

مسلمان اور مشرک جنات کا بارگاہ نبوت ﷺ میں مقدمہ پیش کرنا:

کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام عرج میں اترے جب میں نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا تو میں نے لوگوں کی تیز وطرار اور جھگڑنے کی ایسی آوازیں سنیں کہ میں کسی کی بات کو بالکل نہ سمجھ سکا اور نہ کسی کو میں نے دیکھا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔

آپ نے فرمایا میرے پاس مسلمان جنات اور مشرک جنات اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرما دیں تو میں نے مسلمان جنات کو الجلس میں اور مشرک جنات کو الغور میں رہنے کا حکم دیا۔

کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ الجلس آباد مقام اور پہاروں کا نام ہے اور الغور پہاڑ اور دریا کے مابین جگہ کا نام ہے اور کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ الجلس میں کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت ہی رہا اور غور میں جسے کوئی مصیبت پہنچی ہو مگر یہ کہ وہ سلامت نہیں رہا۔
﴿ابو الشیخ کتاب العظمہ، ابو نعیم﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں اگر آپ قرآن کریم نہ لاتے تو بھی میں یقیناً آپ پر ایمان لاتا۔ ایک یہ کہ صحرا میں ہم ایسی جگہ پہنچے جس کے آگے راستہ بند تھا۔ نبی کریم ﷺ نے پانی لیا اور دو درختوں کو جدا دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

اے جابر! ان درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ دونوں باہم مل جاویں تو وہ دونوں

درخت باہم مل گئے۔ حتیٰ کہ دونوں کی ایک جڑ معلوم ہونے لگی۔ رفع حاجت کے بعد نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور میں نے اس کی طرف سبقت کی اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ شے دکھائے جو آپ کے شکم اقدس سے باہر آئی ہے اور میں اسے کھالوں۔ جب میں نے زمین کو دیکھا، صاف شفاف تھی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے آبدست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ہاں لیکن ہم گروہ انبیاء میں سے ہیں اور زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ بول و براز کی قسم ہمارے اجسام سے نکلے وہ اسے محفوظ کرلے۔ اس کے بعد وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ جدا ہوکر چلے گئے۔ دوسری بات یہ کہ ہم سفر میں تھے کہ اچانک کالے رنگ کا نر سانپ سامنے آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم ﷺ کے گوش مبارک پر رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اپنا دہن اقدس اس کے کان پر رکھا اور اس سے سرگوشی میں کلام فرمایا۔ اس کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا زمین نے اسے نگل لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو آپ کی اس حالت سے ڈر گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

یہ جنات کا قاصد تھا وہ ایک سورت کو بھول گئے تھے تو انہوں نے اسے میرے پاس بھیجا تو میں نے ان کو وہ سورت یاد کرادی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو ہمارے پاس وہاں کے کچھ لوگ ایک لڑکی کو لے آئے، وہ لڑکی ایسی خوبصورت تھی، گویا چمکتے چاند کا ٹکڑا ہے جس کو بادلوں نے چھپا رکھا ہے۔ وہ لڑکی مجنونانہ تھی۔ ان کے گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی حالت پر کرم فرمائیے تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اس لڑکی پر جن سے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ میں محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اس کے پاس سے دور ہوجا۔ تو وہ لڑکی نقاب اوڑھ کر پردہ کرنے لگی اور صحت یاب ہوکر واپس گئی۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ سناؤں، وہ واقعہ یہ ہے کہ میں اونٹ کی تلاش میں سرگرداں تھا، یہاں تک کہ رات چھا گئی اس وقت میں نے بلند آواز سے کہا: "**اعوذ بعزیز هذالوادی من سفهاء قومه**" میں اس وادی کے بادشاہ سے اس قوم کے بیوقوں سے پناہ مانگتا ہوں، اچانک ہاتف نے مجھے ان شعروں میں جواب دیا۔

عذ یافتی اللہ ذی الجلال — والمجد والنعماء والافضال

و اقتر ایات من الانفال — ووحد اللہ ولا تبال

ترجمہ: "اے جوان! عزت و بزرگی اور نعمت و بخشش والے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ اور سورۂ انفال کی آیتوں کو پڑھ اور اللہ تعالیٰ کو ایک مان اور کسی کا خوف نہ کر۔"

یہ آواز سن کر میں شدت خوف سے کانپنے لگا۔ جب مجھے سکون وقرار آیا تو میں نے کہا:

یایھا الھاتف ما تقول! ارشدک ام تضلیل بین لنا ھدیت مالسبیل

ترجمہ: ''اے ہاتف تو کیا کہنا چاہتا ہے، کیا تو مجھے اپنی جانب سے سیدھا راستہ بتایا ہے یا گمراہ کرتا ہے۔ ہمیں صاف صاف بتا کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟''

❁ اس پر ہاتف نے جواب دیا:

ھذا رسول اللہ ذوالخیرات	**بیشرب یدعو الی النجاۃ**
جاء بیاسین و حامیمات	**وسور بعد مفصلات**
محرمات و محللات	**یامرنا بالصوم والصلوۃ**
ویزع الناس عن الھنات	**ینھی عن المنکر لاالطاعات**

ترجمہ: وہ ہدایت یہ ہے کہ مدینہ میں صاحب خیرات نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں جو نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ سورۂ یٰسین، حامیمات اور سور مفصلات کے سوا بہت سی سورتیں لائے ہیں۔ حرام وحلال چیزوں کو بیان کر کے ہمیں نماز وروزہ کا حکم دیتے ہیں اور وہ بدکاری سے روکتے اور منکرات سے منع کرتے اور نیکی کا حکم دیتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر میں سوار ہو کر مدینہ منورہ آیا اور اسی لمحہ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں رحمت میں داخل کرے۔ ہمیں تمہارا اسلام لانا معلوم ہو چکا ہے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما خطبہ دے رہے تھے،

❁ اور آپ فرما رہے تھے:

''مامن عبد مسلم توضا فاحسن الو ضوء ثم صلی صلوۃ بعقلھا و یحقظھا الا دخل الجنۃ''

کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اچھی طرح وضو کیا اور خوب سمجھ کر اس نے نماز پڑھی اور اس کے اوقات کو محفوظ رکھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس واقعہ کا کوئی عینی شاہد میرے پاس لاؤ تو اس کی شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

قیس ربیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا کہ حضرت خریم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر اس کی مثل روایت بیان کی اور شعروں کے بعد اتنا زیادہ ہے کہ پھر میں نے ہاتف سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں عمرو بن اثال ہوں اور میں نجد کے مسلمان جنات پر حاکم ہوں اور تیرے انٹوں کی میں اس وقت تک نگہبانی کروں گا جب تک تو مدینہ منورہ سے اپنے گھر واپس نہ آئے۔ اس کے بعد میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

راہ میں مجھے ایک شخص ملا اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تمہیں اسلام کے بعد فرماتے ہیں کہ تمہارے

مسلمان ہونے کی خبر مجھے مل چکی ہے میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابوذر ہوں۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور خطبہ دے رہے تھے اور میں نے حق کی شہادت دی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ان صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ اس شخص نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر والوں کے پاس پہنچا دیئے۔

﴿ابن عساکر﴾

خریم رضی اللہ عنہ سے دوسری سند کے ساتھ روایت ہے۔ اس میں ہے کہ میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں مالک بن مالک جن ہوں۔ مجھے نبی کریم ﷺ نے نجد کے جنات پر حاکم مقرر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ کاش کہ کوئی شخص ہوتا جو میرے اونٹوں کو میرے گھر پہنچا دیتا تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہوتا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں اونٹوں کو تمہارے گھر پہنچا دوں گا۔ پھر میں ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور چل دیا۔ میں نے دیکھا تو فرمایا کہ وہ شخص جو تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچانے کا ضامن ہوا تھا تو سنو اس نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر صحیح وسالم پہنچا دیئے ہیں۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

خنافر بن التوم حمیری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

ابن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے والد نے خبر دی کہ خنافر بن التوم کاہن تھا۔ جب یمن کے وفود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے مراد کے اونٹوں پر حملہ کیا اور اس کا مال ومتاع لے کر چلتا بنا اور مقام شحر میں جا پہنچا۔ اس کا ایک جن جاہلیت میں تابع تھا اور اس نے زمانہ اسلام میں اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک رات اس وادی میں تھا۔ ایک رات وہ جن اس طرح اترا جس طرح عقاب اترتا ہے۔ اسے دیکھ کر خنافر نے کہا کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ ہاں۔ جو میں کہتا ہوں اسے غور سے سن! میں نے کہا کہ میں سن رہا ہوں۔

❁ اس نے کہا کہ اس بات کو یاد رکھ اور غنیمت جان لے وہ یہ کہ:

لکل ذی امد نہایۃ

وکل ذی ابتداء الی غائہ

ترجمہ: ہر مدت کی حد ہوتی ہے اور ہر ابتداء کی غایت ہوتی ہے۔ میں نے جواب دیا ٹھیک ہے۔

❁ اس نے کہا کہ:

کل دولۃ الی اجل ثم یتاح لہا حول

وقد انتسخت النحل ورجعت الی حقائقہا الملل

ترجمہ: ہر دولت ایک وقت تک ہے، پھر اس کے لیے بدلنا ہے۔ بلاشبہ تمام مذاہب منسوخ وہ

چکے ہیں اور تمام ملتیں اپنی حقیقتوں کی طرف لوٹ آئی ہیں۔

''انی اتیت بالشام، نفرا من ال العدام، حکاما علی الحکام، یزبرون ذارونق من الکلام، لیس بالشعر المولف ولا السجع المکلف فاصغیت، فزجرت، فغادرت فطلعت، فقلت بم تهینموا والی ما تغترون فقالوا خطاب کبار جاء من عند الملکالجبار، فاسمع یاشصار، لاصدق الاخیار، واسلک اوضح الاثار، تنج من ادار النار''

ترجمہ: میں شام کے علاقہ میں آل عدام کے کچھ لوگوں کے پاس پہنچا جو حاکموں پر حاکم تھے۔ وہ لوگ بارونق کلام کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کلام نہ شعروں کی مانند مترتب تھا اور نہ نثر کی مانند تکلف کے ساتھ مرصّع و مسجّع کیا گیا تھا۔ میں سامنے آیا تو جھڑکا گیا اور جب دوبارہ سامنے آیا تو میں نے پوچھا تم لوگ کون سا کلام گنگناتے ہو اور کہاں تک لوگوں کو دھوکے میں رکھو گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت عظیم خطاب ہے جو اللہ تعالیٰ ملک الجبار کی جانب سے آیا ہے، اے شصار سن! اور تو واضح اور روشن راستہ کو اختیار کرتا کہ تو جہنم کی آگ سے بچا رہے۔

یہ سن کر میں نے کہا ''وما هذا الکلام'' یہ کس کا کلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قرآن کا کلام ہے جو کفر و ایمان کو واضح کرتا ہے۔ اسے قبیلہ حضر کے ایک شخص لائے ہیں، پھر وہ اہل دار میں ظاہر و مبعوث ہوا ہے۔ وہ رسول ایسا کلام لایا ہے جو خوب روشن و واضح ہے۔ اس رسول نے اس راہ کو واضح کر دیا ہے جس سے لوگ روگرداں ہو چکے تھے اور اس کلام میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا جو ان بڑی نشانیوں کو لے کر آیا ہے کون ہے؟

اس نے کہ وہ احمد خیر البشر ﷺ ہیں۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں اجر و ثواب کی بشارت دیں گے اور اگر مخالفت کرو گے تو جہنم میں جھونکے جاؤ گے لہٰذا میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اب تیرے پاس آنے میں جلدی کی ہے لہٰذا تو ہر نجس کافر سے بچ اور ہر مومن طاہر سے مشایعت کرو ورنہ میرے اور تیرے درمیان تو جدائیگی ہے ہی، اس کے بعد خنافر نے اپنے گھر بار کو اونٹوں پر سوار کیا اور ان لوٹے ہوئے اونٹوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر کے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس صنعاء میں پہنچا اور ان سے اسلام پر بیعت کی۔ اس سلسلہ میں میں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

الم تران الله عاد بفضله ۔۔۔ وانقذ من نفح الجحیم خنافرا

دعانی شصار للتی لو رفضتها ۔۔۔ لاصلیت جمرا من لظی الهول جامرا

ترجمہ: ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خنافر کو بھڑکتی ہوئی آگ سے بچالیا۔ مجھے شصار نے ایسی راہ دکھائی کہ اگر میں انحراف کرتا تو یقیناً میں ہولناک بھڑکنے والی آگ میں جھونکا جاتا۔''

﴿ابن درید الاخبار المنشورہ﴾

جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوت علیہ وسلم میں حاضری

عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ حضرت جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے ان لوگوں کے ساتھ آئے جو اسلام کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ نبی کریم علیہ وسلم کے پاس مغرب کے وقت حاضر ہوئے۔ نبی کریم علیہ وسلم نے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس بکری کا دودھ دوہ کر پی لیا۔ پھر دوسری کا دودھ دوہ کر پی لیا پھر تیسری کا۔ یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ دوہ کر انہوں نے پیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے صبح کی اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لو تو انہوں نے بکری کا دودھ دوہ کر پیا۔ پھر دوسری بکری کے دوہنے کے لیے فرمایا۔ مگر وہ اس کا دودھ نہ پی سکے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

راشد بن عبد ربہ کی بارگاہ نبوت علیہ وسلم میں حاضری:

حکیم بن عطا سلمی رضی اللہ عنہ جو راشد بن عبد ربہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد سے وہ ان کے دادا سے وہ راشد بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ بت جس کا نام سواع تھا اور جو مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام معلاۃ کے علاقہ رہاط میں ثقیف کا بت تھا تو مجھے بنو ظفر نے چڑھاوے لے کر اس کی طرف بھیجا۔ میں فجر کے وقت اس بت سواع کے پاس پہنچنے سے پہلے ایک اور بت کے پہنچا۔ اچانک اس بت کے پیٹ میں سے ایک آواز برآمد ہوئی اور اس نے کہا کہ:

"العجب كل العجب، من خروج نبی من عبدالمطلب، يحرم الزنا والربا والذبح للاصنام و حرست السماء ورمينا بالشهب"

بڑی تعجب وحیرت کی بات ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے وہ نبی ظاہر ہوا ہے۔ جو زنا، سود اور بتوں کی قربانی کو حرام قرار دیتا ہے اور آسمانوں کی حفاظت کی جا رہی ہے اور ہم پر شہاب (لوکے) مارے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ہاتف نے ایک اور بت کے پیٹ میں سے آواز دی۔ اس نے کہا کہ:

ترک الضمار و كان بعبد، خرج احمد، نبی يصلی الصلوة ويامر الزكوة و الصيام، والبر والصلات للارحام.

وہ ضمار جس کو پوجا جاتا تھا، نابود ہوا۔ نبی احمد علیہ وسلم کا ظہور ہوا، جو نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے، نیکی کرنے، صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اسکے بعد تیسرے بت کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی:

ان الذی ورث النبوة والهدى بعد ابن مويم

من قريش مهتدی نبی يخبر بما سبق وما يكون فی غد

بلاشبہ وہ شخص نبوت و ہدایت کا ابن مریم کے بعد وارث ہوا ہے جو قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہے۔ وہ نئی گزشتہ اور آئندہ کل ہونے والے کی خبر دیتا ہے۔

راوی حدیث راشد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فجر کے وقت سواع بت کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ دو لومڑیاں اس کے گرد کو چاٹ رہی ہیں اور جو اس کے سامنے بھینٹ کی چیزیں پڑی تھیں، انہیں کھا رہی ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں لومڑیاں اس بت کے اوپر چڑھیں اور اس پر پیشاب کیا۔ اس موقع پر راشد نے کہا۔

ارب یبول الثعلبان براسہ

لقد ذل من بالت علیہ الثعالب

ترجمہ: کیا یہ بت رب ہوسکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاب کریں۔ یقیناً وہ ذلیل وخوار ہے۔ رب نہیں ہے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے جا چکے تھے۔ چنانچہ راشد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو کر آپکی بیعت کی۔ اسکے بعد راشد رضی اللہ عنہ نے رہاط میں زمین کا قطعہ مانگا اور نبی کریم ﷺ نے انہیں عطا فرمایا اور ایک مشکیزہ پانی کا بھرا ہوا عنایت فرمایا اور اس میں آپ نے لعاب دہن اقدس ڈالا اور ان سے فرمایا۔

اس کے پانی کو اس قطعہ زمین کے بالائی حصے میں بہا دینا اور اس کے بقیہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرنا تو انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا اور وہ پانی وافر طور پر آج تک جاری و باقی ہے اور اس قطعہ زمین پر انہوں نے کھجور کے درخت لگائے۔

لوگ کہتے ہیں کہ رہاط کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اس کا نام "ماء الرسول" (رسول کا پانی) پکارتے ہیں اور رہاط کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے ہیں۔
﴿ابونعیم﴾

حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ واقعہ تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں روانہ ہوئے، جب رات کی اندھیری پھیلی تو انہیں وحشت معلوم ہونے لگی، اس پر وہ کھڑے ہو کر اپنی قوم کی پاسبانی کرنے لگے اور کہتے جاتے تھے:

اعیذ نفسی و اعیذ صحبی من کل جنی بھذا النقب

حتی اعود سالما ورکبی

ترجمہ: میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس گھاٹی کے ہر ایک جن سے پناہ مانگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اور میرے تمام سوار صحیح وسالم واپس ہوں۔"

اس وقت کسی کہنے والے کو حجاج نے یہ پڑھتا سنا تھا:

"یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِ نْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا''

﴿سورۃ الرحمٰن﴾

ترجمہ: ''اے جن وانس کے گروہ! اگر تم سے ہو سکے کہ زمین و آسمان کے کناروں سے نکل سکو تو نکل جاؤ۔''

جب وہ مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ اس کے کہنے لگے: یہ کلام تو اس میں سے ہے جس کے بارے میں محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ خدا کا نازل کردہ کلام ہے، اس پر حجاج رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو مدینہ منورہ ہجرت کر چکے ہیں پھر وہ مدینہ منورہ آئے اور اسلام قبول کیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کا نام رافع بن عمیر رضی اللہ عنہ ہے۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا ابتدائی واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ایک رات ریگزار علاقے میں سفر کر رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں اتر پڑا اور میں نے کہا کہ میں اس وادی کے جن کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں، اس کے بعد انہوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا۔ آخر میں اس نے کہا کہ اچانک ایک بوڑھا جن میرے آگے نمودار ہوا اور اس نے کہا: اے شخص! جب تم کسی وادی میں ٹھہرو اور اس وادی میں تمہیں خوف معلوم ہو تو یہ پڑھا کرو:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ ھَوْلِ ھٰذَا الْوَادِیْ

ترجمہ: ''میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے رب! اللہ تعالیٰ سے اس وادی کی وحشت سے پناہ مانگتا ہوں۔''

اور تم کسی جن سے پناہ نہ مانگا کرو، کیونکہ جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں۔

اس نے کہا کہ وہ نبی عربی ہیں نہ شرقی اور غربی، دوشنبہ کے دن مبعوث ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا: انکی سکونت کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ انکی سکونت مدینہ کے نخلستان میں ہے۔ پھر میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور تیز رفتاری کے مدینہ منورہ پہنچا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھا تو قبل اس کے کہ میں آپ سے کچھ عرض کرتا، آپ نے میرا واقعہ بیان فرما دیا اور مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں مسلمان ہو گیا۔

﴿خرائطی الہواتف﴾

حکیم بن کیسان کی گرفتاری اور اسلام قبول کرنا:

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا اور انہیں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی مگر حکم ابن کیسان نے قبول اسلام میں تاخیر کی، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول

اللہ ﷺ! آپ کب تک حکم ابن کیسان کو دعوت اسلام دیتے رہیں گے۔ اللہ کی قسم! یہ شخص کبھی اسلام نہ لائے گا، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کو قبول نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی عجیب بات ہے کہ میں نے حکم ابن کیسان رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کیا ہوا دیکھا ہے، جو حالت میں نے پہلے دیکھی اور جو حالت میں نے بعد میں دیکھی۔ اس نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ میں نے اسے دل میں کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی کسی بات کو کیسے رد کرسکتا ہوں یقیناً آپ اس کی حالت کو مجھ سے زیادہ جانتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

ابوصفرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ سے بیعت کرنے کی غرض سے آئے۔ ان کے جسم زرد پوشاک تھی، جس کے دامن کو وہ اپنے پیچھے سے گھسیٹتے لا رہے تھے، وہ طویل القامت، خوش منظر، حسین وجمیل اور فصیح اللسان شخص تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرۃ بن ہلقام بن جلندی بن متکبر بن جلندی ہوں، جلندی وہ شخص تھا جو ہر کشتی کو ہر ایک سے جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ میں بادشاہ کا بیٹا ہوں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم ابوصفرہ رضی اللہ عنہ ہو۔ اپنے نام ونسب سے سارق وظالم کو چھوڑ دو۔ اس وقت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُ حَقًّا" میرے اٹھارہ بیٹے ہیں، ان سب کے آخر میں میری ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کا نام میں نے صفرہ رکھا ہے۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کا اسلام قبول کرنا:

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ابوجہل آیا ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے، پھر جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو صحابہ نے نبی کریم ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پوری کردی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، ضرور اس کی تعبیر اس کے علاوہ ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عکرمہ بن ابوجہل نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسلام نبی کریم ﷺ کی خواب کا مصداق بن۔

﴿حاکم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا: میں نے ابوجہل کیلئے جنت میں پھل والا درخت دیکھا، جب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو میں نے کہا کہ جنت میں وہ درخت یہ تھا۔

﴿حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل نے صخر الانصاری رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، ایک انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس پر تبسم فرمایا کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے؟ فرمایا: مجھے اس بات نے تبسم نہیں کیا بلکہ اس بات نے متبسم کیا کہ اس نے جس کو قتل کیا ہے وہ خود اس کے ساتھ جنت میں ایک درجہ میں ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نخع کے وفد کی آمد:

ابوالحسن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں ان کے راویوں نے کہا: دس ہجری کے ماہ محرم میں نخع کا وفد آیا۔ ان کے امیر زرارہ ابن عمرو تھے۔ زرارہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے راستہ میں ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے ڈرا دیا ہے، میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے میری اہلیہ سے بکری کا بچہ پیدا ہوا ہے جو رنگ میں کالا مائل بسرخی ہے اور میں نے دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی ہے جو میرے اور میرے بیٹے کے درمان حائل ہوگئی ہے اور میں نے دیکھا کہ نعمان بن منذر کے جسم پر دو پوشاک دو بازو بند اور دو مندرے ہیں اور میں نے ایک بوڑھی سیاہ سفید بالوں والی عورت کو دیکھا جو زمین سے نکلی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اپنی باندی کو حاملہ چھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا: اس نے ایک بچہ جنا ہے جو تمہارا لڑکا ہے۔ زرارہ نے پوچھا وہ بکری کی شکل اور سیاہ سرخی مائل کیا چیز ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے قریب ہو، تو وہ قریب ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے جسم میں برص کا داغ ہے جسے تم چھپاتے ہو؟ کہا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں ہے۔ فرمایا: وہ رنگ وہی ہے، فرمایا: وہ آگ جو تم نے خواب میں دیکھی ہے، وہ وہ فتنہ ہے جو میرے بعد رونما ہوگا۔ زرارہ نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے؟ فرمایا: لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور خونریزی کریں گے۔

یہاں تک کہ مسلمان کا خون پانی پینے سے زیادہ شیریں ہو جائے گا، اب اگر تم فوت ہوگئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے کو پائے گا اور اگر تم زندہ رہے تو وہ تمہیں پہنچے گا۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ فتنہ مجھے نہ پائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کا بیٹا یعنی عمرو بن زرارہ لوگوں میں وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت سے خلع کیا۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: خواب میں نعمان بن منذر اور اس کے جسم پر اس کی چیزوں کو دیکھنا تو وہ عرب کا بادشاہ ہوگا اور وہ زیب وزینت میں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ اب رہا سفید وسیاہ بالوں والی بوڑھی عورت کا دیکھنا تو وہ دنیا کی بقیہ عمر ہے۔ اس روایت کو ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''طبقات' میں تعبیر سند کے بیان کیا ہے۔)

﴿ابن شاہین﴾

خفاف بن نھلہ رضی اللہ عنہ کی نعت:

حضرت خفاف بن نھلہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں سفیر بن کر آئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

انی اتانی فی المنام مخبر — من خیر و جرۃ فی الامور موائی
یدعو الیک لیالیا و لیالیا — ثم اخز آل و قال لست یاآتی
فرکبت ناجیۃ اضر بنفسھا — جمز یخب بہ علی الاکمات
حتی وردت الی المدینۃ — کیما اراک فتفرج الکربات

ترجمہ: ''میرے پاس خواب میں ایک خبر دینے والا آیا، جو خیر و بھلائی کا نقیب ہے اور امور میں موافق ہے، وہ خبر دینے والا بار بار راتوں میں آپ کی دعوت دیتا رہا، پھر وہ مایوس ہوگیا تو کہنے لگا میں اب نہ آؤں گا، پھر میں اپنی اس اونٹنی پر سوار ہوا جو سوار کو ہر نشیب وفراز سے گزار کر لے جاتی ہے، یہاں تک کہ میں تیز رفتاری سے مدینہ منورہ آیا تاکہ میں آپ کو دیکھوں اور آپ میری سختیوں کو زائل فرمائیں۔''

﴿بیہقی، ابن عساکر، ابن سعد، شرف المصطفیٰ، مرزبانی معجم شعراء﴾

وفد بنی تمیم کی بارگاہ نبوت میں حاضری

زہری رحمۃ اللہ علیہ سعید بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، دونوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا اور عطار بن حاجب رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر خطبہ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو حالانکہ وہ خطبہ کی قسم سے کچھ نہ جانتے تھے اور نہ انہیں اس سے پہلے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوا تھا، مگر وہ کھڑے ہوئے اور نہایت فصیح وبلیغ مسجع اور مقفیٰ خطبہ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار پڑھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے حسان رضی اللہ عنہ! ان کے شاعر کا جواب دو اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے ضرور مدد فرمائے گا، جب تک حسان اس کے نبی کی طرف سے مدافعت کرتے

رہیں گے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور شعروں کا جواب دیا۔"

ان قاصدوں نے تخلیہ میں ایک دوسرے سے باتیں کیں اور ان میں سے کسی نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ شخص یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فن میں تائید کیے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب ہمارے خطباء سے بہتر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر ہمارے شعراء سے بلیغ تر ہے اور وہ ہم سے زیادہ بردبار اور اہل علم ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ایک درخت کا کلمہ شہادت پڑھنا:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اسلام تو قبول کرلیا ہے، اب مجھے کوئی چیز ایسی دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کون سی چیز چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپ فلاں درخت کو بلایئے وہ آپ کے پاس حاضر ہو جائے۔ فرمایا: جاؤ! اسے بلالاؤ تو وہ اعرابی گیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مان تو درخت نے ایک طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا پھر دوسری طرف جنبش کی اور اپنی جڑوں کو نکالا اور چل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے کہا: "السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا: بس مجھے یہی کافی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہ واپس چلا جا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا اور اس کی جڑیں اپنی جگہ قائم ہوگئیں پھر اس اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں، آپ نے فرمایا: کوئی بندہ کسی بندے کے آگے سجدہ نہ کرے۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ فلاں درخت کو بلائیں اور وہ آپکے پاس آجائے۔

✿ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "اے درخت! تو آجا۔ تو وہ درخت اپنے دائیں جھکا پھر وہ گرا یہاں تک کہ اس کی جڑیں قطع ہوگئیں پھر وہ سیدھا کھڑا ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی جڑیں گھسیٹتا آکھڑا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے درخت! کس کی شہادت دیتا ہے؟"

عرض کی: **"اشهد ان لا اله الا وانک رسول الله"** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اعرابی نے عرض کیا: آپ اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی ہو جائے تو درخت اپنے گڑھے کی طرف چلا گیا اور گڑھے میں اس کی جڑیں جہاں جہاں پر تھیں، پیوست ہوگئیں اور اس پر زمین ہموار ہوگئی اور اس کے بعد اعرابی نے عرض کیا: میں اپنے گھر والوں کی طرف جاتا ہوں اور ان کو یہ بات بتاتا ہوں اور ان میں سے ایک جماعت کو مسلمان کر کے آپ کی خدمت میں لاتا ہوں۔

﴿ابونعیم﴾

بنی عامر بن صعصہ کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری اور معجزات کا ظہور:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی عامر بن صعصہ سے ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: میں کیسے جانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس درخت کی شاخ کو بلا کر اس سے گواہی دلواؤں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟

اس نے کہا کہ ہاں میں یہی چاہتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے اس درخت کی شاخ کو بلایا اور وہ شاخ درخت سے زمین پر آنے لگی تھی کہ وہ زمین پر گر پڑی پھر وہ شاخ زمین پر دوڑنے لگی۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم، حاکم، احمد، تاریخ بخاری، دارمی، ابویعلیٰ﴾

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ شاخ آپ کے پاس آ گئی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا اور اپنا سر سجدہ سے اٹھا کر نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑی ہوگئی، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اپنی جگہ واپس چلی جا تو وہ اپنی جگہ چلی گئی۔

یہ نشانی دیکھ کر اس اعرابی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ ایمان لے آیا۔

درخت کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضری اور کلمہ شہادت پڑھنا:

بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک اعرابی سامنے آیا، جب وہ ہمارے قریب آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: کہاں کا ارادہ ہے؟

اس نے کہا: اپنے گھر جانے کا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر راہ نہ بتاؤں؟ اس نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

فرمایا: تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس نے کہا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں، اس پر کوئی شہادت ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ درخت ہے پھر نبی کریم ﷺ نے اس درخت کو آواز دی وہ وادی کے کنارے پر کھڑا تھا تو وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے تین مرتبہ کلمہ شہادت کو دہرایا اور اس نے وہی کہا کہ جو آپ نے فرمایا۔

اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا اور وہ اعرابی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کر گیا کہ اگر میری قوم نے میرا کہنا مانا تو میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ خود واپس آ کر آپ کی خدمت میں رہوں گا۔

﴿دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی، بزار، ابن حبان، بیہقی، ابونعیم﴾

حجۃ الوداع کے زمانہ میں معجزات کا ظہور

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس حج میں روانہ ہوئے جس میں نبی کریم ﷺ نے حج کیا۔ عرضیکہ جب ہم ''بطن روحا'' میں پہنچے تو ایک عورت نظر آئی، جو نبی کریم ﷺ کی طرف آ رہی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی سواری روک لی۔ جب وہ عورت قریب آئی تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا بچہ ہے جس دن سے یہ پیدا ہوا ہے آج تک ٹھیک رہتا ہی نہیں تو نبی کریم ﷺ نے اس بچہ کو لے کر اپنے سینہ اقدس اور کجاوہ کے آخری حصہ کے درمیان بٹھا لیا۔ اس کے بعد اس بچے کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: او اللہ کے دشمن نکل جا۔ بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر اس بچے کو اسے دے دیا اور فرمایا: لو اب اس سے بے فکر رہو۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اپنے حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے اور 'بطن روحا'' میں نزول فرمایا تو وہی عورت بھنی ہوئی بکری لائی اور پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کا ایک شانہ دو میں نے اسے پیش کر دیا پھر فرمایا مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہی دو شانے تھے جو پیش کر دیئے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو تم برابر مجھے شانے پیش کرتے رہتے جب تک میں تم سے مانگتا رہتا، پھر مجھ سے فرمایا تم دیکھو کہ کوئی درخت یا پتھر ایسا نظر آتا ہے جس کے پردے میں رفع حاجت کی جا سکے، میں نے عرض کیا: چند درخت تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان درختوں کے پاس جا کر کہو کہ نبی کریم ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کی رفع حاجت کیلئے باہم مل جاؤ اور ایسا ہی پتھروں سے بھی کہنا لہٰذا میں نے جا کر ان سے ایسا ہی کہا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے درختوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جڑوں سے زمین پر گھسٹتے ہوئے آئے اور آپس میں مل گئے اور میں نے پتھروں کو بھی دیکھا کہ وہ اچھل اچھل کر ایک دوسرے سے جڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان درختوں کے پیچھے دیوار کی مانند ہو گئے، جب نبی کریم ﷺ نے رفع حاجت فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تو مجھ سے فرمایا: ان درختوں اور پتھروں سے کہہ دو کہ نبی کریم ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ، چنانچہ جس طرح وہ درخت اور پتھر جمع ہوئے تھے، اسی طرح منتشر ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی، ابن حجر المطالب العالیہ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ رفع حاجت کیلئے اتنی دور تشریف لے جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکتا، جب ہم ایک

منزل میں اترے جولق ودق بیابان نہ وہاں کوئی پہاڑ تھا اور نہ کوئی درخت، نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

اے جابر! آفتابہ میرے ساتھ لے کر چلو، میں اٹھا اور آفتابہ میں پانی بھر کر میں اور نبی کریم ﷺ دونوں چل دیئے اور ہم اتنی دور نکل آئے کہ کوئی ہمیں نہ دیکھ سکتا تھا۔ اچانک دو درخت نظر آئے جن کے درمیان کئی گز کا فاصلہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ان درختوں سے کہو کہ نبی کریم ﷺ حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں باہم مل جاؤ کہ نبی کریم ﷺ کیلئے پردہ کا کام دے سکو۔ وہ دونوں درخت باہم مل گئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے پردے میں بیٹھ کر رفع حاجت فرمائی۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے اور سوار ہو کر چل دیئے۔ راستہ میں ایک عورت نبی کریم ﷺ کے سامنے آئی جس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔

اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کو روزانہ شیطان پکڑ لیتا ہے اور اسے ستاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! دور ہو جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد اس بچہ کو دے دیا۔ جب ہم سفر سے واپس آئے تو ہمیں وہی عورت ملی جس کی گود میں بچہ تھا اور اس کے ساتھ دو بھیڑیں تھیں، جنہیں وہ لے کر آ رہی تھی۔

اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری طرف سے یہ ہدیہ قبول فرمائیے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، وہ شیطان اس بچہ کے پاس اس کے بعد سے نہیں آیا۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے ایک لے لو اور دوسرے کو واپس کر دو۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ بلبلاتا آ رہا ہے جب ہم لوگوں کے سامنے آیا تو اس نے سجدہ کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے پوچھا: اس اونٹ کا مالک کون ہے تو انصار کے جوانوں میں سے ایک جوان نے عرض کیا:

یہ اونٹ ہمارا ہے۔ فرمایا: اس کے احوال کیا ہیں؟ انصاری نے کہا ہم نے اس اونٹ سے بیس سال پانی کھینچا ہے، اب جبکہ یہ بوڑھا ہو گیا ہے تو ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے ذبح کر دیں تاکہ اپنے بچوں میں اس کا گوشت بانٹ لیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اسے ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: آپ ہی کا ہے۔ فرمایا: اس کے ساتھ اس وقت حسن سلوک کرو جب تک کہ اس کی زندگی ہے۔

﴿دارمی، ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کے سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور صاحب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یہ سفر غزوہ حنین کا تھا۔ راستہ میں نبی کریم ﷺ رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن آپ کو کوئی مقام ایسا نہ ملا جہاں پردہ کے ساتھ بیٹھ سکتے۔ اچانک دو درخت نظر آئے۔ اس کے بعد انہوں نے دونوں درختوں کا ذکر اور اونٹ کا ذکر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مانند بیان کیا۔

﴿بزار، طبرانی، بیہقی﴾

بسند صحیح حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ کے سفر میں، میں نبی کریم ﷺ کے

ساتھ تھا۔ دوران سفر ہم ایک منزل میں تھے۔ وہاں ایک عجیب بات دیکھی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ نبی کریم ﷺ تم دونوں کو حکم فرماتے ہیں کہ باہم مل جاؤ میں گیا اور میں نے ان دونوں درختوں سے ایسا ہی کہا فوراً درختوں نے جنبش کی اور زمین سے اپنی جڑوں کا نکالا اور دونوں چل کر ایک دوسرے سے مل گئے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے پردے میں رفع حاجت کی۔

اس کے بعد فرمایا: ان درختوں سے کہہ دو کہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے جائیں۔ میں نے ان سے کہا: تو انہوں نے جنبش کی اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ جا کے نصب ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ یہ میرا بچہ سات سال سے شیطان کے چنگل میں ہے اور جو روزانہ دو مرتبہ اس کے پاس آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بچہ کو میرے قریب لاؤ پھر نبی کریم ﷺ نے بچہ کے منہ میں لعاب دہن اقدس لگایا اور فرمایا اور دشمن خدا نکل جا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب سفر سے واپس آئیں تو ہمیں بتانا کہ اس کا کیا حال ہے؟ چنانچہ ہم سفر سے واپس آئے تو وہ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مکرم بنایا، جب سے ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے گئے ہیں، اب تک ہم نے اس پر دیوانگی کا کوئی اثر نہ دیکھا۔ پھر ایک اونٹ آیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑا ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آپ نے کسی کو اس کے مالک کے پاس بھیجا اور اس سے پوچھا تمہارے اس اونٹ کا کیا قصہ ہے؟ یہ تمہاری شکایت کیوں کرتا ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کام لیتے رہے ہیں، اب یہ بوڑھا ہو گیا تو ہم نے کل اس کو ذبح کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے ذبح نہ کرو، اور اونٹوں میں اسے چھوڑ دو۔

✿ (اس واقعہ کو بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ میں نے ان کے یہاں نسل کشی کی اور ان کا کام کیا، یہاں تک کہ میں بوڑھا ہو گیا تو اب یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔)

﴿احمد، حاکم، ابن سعد، بیہقی﴾

ایک اونٹ کی شکایت بارگاہِ نبوت ﷺ میں:

یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی تین باتیں دیکھی ہیں، وہ یہ کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ اچانک ایک بوڑھا اونٹ ہمارے سامنے آیا، جب نبی کریم ﷺ نے چشم کرم اس پر ڈالی تو وہ بلبلانے لگا اور اپنی پیشانی سجدے میں زمین پر رکھ دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے مالک کو بلایا اور فرمایا: یہ اونٹ کام کی زیادتی اور چارے کی کمی کی شکایت کرتا ہے، لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پھر ہم روانہ ہوئے اور ایک منزل میں قیام کیا۔ نبی کریم ﷺ محو استراحت ہوئے تو ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے اپنی شاخوں میں نبی کریم ﷺ کو چھپا لیا پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گی، جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کے آنے جانے کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے

فرمایا: یہ وہ درخت تھا جس نے اپنے رب سے میرے حضور آ کر اسلام عرض کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

اس کے بعد راوی نے بچہ کے قصہ کو بیان کیا۔

﴿احمد، بیہقی، ابونعیم﴾

درختوں کا ایک دوسرے سے مل جانا:

حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم نے عجیب بات دیکھی کہ ہم ایک ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں چھوٹے چھوٹے درخت جدا جدا کھڑے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے غیلان (رضی اللہ عنہ)! ان پودوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ایک دوسرے سے مل جائیں۔ میں گیا اور دو پودوں کے درمیان کھڑے ہو کر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ آ کر مل جاؤ تو ہر ایک نے جنبش کی اور جڑیں نکال کر زمین کو چیرتے ہوئے ایک دوسرے سے آ کر مل گئے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان دونوں کے اوٹ میں آبدست فرمایا اور اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، وہ درخت اپنی اپنی جگہ نصب ہو گئے، اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور منزل میں قیام کیا۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور اس نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قبیلہ میں کوئی بچہ مجھے اس بچے سے زیادہ محبوب نہیں لیکن اس بچے کو جنون ہو گیا ہے، اب میں اس کی موت کی تمنا کرتی ہوں، آپ اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا: ”بسم اللہ وانا رسول اللہ اخرج یا عدو اللہ“ یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا: پھر فرمایا: تم اپنے بچہ کو لے جاؤ، اب انشاء اللہ اسے کوئی تکلیف نہ ہوگی، اس کے بعد ہم روانہ ہوئے اور ایک اور منزل میں قیام کیا۔

ایک شخص آیا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا ایک باغ ہے جس پر میرے اہل خاندان کا گزارہ ہے اور وہاں دو آب کش اونٹ ہیں جو پاگل ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے میں باغ نہیں جا سکتا اور کوئی ان دونوں کے قریب پہنچنے کی قدرت نہیں پاتا، یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس باغ میں تشریف لائے، اس کے مالک سے فرمایا: دروازہ کھولو، عرض کیا: ان دونوں اونٹوں کا معاملہ دروازہ کھولنے سے زیادہ سخت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ کھول دو، جب دروازہ کھولتے وقت حرکت ہوئی تو وہ دونوں اونٹ اس تیزی سے سامنے آئے جیسے تیز آندھی آتی ہے لیکن جب دروازہ کھلا اور ان اونٹوں کی نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو دونوں جھک گئے اور سجدہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے سروں کو پکڑا اور ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا اور فرمایا: ان سے کام لو اور ان کو اچھا چارہ دو۔

یہ دیکھ کر لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جبکہ چوپائے آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو اس سے زیادہ آپ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں؟

فرمایا: سجدہ بجز اس وحدہٗ ذات حق کے جسے موت نہیں ہے کسی کیلئے جائز نہیں ہے اس کے بعد ہم واپس آئے تو اس بچے کی ماں آئی اور اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ وہ بچہ قبیلہ کے دوسرے بچوں کی مانند بالکل ٹھیک ہے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

ایک گونگا بچہ نبی کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے گویا ہوا:

حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے اور لوگ بھی کنکریاں مار رہے تھے، جب واپس تشریف لائے تو ایک عورت آئی، اسکے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، جسے آسیب تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے پر بلا ہے۔ یہ بات نہیں کرتا۔

نبی کریم ﷺ نے پانی لانے کا حکم فرمایا تو وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لائی، نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے دست مبارک میں لے کر اس میں سے پانی دہن اقدس میں لے کر اس میں کلی کر دی پھر اسے دیکھ کر فرمایا: ''اس پانی کو پلاؤ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ۔''

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور میں نے کہا کہ اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لو، تو میں نے اس میں سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا۔ ماشاءاللہ وہ زندہ رہا اور اس کی زندگی نبی کریم ﷺ کے کرم واحسان سے ہوئی۔ حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ تندرست ہو گیا اور ایسا عقل مند ہوا کہ لوگوں میں کوئی اس جیسا عقل مند نہ تھا۔)

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایک بچے کی گواہی:

حضرت معیقیب یمانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں گیا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں۔ وہاں میں نے آپ کی عجیب بات دیکھی کہ آپ کے پاس یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس بچہ سے پوچھا: اے بچے! میں کون ہوں؟

بچہ نے کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا کہ اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت دے۔ اس کے بعد اس بچے نے جوان ہونے تک بات نہ کی۔ اس بنا پر ہم نے اس کا نام ''مبارک الیمامہ'' رکھ دیا۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

رکن غربی کا نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنا:

حضرت جعفر بن محمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوعبداللہ صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب رکن غربی پہنچے اور اس سے آگے بڑھے تو اس رکن نے آپ سے عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے رب کے گھر کے رکنوں میں ایک رکن نہیں ہوں؟ مجھ میں کیا بات ہے جو آپ نے مجھے بوسہ نہ دیا تو نبی کریم ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور فرمایا: اطمینان رکھ تجھ پر سلام ہو، تجھے محروم نہ رکھا جائے گا۔

﴿ابن نجار﴾

کتاب اللہ اور سنت چھوڑے جا رہا ہوں:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں لوگوں سے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! میں جو تمہیں حکم دیتا ہوں وہ کرو۔ کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس سال کے بعد اس موقف میں میں تم سے ملاقات کروں۔ اے لوگو! میری بات غور سے سنو، میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھاما تو ہرگز تم گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ اور میری سنت ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو قربانی کے دن جمرۃ پر اپنی سواری پر سوار کنکریاں مارتے دیکھا ہے اور آپ فرما رہے تھے کہ مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو کیونکہ مجھے توقع نہیں ہے کہ اس حج کے بعد میں حج کروں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ اس حج میں جس میں آپ نے حج کیا۔ قربانی کے دن کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا: یہ کون سا دن ہے۔ (راوی نے حدیث پوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ) میں نے تمہیں خدا کا حکم پہنچا دیا؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہ، اسکے بعد لوگوں کو رخصت فرمایا۔ اس بنا پر لوگوں نے کہا کہ یہ حجۃ الوداع تھا۔

﴿ابن سعد﴾

سوالات بتائے بغیر نبی کریم ﷺ نے جوابات ارشاد فرما دیئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مسجد خیف (منیٰ) میں نبی کریم ﷺ کے حضور میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انصاری اور ایک ثقفی شخص آیا اور ان دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو جو کچھ تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو میں اس کا جواب پہلے ہی

دوں، تو میں جواب دیتا ہوں اور اگر تم چاہو کہ تم سوال کرو اور میں جواب دیتا جاؤں تو یہ کرلو۔

دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی ارشاد فرمائیں اور ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ثقفی سے فرمایا۔ تم اپنی رات کی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھنے آئے اور انصاریوں سے فرمایا: تم اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کی طرف آئے اور گھر میں اپنے مال کے بارے میں اور عرفات میں ٹھہرنے کے بارے میں اور اپنا سر منڈانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ دونوں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہم ان ہی باتوں کو دریافت کرنے کی غرض سے آئے تھے۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو آگے آ رہی ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پانچ یا چھ قربانی کے جانور لائے گئے تو وہ جانور ایک دوسرے کو دھکیل کر نبی کریم ﷺ کے قریب ہوتے تھے کہ سب سے پہلے قربانی کی ابتداء اس سے کریں۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

وصال کی خبر:

عاصم بن حمید سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ نصیحت و وصیت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! شاید کہ تم اس سال کے بعد مجھ سے نہ ملو اور شاید کہ تم میری مسجد اور میری قبر انور پر حاضر ہو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رونے لگے۔

(اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے متصل روایت کیا ہے۔)

﴿احمد، بیہقی﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ، ابن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب حج سے فارغ ہوئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا اور وہ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا زندہ ہونا اور ایمان لانا:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کئی مجہول راوی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حجۃ الوداع کا حج کرایا اور میرے ساتھ آپ عقبۃ الحجون تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ رو رہے تھے اور محزون و مغموم تھے، جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ خوش تھے اور تبسم فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے اس کی بابت استفسار کیا تو فرمایا میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی تھی کہ انہیں زندہ کر دے، چنانچہ وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر موت دیدی۔

انگشتہائے مبارکہ سے پانی کا نکلنا:

حضور نبی کریم ﷺ کی انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کا جاری ہونا، آپ کی برکت سے پانی کا زیادہ ہونا اور متعدد بار اسکا واقع ہونا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ نمازِ عصر کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس پانی موجود نہ تھا۔ بجز اس بچے ہوئے پانی کے جو برتن میں تھا تو میں اس پانی کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا تم لوگ وضو کیلئے آؤ، برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور اسے پیا اور ہم چودہ سو آدمی تھے۔

﴿بخاری﴾

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا اور لوگ پانی کی تلاش کر رہے تھے مگر پانی کہیں نہ پاتے تھے تو آپ کے پاس برتن میں پانی لایا گیا اور آپ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے وضو کریں تو میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے جوش مار رہا تھا اور تمام لوگوں نے وضو کیا اور سب سے آخر میں، میں نے وضو کیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کچھ پانی کشادہ برتن میں لایا گیا۔ آپ نے اپنی انگشت ہائے مبارک کو اس برتن میں رکھ دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے نکل رہا تھا اور لوگ وضو کر رہے تھے، جن لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا ہے میں نے ان کی تعداد ستر سے اسی (۸۰) تک گنی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ قبا شریف تشریف لائے، وہاں کے گھروں میں سے کسی گھر سے چھوٹا سا پیالہ آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں داخل کیا مگر پیالے میں وسعت نہ تھی، تو آپ نے صرف چار انگلیاں اس میں داخل کیں اور انگوٹھا کے اس میں داخل ہونے کی گنجائش نہ تھی۔ اسکے بعد لوگوں سے فرمایا آؤ پانی پی لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی انگلیوں کی گھائیوں سے پانی جوش مار رہا تھا، تمام لوگ پیالے کے گرد آئے اور ان سب نے اس کا پانی خوب سیر ہو کر پیا۔

﴿بیہقی﴾

حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نماز کا وقت آیا تو لوگ اٹھ کر اپنے اپنے قریبی مکانوں میں وضو کرنے چلے گئے مگر بہت سے لوگ باقی رہ گئے تو لوگ پتھر کا برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جس کا نام مخضب ہے۔ اس میں پانی تھا۔ وہ مخضب اتنا چھوٹا تھا کہ آپ دست مبارک اس میں کشادہ نہ فرما سکے۔ اس کے بعد تمام لوگوں نے اس پانی سے وضو کیا۔

ہم نے پوچھا وہ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا کہ کچھ اوپر اسی تھے۔

(بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی مانند حسن رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کی ہے۔)

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایتیں مشابہ ہیں۔ ممکن ہے کہ تمام روایتیں ایک ہی واقعہ کی ہوں اور وہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبا تشریف لے گئے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کے مشابہ ہے۔ ممکن ہے وہ خبر دوسرے واقعہ کی ہو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک پیالہ میں پانی طلب فرمایا اور اپنا دست اقدس اس میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان اور کناروں سے جوش مارنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کیا۔ میں نے حضرت نس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کتنے حضرات تے؟ انہوں نے فرمایا: تقریباً تین سو تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

لعاب دہن کی برکت سے کنوئیں کا پانی کبھی ختم نہ ہوا:

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے قبا شریف کے کنوئیں کے بارے میں کسی نے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کنواں اتنا تھا کہ ایک آدمی اس کا پانی نکال کر اپنے گدھے پر لاد کر لے جاتا تھا اور اس کنوئیں کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک ڈول پانی نکالنے کا حکم دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے وضو کیا یا پانی میں لعاب دہن ڈالا اور حکم دیا کہ اس پانی کو کنوئیں میں ڈالا جائے اس کے بعد اس کنوئیں کا پانی کبھی نہ ختم ہوا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ نے طلوع فجر کے وقت نزول فرمایا۔ رفع حاجت کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے صداء کے بھائی کیا پانی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ البتہ تھوڑا سا پانی ہے۔ وہ پانی آپ کو کفایت نہ کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پانی کو ایک برتن میں کرلو اور اس برتن کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر نبی

کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک پانی میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشمہ کی مانند جوش مار رہا تھا۔

آپ نے فرمایا: میرے صحابہ کو آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو آ کر لے لے۔ تو میں نے آواز دی تو ان میں سے جس کو ضرورت تھی، پانی لے لیا۔

اس وقت ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک کنواں ہے، جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس کا پانی کم ہو جاتا ہے اور ہم قرب و جوار کے کنوؤں پر پھیل جاتے ہیں چونکہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے قرب و جوار کے لوگ ہمارے دشمن بن چکے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے کنوئیں کے بارے میں دعا کیجئے تا کہ اس کا پانی وافر ہو جائے اور ہم اسی پر مجتمع رہیں کہیں اور نہ جانا پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے سات کنکریاں منگائیں اور کنکریوں کو اپنے دست اقدس میں اور ان پر دعا پڑھی تو پھر فرمایا ان کنکریوں کو لے جاؤ۔ جب تم کنوئیں پر پہنچو تو ایک ایک کر کے یہ کنکریاں اس میں ڈال دو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتے رہو۔ حضرت صدائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جیسا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے ویسا ہی کیا اس کے بعد ہم میں طاقت نہ رہی کہ اس کنوئیں کی گہرائی کو دیکھ سکیں۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ، بیہقی، ابونعیم﴾

کنیسہ کی بجائے مسجد بنانے کا حکم:

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سفیر بن کے بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں حاضر ہوئے اور ہم نے اپنی سرزمین کے کنیسہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا اور ہم نے خواہش کی کہ ہمیں اپنا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور دہن اقدس میں پانی لے کر ہمارے مشکیزہ میں اس پانی کی کلی فرما دی اور فرمایا: اس پانی کو لے جاؤ جب تم اپنے علاقے میں پہنچو تو اپنے کنیسہ کو توڑ دینا اور اس جگہ میں اس پانی کو چھڑک دینا اور اس جگہ مسجد بنا لینا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! گرمی شدید ہے اور ہمارا شہر دور ہے، پانی خشک ہو جائے گا۔

فرمایا: اسے اور پانی سے مدد دیتے رہو، وہ اس کی پاکیزگی اور برکت کو ہی زیادہ کرے گا، پھر ہم میں اس مشکیزہ کو لے کر جانے میں جھگڑا ہوا کہ کون اسے اٹھا کر لے جائے تو ہم نے ہر مرد کی باری مقرر کر دی کہ ایک دن ایک لے کر چلتا تو دوسرے دن دوسرا شخص۔ جب ہم اپنے شہر میں پہنچے تو ہم نے ایسا ہی کیا جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا، ہمارے کنیسہ کا راہب ''بنوطے'' کا شخص تھا، ہم نے نماز کیلئے اذان دی تو وہ راہب سن کر کہنے لگا یہ حق کی دعوت ہے پھر وہ بھاگ گیا اس کے بعد ہم نے اسے نہ دیکھا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن صبح کی تو لشکر میں پانی نہ تھا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! لشکر میں پانی نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس تھوڑا سا پانی بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! تو وہ برتن لایا گیا

جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

تو نبی کریم ﷺ نے برتن کے دہانہ میں اپنی انگلیاں کھول دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمہ پھوٹ رہا ہے اور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ برکت والا پانی لے لیں۔

﴿احمد، بیہقی، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پانی طلب فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: پانی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے پانی نہ پایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشکیزہ ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشکیزہ لا کر پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس میں پھیلا دیا اور آپ کے دست اقدس کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ حضرت مسعود رضی اللہ عنہ پانی پی رہے تھے اور ان کے سوا اصحاب وضو کر رہے تھے۔

﴿دارمی، ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ نشانیوں کو عذاب گردانتے ہو اور ہم نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ان نشانیوں کو برکت شمار کرتے تھے۔ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برتن لایا جاتا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہو جاتا تھا اور نبی کریم ﷺ فرماتے کہ برکت والے پانی کو آ کر لے لو اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ یہاں تک کہ ہم سب وضو کر لیا کرتے تھے۔

﴿بخاری﴾

ابویعلی الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہمیں پیاس نے بے چین کیا تو ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ گڑھا کھودا جائے تو میں نے گڑھا کھودا اور اس گڑھے پر چمڑا ڈال دیا اور اس چمڑے پر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا جس کے پاس پانی ہو وہ پانی لائے پھر مشکیزے والے نے پانی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابلتا ہوا دیکھا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواری کے جانوروں کو ان سب نے پلایا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

قاسم بن عبداللہ بن ابورافع اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آخر شب میں قیام فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر شخص اپنے مشکیزے میں پانی تلاش کرے تو کسی کے پاس سے پانی نہ نکلا۔ بجز ایک شخص کے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پانی کو برتن میں لوٹا اور فرمایا: تم سب وضو کرو، اس وقت میں نے پانی کی طرف دیکھا نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے وہ جوش مار رہا تھا۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے پانی پیا، اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنا دست

مبارک اٹھایا تو اس میں اتنا ہی پانی موجود تھا جتنا پہلی مرتبہ مشکیزے سے ڈالا گیا تھا۔
﴿ابونعیم﴾

ایک کوزہ سے تمام لشکر سیراب ہو گیا:

عبدالرحمن بن ابوعمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں تھے۔ لشکر اسلام کو پیاس نے بے چین کیا تو نبی کریم ﷺ نے کوزہ طلب فرمایا اور اسے اپنے سامنے رکھا۔ پھر پانی طلب فرمایا اور اسے اس کوزہ میں بھرا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے جو خدا نے چاہا دعا پڑھی، اس کے بعد اپنی چھنگلیا کو اس میں ڈبو دیا۔

راوی نے کہا کہ میں خدا کی قسم سے کہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے ابلتے دیکھے۔ پھر فرمایا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہ و رسولہ" ان دونوں کلموں کے ساتھ قیامت کے دن جو بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔
﴿ابونعیم﴾

یہ سقیا ہے:

خدیج بن سدرہ بن علی سلمی رضی اللہ عنہ جو اہل قبا سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اور ہم نے فاحہ میں نزول کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے آج سقیا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس منزل میں پانی نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فاحہ سے ایک میل کے فاصلے پر بنی غفار کے چشمہ پر بھیجا اور نبی کریم ﷺ "صدر وادی" میں اتر گئے اور بعض اصحاب بطن وادی میں لیٹ گئے اور وہ اپنے ہاتھ سے کنکریاں ہٹانے لگے تو ان کا ہاتھ تر ہو گیا۔ پھر وہ بیٹھ گئے، اوگہرا کرنا شروع کر دیا اور اس کے اوپر پانی ابلنے لگا۔ پھر اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی اور خوب پیا اور تمام صحابہ کو پلایا، یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ سقیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سیراب کیا ہے۔ اس کے بعد اس کا نام سقیا ہو گیا۔
﴿ابونعیم الصحابہ﴾

حسنین کریمین لسان نبوت سے سیراب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے، ابھی راستہ میں ہی تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی آواز سنی کہ وہ رو رہے تھے۔ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے یہ فرزند کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ پیاسے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے تو کسی کے پاس ایک قطرہ پانی نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اپنی چادر کے نیچے سے انہیں مجھے دو، پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو لے کر اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ حالانکہ وہ رو رہے تھے خاموش نہیں ہوتے تھے، پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی،

وہ اسے چوسنے لگے، یہاں تک کہ وہ سیراب ہوکر خاموش ہوگئے اور ان کے رونے کی آواز سنائی نہ دی اور دوسرے صاحبزادے برابر روئے جارہے تھے جیسے پہلے صاحبزادے رو رہے تھے، خاموش ہی نہ ہوتے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب دوسرے صاحبزادے کو مجھے دے دو اور آپ نے انہیں لے کر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ دونوں خاموش ہوگئے اور دونوں نے رونا بند کر دیا۔

﴿طبرانی، ابن عساکر﴾

ایک چھاگل سے تمام لشکر سیراب ہوگیا اور اپنے برتن بھر لیے

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ایک شخص کو بلایا اور فرمایا: تم دونوں جاؤ اور میرے لیے پانی تلاش کر کے لاؤ تو وہ دونوں گئے اور انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اونٹ کی جانب چھاگلوں میں پانی بھر کے لا رہی تھی، ان دونوں نے پوچھا پانی کہاں ہے؟

اس نے کہا کہ کل میں اس وقت پانی پر تھی، (یعنی یہاں سے ایک دن رات کی مسافت پر ہے۔)

پھر یہ دونوں اس عورت کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور نبی کریم ﷺ نے برتن طلب فرمایا اور دونوں چھاگلوں کے دہانے کھول کر دہن اقدس میں پانی لیا اور اس پانی سے دونوں چھاگلوں میں کلی کر کے دونوں چھاگلوں کے دہانوں کو باندھ دیا اور چھاگل کے نچلے چھوٹے دہانے کو کھول دیا اور لوگوں کو آواز دی کہ پانی پی لیں اور بھر لیں تو جس نے چاہا پیا اور جتنا چاہا بھر لیا، وہ عورت کھڑی دیکھتی رہی، اس کے پامہ کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہر ایک چھاگل سے پانی لیا گیا اور ہم خیال کرتے رہے کہ وہ چھاگل پہلے سے زیادہ لبریز ہے جتنا کہ پانی لینے سے پہلے بھری ہوئی تھی۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اس عورت کیلئے کھانے کی چیزیں جمع کرو تو صحابہ کرام نے کھجوریں، آٹا اور ستو اتنا جمع کیا کہ وہ اس کے پاس بہت وافر ہوگیا، پھر نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے فرمایا، تم جانتی ہی ہو کہ ہم نے تمہارا پانی قطرہ بھر کم نہیں کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے، پھر وہ عورت اپنے گھر چلی گئی چونکہ اس عورت کو دیر ہوگئی تھی، اس بنا پر اس سے اس کے گھر والوں نے پوچھا: اے فلانی! تجھے کیسے دیر ہوگئی؟

اس عورت نے کہا کہ میں نے عجیب بات دیکھی ہے، وہ یہ کہ راستے میں مجھے دو آدمی ملے اور وہ دونوں مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں اور انہوں نے میرے پانی کے ساتھ ایسا ایسا کیا، جو واقعہ گزرا اسے بیان کیا۔ خدا کی قسم! وہ شخص اس کے اور اس کے درمیان بڑا ساحر ہے اور اس عورت نے انگوٹھے اور ان کے برابر کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ بات کہی، پھر کہا کہ وہ شخص یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہے۔

راوی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے اس کے بعد اس کے گرد و نواح کے مشرکوں پر تخت و تاراج

کیا مگر ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا، جن میں وہ عورت تھی اور جہاں وہ پانی لینے جمع ہوتے تھے، اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ یہ مسلمان تم لوگوں کو قصداً چھوڑ دیتے ہیں اور تم سے تعرض نہیں کرتے تو کیا تم لوگوں کو قبول اسلام کی رغبت ہے؟ ان سب نے اس عورت کی بات مان لی اور وہ سب اسلام میں داخل ہو گئے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رات میں سفر کر رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ مسلمانوں کو شدید پیاس لاحق ہوئی اور دو شخص صحابہ میں آئے۔ راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے یا ان کے سوا کوئی اور ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ایک عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام پر پاؤ گے اور وہ عورت اس قسم کی ہے اور اس کے ساتھ اونٹ ہوگا اور پانی کی دو چھاگلیں لٹکی ہوئی ہوں گی، تم دونوں اسے میرے پاس لاؤ، چنانچہ ان دونوں نے اس عورت کو اپنے اونٹ پر دونوں چھاگلوں کے درمیان بیٹھا پایا اور انہوں نے اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ تمہیں بلاتے ہیں۔

اس عورت نے پوچھا کون رسول ﷺ؟ کیا وہ صابی شخص؟ دونوں نے کہا کہ وہی جن کو تم اس طرح کہتی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ تو وہ اسے اپنے ساتھ لائے۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان چھاگلوں کا پانی ایک برتن میں کر دیا جائے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جو خدا نے چاہا پڑھا، پھر اس پانی کو دونوں مشکیزوں میں بھر دیا گیا، اس کے بعد ان مشکیزوں کی نچلی جانب کے چھوٹے دھانے کو کھولنے کا حکم دیا تو اسے کھولا گیا پھر لوگوں نے حکم دیا کہ اپنے برتنوں کو بھر لیں اور سیراب ہو کر پی لیں تو اس وقت کوئی برتن اور کوئی مشکیزہ باقی نہ رہا، جسے نہ بھر لیا گیا ہو۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں مشکیزے پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو کپڑا بچھانے کا حکم دیا، اس کے بعد صحابہ کو توشہ جمع کرنے کا حکم دیا تو صحابہ نے اس کیلئے اتنا توشہ جمع کر دیا کہ اس کا کپڑا ابھر گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اسے لے جاؤ کیونکہ ہم نے تمہارے پانی کا ایک قطرہ نہیں لیا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں سیراب کیا ہے، جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو اس نے اپنی قوم کو بتایا میں جس کے پاس سے آ رہی ہوں وہ یا تو لوگوں میں سے سب سے بڑا ساحر ہے یا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہے پھر اس قبیلہ کا سردار آیا یہاں تک کہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ستر سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور اپنے صحابہ کے ساتھ رات میں سفر جاری رکھا، اور صبح کے وقت قیام فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ سو گئے، یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا

کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے اور تسبیح وتکبیر کہتے اٹھ بیٹھے اور آپ نے ناپسند جانا کہ نبی کریم ﷺ کو بیدار کیا جائے یہاں تک کہ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے پھر ایک اور صحابی بیدار ہوئے جو بلند آواز تھے اور انہوں نے خوب بلند آواز سے تسبیح وتکبیر کہی یہاں تک کہ ہم اور نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے، اس وقت ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم سب کی نماز فوت ہوگئی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے نماز فوت نہیں ہوئی۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے سوار ہونے کا حکم فرمایا اور وہ سب پروقار طریقے پر روانہ ہوئے پھر نبی کریم ﷺ نے نزول فرمایا اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی سواریوں سے اتر گئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانی لاؤ تو صحابہ چند گھونٹ پانی لائے، جو آفتابہ میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا پھر اس پانی میں اپنا دست اقدس ڈالا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وضو کرلو تو تقریباً ستر آدمیوں نے وضو کیا، پھر نبی کریم ﷺ نے نماز کیلئے اذان دینے کا حکم دیا اور اذان کہی گئی اور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی، جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا ایک صحابی کھڑا ہے، جب نبی کریم ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو اس سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی؟

اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں جنبی ہو گیا ہوں، فرمایا: پاک مٹی سے تیمم کرلو تو نماز پڑھ لو اور جس وقت تمہیں پانی مل جائے تو غسل کر لینا، پھر جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چند صحابہ کرام کو پانی تلاش کرنے کیلئے روانہ فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چند صحابہ کے ساتھ ایک دن اور ایک رات پانی کی تلاش میں رہے پھر انہیں ایک عورت ملی جو اپنی سواری پر دو چھاگلوں کے درمیان سوار تھی۔ اس سے پوچھا تم کہاں سے آرہی ہو؟ اس نے کہا کہ میں یتیموں کیلئے پانی لا رہی ہوں۔ جب اس عورت نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا اور بتایا کہ ایک رات کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر پانی ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر ہم پانی کی طرف گئے تو ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہمارے جانور ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں سے بھی شاید کوئی ہلاک ہو جائے۔ یہ کہہ کر آپ نے کہا کہ ہم ان چھاگلوں کو ہی نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاتے ہیں تاکہ آپ ہی اس بارے میں غور فرمائیں، چنانچہ جب علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آئے اور ان کے ساتھ ان دو چھاگلوں کے درمیان اونٹ پر سوار عورت آئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم نے اس عورت کو فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پایا ہے۔ میں نے اس عورت سے پانی کے چشمے کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کی دوری میں چشمہ ہے۔ اس کے بعد ماسبق حدیث کی مانند بیان کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ رات میں سفر فرما رہے تھے، آخری شب میں سوئے تو اس وقت بیدار ہوئے جب دھوپ پشت پر پڑ رہی

تھی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا جو میرے ساتھ تھا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا، حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا: اس بقیہ پانی کو اپنے آفتابہ میں محفوظ رکھنا کیونکہ اس سے ایک معجزہ ظاہر ہوگا پھر نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا تو لوگ کہنے لگے کہ ہم پیاس سے ہلاک ہونے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ہرگز ہلاک نہ ہوگے پھر فرمایا: سب میرے پیالے کے گرد آ جاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ کو طلب فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ کا بقیہ پانی پیالے میں ڈالا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان سب کو پلانے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم خوب سیر ہو کر پیو، یہاں تک کہ کوئی پانی سے محروم نہ رہا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں آپ اپنی کسی حاجت سے لشکر سے پیچھے رہ گئے اور میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ آفتابہ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جب نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت کی تو میں نے آفتابہ سے وضو کیلئے پانی ڈالا، وضو کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا: اس پانی کو حفاظت سے رکھنا ممکن ہے اس بقیہ پانی سے معجزہ ظاہر ہو اور لشکر روانہ ہوگیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنی جانوں کے ساتھ مہربانی و نرمی کریں گے اور اگر ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ اپنی جانوں پر سختی و شدت کریں گے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے لشکر کو مشورہ دیا کہ کسی چشمے پر پہنچنے سے پہلے قیام نہ کرنا چاہیے مگر لشکریوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ٹھہرنا چاہیے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے تو وہ ٹھہر چکے تھے اور ہم ان سب دوپہر کے وقت آ کے ملے اور وہ لوگ پیاس سے بے تاب تھے۔

نبی کریم ﷺ نے مجھے آفتابہ کے ساتھ بلایا اور میں نے آفتابہ آپ کو پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے آفتابہ کو بغل میں دبا کر صحابہ کو پانی پلایا اور ان سب نے پیا۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہوگئے، اور وضو کر کے اپنے تمام برتنوں میں پانی بھر لیا، یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کوئی پانی بھرنے والا ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آفتابہ میرے حوالے کر دیا، اور اس میں پانی اتنا ہی تھا جتنا کہ پہلے موجود تھا اور یہ لشکر بہتر افراد کا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آفتابہ سے عنقریب معجزہ کا ظہور ہوگا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی جانب ایک لشکر مرتب فرمایا۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تیزی کے ساتھ سفر کرو

کیونکہ تمہارے اور مشرکوں کے مابین چشمہ ہے، اگر مشرکوں نے اس چشمہ پر سبقت کی تو یہ صورت لوگوں پر شاق ہوگی اور تم اور تمہارے جانور شدید پیاس سے دوچار ہو جائیں گے اور نبی کریم ﷺ آٹھ صحابہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے اور میں ان میں نواں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا: کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تھوڑی رات آرام کر کے ہم لوگوں سے مل جائیں، صحابہ نے عرض کیا: درست ہے تو وہ سب سو گئے اور کسی نے ان کو بیدار نہ کیا، مگر آفتاب کی گرمی نے انہیں جگایا۔

اس وقت نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا آگے بڑھ کر اپنی قضائے حاجت کرلو تو انہوں نے ایسا کیا پھر جب وہ واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: میرے پاس آفتابہ ہے، فرمایا: اسے لے آؤ۔

نبی کریم ﷺ نے آفتابہ لے کر اپنے دست مبارک سے مسح فرمایا اور اس میں دعائے برکت پڑھی اور صحابہ سے فرمایا آؤ وضو کرلو تو وہ سب آئے اور نبی کریم ﷺ نے اس آفتابہ سے فرمایا آفتابہ میں بچے ہوئے پانی کی حفاظت کرنا کیونکہ اس سے عنقریب معجزہ ظاہر ہوگا۔ پھر نبی کریم ﷺ سوار ہو کر لشکر کی جانب چل دیئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا لشکر کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ عالم ہے۔

فرمایا: ان میں ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور لوگ ثابت قدم رہیں گے اور مشرکوں نے اس چشمہ پر بڑھ کر قبضہ کرلیا ہے اور لشکر کو شدت کا سامنا ہے اور انہیں اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں کو شدید پیاس نے بے تاب کر رکھا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس پہنچے تو آفتابہ والے شخص سے فرمایا: آفتابہ میرے پاس لاؤ تو وہ لائے اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا، پھر نبی کریم ﷺ نے لشکر سے فرمایا آؤ اور تم سب پانی پی لو اور نبی کریم ﷺ ان کیلئے پانی ڈالنے لگے۔ یہاں تک کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے اور ان کے اونٹوں اور گھوڑوں نے پانی پیا اور تمام برتن، مشکیزے اور چھاگلیں ان سب نے بھر لیں، اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اور مشرکوں کی طرف بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور ہوا نے مشرکوں کے مونہوں پر طمانچے مارے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پشت پھیرنے کی طاقت عطا فرمائی اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور بڑے بڑوں کو قتل کر کے بہت سے مشرکوں کو قید کرلیا اور مسلمانوں نے وافر غنیمت حاصل کی اور نبی کریم ﷺ اور تمام مسلمان صحیح و سالم واپس آئے۔

﴿ابن عدی، ابویعلیٰ، بیہقی﴾

انگلیوں سے چشمہ جاری:

حبان بن بح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری قوم مسلمان ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دے کر ان کی طرف روانہ فرمایا ہے۔ اس وقت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کہ میری قوم اسلام پر ہے کیا وہ مسلمان

ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں!

حضرت حبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس رات صبح تک رہا اور میں نے نماز فجر کیلئے اذان دی اور جب میں نے صبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے برتن دیا اور میں نے اس سے وضو کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برتن میں اپنی انگلیاں رکھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں سے چشمہ جاری تھا۔ آپ نے فرمایا: تم میں جو وضو کرنا چاہے آ کر وضو کر لے۔

﴿بغوی، ابن ابی شیبہ، طبرانی﴾

کھاری پانی شریں بن گیا:

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے ہمام بن نفیل سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی کھاری ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ایک مشکیزہ عنایت فرمایا جس میں پانی تھا اور فرمایا: اس پانی کو اس میں ڈال دینا تو میں نے اس کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی یمن کے تمام پانیوں سے زیادہ شیریں ہو گیا۔

افزوائی طعام کے معجزات

کھانے میں برکت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اور گفتگو کر رہے تھے اور آپ کے شکم اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے آپ کے کسی صحابی سے پوچھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم اقدس پر پٹی کیوں باندھ رکھی ہے؟ صحابہ نے بتایا: بھوک سے۔

پھر میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے یہ بات کہی۔ وہ میری والدہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا کچھ کھانے کی قسم سے ہے؟ انہوں نے کہاں ہاں۔ میرے پاس روٹی کا ٹکڑا اور کچھ کھجوریں ہیں اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تنہا تشریف لائیں گے تو اتنا طعام ان کیلئے کفایت کرے گا اور اگر نبی کرم کے ساتھ اور بھی صحابہ آئے تو ان کیلئے کفایت نہ کرے گا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: اے انس رضی اللہ عنہ! تم جاؤ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے رہو، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں اور لوگ ان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیں تو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جانا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس کے دروازے کے پردے پر کھڑے ہوں تو عرض کرنا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو میں نے ایسا ہی کیا اور جب میں نے عرض کیا کہ میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

اے صحابیو! آؤ اس کے بعد میرا ہاتھ تھاما اور اسے دبایا پھر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لے چلے، یہاں تک کہ جب ہم اپنے گھر کے قریب پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور میں آنے والوں کی کثرت سے غمگین گھر میں داخل ہوا اور میں نے عرض کیا: اے بابا جان! میں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح عرض کیا تھا جس طرح آپ نے مجھے تاکید فرمائی تھی مگر نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بلا لیا اور آپ ان سب کے ساتھ تشریف لے آئے، یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو صرف آپ کو بلانے کیلئے بھیجا تھا چونکہ میرے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ جس سے یہ سب شکم سیر ہوسکیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا چلو جو کچھ تمہارے پاس ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے گا اور نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس جو کچھ ہے اسے جمع کر کے لاؤ تو ہم جتنی روٹی اور کھجوریں ہمارے پاس تھیں لائے اور اور ان کو دستر خوان پر رکھ دیا، پھر نبی کریم ﷺ نے ان پر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: میرے قریب آٹھ آدمی آئیں تو میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس آٹھ آدمی بھیجے اور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس کھانے پر رکھ دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ان سب نے اپنے آگے سے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مزید آٹھ آدمی میرے پاس لاؤ تو یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ اسی آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور ان سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا، اس کے بعد مجھے اور میری والدہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: کھاؤ تو ہم سب نے کھایا، یہاں تک کہ ہم شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اپنا دست مبارک اٹھا کر فرمایا:

اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! یہ تمہارا کھانا اتنا ہی ہے جتنا تم میرے پاس لائی تھیں، اس پر میری والدہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر میں نے ان کو کھاتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کی نحیف آواز سنی ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ نقاہت بھوک کی وجہ سے ہے تو کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہے اور انہوں نے چند جَو کی روٹیاں نکالیں، اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام حاضرین سے فرمایا: اٹھو! میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے اس سے سارا حال بیان کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! رسول اللہ ﷺ تمام حاضرین کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم سب کو کھلا سکیں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ عالم ہیں۔ غرض کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے پاس لے آؤ، تو وہ جو کی روٹیاں لائیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو توڑنے کا حکم دیا اور انہوں نے توڑ کر کپیا سے گھی ڈال

کر ملیدہ بنایا، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس پر جو خدا نے چاہا دعائے برکت پڑھی۔ پھر فرمایا: میرے پاس دس آدمی آئیں، تو وہ آئے اور انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا: مزید دس آدمی آئیں تو انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا: دس آدمی آئیں، اس طرح تمام حاضرین نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ حضرات ستر یا اسی تھے۔

اور اس روایت کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور اہل خانہ نے کھانا کھایا اور اتنا کھانا بڑھا کہ انہیں پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ فِيهِ الْبَرَكَةَ"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ایک طباق حیس سے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ نے کہا: اے انس! نبی کریم ﷺ نے عروسی کی حالت میں صبح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں صبح کا ناشتہ نہیں ہوگا، لہٰذا تم گھی کا پیپہ اور کھجوریں اٹھا لاؤ تاکہ میں ملا کر حیس تیار کرلوں پھر کہا: اس حیس (حیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی سے تیار ہوتا ہے۔) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے پاس لے جاؤ تو میں اسے پتھر کے ایک طباق میں لایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے حجرے کے ایک کونے میں رکھ دو اور تم جا کر حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان و علی اور دیگر صحابہ کبار کو بلا لاؤ، پھر مسجد میں جتنے موجود ہوں انہیں بلاؤ اور راستے میں جو ملتا جائے انہیں بلاتے لاؤ اور میں کھانے کی کمی اور جن لوگوں کو نبی کریم ﷺ نے بلایا ان کی کثرت پر تعجب کر رہا تھا، یہاں تک کہ گھر اور حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔

پھر فرمایا: اے انس! اسے اٹھا لاؤ تو میں اس طباق کو لایا اور نبی کریم ﷺ نے اس میں تین انگلیاں داخل کیں اور وہ حیس بڑھتا اور اونچا ہوتا جاتا تھا اور لوگ کھا کھا کر نکل کر جاتے رہے یہاں تک کہ وہ سب کے سب فارغ ہو گئے اور طباق میں وہ حیس جوں کا توں باقی رہا۔ فرمایا: اسے ام زینب رضی اللہ عنہا کے آگے رکھ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تمہارے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے اسے کھایا؟ فرمایا: وہ بہتر (۷۲) نفوس تھے۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

روٹی کے چند ٹکڑوں کے ثرید سے بیس افراد شکم سیر ہو گئے:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قیمہ رضی اللہ عنہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصحاب صفہ بیس تھے۔ انہوں نے مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا ہے اور انہوں نے بھوک کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کی قسم ہے۔

انہوں نے کہا: ہاں! ایک ٹکڑا چند ٹکڑے روٹی کے ہیں اور تھوڑا سا دودھ ہے اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں کیا پھر ان پر دودھ کو ڈالا اور دست اقدس سے خوب ملا، یہاں تک کہ وہ ثرید کی مانند بن گیا۔ پھر فرمایا: اے واثلہ (رضی اللہ عنہ) میرے پاس اپنے ساتھ کے دس آدمی لے کر آؤ۔ اس کے بعد پھر دس کو لانا تو میں نے ایسا ہی کیا۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بسم اللہ بڑھ کر اپنے آگے سے کھاؤ اور اس کے سر کو یعنی درمیان کو خالی رکھو، کیونکہ برکت اس کے اوپر سے آتی ہے اور وہ بڑھتا جاتا ہے میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کھاتے جاتے ہیں اور ان کی انگلیاں جو جگہ خالی کرتی ہیں وہ بھرتی جاتی ہیں، یہاں تک کہ وہ سب شکم سیر ہو گئے اور برتن میں کھانا موجود تھا، جو کچھ میں نے دیکھا اس پر میں تعجب کرتا ہوا اٹھا۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

سلیمان ابن حبان رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں اصحاب صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور انہوں نے کہا: اے واثلہ رضی اللہ عنہ! تم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے لیے کھانے کی درخواست کرو چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کی بھوک کے بارے میں عرض کیا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تمہارے پاس کھانے کی قسم سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: وہی لے آؤ اور آپ نے ایک طباق طلب فرمایا اور ٹکڑوں کو ان طباق میں ڈال کر اپنے دست مبارک سے ثرید بنانے لگے اور وہ بڑھتا جاتا تھا، یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو لے آؤ اور ان سے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر پیالہ کے گوشے سے کھانا شروع کر دو اور اس کے اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت کھانے کے اوپر سے آتی ہے اور تو ان سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے۔ طباق میں پہلے یہ جتنا تھا، اس کے بعد اسے اپنے دست اقدس سے درست فرمایا اور وہ بڑھا یہاں تک کہ طباق بھر گیا۔ فرمایا: اپنے ساتھ دس افراد کو لے آؤ اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی کھانے سے رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں دس آدمی ہیں۔ فرمایا: انہیں بھی لے آؤ تو ان سب نے بھی خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور وہ اٹھ کر چلے گئے اور طباق میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ فرمایا: اس طباق کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

بسند صحیح یزید بن ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اصحاب صفہ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آ کر یہ عرض کیا: آپ نے دریافت کرایا کچھ کھانے کو ہے؟ باندی نے عرض کیا: ہاں، گھی سے چپڑی ہوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا ہے، آپ نے اسے منگایا اور اپنے دست اقدس سے اس کے ٹکڑے کیے اور فرمایا: جاؤ دس آدمیوں کو بلاؤ

تو میں ان کو بلا کر لایا اور ہم نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانے کی یہ حالت تھی کہ گویا ہم نے صرف انگلیوں کے نشان ہی ڈالے تھے، پھر فرمایا: میرے پاس دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ راوی نے کہا کہ اس طرح میں دس دس آدمیوں کو بلا کر لاتا رہا اور کہا کہ اس کے بعد اتنا ہی کھانا باقی رہا۔

﴿حاکم﴾

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا کچھ کھانے کو ہے مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے عرض کیا: صرف دو مد آٹا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: اسی کو پکاؤ تو میں نے اسے ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا، جب پک گیا تو میں نے عرض کیا پھر نبی کریم ﷺ نے گھی کا برتن طلب فرمایا، اس میں تھوڑا سا گھی تھا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے دونوں کنارے پکڑ کر ہانڈی میں نچوڑا اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ دیا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنی سب بہنوں کو بلا لاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس طرح مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے وہ بھی بھوکی ہیں تو میں ان سب کو بلا لائی اور ہم سب نے کھایا یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں بلایا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے انہیں بھی بلا لیا، پھر ایک اور شخص آیا، ان سب نے اسے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا ان سے بچ رہا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک اعرابی کی مہمان نوازی فرمائی اور اس کیلئے کچھ کھانا طلب فرمایا مگر خشک ٹکڑے کے سوا حجرے میں کچھ نہ ملا۔ آپ نے اسی کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے فرمایا اور ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور دعا کی اور فرمایا کھاؤ تو وہ اعرابی کھانے لگا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گیا اور وہ کھانا بچ گیا۔ وہ اعرابی آپ کی طرف دیکھتا جاتا تھا وہ کہنے لگا یقیناً آپ مرد صالح ہیں۔

﴿احمد الزہد، بیہقی، بزار﴾

کھانے کی ایک رقابی سے صبح سے دوپہر تک تمام کھانے والے شکم سیر ہو گئے:

بسند صحیح حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک رقابی لائی گی جس میں کھانا تھا، لوگ صبح سے دوپہر تک مسلسل آتے جاتے رہے۔ ایک قوم اٹھتی تو دوسری قوم بیٹھ جاتی۔ ایک مرد نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا کھانا بڑھتا تھا انہوں نے کہا وہ وہاں سے بڑھتا تھا اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اسے خدا بڑھاتا تھا۔

﴿دارمی، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

تھوڑا سا کھانا ایک سو دس افراد نے کھایا:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے کھانا تیار کرایا اور وہ کھانا اتنا ہی تھا کہ وہ ان دونوں ہی کیلئے کفایت کرتا اور میں اسے

لے کر حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور سرداران انصار میں سے تیس افراد کو میرے پاس بلا کے لاؤ۔ یہ بات مجھ پر شاق گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا میرے پاس تو اب کچھ نہیں ہے کہ سے زیادہ کر سکوں اور میں گویا انجان سا بن گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا: جاؤ میرے پاس اشراف انصار میں سے تیس افرد کو بلا کے لاؤ لہٰذا میں ان کو بلا کر لایا نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: کھاؤ، تو ان سب نے کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے شہادت دی کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور جانے سے پہلے سب نے آپ کی بیعت کی، پھر فرمایا: میرے پاس ساٹھ انصاریوں کو لے کر آؤ یہاں تک کہ اس کھانے کو ایک سو اسی انصاریوں نے کھایا۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس مسلمان تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا اس کی برابر غلہ تھا اور اسے گوندھا گیا پھر ایک شخص بکری کھینچتا ہوا لایا۔ آپ نے اس سے بکری خرید لی اور اسے ذبح کرنے کا حکم دیا اور اس کا سالن بنایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی کلیجی کیلئے فرمایا: کہ اسے بھونا جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم ایک سو تیس آدمیوں میں کوئی ایسا نہ تھا جسے نبی کریم ﷺ نے اس کلیجی میں سے حصہ نہ دیا ہو، اگر وہ شخص حاضر تھا تو اسے عطا فرما دیا اور اگر غائب تھا تو اس کا حصہ اٹھا کے رکھ دیا گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر اس بکری کے سالن کو رقابیوں میں رکھا گیا اور ہم سب نے اسے کھایا اور خوب سیر ہو گئے اور وہ سالن دو قابوں بچا رہا۔ اسے ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

﴿بخاری﴾

ایک پیالہ دودھ سے تمام اصحاب صفہ شکم سیر ہو گئے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں بھوک میں روئے زمین پر اپنے جگر پر اعتماد کرتا تھا چونکہ میں بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں سرراہ بیٹھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا، میں نے ان سے جو پوچھا محض اس لیے کہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ گزر گئے۔ اس کے بعد میرے پاس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی ایک آیت کی بابت پوچھا اور میرا ان سے پوچھنا بھی اسی غرض سے تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں مگر وہ بھی چلے گئے اور ایسا نہ کیا، اس کے بعد میرے پاس سے ابوالقاسم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ گزرے آپ نے مجھے دیکھا اور میری دلی کیفیت جان کر جو میرے چہرہ سے ہویدا تھی اسے پہچان تک تبسم فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا: ”لبیک یا رسول اللہ ﷺ“ فرمایا: میرے

ساتھ چلو اور آپ تشریف لے چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا پھر آپ کا شانہ اقدس میں تشریف لے گئے میں نے داخلہ کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور میں داخل ہو گیا، میں نے وہاں ایک پیالہ دودھ کا پایا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا: فلاں مرد عورت نے آپ کیلئے ہدیہ بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا: "لبیک یا رسول اللہ ﷺ" آپ نے فرمایا: تم اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ تو ان کا گھر بار تھا اور نہ مال دولت، جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو نبی کریم ﷺ اس صدقہ کو ان کی طرف بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب کوئی آپ کے پاس ہدیہ بھیجتا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس ہدیہ میں اہل صفہ کو بھی شریک فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات میرے دل میں گراں گزری اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اہل صفہ کیلئے اتنا دودھ کیا کام کرے گا اور میں خواہش رکھتا تھا کہ یہ تمام مجھے ہی مل جاتا تاکہ میں اسے پی کر توانائی حاصل کرتا، چونکہ نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں جب وہ آئیں گے تو آپ مجھے یہ حکم دیں گے کہ یہ پیالہ انہیں دے دوں اور شاید ہی اس دودھ کا کوئی حصہ مجھے مل سکے، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا تو لازماً میں اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا اور وہ سب کے سب آئے اور اپنی اپنی جگہ وہ سب گھر میں بیٹھ گئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ" فرمایا: یہ پیالہ اٹھاؤ اور انہیں دو تو میں نے پیالہ اٹھا کر ایک شخص کو دے دیا، اس نے پیا، یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے پیتے ہوئے وہ پیالہ نبی کریم ﷺ تک پہنچا اور تمام اصحاب صفہ خوب سیر ہو چکے تھے اور نبی کریم ﷺ نے پیالے کو لے کر اپنے دست اقدس پر رکھا اور میری طرف نظر کر کے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ! اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نیعرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے سچ فرمایا: فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو، تو میں نے پیا پھر فرمایا اور پیو، تو میں نے پیا اور برابر یہی فرماتے رہے کہ اور پیو، اور میں پیتا رہا، یہاں تک کہ میں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اب دودھ کے گزرنے کی بھی راہ باقی نہیں رہی ہے اور میں نے وہ پیالہ نبی کریم ﷺ کو پیش کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اس کا نام لے کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔

﴿بخاری﴾

سالن میں برکت:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک رات ہم نے بغیر کھائے

گزاری، جب صبح ہوئی تو میں تلاش میں نکلا اور مجھے اتنی روزی مل گئی کہ ایک درہم کے گوشت اور آٹا خریدا اور میں اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور انہوں نے روٹی بنا کر پکائی جب وہ پکا کر فارغ ہوئیں تو کہا کہ کاش آپ میرے والد ماجد کے پاس جاتے اور آپ کو میرے پاس لے آتے تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ آرام فرمار ہے تھے اور "اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْجَوعِ" فرمار ہے تھے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس طعام ہے۔ آپ تشریف لے چلئے۔ آپ اس حال میں تشریف لائے کہ ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کیلئے ایک پیالے میں نکال لو تو انہوں نے نکال لیا، یہاں تک کہ آپ نے نو ازواج مطہرات کیلئے نکلوایا، پھر فرمایا: اپنے والد اور شوہر کیلئے نکال لو تو انہوں نے نکالا، پھر فرمایا: تم اپنے لیے نکالو اور کھاؤ تو انہوں نے نکالا، پھر جب ہانڈی کو اٹھایا تو وہ ایسی ہی لبریز تھی، اور ہم نے اس میں سے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کھایا۔

﴿ابن سعد﴾

ایک طباق کھانے کا اصحاب صفہ کے اسی نفوس نے کھایا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک رات باہر تشریف لائے اور فرمایا: میرے پاس اہل صفہ کو بلاؤ، تو میں ان کو بلا کر لایا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے طباق رکھا جس میں جَو کا بنا ہوا کھانا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ایک مد کے برابر ہوگا، نبی کریم ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور ہم نے اس میں سے جتنا چاہا کھایا درآں حالیکہ ہم ستر سے اسی کے درمیان نفوس تھے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے ہاتھ کھینچے تو وہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رکھا گیا تھا بجز اس کے کہ اس میں انگلیوں کے نشان تھے۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم﴾

بسند حسن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری والدہ نے کھانا تیار کیا اور مجھ سے کہا نبی کریم ﷺ کو جا کر بلا لاؤ تو میں آیا اور میں نے نبی کریم ﷺ سے سرگوشی میں عرض کیا: نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اٹھو اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ پچاس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دس دس کی جماعت بن کر آؤ تو ان سب نے سیر ہو کر کھایا اور کھانا جتنا تھا اتنا ہی بچا رہا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ اپنے صحابہ کی جماعت میں تشریف فرما تھے، میں آپ کی حیا کی وجہ سے کھڑا ہوگیا، جب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا: اور یہ لوگ؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ خاموش رہے اور میں اپنی جگہ کھڑا رہا جب آپ نے

میری طرف نظر فرمائی تو میں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا اور یہ لوگ؟ اس طرح دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ بالآخر میں نے عرض کیا: ہاں! یہ بھی، لیکن میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے جو صرف آپ ہی کیلئے ہے غرضیکہ ان سب نے کھایا اور وہ کھانا ان سے بچا رہا۔

﴿ابونعیم﴾

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن طہفہ رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب مہمان جمع ہو جاتے تو آپ فرماتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو ساتھ لے کر جائے یہاں تک کہ ایک رات مسجد میں کثرت کے ساتھ مہمان مجتمع ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ہر شخص اپنے برابر بیٹھے ہوئے شخص کو ساتھ لے کر جائے اور میں ان میں سے تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا:

اے عائشہ (رضی اللہ عنہا!) کیا کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں حریسہ ہے جسے میں آپ کے افطار کیلئے بنایا تھا اور وہ قاب میں اسے لائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا پھر ہماری طرف سے اسے بڑھا دیا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو ہم نے اس میں سے کھایا، یہاں تک کہ ہماری آنکھیں اس سے بھر گئیں، پھر دریافت فرمایا: کیا کچھ پینے کو ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! دودھ ہے، جسے میں نے آپ کی افطاری کیلئے رکھا ہے اور وہ اسے لائیں تو اس میں سے کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا، پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر پیئو، ہم نے پیا، یہاں تک کہ ہم اس کی طرف دیکھ نہ سکتے تھے۔

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

دوسری سند کے ساتھ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے یعیش بن طہفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد اہل صفہ میں سے تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم فرمایا، ہر آدمی ایک کو یا ایک کو دو آدمی لے جائیں اور میں ان میں سے تھا جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا ہمیں کھانا کھلاؤ گی؟ تو وہ حشیشہ لائیں اور ہم نے کھایا پھر قطاۃ پرندہ کی مانند حیسہ لائیں اور ہم نے کھایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! ہمیں کچھ پلاؤ تو وہ دودھ کا چھوٹا سا پیالہ لائیں اور ہم نے پیا۔

﴿ابونعیم﴾

بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند دنوں تک ٹھہرے رہے اور آپ نے کھانا نہ کھایا۔ یہاں تک کہ آپ پر بھوکا رہنا دشوار ہو گیا۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: اے بیٹی! کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ہے جب آپ ان کے پاس سے تشریف لے آئے تو ایک ہمسایہ عورت نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو روٹی اور گوشت کا پارچہ بھیجا تو انہوں نے اسے طباق میں رکھا اور اس کے اوپر کپڑا ڈھک کر حضور نبی کریم

ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس پلٹ کر آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے کچھ بھیج دیا ہے، میں نے اسے آپ کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ فرمایا: لاؤ تو وہ اسے لائیں اور طباق سے کپڑا اہٹا دیا تو دیکھا کہ وہ تو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ خوش ہوگئیں اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بیٹی! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا، عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق مرحمت فرماتا ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے تمہیں ایسا بنایا۔ اے بیٹی! تم ہی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی مانند ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں کوئی رزق دیتا تھا اور لوگ ان سے پوچھتے تھے تو وہ جواب دیا کرتی تھیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جہاں سے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کسی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلانے بھیجا، پھر آپ ﷺ نے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور تمام اہل بیت نے مل کر کھایا اور سب خوب سیر ہوگئے اور رقاب میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا اور جتنا کچھ بچا اسے ہمسایوں میں تقسیم کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں کثیر خیر و برکت دی۔

ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو مسجد میں مغرب کی نماز پڑھتے دیکھا تو میں گھر آئی اور میں گوشت اور روٹی لے کر حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا، رات کا کھانا نوش فرمائیں، آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو آپ نے اور آپ کے ساتھ ان تمام صحابہ نے جو آپ کے ساتھ آئے تھے اور گھر کے تمام لوگ جو موجود تھے، سب نے اسے کھایا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ بعض ہڈیوں سے تو گوشت چھڑایا نہیں گیا تھا اور روٹیاں بھی ویسی ہی تھیں اور کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے پھر آپ نے میرے پاس کے بڑے مشکیزے سے پانی پیا، اس کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے اور میں نے اس مشکیزے کو لے کر منہ بند کر کے رکھ دیا اور ہم اس سے بیمار کو پانی پلاتے تھے اور برکت کی توقع میں موت کے وقت اس سے پانی پلاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسعود بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بکری (بھنی ہوئی) بھیجی، اس کے بعد میں کسی ضرورت سے چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس بکری کا کچھ حصہ ہمارے پاس واپس کر دیا جب میں لوٹ کر آیا تو میں نے گوشت دیکھا۔ میں نے پوچھا: اے ام خناس رضی اللہ عنہا! یہ گوشت کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس بکری میں سے جسے ہم نے بھیجا تھا، کچھ حصہ واپس کر دیا ہے۔ میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ تم نے گھر والوں کو اسے نہ

کھلایا۔ اس نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کا پس خوردہ ہے۔ میں نے اس میں سے سب کو کھلایا ہے باوجود یہ کہ ان گھر والوں کیلئے دو یا تین بکریاں ذبح کی جاتیں، تب بھی انہیں پورا نہ ہوتا۔

﴿طبرانی﴾

ایک پیالہ عصیدہ سے تمام اہل مسجد سیر ہو گئے:

بسند حسن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات مجھے بلایا اور فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے دے دو تو انہوں نے مجھے ایک پیالہ دیا جس میں کھجور کا عصیدہ تھا اور میں اسے لے کر آیا۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اہل مسجد کو بلا لو میں نے اپنے دل میں کہا مجھے افسوس ہے کہ میں تھوڑا سا کھانا دیکھ رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں اور میں ان سب کو بلا کر لایا اور وہ سب مجتمع ہو کر بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھیں اور اس کے کناروں میں گھمایا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تو سب نے کھایا، یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور میں نے کھایا یہاں تک کہ میں بھی شکم سیر ہو گیا، جب میں نے اس پیالہ کو اٹھایا تو وہ اتنا ہی تھا جتنا میں نے اسے رکھا تھا، بجز اس کے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان تھے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

کھجوروں میں برکت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں ایک دن اپنے گھر سے مسجد کی طرف چلا اور میرا یہ جانا بھوک کی وجہ سے تھا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پایا، انہوں نے کہا ہم بھی بھوک سے بے تاب ہو کر چلے ہیں اور ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپ سے اپنا حال عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک طباق منگایا جس میں کھجوریں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا: انہیں کھا کر پانی پی لو۔ آج کے دن یہی دو کھجوریں کفایت کریں گی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین مہمانوں کو لائے اور خود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عشاء کے بعد ٹھہر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے جتنی رات گزاری، اس کے بعد وہ آئے ان کی اہلیہ نے ان سے پوچھا کیا بات تھی جو اپنے مہمانوں سے رکے رہے۔

انہوں نے پوچھا کیا تم نے مہمانوں کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا: مہمانوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا، انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! آئندہ کھانا نہ کھاؤں گا۔

راوی نے کہا: اللہ کی قسم! ہم جب بھی لقمہ اٹھاتے تھے تو اس کے نیچے سے اس سے زیادہ کھانا بڑھ جاتا تھا اور جب ہم شکم سیر ہو گئے تو وہ کھانا پہلے سے زیادہ تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ اتنا ہی تھا یا پہلے سے زیادہ۔ انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا: اے بنی فرس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے، پھر اس میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا۔ اس کے بعد کھانے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں انہوں نے صبح کی، چونکہ ہمارے اور قوم کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت گزر گئی تو ہم نے بارہ آدمیوں کو اپنا واقف ٹھہرایا اور ان میں ہر آدمی کے ساتھ اور بھی لوگ تھے، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ کل آدمی کتنے تھے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا تھا تو ان تمام لوگوں نے اس کھانے کو کھایا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت:

ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا: میرے لیے ان میں برکت کی دعا کر دیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو مٹھی میں لیا اور ان پر برکت کی دعا پڑھی۔ پھر فرمایا: اسے تھیلی میں ڈال لو، جب تم کھجوریں لینا چاہو تو اپنا ہاتھ تھیلی میں ڈال کر نکال لو اور اس تھیلی کو نہ گرانا نہ الٹ کر بکھیرنا تو میں نے ان کھجوروں میں سے کئی وسق تو فی سبیل اللہ خرچ کیے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے راہ خدا میں کتنے ہی اونٹ کھجوریں ان میں سے دیں اور میں اس میں سے خود بھی برابر کھاتا رہا اور دوسروں کو بھی کھلاتا رہا اور وہ تھیلی میرے توشہ دان میں حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن تک رہی پھر توشہ دان گر پڑا اور وہ تھیلی جاتی رہی۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک غزوہ میں تھے۔ لشکریوں کو غذا کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تمہارے پاس کچھ کھانے کیلئے ہے؟ میں نے عرض کیا: میری تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ، تو میں تھیلی کو لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دسترخوان لے آؤ تو میں دسترخوان لے آیا اور اسے بچھا دیا، پھر آپ نے کھجوریں نکالیں تو وہ اکیس دانے تھے۔ اس کے بعد آپ نے بسم اللہ پڑھی اور ایک ایک کھجور کو دست اقدس میں لے لیا اور بسم اللہ پڑھتے رہے، یہاں تک کہ سب دانے دست اقدس میں آ گئے، پھر ان کو جمع کر کے فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ اور ان سب نے کھایا حتی کہ وہ شکم سیر ہو گئے، پھر فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے، پھر فرمایا: فلاں اور ان کے ساتھیوں کو بلا لاؤ تو ان سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر چلے گئے اور کھجوریں باقی رہیں، پھر مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور آپ ﷺ نے اور میں نے دونوں نے کھایا اور کھجوریں باقی رہیں، پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو تھیلی میں ڈال کر مجھ سے فرمایا۔

جب تم نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر نکالتے رہنا، مگر اسے الٹنا نہیں تو میں جتنی چاہتا کھجوریں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا اور میں نے اس میں سے پچاس وسق کھجوریں راہ خدا میں دی ہیں، وہ تھیلی حضرت عثمان

ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں میری سواری کے پیچھے لٹکی ہوئی تھی وہ جاتی رہی۔
﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابومنصور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: زمانہ اسلام میں مجھے تین مصیبتیں ایسی پہنچی ہیں جن کی مانند مجھے کبھی نہیں پہنچی، (۱) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت، (۲) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت، (۳) اور میری تھیلی کا گم ہونا۔

لوگوں نے پوچھا: وہ تھیلی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے۔ میں نے عرض کیا: تھیلی میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ، میں نے کھجوریں نکال کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دست اقدس پھیرا اور اس پر دعا فرمائی پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو بلا لو تو میں نے دس آدمیوں کو بلایا اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد اسی طرح تمام لشکر نے انہیں کھایا اور توشہ دان میں کھجوریں باقی رہیں۔

پھر فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! جب تم اس میں سے کچھ نکالنا چاہو تو اپنا ہاتھ داخل کر کے نکال لیا کرنا اور یہ ختم نہ ہوں گی اور تھیلی کو اوندھا نہ کرنا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی حیات مبارکہ تک اس میں سے کھاتا رہا۔ جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو میرے گھر میں جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا، اور وہ تھیلی بھی اس میں لوٹی گئی کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ میں نے وہ کھجوریں کتنی کھائیں، میں نے اس میں سے دو سو وسق سے زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔
﴿بیہقی، ابونعیم﴾

تھوڑے جَو طویل عرصہ کھاتے رہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا سے رحلت فرمائی تو میرے گھر میں کچھ نہ تھا، بجز ان تھوڑے جو کے جو کہ میری گھٹیا میں پڑے تھے، میں اسے کھاتی رہی، یہاں تک کہ طویل عرصہ گزر گیا۔ ایک روز میں نے اسے ناپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

غلہ میں برکت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلہ مانگا آپ نے اسے آدھے وسق جو مرحمت فرمائے، وہ شخص اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان اسے برابر کھاتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن اسے ناپ لیا اور وہ ختم ہو گئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اس سے فرمایا: اگر تم اسے نہ ناپتے تو تم اسے ہمیشہ کھاتے رہتے اور وہ تمہارے پاس باقی رہتے۔
﴿مسلم، بیہقی، بزار﴾

حضرت نوفل بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شادی کے موقع پر مدد چاہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تیس صاع جو مرحمت فرمائے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس جو کو نصف سال تک کھایا، اس کے بعد ہم نے ناپا تو اتنا ہی پایا جتنا ہم نے رکھا تھا، میں نے اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم نہ ناپتے تو تم ساری زندگی کھاتے رہتے۔

﴿حاکم، وبیہقی﴾

گوشت میں برکت:

حضرت خالد بن عبدالعزی بن سلامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بکری ذبح کر کے پکوائی اور ان کے اہل وعیال اتنے زیادہ تھے کہ اگر ایک ایک ہڈی تقسیم کی جاتی تو وہ سب کو پورا نہ ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے گوشت ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا:

اے ابوخناس (رضی اللہ عنہ)! اپنا ڈول مجھے دکھانا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا بچا ہوا گوشت اس میں ڈال دیا، پھر آپ نے دعا کی: اے اللہ! ابوخناس (رضی اللہ عنہ) کیلئے برکت دے تو وہ اسے لے کر گھر گئے اور اہل وعیال کے آگے بکھیر دیا اور کہا اسے برابر تقسیم کرلو، تو ان سب نے کھایا اور بچ رہا۔

﴿مسند حسن بن سفیان، نسائی الکنیٰ، طبرانی، بیہقی﴾

دودھ میں برکت:

حضرت نضلہ بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے برتن میں دودھ دوہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش فرمایا۔ اس کے بعد اس بچے ہوئے دودھ کو نضلہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور وہ خوب سیر ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں سات بکریوں کا دودھ پی کر بھی سیر نہیں ہوتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، میں یتیم بچہ ہوں اور میری بہن بھی یتیمہ ہے اور میری ماں بے سہارا بیوہ ہے، آپ ہمیں کھانا عطا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس سے عطا فرمائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے گھر جاؤ اور جو کچھ تمہیں ملے میرے پاس لے کر آجاؤ تو اس بچہ نے خانہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکیس کھجوریں پائیں جنہیں لے کر وہ آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس میں لے کر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا: اے بچے! سات دانے تمہارے ہیں اور سات تمہاری ماں کے اور سات تمہاری بہن کے ہیں۔ ایک کھجور رات کو کھانا اور ایک کھجور دوسرے دن صبح کھانا۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد ماجد غزوہ احد شہید ہو گئے تو انہوں نے چھ بیٹیاں اور بہت کثیر قرض چھوڑا، جب باغ سے کھجوریں توڑی گئیں تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے بہت کثیر قرض چھوڑا ہے، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھ لیں۔ فرمایا: جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک گوشے میں ڈھیر کر دو تو میں نے ایسا ہی کیا، پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلایا تو نبی کریم ﷺ نے کھجور کے سب سے بڑے ڈھیر پر تین مرتبہ چکر لگایا پھر اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ تو آپ برابر ناپ ناپ کر انہیں دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو ادا کر دیا چونکہ میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کیلئے ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں مگر اللہ کی قسم! تمام کھجوریں باقی رہیں یہاں تک کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول اللہ تشریف فرما تھے، گویا اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔

﴿بخاری﴾

حضرت وھب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد شہید ہو گئے تو ان پر ایک یہودی شخص کا تیس وسق کا قرض تھا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے مہلت مانگی، مگر اس نے انکار کر دیا، پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس یہودی سے سفارش فرما دیں تو نبی کریم ﷺ نے یہودی سے بات کی کہ درختوں کی کھجوروں کو اپنے اس قرض کے عوض لے لے مگر اس نے نہ مانا، پھر نبی کریم ﷺ نے باغ میں درختوں کا چکر لگایا اور فرمایا:

اے جابر (رضی اللہ عنہ)! درختوں سے کھجوروں کو توڑ کر اس یہودی کا قرض ادا کرو تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کھجوروں کو توڑا اور اس یہودی کو تیس وسق ناپ کر دیئے اور سترہ وسق کھجوریں باقی رہیں، پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: میں جانتا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ نے باغوں کا چکر لگا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان میں ضرور برکت دیگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

فائدہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت پہلی روایت کی مخالف نہیں ہے، اس لیے کہ پہلی روایت میں جس برکت و افزونی کا ذکر ہے وہ تمام قرض خواہ تھے جو پہلے آئے تھے اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سب کو ناپ کر کھجوریں دیں اور اس روایت میں اس یہودی کا قرض خواہ کا ذکر ہے جو ان کے بعد آیا تھا اور اس نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے درختوں پر جو بقیہ کھجوریں لگی ہوتی تھیں ان کو توڑ کر اس کا قرض ادا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جب میرے والد شہید ہوئے تو میرے والد پر قرض تھا پھرانہوں نے مذکورہ روایت بیان کی، اس میں ہے کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ آج دوپہر کو ہمارے گھر تشریف لائیں گے چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو اس نے آپ کیلئے بستر بچھایا اور نبی کریم ﷺ سو گئے۔ میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو اس بکری کو نبی کریم ﷺ کے آگے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اوران کے ساتھ جتنے رفقاء ہوں سب کو بلاؤ تو وہ سب آئے اور کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے اور بہت زیادہ گوشت بچا رہا۔
﴿حاکم﴾

سرکار دو عالم ﷺ نے بطور مزدوری باغ کو پانی لگایا:

حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا شانہ اقدس سے باہر روانہ ہوئے اور ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پانی کھینچ کر باغ میں دے رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا اجرت دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں؟ اس نے کہا: میں کوشش کر رہا ہوں کہ باغ کو سیراب کر دوں مگر اجرت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے سو کھجوریں دو گے اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کر دوں۔ اس نے کہا: ضرور پیش کروں گا تو نبی کریم ﷺ نے ڈول تھام لیا، کچھ ہی دیر میں آپ نے باغ کو سیراب کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص کہنے لگا کہ میرا باغ غرق ہو جائے گا، سیراب ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے سو کھجوریں لے لیں اور آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے، کھایا یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے سو کھجوریں واپس کر دیں جس طرح کہ اس سے انہوں نے لی تھیں۔
﴿طبرانی، ابونعیم المعرفہ، ابن عساکر﴾

گھی میں برکت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوس کی ایک عورت تھی جس کا نام ام شریک رضی اللہ عنہا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی تو اس نے ایسے ہمراہی کی جستجو کی جس کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تک پہنچ سکے تو اسے ایک شخص ملا جو یہودی تھا۔ اس نے کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ اپنے مشکیزے میں پانی بھرلوں۔ اس نے کہا پانی میرے ساتھ ہے تو وہ اس کے ساتھ چل دیں۔ یہاں تک کہ شام ہوئی تو یہودی ایک منزل میں اترا اور اس نے دستر خوان بچھا کر رات کا کھانا کھایا اور کہا: اے ام شریک رضی اللہ عنہا! آؤ رات کا کھانا کھالو، ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے پانی پلاؤ کیونکہ میں پیاسی ہوں اور پانی پینے سے پہلے میں کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا: میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ نہ دوں گا جب تک تم یہودی نہ بن جاؤ۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! میں کبھی یہودی نہ بنوں گی اور وہ اپنے اونٹ کے پاس گئیں اور اس کے پاؤں باندھے اور اس کی ران پر اپنا سر رکھ کر سو گئیں۔ وہ کہتی ہیں مجھے کسی نے جگایا مگر ڈول کی خنکی نے

جو میرے پہلو پر اترا تھا تو میں نے اپنا سر اٹھایا، میں نے دیکھا کہ وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ میں نے پیا، یہاں تک کہ میں سیراب ہوگئی پھر میں نے اپنے مشکیزے پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ وہ تر ہوگیا، میں نے اسے بھرلیا۔

جب صبح کو یہودی آیا تو اس نے کہا: اے ام شریک رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے میں نے کہا: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے پانی پلایا ہے۔ اس نے کہا: تم پر پانی آسمان سے اترا ہے۔ میں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مجھ پر پانی اتارا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے سے بلند ہوا یہاں تک کہ وہ آسمان میں مجھ سے غائب ہوگیا۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوئیں اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر ہبہ کیا اور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا اور انہیں تیس صاع جو عطا فرمائے اور فرمایا: انہیں کھاؤ مگر ناپنا نہیں اور ان کے ساتھ ایک گھی کا کپا تھا جو رسول اللہ ﷺ کیلئے ہدیہ تھا۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ اس کپا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردے تو وہ اسے لے گئی، صحابہ نے گھی نکال کر کپا خالی کر دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس باندی سے کہا کہ اس کپا کو لٹکا دینا اور اس کا منہ بند نہ کرنا تو اس باندی نے اسے اس کی جگہ پر لٹکا دیا جب ام شریک رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے کپا کو دیکھا کہ وہ گھی سے بھرا ہوا ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے باندی سے کہا: کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ اس کپا کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ باندی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے لے گئی تھی جیسا کہ تم نے کہا تھا۔ اس کے بعد میں نے اسے اس حال میں واپس لائی کہ اس میں سے ایک قطرہ گھی نہ ٹپکتا تھا مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے لٹکا دینا اور اس کا منہ نہ بند کرنا، تو میں نے اسے اس کی جگہ لٹکا دیا، پھر اس کپا سے برابر سب گھی کھاتے رہے یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی، اور اس کے بعد اس جو کو ناپا تو وہ پورے تیس صاع تھے، ذرا بھر کم نہ ہوئے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کیلئے کپی میں گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھی اور یہ کپی ان کے پاس رہا کرتی تھی، ان کے بچے آتے سالن مانگتے اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس کپی کے پاس جاتیں تو وہ اس میں گھی پاتیں، اس طرح ان کے پاس گھر میں ہمیشہ سالن رہا کرتا۔ ایک دن انہوں نے کپی کو نچوڑ لیا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے کپی کو نچوڑا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا: اگر تم اسے نہ نچوڑتیں تو اس میں ہمیشہ گھی پاتیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ان کے پاس گھی کی کپی تھی جس میں وہ نبی کریم ﷺ کیلئے گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دن ان کے بچوں نے ان سے گھی مانگا۔ گھی ان کے پاس نہ تھا تو وہ اٹھیں اور اس کپی کے پاس آکر

اسے دیکھا تو اس میں گھی بہہ رہا تھا۔ وہ کہتی ہیں میں نے بچوں کے آگے گھی رکھ دیا اور انہوں نے گھی سے کھایا، پھر وہ گئیں کہ دیکھیں کتنا گھی موجود ہے اور انہوں نے اسے انڈیل لیا تو وہ گھی ختم ہوگیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے اسے انڈیل لیا ہے اگر تم اسے نہ انڈیلتیں تو تمہارے لیے وہ ہمیشہ موجود رہتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ایک مرد سے جس نے ام مالک انصاریہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گھی کی کپی لائیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے گھی نکال کر انہیں کپی واپس کردی اور وہ اسے لے گئیں، جب اسے دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ نے فرمایا: یہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہیں جلد عطا فرما دیا۔

﴿ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے گھی کو پگھلایا اور اسے کپی میں کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما کر تھوڑا سا گھی اس کپی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا: یہ کپی ام اوس رضی اللہ عنہا کو واپس کر دو تو لوگوں نے وہ کپی انہیں دے دی، جب ام اوس رضی اللہ عنہا نے کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا گھی قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ روہانسی شکل میں آئیں اور عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ہی کیلئے گھی گرم کر کے بھیجا تھا تاکہ آپ نوش فرمائیں۔ ان کے یہ عرض کرنے پر نبی کریم ﷺ نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے وہ کپی بھر گئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ ان سے کہہ دو کہ وہ اس گھی کو کھائے اور برکت کی دعا مانگے۔

تو ام اوس رضی اللہ عنہا عہد نبوی ﷺ اور زمانہ خلافت صدیقی و فاروقی اور عثمانی تک اسے کھاتی رہیں، یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو ہوا سو ہوا۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

گھی کی ایک کپی سے گھی تقسیم کیا اور مہینوں کھایا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی بکری کا گھی ایک کپی میں جمع کیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، نبی کریم ﷺ نے گھی قبول فرما کر کپی انہیں واپس کردی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے دوبارہ کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آکر عرض کیا: آپ نے فرمایا: کیا تم اس سے تعجب کرتی ہو کہ اللہ

تعالیٰ تمہیں اس طرح کھلائے جس طرح اپنے نبی کو کھلاتا ہے۔ لہٰذا تم کھاؤ اور کھلاؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آ کر تمام قابیں بھر کر گھی تقسیم کیا اور کپی میں اتنا گھی باقی رہا کہ ہم نے ایک یا دو مہینے کھایا۔

﴿ابونعیم، ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عساکر﴾

کثیر بن زید محمد بن عمرو بن حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا کھانا صحابہ کے درمیان باری باری کے ساتھ تھا۔ ایک رات ایک کے یہاں، دوسری رات دوسرے کے یہاں تو یہ سلسلہ مجھ تک پہنچا، میں نے نبی کریم ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور اس کھانے کو لے جا کر پیش خدمت کیا، میرے ہاتھ سے گھی کی کپی گر پڑی اور سارا گھی گر گیا۔ پریشان ہو کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ نبی کریم ﷺ کا کھانا گر گیا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کپی کے پاس جاؤ۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں شرم سے ہمت نہیں رکھتا، مگر میں گیا میں نے دیکھا کہ کپی سے قب قب کی آواز آ رہی ہے میں نے دل میں کہا یہ بچا ہوا گھی ہے جو کپی میں رہ گیا ہے اور میں نے کپی اٹھالی۔ میں نے دیکھا کہ وہ کپی اپنے دونوں دستوں تک بھری ہوئی ہے، میں نے اس کا منہ بند کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کا آپ سے ذکر کیا اور آپ نے فرمایا: اگر تم اپنے حال پر رکھتے اور منہ بند نہ کرتے تو وہ کپی منہ تک بھر جاتی۔

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

دودھ اور مکھن والا مشکیزہ:

حضرت سعید بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خالد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے حصین رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سالم بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دو شخصوں کو اپنے کسی کام سے بھیجا، ان دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے ہم راستہ کا توشہ بنائیں، آپ نے فرمایا: میرے پاس مشکیزہ لے آؤ تو وہ دونوں مشکیزہ لے آئے۔

راوی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان کے بھرنے کا حکم دیا تو ہم انہیں بھر کے لائے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے منہ اپنے دست اقدس سے باندھے اور فرمایا: اسے لے جاؤ۔ جب تم فلاں جگہ اور فلاں مقام میں پہنچو تو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو رزق عطا فرمائے گا تو وہ دونوں گئے اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں کا نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا تھا تو انہوں نے اپنے مشکیزے کھولے دیکھا کہ وہ دودھ اور بکری کا مکھن ہے، پھر ان دونوں نے اتنا کھایا کہ شکم سیر ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

چکی خود بخود چلتی رہی:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ بھوکی ہے تو وہ جنگل کی طرف نکلا اور اس نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں

ایسا رزق عطا فرما جسے ہم چکی میں پیس کر روٹی بنائیں تو اس نے دیکھا کہ ایک پیالہ روٹی سے بھرا ہوا نمودار ہوا اور چکی آٹا پیس رہی ہے اور تنور لکڑیوں سے گرم ہے پھر اس کا شوہر آیا اور اس نے بیوی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے اور چکی اٹھا کر اس کے گرد سے آٹا نکالا، اس شخص نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چکی کو گھومتا چھوڑ دیتے تو قیامت تک چلتی رہتی۔

﴿ بیہقی ﴾

سعید بن ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص حاجت مند تھا، ایک دن نکلا اور اس کی بیوی کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا: کاش کہ میری اپنی چکی پیستی اور میرے تنور میں جلانے کیلئے لکڑیاں ہوتیں اور میرے ہمسایہ چکی کی آواز سنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہماری محتاجی کی حالت نہیں ہے تو پھر وہ اپنے تنور کے پاس گئی اور اسے گرم کیا، اسی لمحہ چکی گھومنے لگی۔ اس کے شوہر نے آکر چکی کی آواز سنی تو اس نے پوچھا کیا پیس رہی ہو؟ اس کی بیوی نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اندر چلی گئی تو چکی برابر پیس رہی تھی اور اس سے آٹا باہر آرہا تھا تو گھر کا کوئی برتن آٹے سے بھرے بغیر نہ رہا، پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اس نے تنور کو روٹی سے بھرا ہوا پایا۔

اس کے بعد اس کا شوہر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے سارا حال عرض کیا۔ آپ نے پوچھا پھر تم چکی کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میری بیوی نے چکی کو اٹھا کر صاف کر دیا، فرمایا: اگر تم چکی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زندگی بھر اسی طرح چلتی رہتی۔ اس کی سند صحیح ہے۔

﴿ بیہقی ﴾

بکری کا شانہ:

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کیلئے ہانڈی پکائی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے شانہ دو تو انہوں نے شانہ پیش کر دیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو انہوں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ اس وقت میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے کتنے شانے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیئے جاتے۔

﴿احمد، دارمی، ابن سعد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے بکری ذبح کر کے پکائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابو رافع رضی اللہ عنہ! بکری کا شانہ دو تو میں نے نکال کر پیش کیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے نکال کر آپ کو پیش کیا۔ پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے

فرمایا: اگر تم خاموش رہتے تو جتنی بار میں طلب کرتا تم مجھے دیتے جاتے۔

﴿احمد، ابن سعد، ابویعلیٰ، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک بکری پکائی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے آپ کو شانہ پیش کیا، پھر فرمایا: مجھے شانہ دو تو میں نے دوسرا شانہ پیش کر دیا پھر فرمایا: مجھے شانہ دو۔ تو اس وقت میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کاش تم اسے تلاش کرتے تو تم ضرور شانہ پاتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن بکری ذبح کی۔ آپ نے فرمایا: اے بچے! اس کا شانہ لے آؤ تو وہ اس کا شانہ لے آیا پھر اس سے دوبارہ یہی فرمایا تو وہ دوبارہ لے آیا۔ پھر آپ نے سہ بارہ یہی فرمایا تو اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک ہی بکری ذبح کی گئی تھی اور میں دو شانے پیش کر چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تو پیش کرتے رہتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بکری کے دو شانے طلب فرمائے اور اسے تناول فرمانے کے بعد تیسرا شانہ طلب فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اگر تم خاموش رہتے تو تم ضرور پاتے۔

فائدہ:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اس فضیلت سے باخبر کرنا مقصود تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ جن امور میں عادت الٰہی جاری نہیں ہے جب اس کا سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو خصوصیت کے ساتھ وہ فضیلت عطا فرما دیتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

جنت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا بھیجا گیا

حضرت سلمہ بن نفیل سکونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی کہنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے پاس آسمان سے کھانا اترا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت سے کھانا آیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں آیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ کس طرح آیا؟ فرمایا: تانبہ کے بڑے برتن میں آیا ہے۔ پوچھا کیا وہ کھانا آپ سے بچ رہا تھا؟ فرمایا: بچ رہا تھا۔ پوچھا اس کا کیا ہوا؟

فرمایا: وہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور مجھے وحی بھیجی گئی کہ میں وصال کرنے والا ہوں اور میں تم میں زیادہ عرصہ رہنے والا نہیں ہوں اور تم میرے بعد زیادہ عرصہ رہو گے بلکہ بہت کم مدت رہو گے یہاں تک کہ تم کچھ کہو گے اور تم لوگ شکستہ حالت میں میرے پاس آؤ گے اور تم ایک دوسرے کا پیچھا کرو گے اور میرے روبرو قیامت ہے۔ دو موتیں شدید ہوں گی،

اس کے بعد ایسے سال آئیں گے جن میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔

(ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مختصر المستدرک'' میں کہا ہے کہ یہ روایت غرائب الصحاح میں سے ہے۔)

﴿احمد، دارمی، نسائی، حاکم، بزار، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حارث بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ ہے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے ایک شخص کو اس کے ساتھی سے کہتے سنا کہ آج رات نبی کریم ﷺ کیلئے مہمانی کی گئی ہے، جب میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج رات آپ کی مہمانی کی گئی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: وہ کیسی مہمانی تھی؟ فرمایا: وہ کھانا تھا جو مسخنہ یعنی تانبے کے بڑے دیگچے میں تھا۔ میں نے پوچھا بچا ہوا کھانا کیا ہوا؟ فرمایا: وہ اٹھالیا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

جنت سے انگور:

حفص عمر دمشقی بن خالد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔

انہوں نے کہا: آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور مجھے اس خوشہ انگور کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ اسے نوش فرمالیں تو نبی کریم ﷺ نے اس خوشہ کو لے لیا۔ اس روایت میں جو حفص بن عمر دمشقی ہیں وہ صاحب حدیث القطف (خوشہ انگور) کے نام سے مشہور ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حفص رحمۃ اللہ علیہ پر وثوق نہیں کیا جا سکتا وہ سن ایک سو ستر (۱۷۰) میں فوت ہوئے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

طہ بن مرہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس جنت سے کوئی طعام آیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت کے کھانوں میں سے خبیص (وہ طعام جو کھجور اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے) لائے اور میں نے اسے کھایا۔

(ابن حجر نے الاصابہ میں فرمایا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔)

﴿ابوعبدالرحمٰن سلمی کتاب الاطعمہ﴾

حیوانات کے سلسلے میں معجزات کا ظہور

اونٹ کی بارگاہ نبوت میں شکایت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی سلمہ کا ایک اونٹ پانی کھینچنے والا دیوانہ ہوگیا اور اس نے اس پر حملہ کیا اور باغ میں آنے سے باز رکھا۔ یہاں تک کہ کھجوروں کے درخت تشنہ ہوگئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ میری پریشانی کے ازالہ کیلئے نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے جب آپ باغ کے دروازے پر پہنچے تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اندر تشریف نہ لے جائیں ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ پر خطرہ ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اندر چلو اور اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے جب اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اپنے سر کو جھکائے چل کر آیا۔ یہاں تک کہ آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور سجدہ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اونٹ کو پکڑلو اور اس کے نکیل ڈال دو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ فلاں قبیلہ کا پانی کھینچنے والا اونٹ بدمست ہوگیا ہے اور وہ ان کا نافرمان ہوگیا ہے یہ سن کر نبی کریم ﷺ ایک دم اٹھے اور ہم حضور کے ساتھ دیئے۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اونٹ کے نزدیک نہ جائیں، آپ پر ہمیں اس سے خطرہ ہے، مگر نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر رکھا اور فرمایا: اس کی نکیل لاؤ، نکیل لائی گئی اور آپ نے اپنے دست قدس سے اس کے نکیل ڈالی اور فرمایا: اونٹ کے مالک کو بلاؤ اسے بلالیا گیا۔ آپ نے فرمایا: اسے اچھا چارہ دو اور اس پر کام کی زیادہ مشقت نہ ڈالو۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

ہر چیز جانتی ہے ”میں اللہ کا رسول ہوں“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! باغ میں ہمارا ایک اونٹ ہے، اس نے باغ پر قبضہ جمالیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے اور اسے آواز دی کہ آجائے تو وہ اونٹ اپنا سر جھکائے آیا۔ آپ نے اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کو تھما دیا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ اونٹ آپ کو جانتا ہے کہ آپ نبی ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمین وآسمان کے درمیان کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں، البتہ انسان اور جنات کفر کرتے ہیں۔

﴿بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بنی قیس کے ایک بوڑھے شخص سے سنا وہ اپنے والد سے حدیث نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے پاس بڑی سرکش اونٹنی تھی جس پر ہم قابو نہ پاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹنی کے پاس گئے اور اس کے تھنوں پر دست اقدس پھیرا اور دودھ دوھ کر آپ نے پیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ایک اونٹ کو موجود پایا۔ اونٹ نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو ایک انصاری نوجوان آگے بڑھا اور عرض کیا: یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس جانور کی بابت نہیں ڈرتے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملک میں دیا ہے۔ یہ اونٹ مجھ سے شکایت کرتا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے اور کام کی مشقت میں زیادہ لیتے ہو۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی نجار کے باغ میں گئے، وہاں ایک اونٹ کو دیکھا کہ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاس آئے اور اسے آواز دی، وہ اونٹ ہونٹوں کو زمین پر رکھتا ہوا آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکیل لاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکیل ڈالی اور اس کے مالک کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا:

''آسمان و زمین کے درمیان کوئی ایسی نہیں ہے جو نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بجز انسان و جنات کے نافرمانوں کے۔''

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابونعیم،﴾

حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی مسجد شریف میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور اس نے اپنا سر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اونٹ کہتا ہے کہ اس کا مالک ارادہ رکھتا ہے کہ اسے ذبح کر کے وہ اپنے والد کی طرف سے کھانا دے اور اب اسے ذبح کر دے تو میرے پاس یہ فریاد لے کر آیا ہے۔ اس کے بعد اس کا مالک آیا آپ نے اس سے دریافت فرمایا اور اس نے اپنے اسی ارادے کی خبر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے اس ارادہ سے باز رہنے کی سفارش کی کہ اسے ذبح نہ کرے تو اس نے ایسا ہی کیا۔

﴿ابن سعد﴾

اونٹ کا سجدہ کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کی

جماعت میں تشریف فرما تھے۔ ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿بزار﴾

اگر کسی شخص کو سجدہ جائز ہوتا تو بیوی شوہر کو سجدہ کرتی:

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے بنی سلمہ سے ایسے اونٹ کو خریدا جس پر پانی لادا جا رہا تھا اور اس نے اسے اپنے شتر خانے میں باندھ دیا تا کہ اس پر بوجھ لادا جائے مگر اسے خارش ہوگئی اور کوئی شخص اتنی ہمت نہ رکھتا تھا کہ اونٹ کے پاس جائے جو بھی جاتا اسے وہ پاؤں سے کچلتا تھا وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے کھول دو۔ صحابہ نے عرض کیا: اس کی جانب سے ہمیں آپ پر اندیشہ ہے؟ فرمایا: اسے کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا۔ اونٹ نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ سجدے میں گر گیا۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس جانور سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ فرمایا: اگر مخلوق میں کسی شخص کو سزاوار ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو سزاوار ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے تو ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ہم سجدہ کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا تو یقیناً میں حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو ضرور سجدہ کرے، تم جانتے ہو کہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی ہے، یہاں تک کہ جب بوڑھا ہو گیا تو اس کا چارہ کم کر دیا اور اس کا کام بڑھا دیا اور جب ان کے یہاں شادی کا اہتمام ہوا تو چھری لے کر اسے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلایا اور ان سے اس کی فریاد بیان کی۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! اس نے سچ کہا، آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو۔

﴿طبرانی، ابو نعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک انصاری نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک اونٹ ہے جو گھر میں محبوس ہے ہم میں سے کوئی قدرت نہیں پاتا کہ اس کے قریب جائے اور اسکے نکیل ڈالے۔ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ فوراً کھڑے ہو گئے اور ہم بھی حضور

نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل دیئے اور اس دروازے پر تشریف لا کر دروازہ کھولا جب اونٹ نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کے پاس آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور اپنے سر کو زمین پر رکھ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے سر پر دست اقدس پھیرا پھر نکیل منگائی اور اس کے نکیل ڈال کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) ہیں؟ فرمایا: کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ البتہ جنات اور انسان کفر کرتے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ابوطلال رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص کا ایک اونٹ تھا۔ وہ اونٹ اس سے بھڑک گیا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک اونٹ ہے جو مجھ سے بھڑک گیا ہے اور وہ میری زمین کے آخری کنارے میں ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس کے قریب جاؤں۔ خطرہ ہے کہ وہ مجھے پکڑ نہ لے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف تشریف لے گئے، جب اونٹ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو وہ سامنے آ کر بلبلانے لگا اور اس نے اپنی گردن ڈال دی اور نبی کریم ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اونٹ تیری شکایت کرتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتا پھر وہ رسی لایا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی گردن میں رسی ڈال دی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت حفص رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ اونٹ آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ کے صحابہ نے عرض کیا: یہ بے سمجھ جانور ہے، ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔

﴿احمد، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں دو اونٹ دیکھے جو کڑک کی مانند چلا رہے تھے تو نبی کریم ﷺ ان دونوں کے قریب گئے، ان دونوں نے اپنی گردنیں زمین پر رکھ دیں، اس شخص نے بتایا جو آپ کے ساتھ تھا کہ دونوں نے آپ کو سجدہ کیا۔

﴿ابونعیم﴾

کمزور اونٹ سب سے آگے آگے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں گیا، آپ مجھ سے اس حالت میں ملے کہ میری سواری تھک گئی تھی اور وہ چل نہیں رہی تھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بیمار ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے تنبیہ

فرمائی اور اس کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد وہ اونٹ میرے آگے کے اونٹوں میں تیز رفتار ہو گیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اب تم اپنے اونٹ کو کیا خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: بہت بہتر ہے اور اسے آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کہیں بھیجا پھر وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے وہ اٹھتی ہی نہیں تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے ٹھوکر ماری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس اونٹنی کو دیکھا کہ وہ چلانے والے سے آگے جا رہی تھی۔

﴿مسلم﴾

اونٹ کی گواہی یہ چور نہیں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ میری طرف نسبت کرتے ہیں کہ میں نے اونٹ چرایا ہے، اسی لمحہ اونٹنی دروازے کے پیچھے سے بولی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو کرامت کے ساتھ مبعوث فرمایا، یہ شخص میرا چور نہیں ہے اور اس کے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے۔

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں یحییٰ بن عبداللہ مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، میں اس کو نہیں جانتا اور اس پر کوئی جرح نہیں ہے۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ شخص ہے جس نے اس روایت کی تخلیق کی ہے۔)

﴿حاکم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں چنانچہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اس اعرابی نے اس اونٹ کو چرایا ہے۔ اس وقت اونٹ نے ایک ساعت آواز دی اور رسول اللہ ﷺ اونٹ کی طرف کان لگائے سنتے رہے، اس کے بعد فرمایا: اے شخص! تو اس الزام سے باز آجا۔ یہ اونٹ تیرے خلاف بیان دیتا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

ابن شاہین اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے مطلب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے بیٹوں سے کہا: تمہارے والد وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کہو بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو ایک اونٹنی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس میں برکت

دے گا تو ہم جتنے اونٹوں کو ہانک رہے ہیں وہ سب اسی اونٹنی کی نسل سے ہیں۔

غیب سے بھیڑ نمودار:

ابن سکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع بن حارث بن کلاہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چار سو مسلمانوں کے لشکر میں تھے۔ آپ نے ہمیں ایسی جگہ اتارا جہاں پانی نہ تھا۔ لوگوں کو تشنگی نے بے چین کر دیا۔ اچانک ایک بھیڑ سامنے آئی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچی، اس کے سینگ بڑے بڑے اور تیز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوہا اور تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا پھر فرمایا: اے نافع (رضی اللہ عنہ)! اس کے مالک بن جاؤ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے، تو میں نے ایک لکڑی لی اور اسے زمین میں گاڑا اور رسی لے کر اس بھیڑ کو اس سے مضبوط باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایا اور تمام لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بھیڑ موجود نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حالت عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہ فرمایا تھا کہ تم اس کے مالک نہ رہ سکو گے کیونکہ جس نے اسے بھیجا تھا وہی اسے لے گیا ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

الحسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور ہم نے ایک منزل پر قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! فلاں جگہ پر بھیڑ کو دوھ لو۔ حالانکہ اس جگہ کوئی بھیڑ موجود نہ تھی مگر میں گیا دیکھا کہ وہاں دودھ سے بھری ہوی بھیڑ موجود تھی تو میں نے اس کا دودھ دوہا اور میں نہیں جانتا کہ میں نے کتنا دودھ دوہا اور میں نے اس بھیڑ کو حفاظت سے باندھ دیا اور میں نے لوگوں سے اس کی حفاظت کی تاکید بھی کر دی مگر جب ہم کوچ کرنے کی تیاری میں مشغول ہوئے تو وہ بھیڑ غائب ہو گئی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ وہ بھیڑ تو غائب ہو گئی۔ فرمایا: اس کا رب اسے لے گیا۔

﴿ابن عدی، بیہقی، طبرانی، ابونعیم﴾

بکری کے دودھ میں برکت:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بکری لائیں اور نبی کریم ﷺ نے اس کے پاؤں باندھ کر اسے دوہا اور فرمایا: تمہارے پاس بڑے سے بڑا برتن جو ہے اسے لے آؤ تو میں آٹے کا لگن آپ کے پاس لے گئی، آپ نے اس میں دوہا، یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم بھی پیو اور اپنے ہمسایوں کو بھی پلاؤ چنانچہ ہم اس بکری کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے جایا کرتے تھے اور ہمیں خوب فراخی ہو گئی۔ یہاں تک کہ میرے والد صاحب جب آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اس کے پاؤں باندھے اور اسے دوہا تو دودھ میں اپنی پہلی حالت پر وہ آ گئی۔ اس پر میری والدہ نے کہا کہ تم نے ہم پر ہماری بکری کو خراب کر دیا، انہوں نے پوچھا: یہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ یہ بکری اتنا دودھ دیا کرتی تھی کہ یہ بڑا لگن دودھ سے بھر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے پوچھا کون اس

بکری کو دوہا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ دوہا کرتے تھے۔
انہوں نے کہا کیا تم نے مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے برابر ٹھہرایا ہے؟ خدا کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ بڑی برکت والے ہیں۔

﴿طیالسی، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سب کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے ایک بکری کا دودھ دوہا اور بڑے لگن میں دودھ دوہتے تھے اور وہ بھر جاتا تھا جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ واپس آئے اور انہوں نے اسے دوہا تو وہ بکری دودھ میں اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئی۔

﴿ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی، ابن سعد﴾

حضرت ابوقر صافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

حضرت ابوقر صافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے اسلام کا ابتدائی واقعہ یہ تھا کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے یہاں مقیم تھا اور میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھ سے کہا کرتی تھیں کہ اے بیٹے! فلاں شخص کے قریب سے نہ گزرنا اور وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس مراد لیتی تھیں اور کہتیں: وہ تمہیں اغوا کرلے گا اور تمہیں گمراہ کردے گا مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ لے جاتا اور انہیں چرتا ہوا چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور میں آپ کی بارگاہ میں رہتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا پھر شام کو میں اپنی بکریاں لے کر گھر جاتا تو ان کے تھن دودھ سے خشک ہوتے، مجھ سے میری خالہ نے کہا: کیا بات ہے کہ تمہاری بکریوں کے تھن دودھ سے خشک ہیں۔ میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد میں نے دوسرے دن بھی ایسا ہی کیا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا اور میں مسلمان ہوگیا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور اپنی بکریوں کا حال عرض کیا۔
آپ نے فرمایا: اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ میں ان کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ نے ان کے تھنوں پر اور ان کی پشتوں پر دست اقدس پھیرا، اور ان میں برکت کی دعا کی تو وہ دودھ اور مکھن سے بھر گئیں، جب میں اپنی خالہ کے پاس ان کو لے کر گیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! ایسا ہی چرایا کرو۔ اس وقت میں نے انہیں سارا واقعہ بتایا پھر وہ اور میری والدہ مسلمان ہوگئیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے دو دوست اور قریب تھا کہ فاقہ کشی اور تنگدستی سے ہماری سماعت اور ہماری بصارت جاتی رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قیام گاہ میں پناہ دی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ جاگنے والا سنتا اور سونے والا بیدار نہ ہوتا، تو مجھ سے شیطان نے کہا کہ کاش تو یہ چند گھونٹ پی لے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے پاس تو انصار تحفے لاکر پیش کرتے ہیں تو میں اسی وسوسہ میں مبتلا رہا حتی کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے حصہ کا

دودھ پی لیا جب میں نے پی لیا تو مجھے ندامت ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے اور حصہ کا دودھ نہ پائیں گے تو تجھ پر بددعا کریں گے اور تو ہلاک ہو جائے گا۔

اسی دوران نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے جیسا کہ آپ آیا کرتے تھے اور آپ نے نماز پڑھی جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر دودھ کے پیالہ کی طرف نظر فرمائی مگر آپ نے اس میں کچھ نہ دیکھا۔ اس وقت آپ نے اپنا دست اقدس اٹھایا، میں نے اپنے دل میں کہا: اب مجھے بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا، مگر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اَطۡعِمۡ مَنۡ اَطۡعَمَنِیۡ وَاَسۡقِ مَنۡ سَقَانِی

پھر میں پیالہ لے کر ان بکریوں کی طرف گیا کہ دیکھوں کون سی بکری موٹی اور فربہ ہے تا کہ میں نبی کریم ﷺ کیلئے اس سے غذا حاصل کروں تو میں نے دیکھا کہ تمام بکریاں دودھ سے لبریز ہیں اور میں نے اہل بیت نبوت کیلئے دودھ کا پیالہ لے کر اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس پر جھاگ آ گئی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نو گھروں کی طرف بھیجا اور کھانا طلب فرمایا۔ آپ کے پاس آپ کے بکثرت صحابی بیٹھے ہوئے تھے مگر کھانا کسی کے ہاں نہ ملا، پھر آپ نے گھر میں بکری کا ایک بچہ دیکھا جس نے ابھی تک بچہ جنا ہی نہ تھا اور آپ نے اس کے تھنوں کی جگہ پر دست اقدس پھیرا اور راوی نے کہا کہ تھن دودھ سے اتنے دراز ہو گئے کہ اس کے پاؤں تک لٹک آئے پھر آپ نے برتن طلب فرمایا اور اس میں دوہ کر اپنے گھروں کی طرف ایک ایک برتن دودھ بھیجا، پھر دوہا اور تمام صحابہ نے اسے پیا۔

﴿بیہقی﴾

محمد بن راشد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابوضین بن عطا رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ایک قصاب نے بکری کے گلہ کا دروازہ کھولا تا کہ بکری کو پکڑ کر ذبح کرے مگر بکری اس سے چھوٹ کر بھاگ پڑی اور سیدھی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے پیچھے وہ قصاب بھی آیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر کھینچنے لگا حضور نبی کریم ﷺ نے بکری سے فرمایا: حکم الٰہی پر تو صبر کر اور اے قصاب! تم بکری کو اس کی طرف نرمی کے ساتھ لے کر جاؤ۔

﴿عبدالرزاق المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور بہت سے انصاری صحابہ کرام تھے۔ باغ میں ایک بکری تھی اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو سجدہ کرنے کے اس بکری سے زیادہ ہم مستحق ہیں، آپ نے فرمایا: میری امت میں کسی کیلئے سزاوار نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے، اگر کسی کو کسی کیلئے سجدہ

کرنا جائز ہوتا تو میں ضرور عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

﴿ابونعیم﴾

ہرنی کا واقعہ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ صحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے متوجہ ہوکر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا، پھر دوسری طرف متوجہ ہوکر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک ہرنی نظر آئی، اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرے قریب تشریف لائیں تو قریب آگئے اور فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے کہا: اس پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیجئے، میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو ایسے کرے گی؟

ہرنی نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے۔ (عشار ایسی حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا وضع حمل دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی نہ ہوا اور اس پر بوجھ لادا جائے اور وہ تکلیف سے فریاد کرے) تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کھولیا اور اس نے جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور اس کے بعد وہ آگئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے باندھ دیا۔

اس دوران وہ اعرابی بیدار ہوگیا اور اس نے دیکھ کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو کوئی کام ہے۔ فرمایا: ہاں! وہ یہ کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے اور اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ کودتی ہوئی جارہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی:

"اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ"

۞ (اس روایت کی سند میں اغلب بن تمیم ہے جو ضعیف ہے لیکن حدیث کی متعدد سندیں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ یہ قصہ بے اصل نہیں ہے۔)

﴿طبرانی الکبیر، ابونعیم﴾

صالح المری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی وہ ضعیف ہے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر گزرے جنہوں نے ہرنی پکڑ رکھی تھی اور اسے خیمہ کی چوب سے باندھ رکھا تھا۔

ہرنی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے دو بچے ہیں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر انہیں دودھ پلا کر آجاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اسے چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا دے پھر یہ تمہارے پاس آجائے گی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے اس کی کون ضمانت لیتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ضامن ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا، وہ گئی اور دودھ پلا کر ان کے پاس واپس آگئی اور انہوں نے اسے باندھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اسے فروخت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ آپ ہی کی ہے پھر انہوں نے اسے کھول کر چھوڑ دیا اور وہ چلی گئی۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہرنی پر گزرے جو خیمہ کی چوب سے بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کھول دیجئے تا کہ میں اپنے دونوں بچوں کو جا کر دودھ پلا آؤں۔ جب آ جاؤں تو آپ مجھے باندھ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: تو ایک قوم کا شکار ہے اور ایک قوم کی باندھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس سے عہد لیا اور اس نے قسم کھائی آپ نے اسے کھول دیا، تھوڑی دیر کے بعد وہ اس حال میں واپس آئی کہ اس کے تھنوں سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے باندھ دیا، اسی دوران وہ لوگ آ گئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہرنی کو ان سے طلب فرمایا اور انہوں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول کر آزاد کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

ہرنی کا کلمہ پڑھنا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گزر رہے تھے اور ہمارا گزر ایک اعرابی کے خیمہ کی طرف سے ہوا۔ دیکھا کہ خیمہ کی چوب سے ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے۔ اس ہرنی نے کہا: اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے اور جنگل میں میرے دو بچے ہیں اور میرے تھنوں میں دودھ جم گیا ہے۔ یہ اعرابی نہ مجھے ذبح کرتا ہے کہ میں اس تکلیف سے خلاصی پاؤں اور نہ مجھے آزاد کرتا ہے کہ میں جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو واپس آ جائے گی؟ اس نے کہا: ضرور واپس آؤں گی، ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے عشار کا عذاب دے گا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہرنی اپنی زبان چاٹتی ہوئی آ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کی چوب سے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی آ گیا، اس کے ساتھ مشکیزہ تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تو ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی کی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنگل میں جا رہی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ "**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**"

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بھیڑیئے کا گفتگو کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرہ میں ایک چرواہا بکریاں چراتا رہا تھا اچانک بھیڑیا اس کی بکریوں سے ایک بکری پر لپکا تو چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دُم پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے چرواہے سے کہا کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور اس رزق کے درمیان جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجا ہے حائل ہوتا ہے؟

چرواہے نے کہا تعجب ہے کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا: کیا میں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں، وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں پہاڑوں کے درمیان گزشتہ واقعات کی

خبریں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ یہ سن کر اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانک دیا اور خود مدینہ منورہ چل دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس نے بھیڑیئے کی بات بیان کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، اس نے سچ کہا، لوگو! سن لو انسانوں سے درندوں کا بات کرنا، قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے بات نہ کریں اور مرد سے اس کی جوتی کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا پھندنا بات کرے گا اور اس کی رات اسے وہ بات بتائے گی جو اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی سے رونما ہوگی۔

﴿احمد، ابن سعد، بزار، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھے، ان کی ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اور وہ اس پر چیخے تو وہ اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ حضرت اہبان رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بھیڑیئے نے مجھے مخاطب کر کے کہا جس دن تو بکریاں سے غافل ہوگا اس دن تیری بکریوں کا کون محافظ ہوگا تو مجھ سے وہ رزق چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا ہے۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اس سے تعجب کی کوئی بات نہیں دیکھی کہ بھیڑیا انسانوں جیسی بات کرتا ہے۔

بھیڑیئے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان باغوں کے درمیان لوگوں کو زمانہ ماضی کی باتیں بتا رہے ہیں اور جو آئندہ ہوگا، اس کی خبریں دے رہے ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں اور اس کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں۔

یہ سن کر اہبان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اس کی آپ کو خبر دی اور مسلمان ہوئے۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک چرواہا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اپنی بکریوں کی گلہ بانی پر تھا، اچانک بھیڑیئے نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو میری اس خوراک کو چھینتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میرا رزق بنایا۔ چرواہے نے کہا: تعجب ہے کہ بھیڑیا بات کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا: میری بات کرنے سے زیادہ تعجب کی بات میں تجھے نہ بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ نخلستان میں اولین و آخرین کی باتیں لوگوں سے بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد چرواہا چلا اور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس خبر کو سنا کر اسلام قبول کیا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھا، میں نے اپنی بکریاں باندھیں تو بھیڑیا آیا اور اس نے ان میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے اس کے پیچھے دوڑے۔ بھیڑیئے نے کہا: تم لوگ مجھ سے اس لقمہ کو چھینتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا۔ بھیڑیئے کو باتیں کرتا سن کر چرواہے مبہوت ہو گئے۔ بھیڑیئے نے کہا: بھیڑیئے کی باتیں کرنے

سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے۔
﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بکریوں کے چرواہے کی طرف بھیڑیا آیا اور اس نے بکری پکڑ لی اور چرواہے نے کوشش کر کے اس سے بکری چھین لی۔ راوی نے کہا کہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھا اور اپنی دم پر بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں نے اس رزق کو چاہا جسے اللہ تعالیٰ نے میری خوراک بنائی تم نے مجھ سے اسے چھین لیا۔

چرواہے نے یہ سن کر کہا: قسم ہے خدا کی! میں نے آج کی مانند بھیڑیئے کو باتیں کرتا نہیں دیکھا۔ بھیڑیئے نے کہا: اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص دونوں پہاڑوں کے درمیان میں ہے وہ تم کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں بتاتا ہے، وہ چرواہا یہودی تھا وہ بارگاہ نبوت میں آیا اور نبی کریم ﷺ کو واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

﴿احمد، ابونعیم﴾

رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ نے بھیڑیئے کی تنبیہ کے بعد اسلام قبول کیا:

محمد بن جعفر بن خالد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ کی بابت لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے بھیڑیئے نے بات کی ہے وہ اپنی بھیڑوں میں تھے اور انہیں چرا رہے تھے تو بھیڑیئے نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا اور ان سے ملنے کی اس نے تاکید کی۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے چند اشعار ہیں جس میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

رعیت الضان احمیها زمانا ۔۔۔ من الضبع الخفی و کل ذیب
فلما ان سمعت الذئب نادی ۔۔۔ یبشرنی باحمد من قریب
سعیت الیه قد شمرت ثوبی ۔۔۔ عن الساقین قاصدة الرکیب
فالقیت النبی یقول قولا ۔۔۔ صدوقا لیس بالقول الکذوب
فبشرنی لدین الحق حتی ۔۔۔ تبنت الشریعة للمنیب
وابصرت الضیاء یضی حولی ۔۔۔ امامی ان سعیت و عن جنوبی
الا البلغ بنی عمرو بن عوف ۔۔۔ و اخوتهم جدیلة ان اجیبی
دعاء المصطفی لاشک فیه ۔۔۔ فانک ان اجبت فلن تخیبی

ترجمہ: ”میں نے بھیڑوں کو چرایا اور ان کی حفاظت پوشیدہ گھوس اور بھیڑیئے سے ایک زمانہ تک کرتا رہا، جب میں نے سنا کہ بھیڑیا مجھے پکارتا ہے اور احمد مجتبیٰ ﷺ کی بشارت مجھے قریب سے دیتا ہے تو میں ان کی طرف دوڑا اور اپنی پنڈلیوں سے تہبند کو باندھا اور سفر کا قصد کیا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ سچی بات بتاتے تھے جس میں قطعاً جھوٹ نہ تھا اور آپ نے مجھے دین حق کی بشارت دی۔ یہاں تک کہ شریعت توبہ کرنے والے پر واضح ہوگئی اور میں نے وہ روشنی دیکھی جس سے میرا گرد و پیش روشن

ہو گیا۔ اگر میں چلوں تو میرے آگے بھی اور میرے دونوں پہلو میں بھی، اسے سننے والے میری یہ بات عمرو بن عوف کے قبیلے والوں کو پہنچا دے جو جدیلہ کے بھائی ہیں کہ وہ میرا کہا مانیں، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی دعوت حق ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اگر تم قبول کر لو گے تو تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔"

﴿ابن عساکر﴾

بھیڑیوں کا قاصد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا آیا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو اپنی دم پر بیٹھ گیا، پھر وہ اپنی دم کو ہلانے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے جو تم سے سوال کرتا ہے کہ اس کیلئے اپنے اموال سے کچھ حصہ مقرر کر دو۔

﴿بزار، سعید بن منصور، بیہقی﴾

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ اچانک بھیڑیا سامنے آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کے روبرو کھڑے ہو کر کچھ کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری طرف درندوں کا قاصد ہے اگر تم پسند کرو تو اس کیلئے کچھ حصہ مقرر کر دو تا کہ اس کے سوا وہ تجاوز نہ کرے اور اگر تم اس کو اس کی مرضی پر چھوڑتے ہو تو تم اس سے ڈرتے رہو گے اور یہ جو رزق پکڑے وہ اس کی خوراک ہو۔

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے دل کو بخوشی اس کا کچھ حصہ مقرر کرنے کو نہیں چاہتے، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیطرف تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ اب اچکنا ہی تیرا حصہ ہے یہ سن کر وہ پلٹ کر چلا گیا اور وہ دم ہلاتا جاتا تھا۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مزنی یا جہنی شخص سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ نے تقریباً ایک سو بھیڑیوں کو اپنی دموں پر بیٹھا دیکھا۔ جو بھیڑیوں کے قاصد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: اپنے اموال میں سے ان کیلئے کچھ حصہ مقرر کر سکتے ہو؟ اور ماسوا مال سے تم مامون و محفوظ رہ سکتے ہو؟ لوگوں نے شکایت کی کہ ہم خود حاجتمند ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو جانے کی اجازت دے دو۔ تو انہوں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چلے گئے اور وہ بولتے جاتے تھے۔

﴿دارمی، ابن منیع فی المسند، ابونعیم﴾

سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کوہ حرق پر تشریف لائے۔ اچانک ایک بھیڑیا حضور نبی کریم ﷺ روبرو آ گے کھڑا ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس بھیڑیئے کا نام الیس ہے۔ یہ ہر ریوڑ سے ایک بکری مانگتا ہے مگر لوگوں نے انکار کیا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور وہ پلٹ کر چلا گیا۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

بارگاہ نبوت میں چڑیا کی فریاد:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم ایک درخت کے قریب گئے تو اس میں حمرۃ کا گھونسلہ تھا۔ (حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے۔) ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو حمرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ بولتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص نے اس کے دونوں بچے پکڑ کر اسے دکھ پہنچانا ہے، ہم نے عرض کیا: کہ ہم نے پکڑے ہیں۔ فرمایا: انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں اس کی جگہ رکھ دیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ابوالشیخ کتاب العظمۃ﴾

جانور کا اچھلنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا ایک وحشی جانور تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو وہ اچھلتا کودتا آتا جاتا اور کھیل کود کرتا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آتے تو خاموش بیٹھ جاتا اور اچھل کود نہ کرتا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف رکھتے۔ (ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح بتایا۔)

﴿احمد، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی اوسط، بیہقی، ابونعیم، دارقطنی، ابن عساکر﴾

گھوڑی میں طاقت:

حضرت جعیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں تھا اور میری گھوڑی بوڑھی اور کمزور تھی، اس لیے میں سب لوگوں سے پیچھے کی جماعت میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور فرمایا: اے گھوڑے والے آگے بڑھو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری یہ گھوڑی بوڑھی اور کمزور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑا اٹھایا جو آپ کے پاس تھا اور اس گھوڑی کے مارا اور دعا کی: اے خدا! اس کیلئے اس گھوڑی میں برکت دے تو میں نے دیکھا کہ میں اس کا سر روک نہیں سکتا تھا اور وہ سب سے آگے بڑھ گئی اور اس کے پیٹ سے جو بچے پیدا ہوئے، ان کو میں نے بارہ ہزار میں فروخت کیا۔

﴿بیہقی﴾

مدینہ میں خوفناک آواز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "احسن الناس، اجود الناس اور اشجع الناس" تھے۔ ایک رات اہل مدینہ نے ڈراؤنی آواز سنی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی گھوڑی پر بغیر زین کے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ جب لوگ باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ خبر کی تحقیق فرما چکے ہیں اور آپ فرما رہے تھے کہ ہرگز کوئی خوف نہ کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گھوڑا تو سمندر کی طرح رواں ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے قبل وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی یا یہ کہا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے دوسرے راوی کے ذریعہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے بعد اس گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ بڑھا۔ باوجودیکہ وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا۔

سواری میں تیز رفتاری:

حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لائے اور انہیں کے ہاں دوپہر کا قیلولہ فرمایا، جب دن ٹھنڈا ہو گیا تو اپنا اعرابی گدھا لائے اور اس پر روئی کا گدا ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سواری فرمائی پھر اسے واپس کر دیا تو وہ سبک خرام اور تیز رفتار ہو گیا۔ حالانکہ وہ پہلے سست رفتاری سے چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا تھا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے قبا تشریف لائے، جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو ہم سست رفتار دراز گوش لائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے پھر آپ نے ہمیں واپس کر دیا تو وہ فراخ قدم اور تیز رفتار ہو گیا۔

﴿طبرانی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حمار (گدھے) کا گفتگو کرنا:

ابو منظور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کو فتح فرمایا تو آپ کو ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حمار سے کلام فرمایا اور حمار نے بھی آپ سے کلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: یزید بن شہاب، اللہ تعالیٰ نے میری جد کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور وہ سب کے سب ایسے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نے ان پر سواری نہیں کی اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے، میرے جد کی نسل میں میرے سوا کوئی نہیں رہا ہے اور نہ آپ کے سوا نبیوں میں کوئی باقی رہا ہے، آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ میں اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا اور وہ یہودی میرے پیٹ کو تکلیف پہنچاتا اور میری کمر پر مارتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تیرا نام "یعفور" ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بلانے کیلئے کسی کے دروازے کی طرف بھیجتے تو وہ اس کے دروازے پر آ کر اپنے سر کو دروازے پر مارتا اور جب گھر والا باہر نکل کر اس کے پاس آتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ابوہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کے کنوئیں پر آیا اور خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں اس کنوئیں میں گرا دیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں

جب سیاہ گدھے کو لاکر کھڑا کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں عمرو بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے، ہم میں سے ہر ایک پر انبیاء سوار ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کیلئے تھا۔ جب یہودی شخص میرا مالک بنا تو جب بھی مجھے آپ یاد آتے تو میں ٹھوکر کھا کر اسے گرا دیتا، وہ مجھے خوب مارتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تیرا نام "یعفور" ہے۔

﴿ابونعیم﴾

روایت ہے، آپ نے جس چوپائے پر بھی سواری کی ہے وہ اپنی اسی حالت میں رہا جس پر وہ تھا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔

﴿ابن سبع خصائص مصطفیٰ﴾

گوہ کی شہادتِ نبوت:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں جلوہ افروز تھے، اچانک بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا اور اس نے گوہ کا شکار کیا تھا۔ اس نے کہا مجھے لات و عزیٰ کی قسم ہے میں اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ کی تصدیق نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ! میں کون ہوں؟ اس گوہ نے ایسی واضح عربی زبان میں گفتگو کی جسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکے:

"لَبَّیْکَ وَ سَعَدَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کسی کی عبادت کرتی ہے؟ گوہ نے کہا: میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے اور جس کی حکومت زمین میں ہے اور دریا میں اس کا راستہ ہے اور جنت میں اس کی رحمت ہے اور جہنم میں اس کا عذاب ہے۔ فرمایا: تو میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا: آپ رب العالمین کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں۔ وہ کامیاب ہے جس نے آپ کی تصدیق کی اور وہ نامراد ہے جس نے آپ کی تکذیب کی، پھر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

اس روایت کی سند میں ایسا کوئی راوی نہیں جس کے حال میں غور کیا جائے بجز محمد بن علی بن ولید بن بصری سلمی رحمۃ اللہ علیہ کے جو طبرانی و ابن عدی رحمہم اللہ کا شیخ ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث میں اسی پر حمل ہے کہا کہ یہ حدیث دوسری سندوں کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور ابن دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی دوسری سند بھی ہے جس میں محمد بن علی بن ولید رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہے اور اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ نیز اس حدیث کی مانند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

﴿طبرانی "اوسط" الصغیر، ابونعیم، ابن عساکر، ابن عدی، حاکم المعجزات، بیہقی﴾

شیر نبی کریم ﷺ کا نام سن کر اتباع کرنے لگا:

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ دریا میں کشتی پر سوار تھے، کشتی

ٹوٹ گئی تو وہ اس کے ایک تختے پر سوار ہو گئے۔ اس تختہ نے مجھے ایسے بیابان میں اتارا جس میں شیر تھے۔ اچانک شیر سامنے آ گیا، جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا: اے ابوالحارث! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں تو وہ سامنے آ کر اپنی دم ہلانے لگا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا پھر وہ میرے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اس نے مجھے راستہ پر ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک ساعت وہ غرایا اور میں نے خیال کیا وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

(اور بغوی وابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے شیر ملا تو میں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا غلام سفینہ ہوں کہا کہ اس نے اپنی دم زمین پر ماری اور وہ بیٹھ گیا۔)

﴿ابن سعد، ابویعلیٰ، بزار، ابن مندہ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

پرندے نے نبی کریم ﷺ کے موزے کو صاف کیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ تشریف لے گئے تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ گیا۔ آپ درخت کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیئے، پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا، پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا تو اس میں سے سیاہ سانپ کینچلی اترا ہوا گرا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موزے طلب فرمائے اور ان میں سے ایک موزہ پہنا پھر کوا آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا اور اس نے اسے جھاڑا تو اس سے سانپ گرا۔ یہ ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے اپنے موزے نہ پہنے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے موزے اتارے اور اس سے کالا سانپ بغیر کینچلی کے گرا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مکرم فرمایا۔ اے اللہ! میں تجھی سے پناہ مانگتا ہوں زمین پر اور ہر چلنے والے کے شر سے۔

﴿خرائطی مکارم الاخلاق﴾

شیطان گرفت میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رات جنات میں سے ایک عفریت نے میری نماز کو قطع کرنے کی غرض سے مجھ پر تھوک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر

قدرت دی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے کسی ستون سے اسے باندھ دوں تا کہ صبح ہو تو لوگ اسے دیکھیں مگر اس وقت اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا مجھے یاد آگئی کہ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْکاً لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِی" پھر میں نے اسے دھتکار کر دور کر دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان میرے مصلے کے آگے میرے سامنے آیا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ لی۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنی ہتھیلی پر پائی، اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو میں اسے باندھ دیتا اور تم اسے صبح کو دیکھتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے سامنے سے شیطان گزرا، میں نے اسے پکڑ لیا اور میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان نکل کر میرے ہاتھ میں آگئی اور میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور وہ چیخنے لگا، آپ نے مجھے مار ڈالا۔ آپ نے مجھے مار ڈالا، اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح کو تم مسجد کے ستون سے اسے لٹکا ہوا دیکھتے اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، اچانک آپ نے اپنا دست اقدس اپنے آگے دراز فرمایا، جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: شیطان آیا اور میں نے اسے دھتکار دیا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اس کے گرد پھرتے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا۔ حالانکہ آپ نماز میں ہی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ فرمایا: شیطان میرے نزدیک ہوا اور وہ آگ کا شرارہ مجھ پر پھینکنا چاہتا تھا تا کہ وہ مجھے فتنہ میں ڈالے مگر میں نے اسے پکڑنا چاہا اگر میں شیطان کو پکڑ لیتا تو وہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتا تھا اور میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور مدینہ کے بچے اسے دیکھتے۔

﴿بیہقی، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا: "اَعُوْذُ بِاللهِ مِنْکَ" پھر تین مرتبہ "اَلْعَنُکَ بِلَعْنَةِ اللهِ" فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا دست اقدس دراز فرمایا، گویا کہ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کی بابت استفسار کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن خدا ابلیس تھا جو آگ کا شرارہ لایا اور چاہتا تھا کہ میرے منہ پر ڈالے

اور میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی وہ دعا نہ ہوتی تو صبح اسے بندھا دیکھتے اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا اور میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اس کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ اس کے زبان کی ٹھنڈک میرے انگوٹھے نے محسوس کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام پر رحم کرے اگر ان کی وہ دعا نہ ہوتی تو تم اسے صبح کو بندھا دیکھتے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ فرمایا: گھر کے اندر گیا تو اچانک دروازے کے اوٹ میں شیطان کو دیکھا، میں نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈی اپنے ہاتھ پر پائی۔ اگر اس عبد صالح کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو لوگ اسے بندھا دیکھتے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے کے معجزات:

حجۃ الوداع کے باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ کرنے کا تذکرہ اور غزوہ خیبر کے باب میں زہریلی بکری سے کلام کرنے کا ذکر اور غزوہ بدر کے باب میں اصحاب قلیب کے زندہ کرنے اور زہریلی بکری کے بچے سے کلام کرنے کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

مرنے کے بعد زندہ ہو گیا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک انصاری جوان کی عیادت کی۔ اس کے پاس اس کی بوڑھی اور اندھی ماں بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور ہم نے اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا اور ہم نے اس کی ماں سے کہا: اب تم اللہ تعالیٰ سے ثواب کی توقع رکھو، اس نے پوچھا کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟

ہم نے کہا: ہاں پھر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب پھیلائے اور دعا کی: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ ہر مصیبت کے وقت تو میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! ہم وہاں سے گئے نہ تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کھانا مانگا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

﴿ابن عدی، ابن ابی الدنیا، بیہقی، ابونعیم﴾

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین خوبیاں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی

پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ امتوں کو تقسیم نہ کرتیں، ہم نے پوچھا وہ تین خوبیاں کیا ہیں؟

فرمایا: ہم اہل صفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک مہاجرہ عورت آئی، اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو حد بلوغ کو پہنچ گیا تھا کچھ ہی عرصے بعد اسے مدینہ کی وبا لگی اور وہ چند دنوں بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کرکے تجہیز وتکفین کی تیاری شروع کر دی، جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے انس! تم جاؤ اور اس جوان کی ماں کو خبر کرو تو میں نے جا کر اسے خبر دی۔ وہ آئی اور حضور نبی کریم ﷺ کے قدمہائے مبارک کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا، پھر اس نے کہا: اے اللہ! میں نے تیرے لیے طوعاً اسلام قبول کیا اور کنارہ کش ہوکر بتوں کو چھوڑا پھر شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی، اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال، مجھ میں اس مصیبت کے اٹھانے کی برداشت نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابھی اس نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ جوان کے پاؤں حرکت کرنے لگے اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اس جہان سے بلا لیا اور اس کی ماں بھی فوت ہوگئی۔

﴿بیہقی﴾

اس طرح دریا سے پار ہونا کہ گھوڑے کے سم بھی تر نہ ہوئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر مرتب فرمایا اور ابوالعلاء رضی اللہ عنہ الحضرمی کو اس لشکر کا امیر بنایا اور میں اس جہاد میں شریک تھا جب ہم مقام جہاد میں پہنچے تو کافروں کو ہمارے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اور انہوں نے پانی کے تمام نشانات مٹا دیئے تھے، وہ موسم شدید گرمی وحرارت کا تھا، ہم اور ہمارے جانور پیاس سے بے تاب ہوگئے، جب سورج ڈھلا تو دو رکعت نماز امیر لشکر نے ہمیں پڑھائی پھر انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے پھیلائے اور ہم آسمان میں کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔ خدا کی قسم! ابھی انہوں نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے واپس نہ کیے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور بادل کو پیدا کیا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ندی نالے بھر گئے اور ہم نے پانی پیا اور پلایا اور مشکیزوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد ہم دشمن کی طرف متوجہ ہوئے وہ لوگ خلیج بحر کو پار کر چکے تھے اور ایک جزیرے میں پہنچ گئے تھے، ہم خلیج کے کنارے کھڑے ہوگئے اور ابوالعلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یاعلی یا عظیم یا کریم'' پھر فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر چلو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس حالت میں پار ہوئے کہ ہمارے گھوڑوں کے کھر تک تر نہ ہوئے، پھر زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ابوالعلاء الحضرمی رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور ہم نے ان کو وہیں دفن کر دیا۔ ان کے دفن کرنے کے بعد ایک شخص آیا۔ اس نے پوچھا یہ کون شخص ہیں، ہم نے کہا: یہ امیر لشکر ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا: یہ زمین مردے کو باہر نکال دیتی ہے۔ (یعنی دریا یا جانور وغیرہ اسے کھود

ڈالتے ہیں) اگر تم ایک یا دو میں آگے منتقل کر دو تو زمین قبول کر لیتی ہے۔ ہم نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ اگر ہم انہیں درندوں کے آگے کر دیں تو وہ کھا جائیں گے۔ غرض کہ سب ان کی قبر کھولنے پر متفق ہو گئے، جب ہم نے اس کی لحد کھولی تو دیکھا کہ ہمارا رفیق اس میں موجود نہیں ہے اور دیکھا کہ منتہائے نظر تک وہ لحد نور سے لبریز ہے، اس کے بعد ہم نے لحد پر مٹی ڈال دی اور ہم نے کوچ کر لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور بکری کا زندہ ہونا:

حضرت عبداللہ بن محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عبدالرحمٰن بن محمد بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابو بره بن محمد بن ابی ہاشم مولی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوکعب البداح بن سہل انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سہیل بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے تاباں کو متغیر دیکھا تو وہ اپنی اہلیہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کو متغیر دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تغیر بھوک کی ہی بنا پر ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟

انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہمارے پاس بجز اس بکری کے بچے کے اور کچھ بچے ہوئے دانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اہلیہ نے ان دانوں کو پیسا اور روٹی بنا کر پکائی، اس کے بعد ثرید بنا کر ہم نے طباق میں رکھا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر (رضی اللہ عنہ)! میرے پاس اپنی قوم کو بلا کر لاؤ، تو میں ان کو لے کر آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو جماعت در جماعت کر کے بھیجو تو ایک جماعت کھا کر چلی جاتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی، اس طرح سب نے کھایا اور طباق میں ثرید اتنا ہی موجود تھا، جتنا پہلے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے کھاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑنا۔

پھر آپ نے ہڈیوں کو طباق کے وسط میں جمع کیا اور ان کے اوپر اپنا دست اقدس رکھا اور آپ نے کچھ پڑھا جس کو میں نہ سن سکا، اچانک میں نے دیکھا کہ بکری کھڑی ہے اور وہ اپنے کان پھڑ پھڑا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی بکری کو لے لو تو میں اسے لے کر اپنی اہلیہ کے پاس آیا اس نے پوچھا یہ کیسی بکری ہے؟ میں نے کہا: خدا کی قسم! یہ وہی بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لیے دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سن کر ان کی اہلیہ نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

ام محجن رضی اللہ عنہا کا قبر میں سننا:

عبید بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی۔

وہ مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، جب وہ فوت ہوئی تو اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو نہ دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ مجن رضی اللہ عنہا کی قبر پر گزرے، آپ نے پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ ام مجن رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔ آپ نے فرمایا: وہی عورت جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! وہی عورت۔ پھر لوگوں نے صف باندھی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، اس کے بعد فرمایا: اے ام مجن (رضی اللہ عنہا)! تم نے کون سا عمل افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ سنتی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ اس نے جواب دیا کہ مسجد کی صفائی افضل عمل پایا ہے۔

﴿ابوالشیخ، ابن حبان﴾

اور غزوہ احد کے باب میں گزر چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور شہدائے احد نے اسلام کا جواب دیا تھا اور لوگوں نے اسے سنا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن خرام رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قبروں سے قرأت قرآن کریم کی آواز لوگوں نے سنی ہے۔

قبروں سے جواب:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بقیع شریف سے گزرے تو انہوں نے کہا: "یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے ہیں اور تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں اور تمہارے اموال وارثوں میں تقسیم ہو چکے ہیں تو ہاتف نے ان کو جواب دیا کہ "اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ! وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں، یہ ہیں کہ جو اعمال خیر ہم نے بھیجے وہ ہم نے پا لیے اور جو ہم نے خرچ کیا ہم نے ان کا نفع اٹھایا اور جو چھوڑ کے آئے اس میں ہم خسارہ میں رہے۔

﴿ابن ابی الدنیا کتاب القبور﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل قبور سے گفتگو کرنا:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینِ طیبہ کے قبرستان میں گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے باآواز کہا: "یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُه" کیا تم ہمیں اپنی خبریں سناتے ہو یا ہم تمہیں خبریں سنائیں۔ راوی نے کہا ہم نے جواب میں ایک آواز سنی: "وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُه" اے امیر المومنین! ہمیں وہ خبریں بتاؤ جو ہمارے بعد واقع ہوئی ہیں، اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سنو! تمہاری بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے ہیں اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور تمہاری اولاد، یتیموں کے زمرے میں شامل ہے اور وہ مکانات جن کو مضبوطی سے بنایا تھا، اس میں وہ لوگ بس گئے ہیں جو تمہارے دشمن ہیں، تو یہ خبریں ہیں جو ہمارے پاس تھیں، اب تم اپنی خبریں مجھے سناؤ تو ہاتف نے ان کا جواب دیا۔

مردوں کے کفن پرانے ہو چکے ہیں اور ان کے بال بکھر گئے ہیں اور ان کی کھالیں پھٹ گئی ہیں اور آنکھیں بہہ کر رخساروں پر آ گئی ہیں اور نتھنوں سے خون و پیپ بہہ رہا ہے اور جو ہم نے بھیجا اسے ہم نے پا لیا اور جو ہم نے چھوڑا، اس سے ہم خسارے میں رہے اور ہم اعمال کے بدلے گروی ہیں۔

﴿حاکم "تاریخ نیشاپور"، بیہقی، ابن عساکر﴾

یحییٰ بن ایوب خزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس سے سنا ہے جس نے یہ بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک جوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اسے پکار کر فرمایا: اے فلاں! "ولمن خاف مقام ربه جنتان" اور جس نے اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے خوف کیا، اس کیلئے دو جنتیں ہیں تو اس جوان نے اپنی قبر کے اندر سے آپ کو جواب دیا: اے عمر رضی اللہ عنہ! بلاشبہ میرے رب نے مجھے نسبت میں ان دونوں باغوں کو دو مرتبہ عطا فرما دیا ہے۔

(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قصبہ بہت طویل ہے، اسے میں نے "کتاب البرزخ" میں بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی خبریں صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کی لایا ہوں جنہوں نے مردوں کے کلام کو سنا ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک جماعت سے باسانید صحیح مرنے کے بعد کلام کرنے کے بارے میں روایتیں ہیں۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مسیلمہ کذاب کے مقتولوں میں سے ایک شخص نے کلام کیا اور کہا کہ "محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم الامین الرحیم ہیں۔" راوی نے کہا یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہا۔

جنت چاہتے ہو یا بیٹا:

حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص کی بکری تھی اور اس کا ایک بیٹا تھا وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پیالے میں دودھ لایا کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مفقود پایا اور اس کے باپ نے آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ اس بچہ کو تمہارے لیے زندہ کر دے یا تم صبر کرتے ہو تا کہ تمہارے لیے آخرت میں روز قیامت اجر ہو اور وہ تمہارا بچہ آئے اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت کے دروازے تک لے جائے اور تم جنت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ، بولو کیا چاہتے ہو؟

اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے ایسا غم خوار کون ہو گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بیٹا! تمہارے لیے ہے اور ہر مومن کا بیٹا اس کیلئے ہے۔

﴿ابونعیم﴾

گدھا زندہ ہوگیا:

بروایت صحیح اسمٰعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ، ابو برہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یمن سے ایک شخص چلا، ابھی وہ راستے میں ہی تھا کہ اس کا گدھا مر گیا تو وہ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دعا کی: ''اے اللہ! میں تیری راہ میں جہاد کرنے آیا اور تیری خوشنودی کا طلبگار رہا اور میں نے گواہی دی کہ تو مردے کو زندہ کرتا ہے اور قبروں میں سے اٹھاتا ہے تو آج مجھ پر کسی اور کا احسان نہ ڈال تجھی سے سوال کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر کے اٹھا دے'' تو وہ گدھا کھڑا ہو گیا اور اپنے کان ہلانے لگا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے اور فرمایا کہ جہاں کہیں ایسا ہوگا وہ صاحب شریعت کی کرامت سے ہی ہوگا، کیونکہ وہ آپ کی امت میں سے ہی ہوگا، اس کے بعد بیہقی اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا بیان کیا کہ میں نے اس گدھے کو بازار میں فروخت ہوتا دیکھا ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دونوں سے سنا ہوگا۔ اسکے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی روایت مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بنی نخع کا ایک شخص نباتہ بن یزید غازی تھا اور انہوں نے اس کی مثل روایت بیان کی اور زیادہ کیا کہ اس شخص کے گروہ میں سے ایک نے اشعار کہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

و منا الذی احیی الالہ حمارہ
و قد مات منہ کل عضو و مفصل

ترجمہ: ''ہم میں سے ایک شخص وہ ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا جبکہ اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ بکھر چکا تھا۔''

﴿بیہقی﴾

بیماروں کو اچھا کرنے کے سلسلہ میں معجزات کا ظہور

شمر بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کسی راوی سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک عورت مجھ کو لے کر آئی جو جوان تھا۔ اس نے عرض کیا: میرا یہ بیٹا جب سے پیدا ہوا ہے بات ہی نہیں کرتا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

﴿بیہقی﴾

آنکھیں روشن:

حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ جن کو فویک کہا جاتا ہے سے روایت ہے کہ ان کو ان کے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، ان کی دونوں آنکھیں ایسی سفید تھیں کہ کچھ دیکھ نہ سکتے تھے۔ حضور

نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں کیا صدمہ پہنچا۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا تھا، اس سے میری بصارت جاتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پھونک ماری اور وہ روشن ہوگئیں۔ میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ سوئی میں ڈورا ڈال رہے تھے، اس وقت اس کی عمر اسی سال کی تھی اور دونوں آنکھیں سفید تھیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن سکن، بغوی، طبرانی، ابونعیم﴾

لعاب دہن کا اعجاز:

محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جس کے پاؤں میں ایسا زخم تھا جس سے اطباء عاجز ہوگئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی انگشت مبارک لعاب دہن شریف پر رکھی۔ اس کے بعد چھنگلیا اٹھائی اور اسے مٹی پر رکھی پھر اسے اٹھا کر اس کے زخم پر رکھی، پھر فرمایا:

" باسمک اللھم ریق بعضنا بتربة ارضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا "

یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ہاتھ پر ہانڈی گر پڑی اور وہ جل گیا تو مجھے میری والدہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر لعاب شریف لگایا اور فرمایا: "اذھب الباس رب لنا س" تو وہ فوراً ٹھیک ہوگیا۔

﴿بیہقی﴾

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لے کر سرزمین حبشہ سے چلی یہاں تک کہ جب میں مدینہ منورہ سے ایک رات کے فاصلے پر تھی تو میں نے ہانڈی پکائی، لکڑی ختم ہوگئی تو میں لکڑی کی تلاش کرنے نکلی تو تم نے ہانڈی کو پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ پر گرا لیا میں تم کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن شریف تمہارے ہاتھوں پر لگایا اور پڑھا:

اذھب الباس، رب الناس، اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء ک لا یغادر سقما

۞ تو میرے اٹھنے سے پہلے تمہارا ہاتھ اچھا ہوگیا۔ (اسے حاکم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے روایت کیا۔)

﴿تاریخ بخاری﴾

ہاتھ کی گلٹی ختم:

حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ہاتھ میں گلٹی تھی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ گلٹی مجھے بہت تکلیف دیتی ہے جب میں تلوار کا قبضہ یا گھوڑے کی باگ پکڑتا ہوں تو یہ میرے اور اس کے درمیان حائل

ہو جاتی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اس گلٹی پر رکھا اور آپ برابر اسے ملتے رہے، یہاں تک کہ وہ جاتی رہی اور اس کا نشان تک میں نے نہ دیکھا۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوسبرۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ہاتھ میں گلٹی ہے جو گھوڑے کی باگ تھامنے سے مجھے روکتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے بغیر پیکان کا تیر لیا اور اسے میری گلٹی پر مارتے اور ملتے رہے یہاں تک کہ وہ جاتی رہی۔

﴿بیہقی﴾

داد ختم:

حضرت ابیض حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چہرے پر داد تھا اس داد نے چہرے کو سفید کر دیا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس داد نے ان کی ناک کھالی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا، دن سے رات نہ ہونے پائی کہ اثر تک جاتا رہا۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

کٹا ہوا شانہ دست اقدس کے مس کی برکت سے جڑ گیا:

حضرت جیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں شریک تھا۔ میرے شانہ پر تلوار کی ضرب لگی جس سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے لعاب دہن اقدس لگا کر جوڑ دیا اور پیوست ہو کر ٹھیک ہو گیا پھر میں نے اس مارنے والے کو قتل کیا۔

﴿بیہقی﴾

✡ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان کے سر اور چہرے پر ورم آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بہ نیت شفا ان کے سر اور چہرے دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہِ اِذْھَبْ عَنْھَا سُوْءَہٗ وَ فُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ

اور یہ دعا تین مرتبہ پڑھی، ان کا ورم جاتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

✡ عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی گردن پر ورم ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ عَافِھَا مِنْ فُحْشِہٖ وَ اَذَاہُ

﴿ابن سعد﴾

آسیب ختم ہو گیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا: یارسول

اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے پر آسیب ہے۔ وہ اس کے پاس صبح وشام آتا ہے اور ہمیں تنگ کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے بچہ کے سینے پر دست اقدس پھیرا اور اس کیلئے دعا فرمائی، پھر اس بچے نے زور کی قے کی اور اس کے پیٹ سے کالی ٹڈی کی مانند کچھ نکلا اور وہ شفایاب ہو گیا۔

﴿احمد، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

یہ شہید اور جنتی ہے:

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لائی اور اس نے عرض کیا: میرے اس بیٹے کو ایسی ایسی بیماری لاحق ہوگئی ہے، وہ جیسا ہے اب اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے موت دیدے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا اور یہ جوان ہوگا اور مرد صالح بن کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا پھر وہ شہید ہو کر جنت میں داخل ہوگا حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخشی اور وہ جوان ہو کر مرد صالح بنا اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہوا۔

✡ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ روایت مرسل جید ہے۔)

﴿بیہقی﴾

دانتوں کی درد ختم:

یزید بن نوح بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے دانتوں میں درد ہوتا ہے اور وہ مجھے اتنی شدید تکلیف پہنچاتا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے رخسار پر رکھا، جس میں درد تھا اور فرمایا:

" اَللّٰھُمَّ اذْھَبْ عَنْہُ سُوْءَ مَایَجِدُ وَ فُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ عِنْدَکَ "

یہ دعا سات مرتبہ پڑھی اور جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دیدی۔

﴿بیہقی﴾

پیٹ کی تکلیف ہمیشہ کیلئے ختم:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے چربی لے کر نگل لی۔ اس سے میرے پیٹ میں ایک سال شکایت رہی پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے پیٹ پر پھیرا اور میں نے قے کی تو وہ چربی تازہ برآمد ہوئی، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو برحق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اس کے بعد اب تک میرے پیٹ میں کبھی شکایت نہ ہوئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم الصحابہ﴾

حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان

سے فرمایا: داہنے ہاتھ سے کھاؤ، انہوں نے عرض کیا: اس ہاتھ میں تکلیف ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر دم فرمایا تو پھر ان کی وفات تک اس ہاتھ میں شکایت نہ ہوئی۔

﴿طبرانی﴾

کٹی کھوپڑی درست ہوگئی:

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ستیز بن رزام یہودی نے میرے سر پر تلوار ماری اور میرے سر کی ہڈی یا اس کے اوپر کا پردہ شق ہوگیا، میں وہ زخم لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ نے زخم کھول کر اس پر پھونک ماری اور وہ ساری تکلیف مجھ سے جاتی رہی۔

﴿طبرانی﴾

مجنون عقل مند بن گیا:

حضرت وازع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے مجنون بچے کو لے کر آئے، آپ نے اس بچے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے لئے دعا فرمائی: حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کے بعد اس سفارت میں کوئی شخص اس بچہ سے زیادہ عقل مند نہ ہوا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملاعب الاسند نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس نے اپنے درد کی شفایابی کی درخواست کی کیونکہ اس کے پیٹ میں دمبل تھا تو نبی کریم ﷺ نے مٹی کا ڈھیلا لیا اور اس پر لعاب دہن اقدس ملا پھر اسے دے کر فرمایا اسے پانی میں گھول کر اسے پلا دینا تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف شہد کی کپی بھیجی کہ اسے چاٹا کریں، تو وہ برابر چاٹتے رہے، یہاں تک کہ وہ اچھے ہوگئے۔

﴿واقدی، ابونعیم﴾

جھوٹے پانی میں شفا:

حضرت عباس بن سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، جن میں ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسہل بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیئر بضاعہ پر تشریف لائے آپ نے ڈول میں پانی لے کر وضو کیا، وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا پھر دوسرے ڈول میں لے کر اس میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا پانی نوش کیا اور کنوئیں میں ڈال دیا، حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ فرماتے: بضاعہ کے پاس سے اسے غسل دو اور وہ غسل کرتا اور وہ ایسا ہو جاتا گویا اسے رسی سے جکڑ رکھا تھا جسے کھول دیا گیا یعنی وہ شفایاب ہوگیا۔

﴿ابن سعد، واقدی﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری عیادت کو بنی سلمہ میں تشریف لائے آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کسی کو پہچانتا نہ

تھا، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے وہ پانی مجھ پر چھڑکا اور میں اچھا ہوگیا پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے مال کو کس طرح تقسیم کروں تو اس وقت آیت کریمہ "یُوْصِیْکُمُ اللہُ" (سورۂ النساء) نازل ہوئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ٹوٹی پنڈلی ٹھیک ہوگئی:

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ میرے بھائی علی بن حکم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو خندق سے کودایا۔ تو خندق کی دیوار سے ان کی پنڈلی کچلی گئی تو ہم ان کو اپنے گھوڑے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ گھوڑے سے اترنے سے پہلے اچھے ہوگئے۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو اپنے قصیدے میں کہا ہے:

وانزها علی وهی تهوی هوی الدلو مترعة بسدل
صفوف الخندقین فاهرقته هویه مظلم الحالین غمل
فعصب رجله فسما علیها سمو السقر صادف یوم ظل
فقال محمد صلی علیه ملیک الناس هذا خیر فعل
لعالکب فاستمر بها سویا و کانت بعد ذاک اصح رجل

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو کدایا تو اس طرح گرے جس طرح بھرا ہوا ڈول گرتا ہے۔ گھوڑے کو خندق کی دو صفوں پر کدایا اور اس کا خون وادی میں اس طرح گرا، جیسے دن رات کی تاریکی ہوتی ہے اور وہاں کوئی روشنی نہ ہو، حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی پنڈلی پر پٹی باندھی اور وہ اس طرح گھوڑے پر چڑھے جیسے سائے کے دن باز بلندی پر جاتا ہے اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے کہ یہ اچھا عمل ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے تو ہمیشہ ٹھیک رہے، اس کے بعد وہ پاؤں دوسرے سے زیادہ صحیح رہا۔

﴿ابن سکن، ابونعیم الصحابہ﴾

بھوک، پیاس، گرمی، سردی کے اشتداد کے روکنے میں نبی کریم ﷺ کے معجزات

زندگی بھر کیلئے بھوک ختم:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اچانک سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آئیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے روبرو کھڑی ہوگئیں، آپ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کا چہرہ بھوک کی شدت سے زرد تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس

اٹھا کر ان کے سینے پر ہار پہننے کی جگہ پر رکھا اور آپ نے اپنی انگلیاں کشادہ فرما دیں، پھر آپ نے دعا کی:

"اللھم مشبع الجاعة و ارفع الوضعیه ارفع فاطمة بنت محمد ﷺ"

ترجمہ: "اے خدا! بھوک سے سیر کرنے والے! تکلیف کو دور کرنے والے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے دور کر دے۔"

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ان کے چہرے سے زردی جاتی رہی تھی۔ پھر میں نے دوسرے وقت ان سے ملاقات کی اور ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے عمران رضی اللہ عنہ! حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کے بعد پھر کبھی بھوک نے تکلیف نہ دی۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان کا دیکھنا پردے کی آیت نازل ہونے سے پہلے سے ہے۔)

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

سرراہ ندائے غیبی:

موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے نکلے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو اچانک سرِ راہ ندا آئی کہ ٹھہر جاؤ تو ہم ٹھہر گئے۔ اس نے پوچھا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کیا تو یہ بات سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے "انا للہ و انا الیه راجعون" پڑھی، پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اس نے کہا: وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: وہ بھی رحلت کر چکے ہیں۔ یہ سن کر اس نے "انا للہ و انا الیه راجعون" پڑھی پھر پوچھا ان کے بعد کون خلیفہ بنا ہے؟ فرمایا: عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس نے کہا: کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ فرمایا: وہ وہی ہے جو تم سے گفتگو کر رہا ہے، اس نے کہا: "الغوث" فریاد ہے فریاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کون ہو؟

اس نے کہا میں حنش بن عقیل، بنی نضیلہ یا نھلہ کا ایک شخص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بنی بعال سے واپسی کے وقت ملے تھے، آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ پھر اپنا بچا ہوا ستو مجھے پلایا تو میں ہمیشہ اس کی سیرابی جب بھوک پیاس ہوتی پاتا ہوں پھر میں نے راس الابیض جانے کا قصد کیا اور وہاں مع اہل و عیال دس سال تک رہا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھتا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتا اور دس ذی الحجہ کو قربانی کرتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہی سکھایا تھا۔ اب مجھے خشک سالی کی مصیبت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہاری مدد کرنے آؤں گا، اور تمہارے چشمہ پر پہنچوں گا، پھر جب ہم واپس ہوئے تو ہم نے پوچھا اس چشمہ کا مالک کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اس کی قبر ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی قبر پر پہنچے اور اس کیلئے رحمت و استغفار کی دعا کی۔

﴿قاسم بن ثابت الدلائل﴾

ہمیشہ کیلئے پیاس ختم:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں بھوکا تھا اور وہ خون کو کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا آؤ کھاؤ، میں نے کہا میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ میں تم سے اسے چھڑاؤں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑایا اور میری تکذیب کی اور میری بات نہ مانی اور میں ان کے پاس سے چلا آیا، دراں حالیکہ میں سخت بھوکا اور پیاسا تھا اور مجھے شدت محنت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور میں سو گیا تو میرے پاس خواب میں آنے والا آیا اور مجھے پیالہ دیا جس میں دودھ تھا، میں نے اسے لے کر پیا اور میں خوب سیراب ہو گیا اور پیٹ بھر گیا اور میرا پیٹ اونچا ہو گیا۔

ان لوگوں میں سے کسی نے ان سے کہا تمہاری قوم کے سرداروں میں سے ایک شخص تمہارے پاس آیا تم نے اسے واپس کر دیا جاؤ اسے کھانا پینا دو جیسا بھی وہ چاہتا ہے تو وہ میرے پاس کھانا پینا لائے۔ میں نے ان سے کہا اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں بھوک کی حالت میں دیکھا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے اور میں شکم سیر ہو گیا ہوں اور میں نے ان کو اپنا پیٹ دکھایا یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔

اس روایت کی بعض اسناد میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، میں نے ان سے کہا: افسوس ہے تم پر مجھے ایک گھونٹ پانی دو، میں سخت پیاسا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم نہیں دیں گے بلکہ ہم دعا کریں گے کہ تم پیاسے ہی مر جاؤ۔ اس پر میں غمگین ہوا اور میں نے اپنا سر عبا میں چھپا لیا اور سخت گرم ریت پر میں سو گیا۔ تو میں خواب میں کسی آنے والے نے بلور کا پیالہ مجھے دیا میں نے اتنا خوبصورت پیالہ کبھی نہیں دیکھا، اس میں پینے کی چیز تھی، کسی نے اس سے زیادہ لذیذ پینے کی چیز نہ دیکھی اور مجھے اس کے پینے کی قدرت ملی اور میں نے اسے پیا، جب میں پینے سے فارغ ہوا تو میں بیدار ہو گیا تو خدا کی قسم! اس کے پینے کے بعد نہ کبھی تشنگی معلوم ہوئی اور نہ بھوک کی تکلیف ہوئی۔

﴿ابو یعلیٰ، بیہقی، ابن عساکر﴾

ام ایمن رضی اللہ عنہا کو زندگی بھر پیاس نے نہیں ستایا:

ثابت، ابو عمران جونی اور ہشام بن حسان رحمہم اللہ سے روایت ہے۔ ان سب نے کہا کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو ان کے پاس زاد راہ نہ تھا جب وہ روحا کے قریب پہنچیں تو شدید تشنگی معلوم ہوئی۔

وہ فرماتی ہیں: میں نے اپنے سر کے اوپر تیز ہوا کی آواز سنی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان کی سفید رسی سے بندھا ایک ڈول لٹک رہا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور میں اسے تھامے رہی، وہ

میں نے اس میں سے اتنا پیا کہ میں سیراب ہوگئی وہ فرماتی ہیں کہ اس ڈول سے پانی پینے کے بعد شدید گرمی کے دن روزہ رکھتی اور دھوپ میں پھرتی تا کہ مجھے پیاس لگے مگر اس کے باوجود مجھے پیاس نہ لگتی۔

(اس روایت کو ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے ہم سے روح رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حدیث بیان کی ہے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عثمان بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے اسے روایت کیا۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا:

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام نکاح دیا تو میں نے عرض کیا اگرچہ مجھ جیسی عورتیں نکاح کر لیتی ہیں لیکن میں نکاح نہیں کرتی کیونکہ میرے بچے ہیں اور میں غیرت مند ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم سے اکبر ہوں جہاں تک غیرت کا سوال ہے، اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا۔ اب رہا عیال کا سوال تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرما لیا۔

راوی نے کہا: ازواج مطہرات میں ان کی یہ شان تھی گویا وہ ان میں سے نہیں ہیں، جیسی غیرت ان میں پائی جاتی تھی ایسی کسی میں موجود نہ تھی اور اسے ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مانند روایت کی۔

﴿بیہقی﴾

آنکھوں سے آنسو نہ بہنا:

حضرت ام اسحاق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تو مجھ سے میرے بھائی نے کہا: میں مکہ مکرمہ میں اپنا توشہ بھول آیا ہوں، پھر وہ اسے لینے مکہ مکرمہ واپس گئے مگر میرے شوہر نے ان کو قتل کر دیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے آپ نے چلو میں پانی لیا اور میرے چہرے پر اس کے چھینٹے دیئے تو جو مصیبت مجھ کو پہنچی تھی اس پر آنکھ کے آنسو تو میری آنکھوں میں دیکھے جاتے تھے مگر وہ میرے رخساروں پر بہہ کر نہ آتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

صحابہ سردی سے محفوظ:

ایوب بن یسار رحمۃ اللہ علیہ محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سخت سردی میں صبح کی اذان دی اور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے، آپ نے مسجد میں کسی کو موجود نہ پایا تو فرمایا: لوگ کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: سردی کی شدت نے انہیں روک رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: اے اللہ! ان سے سردی کو دور کردے تو میں نے ان کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ یا چاشت کی نماز کے وقت پنکھے سے ہوا کر رہے تھے۔ اس روایت میں ایوب منفرد ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

تم سفینہ ہو:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے دریافت کیا آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرا نام سفینہ رکھا ہے۔ دریافت کیا: اس نام کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ سفر میں تھے ان پر اپنا سامان بوجھ معلوم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلا دی اور اس چادر میں ان سب نے اپنا سامان رکھ کر میرے حوالہ کر دیا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھالو کیونکہ تم سفینہ (کشتی) ہو۔ اس دن کے بعد میں ایک اونٹ کا یا دو کا یا تین کا یا چار کا یا پانچ کا یا چھ کا یا سات کا بوجھ اٹھالیتا ہوں تو مجھ پر بار نہیں معلوم ہوتا۔

﴿احمد، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم﴾

عطائے علم و فراست و شجاعت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کے معجزات

حافظہ قوی ہوگیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک دن ہمیں حدیث بیان فرمارہے تھے۔ آپ نے فرمایا: کون ہے جو اپنا کپڑا بچھائے اور میں اس میں اپنی حدیث رکھوں اور وہ اسے اپنے سینے سے لگالے تو میں نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے سامنے حدیث بیان فرمائی اور میں نے اسے اپنے سے چمٹا لیا تو خدا کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ نے جو حدیث میں نے سنی میں اسے بالکل نہ بھولا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنا کرتا ہوں، مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ فرمایا: چادر پھیلاؤ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور فرمایا اس کے چاروں کونے ملا کر اپنے سینے سے چمٹالو تو اس کے بعد کوئی حدیث نہ بھولا۔

﴿بخاری﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینے پر دست نبوت کا فیضان:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں جوان ہوں اور کس طرح لوگوں کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کروں گا اور میں جانتا بھی نہیں کہ قضا کیا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا اور دعا کی کہ اے رب العالمین! ان کے دل کو ہدایت عطا فرما اور ان کی زبان کو مستحکم بنا، تو قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا، دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے ذرہ بھر تذبذب نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے قوم شیوخ کی طرف بھیج رہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میں صحیح فیصلہ نہ کرسکوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو مضبوط رکھے گا اور تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا۔

﴿ابن سعد﴾

بدکلامی سے محفوظ:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جو مردوں کے ساتھ فحش کلامی کرتی تھی اور بڑی بدزبان تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، آپ ثرید تناول فرمارہے تھے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے مانگا، آپ نے اسے دیا۔ اس نے کہا: مجھے وہ لقمہ عنایت فرمائیے جو آپ کے دہن اقدس میں ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنا لقمہ عطا فرمایا اور اس نے اسے کھا لیا تو وہ اتنی حیادار ہوئی کہ مرنے کے وقت تک کسی سے بدکلامی نہ کی۔

﴿طبرانی﴾

میں سب کے ساتھ ہوں:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بنی اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ باہم تیراندازی کررہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ کرکے فرمایا: یہ کھیل اچھا ہے، تم تیراندازی کی مشق کرو اور میں حضرت ابن اکوع (رضی اللہ عنہ) کا رفیق ہوں، اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لیے اور عرض کرنے لگے: خدا کی قسم! ہم تیراندازی نہیں کریں گے جب تک تیراندازی میں آپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ہم پر غالب ہی رہیں گے۔ فرمایا: تیراندازی کرو، میں تم سب کے ساتھ ہوں، تو وہ لوگ دن بھر تیراندازی کرتے رہے، جب جدا ہوئے تو سب مساوی تھے، کسی کو کسی پر فوقیت نہ تھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: حزن ہے۔ فرمایا: نہیں بلکہ سہل ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بڑھاپے میں کیا میں اپنا نام بدل لوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے حزونت ہم میں اب تک باقی ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دادا حزن سے فرمایا کہ تمہارا نام سہل ہے اس پر انہوں نے کہا کہ سہولت تو گدھے کیلئے ہے اور اس نام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا: خدا کی قسم! ہم حزونت کو اپنے درمیان برابر پہچانتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

آسیب ختم ہو گیا اور علاج آسیب:

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا ایک بھائی ہے، اسے ایک تکلیف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: آسیب کا اثر ہے۔ فرمایا: اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ اسے لے کر آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اسے بٹھا دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی چار آیتیں اور یہ دو آیتیں "وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" اور آیۃ الکرسی اور سورۂ اعراف کی یہ آیہ کریمہ "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ" اور سورۂ مومنین کا آخر "فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ" اور سورۂ جن کی ایک آیت "وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا" اور سورۂ صافات کی دس آیتیں اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور معوذتین پڑھ کر دم کیا۔ وہ شخص اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں تھی۔

﴿حاکم﴾

ابوامامہ بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انصار صحابہ کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم ﷺ سے آ کر عرض کیا کہ ایک شخص نصف شب کو نماز کیلئے کھڑا ہوا اور اس نے ایک سورہ پڑھنے کا قصد کیا جو کہ اسے یاد تھی مگر وہ اس کے پڑھنے پر قادر نہ ہوا صرف "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ سکا، اس رات یہ واقعہ آپ کے بہت سے صحابہ کو پیش آیا، جب انہوں نے صبح کی تو صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس سورۃ کے بارے میں پوچھا، آپ ایک ساعت خاموش رہے اور ان کی طرف بالکل رجوع نہ فرمایا پھر فرمایا: سورۃ آج رات منسوخ کر دی گئی ہے۔ ان سب کے سینوں میں سے بھی اور ہر اس جگہ سے جہاں وہ لکھی ہوئی تھی۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: دلائل نبوت میں سے یہ بات ظاہر دلیل ہے۔)

﴿بیہقی﴾

انواع جمادات میں معجزات کا ظہور

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف فرما تھے، پھر میں آیا اور میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سلام کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے کنکریاں تھیں، آپ نے ان کو اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگیں حتی کہ ہم نے ان کی آواز ایسی سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ نے اٹھا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا، وہ تسبیح کرنے لگی حتی کہ ہم نے ان کی آواز سنی جیسے کہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے پھر آپ نے ان کو رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں، اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو اٹھا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رکھ دیا اور وہ تسبیح کرنے لگیں حتی کہ ہم نے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند ان کی آواز سنی۔ پھر انہوں نے رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نبوت کی خلافت کی شہادت ہے۔

﴿بزار، طبرانی اوسط، ابونعیم، بیہقی﴾

کنکریوں کا دست اقدس میں تسبیح پڑھنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں لیں اور وہ تسبیح کرنے لگیں، یہاں تک کہ ہم نے ان کی تسبیح کی، آواز سنی۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ تسبیح کر رہی تھیں اور ہم ان کی تسبیح کی آواز سن رہے تھے، پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پلٹ دیں اور وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی پھر وہ یکے بعد دیگرے ہمارے ہاتھوں میں آئیں تو ان کنکریوں میں سے کوئی تسبیح نہ کر رہی تھی۔

﴿ابن عساکر﴾

سنگریزوں کی شہادت:

سدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابومالک رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شاہان حضرموت، رسول اللہ ﷺ کے دربار عالی میں آئے۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ سے ایک بات مخفی رکھی ہے۔ آپ بتائیے: وہ کیا بات ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! ایسی باتیں تو کاہن لوگ بھی کرتے ہیں حالانکہ کاہن اور ان کی کہانت دونوں دوزخ میں جائیں گے، اس پر انہوں نے کہا پھر ہم کیسے جانے کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس میں سنگریزے لیے اور فرمایا یہ شہادت دیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کا

رسول ہوں تو وہ سنگریزے آپ کے دست اقدس میں تسبیح کرنے لگے، ان سب نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

﴿ابو نعیم﴾

کھانے کا تسبیح پڑھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ثرید کھانا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان کی تسبیح سمجھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پیالے کو فلاں شخص کے قریب کر دو تو اس نے ان کے قریب کر دیا۔ اس نے عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ ﷺ، یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے، اس کے بعد دوسرے کے پھر تیسرے کے قریب لایا گیا، انہوں نے بھی یہی کیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس پیالے کو واپس کر دیا۔

اس وقت ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کاش آپ تمام لوگوں کو سنانے کا حکم فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ کسی کے ہاتھ میں خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے یہ اس کے گناہ کی بدولت ہوا ہے اسے واپس کر دو تو اس نے واپس کر دیا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمہ﴾

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ دونوں ایک برتن میں کھا رہے تھے، اچانک برتن کا کھانا تسبیح کرنے لگا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

استن حنانہ کا فراق رسول ﷺ میں رونا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھجور کا تنہ جس سے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہونے میں ٹیک لگایا کرتے تھے جب آپ کیلئے منبر بنایا گیا تو ہم نے کھجور کے اس ستون سے حاملہ اونٹنی پر بوجھ لادنے سے جو وہ اونٹنی فریاد کرتی ہے ایسی ہم نے اس سے فریاد کی آواز سنی حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ منبر شریف سے اترے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور وہ خاموش ہوا۔

﴿بخاری﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ آپ کیلئے صحابہ نے منبر بنایا تو جمعۃ المبارک کے دن حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے، اس وقت وہ ستون بچوں کی طرح رونے کی مانند فریاد کرنے لگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اترے اور اسے سینہ سے لگایا اور وہ ستون اس طرح رونے لگا جس طرح بچہ روتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ ستون اس لیے روتا ہے کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا وہ اسے سنا کرتا تھا۔

﴿بخاری﴾

عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ! کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ نے منبر کو اختیار فرمایا، جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس ستون کو چھوڑ کر اس منبر کا قصد کیا جو بنایا گیا تھا تو وہ ستون فریاد کرنے لگا اور رونے لگا، جس طرح کہ اونٹنی روتی ہے، تو نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھا اور فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے اس جگہ بودوں جہاں تو پہلے تھا اور تو ویسا ہی درخت بن جائے جیسا کہ پہلے تھا، یا اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بودوں اور تو جنت کی نہروں اور اس کے چشموں سے پانی پیئے اور تیرا اگنا اچھا ہے تا کہ تو پھل دے اور تیرے پھل کو اولیاء اللہ کھائیں تو نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس نے جنت میں بوئے جانے کو پسند کیا ہے۔

۞ (اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اوسط'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل بطریق عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

﴿دارمی﴾

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر بنایا گیا، جب حضور نبی کریم ﷺ نے منبر پر قیام فرمایا تو وہ ستون رونے لگا، آپ نے اس سے فرمایا: صبر کر، میں تجھے جنت میں اگائے دیتا ہوں اور تیرے پھل صالحین کھائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے سرسبز کھجور کا درخت بنادوں جیسا کہ تو پہلے تھا مگر اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

﴿بغوی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپ کیلئے منبر بنایا گیا جب آپ منبر پر کھڑے ہوئے تو وہ تنہ رونے لگا جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کی طرف بلبلاتی اور روتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس آئے اور سینہ سے لپٹا کر تسلی دی۔

﴿ابن ابی شیبہ، دارمی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تنہ کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس کی طرف رخ فرمایا، اس وقت وہ تنہ رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس پھیر کر اسے تسلی دی۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے، اس وقت تک منبر نہ بنا تھا پھر جب منبر بنا اور آپ نے پر خطبہ دیا تو وہ ستون رونے لگا، حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اسے لپٹا کر تسلی دی اگر حضور نبی کریم ﷺ اسے نہ لپٹاتے تو وہ قیامت تک یونہی روتا رہتا۔

﴿احمد، ابن سعد، دارمی، ابن ماجہ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے جب منبر بنا تو آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون اس طرح رونے لگا جیسے بیل روتا ہے یہاں تک کہ اس کے رونے سے مسجد ہلنے لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اسے چپٹایا اور تسلی دی۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسے نہ چمٹا تا تو قیامت تک وہ مجھ سے جدائی کے فراق میں اس طرح روتا رہتا۔

﴿دارمی، ترمذی، ابویعلیٰ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چوب کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے، جب منبر بنا تو وہ چوب رونے لگی اور لوگ اس کے پاس آکر اس کے پہلو میں کھڑے ہوگئے اور اس کے رونے سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تمام لوگ رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست اقدس اس پر رکھ کر اسے تسلی دی تو وہ خاموش ہوئی۔

﴿ابن سعد، ابن راہویہ المسند، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک چوب تھی جب آپ خطبہ دیتے تو اس سے ٹیک لگایا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر تیار ہوا، جب اس چوب نے آپ کو نہ پایا تو وہ بیل کی مانند رونے لگی یہاں تک کہ اس کے رونے کی آواز اہل مسجد نے سنی اور رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے اسے چپٹایا تو وہ خاموش ہوئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ستون کے پاس خطبہ دیا کرتے تھے پھر آپ کیلئے منبر تیار ہوا، جب حضور نبی کریم ﷺ اس ستون سے آگے بڑھ کر منبر پر تشریف لے گئے تو وہ فریاد کرنے لگا یہاں تک کہ پھٹ کر شق ہوگیا اور حضور نبی کریم ﷺ منبر سے اتر کر آئے اور اپنا دست اقدس پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔

﴿دارمی، ابن ماجہ، ابن سعد، ابویعلی، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں جب خطبہ دیتے تو اپنی کمر شریف کو ستون سے ٹیک لگاتے تھے، جب آپ کیلئے منبر بنا اور آپ نے اس پر جلوس فرمایا تو وہ ستون بیل کی مانند رونے لگا، آپ اس کے پاس تشریف لائے اور اسے چپٹایا تو وہ خاموش ہوا اور فرمایا: لوگو! اسے ملامت نہ کرو کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز کو بھی چھوڑا ہے وہ آپ کے فراق میں غمگین ہوئی ہے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

ستون کے رونے کا معجزہ:

ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمرو بن سواد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو جو عطا فرمایا وہ سب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمایا ہے، میں نے ان سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا، اس پر انہوں نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ستون کے رونے کا مرتبہ عطا فرمایا تھا اور یہ معجزہ مرتبہ میں اس سے زیادہ بڑا ہے۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی دعا پر در و دیوار کا آمین کہنا:

حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کل صبح تم اور تمہارے فرزند اپنے گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں تم لوگوں کے پاس نہ آ جاؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے تو جب صبح ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم سب مل کر بیٹھ جاؤ حتی کہ جب وہ سب بیٹھ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ اے رب! یہ میرے چچا بمنزلہ میرے باپ کے ہیں اور یہ ان کے گھر والے ہیں تو ان سب کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان سب کو اپنی چادر سے ڈھانپا ہے تو دروازے کی چوکھٹ اور گھر کے در و دیوار سے آمین آمین کی آوازیں آئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عبداللہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے، آپ نے فرمایا: اپنے بیٹوں کو میرے ہمراہ کر دو اور وہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گئے پھر آپ نے گھر کے اندر لے جا کر ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی:

> ''اے خدا! یہ میرے اہل بیت اور میری عترت ہیں، ان کو دوزخ کی آگ سے اس طرح چھپا لے جس طرح میں نے ان کو اس چادر میں چھپا لیا ہے۔ راوی نے کہا گھر میں کوئی دیوار و در باقی نہ تھا جس نے آمین نہ کہی ہو۔''

﴿ابونعیم﴾

پہاڑ کا حرکت کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ یا کوہ حراء پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تھے، اس وقت پہاڑ ہلنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا قدم اقدس مار کر فرمایا: ٹھہر ارہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو یعلی و بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

اس میں صرف کوہ احد کا ذکر ہے اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت کی اور اس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی مذکور ہیں اور آپ نے فرمایا: ٹھہرا رہ، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہید کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسے امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے صرف لفظ حرا کے ساتھ روایت کیا۔

منبر کا حرکت کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: خدائے جبار اپنے آسمانوں اور زمین کو اپنے دست قدرت میں لے کر فرمائے گا میں جبار ہوں۔ اب کہاں ہیں جابر لوگ اور متکبر لوگ؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور اپنے بائیں جھومنے لگے حتی کہ میں نے منبر کو دیکھا کہ وہ اپنے پائے وغیرہ سمیت جنبش کر رہا ہے اور اتنی مدت سے حرکت میں ہے کہ میں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر سے نہ گرا دے۔

﴿احمد، مسلم، نسائی، ابن ماجہ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں دریافت کیا:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ

﴿سورۃ الزمر﴾

ترجمہ: ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ اس قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا: میں جبار ہوں میں ہی ہوں اور خود اپنی تمجید فرمائے گا تو اس فرمانے کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر نے ایسی حرکت کی کہ آپ کو ہلا دیا یہاں تک کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے گر جائیں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو منبر شریف پر پڑھا: ''وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ'' تو جب آپ ''عَمَّا یُشْرِکُوْنَ'' تک پہنچے تو منبر نے کہا ایسا ہی ہوگا پھر آپ تین مرتبہ آئے اور گئے۔ (یعنی منبر نے آپ کو ادھر سے ادھر ہلایا۔)

﴿بزار، ابن عدی﴾

زمین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مردے کو قبول کر لیا:

حضرت قبیصہ بن ذریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مشرکین کے لشکر پر حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو مسلمانوں میں سے ایک

شخص مشرکوں سے ایک آدمی سے ملا، وہ بھاگا ہوا تھا جب مسلمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اٹھا کر اسے مارے تو وہ آدمی کہنے لگا: "لا الہ الا اللہ" تو اس مسلمان نے اسے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، اس کے بعد اس کے قتل کی بابت مسلمان کے دل میں خدشہ پیدا ہوا، اور اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کے دل میں جھانک کر دیکھ لیا تھا؟ کچھ دنوں کے بعد وہ قاتل شخص فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو وہ زمین پر باہر تھا۔ اس کے گھر کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دفن کر دو تو انہوں نے اسے دفن کر دیا پھر جب دوسرا دن ہوا تو دیکھا کہ وہ زمین کے اوپر باہر ہے ایسا تین مرتبہ ہوا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمانو سنو! زمین اس سے زیادہ شریر کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم نصیحت و عبرت حاصل کرو تا کہ تم میں سے کوئی شخص اس آدمی کے قتل کرنے میں جلد بازی نہ کرے جو "لا الہ الا اللہ" کی گواہی دے یا کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ جاؤ بنی فلاں کی گھاٹی میں اسے دفن کر دو اور زمین اسے قبول کر لے گی تو انہوں نے اس گھاٹی میں اسے دفن کر دیا۔

(اسے بیہقی و ابو نعیم رحمہم اللہ نے اس کی مانند اس زیادتی کے ساتھ عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بروایت عاصم الاحوال رحمۃ اللہ علیہ، سمیط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور ابو نعیم و ابن اسحاق رحمہم اللہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی۔ اس میں ہے کہ وہ شخص سات دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کا نام محلم بن جثامہ تھا۔)

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

مردے کو زمین کا قبول نہ کرنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا، رسول اللہ ﷺ نے اس پر بددعا کی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا اور زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی وحی لکھا کرتا تھا اور وہ صحیفہ میں "عَلِیْمًا حَکِیْمًا" لکھتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے: "سَمِیْعًا بَصِیْرًا" لکھو وہ کہتا جیسا آپ چاہتے ہیں لکھے دیتا ہوں اور وہ صحیفہ میں "سَمِیْعًا بَصِیْرًا" لکھ کر پھر لکھتا "عَلِیْمًا حَکِیْمًا" وہ شخص بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا کر مل گیا اور کہنے لگا میں محمد (ﷺ) کو زیادہ جانتا ہوں۔ میں جو چاہتا لکھتا تھا جب وہ شخص مرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اسے قبول نہ کرے اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس زمین پر گیا تھا جہاں وہ مرا تھا میں نے اسے پھینکا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا: اس کا واقعہ کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا: ہم نے اسے دفن کیا مگر زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

﴿بخاری، مسلم، احمد، بیہقی، ابونعیم﴾

ایک مفتری کا برا انجام:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک بستی میں کوئی شخص آیا اور اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم میں جو فلاں عورت ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کردو، حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو نہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب یہ اطلاع پہنچی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو بھیجا فرمایا تم دونوں جاؤ اگر تمہیں وہ ملے تو اسے قتل کر دینا۔ میرا خیال ہے شاید تم اسے نہ پاؤ گے تو وہ گئے اور اسے اس حال میں پالیا کہ اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور زہر کے اثر سے وہ مر گیا تھا۔

﴿عبدالرزاق المصنف﴾

عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جدالجندعی کا دادا، یمن آیا اور وہ ایک عورت پر عاشق ہوگیا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ میرے پاس اپنی جوان عورت کو بھیجو۔ لوگوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کیا ہے اور آپ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو بھیجا، اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ اگر وہ تمہیں زندہ ملے تو اسے قتل کر دینا اور اگر تم اسے مردہ پاؤ تو اسے آگ میں جلا دینا، چنانچہ جدالجندعی کا دادا رات میں چشمہ سے پانی بھر رہا تھا تو سانپ نے اسے کاٹ کر مار ڈالا۔

﴿بیہقی﴾

ایک منافق کا برا انجام:

بسند صحیح حضرت قتادہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابوطعمہ بشیر بن ابیرق منافق تھا اور اس نے فاعہ بن زید کے بیٹے کا غلہ اور ہتھیار بالاخانے سے چرایا تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَیۡکَ الۡکِتَابَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰکَ اللہُ

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: ”اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھاتا ہے۔“

تو وہ بھاگ کر مکہ چلا گیا اور سلامہ بنت سعد کے گھر جا کر ٹھہرا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو برا کہنے لگا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شعروں میں اس کی ہجو کا جواب دیا جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے شعر سلامہ کو پہنچے تو اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور وہ طائف چلا گیا اور وہ ایسے گھر میں پہنچا جہاں کوئی نہ تھا اور وہ مکان اس پر گر پڑا اور وہ بدبخت مر گیا۔ یہ دیکھ کر قریش کہنے لگے: خدا کی قسم! محمد

ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا شخص آپ کو نہیں چھوڑتا جس میں خیر و خوبی ہو۔

﴿ابن اسحاق، حاکم﴾

ایک گستاخ کا منہ ٹیڑھا ہو گیا:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابی العاص نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کرتا تھا، جب حضور نبی کریم ﷺ اس سے گفتگو فرماتے تو وہ اپنا منہ بنایا کرتا تھا، اس پر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا تو وہ ہمیشہ منہ بنایا کرتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

﴿حاکم، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور ایک شخص آپ کے پیچھے تھا وہ آپ کی نقل کرتا اور عیب جوئی کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایسا ہی ہو جا پھر لوگ اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے ور وہ دو مہینے بے ہوش رہا، پھر جب وہ ہوش میں آیا تو وہ ایسا بن گیا جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل کرتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

لڑکی برص میں مبتلا:

ابن فتحون رحمۃ اللہ علیہ نے طبری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کے پاس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیلئے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ حارث نے کہا کہ اس کی بیٹی میں عیب ہے حالانکہ اس میں وہ عیب موجود نہ تھا جب وہ واپس گھر پہنچا تو اس نے بیٹی کو برص میں مبتلا پایا۔

حضرت ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ آگ سے محفوظ:

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ صنعا پر غالب ہوا تو حضرت ذریب بن کلیب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا اس بنا پر کہ حضرت ذریب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تھی مگر آگ نے ان کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس رب العزب کی حمد ہے جس نے ہماری امت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مثل پیدا کیا۔

حضرت ذریب رضی اللہ عنہ وہ شخص تھا جو کلیب بن ربیعہ خولانی کا بیٹا ہے اور اہل یمن میں اس نے سب سے اسلام قبول کیا تھا۔

﴿عبدان کتاب الصحابہ﴾

ابوبشر رحمۃ اللہ علیہ جعفر بن ابی وحشیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی خولان میں ایک شخص اسلام لایا، اس کی قوم نے چاہا کہ اسے پھر کفر پر لے آئیں چنانچہ انہوں نے اسے آگ میں ڈال دیا مگر آگ نے انہیں نہ جلایا۔ بجز ان جگہوں کے جہاں پہلے وضو کا پانی نہ پہنچتا تھا پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے ان سے عرض کیا کہ آپ میرے لیے استغفار کیجئے، آپ نے فرمایا: تم ہی زیادہ

مستحق ہوا اور فرمایا تم چونکہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ نے تمہیں نہ جلایا پھر اس کیلئے انہوں نے دعا کی۔ اس کے بعد وہ شام چلا گیا، لوگ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

ابو مسلم خولانی آگ سے محفوظ:

اسمٰعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شرجیل بن مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے رایت ہے کہ اسود بن قیس عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اسکی گواہی دیتا ہوں۔

اس پر اس نے خوب آگ جلانے کا حکم دیا، پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال دیا، مگر آگ نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ یہ دیکھ کر اسود نے کسی سے کہا اگر تو ان کو اپنے پاس سے دور نہ کرے گا تو یہ ان لوگوں کو برگشتہ کردے گا جو تیری پیروی کرتے ہیں تو اس نے وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اور وہ مدینہ منورہ آگئے، اس زمانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس کا ماجرا سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اس خدائے برتر کی حمد ہے جس نے مجھے ابھی تک موت سے ہمکنار نہ کیا اور اس نے مجھے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ وہ کچھ ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا اور بنی خولان کے لوگ عنسیوں سے کہتے تھے کہ تم ایسے جھوٹے لوگ ہو کہ تم نے ہمارے ایک ساتھی کو آگ میں ڈالا اور اس نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔

﴿ابن عساکر﴾

یحییٰ بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابو بلج رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور فرمایا:

"یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار کما کنت علی ابراھیم"

ترجمہ: "اے آگ تو عمار رضی اللہ عنہ پر ایسی سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی اور فرمایا: اے عمار رضی اللہ عنہ تجھ کو باغی گروہ قتل کردے گا۔"

﴿ابن عساکر﴾

رومال جلنے سے محفوظ:

عباد بن عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اے کنیز! دسترخوان لاؤ تاکہ ہم کھانا کھائیں تو وہ دسترخوان لائی پھر فرمایا: رومال لاؤ تو وہ رومال لائی جو میلا تھا۔ آپ نے فرمایا: تنور گرم کرو تو اس نے تنور گرم کیا اور حکم دیا کہ رومال

کوتنور میں ڈال دوتو رومال تنور میں ڈال دیا گیا جب رومال کوتنور سے نکالا گیا تو وہ دودھ کی مانند سفید تھا۔

ہم نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ تنور نے کپڑے کو نہ جلایا اور خوب صاف کر دیا؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس رومال سے روئے انور اور دست مبارک خشک کیا کرتے تھے تو جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں پہنچاتی تو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

آگ کا اطاعت کرنا:

معاویہ بن حرمل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرہ سے آگ نکلی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: اس آگ کی طرف چلو اور وہ ان کے ساتھ چلے اور میں ان دونوں کے پیچھے ہو گیا اور یہ دونوں اس کے پاس آئے اور حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے آگ کو ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک گھاٹی میں داخل ہوگئی اور حضرت تمیم رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے داخل ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا: جس نے اس آگ کو نہیں دیکھا وہ دیکھنے والوں کے برابر نہیں ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

مرزوق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آگ لگی تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس آگ کو اپنی چادر سے ہانکتے تھے یہاں تک کہ وہ آگ ایک غار میں داخل ہوگئی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابورقیہ رضی اللہ عنہ اسی کام کیلئے ہم نے تم کو چھپا کے رکھا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

لاٹھی روشن ہوگئی:

ابوعبس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر وہ بنی حارثہ کی طرف پلٹ کر جاتے تھے۔ وہ ایک اندھیری رات بارش میں واپس جا رہے تھے تو ان کیلئے ان کی لاٹھی روشن ہوگئی، یہاں تک کہ وہ بنی حارثہ کے گھر داخل ہوگئے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں دو صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک اندھیری رات میں نکلے، ان دونوں کی لکڑیاں دو مشعلوں کی مانند روشن تھیں۔ جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل دونوں کے ساتھ رہی، یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کسی ضرورت سے حاضر تھے، پھر وہ کچھ رات گزرنے کے بعد واپس ہوئے۔ وہ رات سخت اندھیری تھی یہ دونوں باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان دونوں کیلئے ان

میں سے ایک لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کے راستے پھٹے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں تھے اور یہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ سے گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ رات آگئی پھر دونوں نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دونوں کے ساتھ ہو گئے۔ اندھیری رات تھی اور دونوں کے ساتھ لاٹھی تھی تو وہ دونوں روشن ہوگئیں اور ان دونوں پر اس کی روشنی پڑنے لگی یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

﴿ابونعیم﴾

انگلیاں روشن ہوگئیں:

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہو گئے تو میری انگلیاں روشن ہوگئیں، یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان اپنی سواریوں پر جمع کیا اور لاد لیا اور کوئی چیز ہم سے گم نہ ہوئی اور حال یہ کہ میری انگلیاں برابر روشنی دیتی رہیں۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ ﷺ عشا کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی اور آپ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: اے قتادہ (رضی اللہ عنہ) جب تم نماز پڑھ لو تو ٹھہر جانا میں تمہیں حکم دوں گا، تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک شاخ عنایت کر کے فرمایا: اسے لے لو یہ تمہارے لیے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

کاشانہ نبوت نور علی نور:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پہلو میں شب بسر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی، پھر میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی اٹھی اور وضو کر کے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت دعا مانگی جو خدا نے چاہا تو ایک نور آیا جس سے سارا گھر روشن ہوگیا اور وہ نور اتنی دیر موجود رہا جب تک خدا نے چاہا آپ دعا کرتے رہے پھر دوبارہ نور آیا جو روشنی میں پہلے سے زیادہ تھا۔ یہاں تک کہ گھر میں رائی کے دانہ کو چننا چاہتی تو ایک ایک کر کے دانہ چن لیتی، پھر وہ چلا گیا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسا نور تھا جسے میں نے دیکھا ہے؟ فرمایا: اے عائشہ

صدیقہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم نے نور دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت کو مانگا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرما دی، اس پر میں نے خدا کی حمد کی اور اس کا شکر بجا لایا، پھر میں نے اس سے بقیہ کا سوال کیا تو اس نے دوسری تہائی امت مجھے عطا فرما دی، پھر میں نے تیسری تہائی امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے وہ بھی عطا کر دی، میں نے اس کی حمد و شکر کیا۔

﴿ابو نعیم حلیۃ الاولیاء﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ابوالعباس بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے محمد بن عمرو غزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے عطاف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے محمد بن ابی بکر بن مطر بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور اس کی مثل حدیث بیان کی۔ اس میں عطاف راوی ضعیف ہے۔

حسنین کریمین کیلئے غیبی روشنی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، جب آپ سجدہ کرتے تو حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم اچھل کر آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے اور وہ جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو ان کو پکڑ کر نرمی کے ساتھ اتار دیتے اور جب دوسرا سجدہ کرتے تو وہ دونوں ایسا ہی کرتے اور جب نماز میں کھڑے ہو جاتے تو ایک ادھر دوسرا ادھر ہو جاتا، پھر میں قریب آیا اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس نہ پہنچا دوں، فرمایا: نہیں، پھر ایک نور چمکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صاحبزادو! تم دونوں اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس نور کی روشنی میں جا رہے تھے، یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابو نعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، چونکہ آپ ان سے بہت زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جاؤ، اس وقت میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان کے ساتھ جاتا ہوں، فرمایا: نہیں پھر آسمان سے ایک نور چمکا اور وہ اس کی روشنی میں چل دیئے، یہاں تک کہ وہ اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

سورج کا غروب کے بعد طلوع ہونا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر اقدس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھی نہ تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! علی (رضی اللہ عنہ) تیری طاعت اور تیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھے تو ان پر آفتاب کو واپس کر دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا، پھر میں نے غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا ہے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح ہے کہ تو ان پر آفتاب طلوع ہو گیا یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علی المرتضیٰ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی۔ اسکے بعد آفتاب غائب ہو گیا، یہ واقعہ منزل صہبا کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے۔

﴿ابن مندہ، ابن شاہین، طبرانی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش میں اپنا سر مبارک رکھ کر محو خواب ہو گئے اور انہوں نے اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھی تھی یہاں تک آفتاب غروب ہو گیا پھر جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ نے ان کیلئے دعا کی اور ان کیلئے سورج واپس آ گیا اور انہوں نے نماز پڑھی پھر وہ دوبارہ غروب ہوا۔

﴿ابن مردویہ﴾

بسند حسن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے آفتاب کو حکم دیا اور دن ایک گھڑی تک ٹھہرا رہا۔

﴿طبرانی﴾

دست اقدس کے مس سے تصویر نابود ہو گئی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں ایسا کپڑا اوڑھے ہوئے تھی جس پر جاندار کی تصویر تھی۔ آپ نے اسے پھاڑ ڈالا، پھر فرمایا: قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ شدید عذاب ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کی تصویر کشی کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک ڈھال لے کر آئے جس میں عقاب کی تصویر کندہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے نابود کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر کندہ تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تصویر کی موجودگی کو مکروہ جانا، جب صبح ہوئی اور دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے تصویر کو دور کر دیا تھا۔

﴿ابن سعد، ابن شیبہ، ابن عساکر﴾

دست مبارک کی برکت سے بال سیاہ اور چہرے روشن:

آمنہ بنت ابی شعثاء اور قطبہ ان دونوں نے مدلوک وابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں

نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس غلاموں کے ساتھ آیا اور میں مسلمان ہوا تو نبی کریم ﷺ نے دست مبارک میرے سر پر پھیرا، وہ دونوں کہتی ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا، اس جگہ کے بال سیاہ رہے اور بقیہ تمام بال سفید ہو گئے۔

﴿ابن عساکر، تاریخ بخاری، ابن مندہ، بیہقی، ابن سکن، ابن سعد﴾

عطاء رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے غلام تھے سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب کا سر دماغ سے ان کی پیشانی تک سیاہ تھا اور ان کا بقیہ سر سفید تھا۔ میں نے پوچھا: اے میرے آقا! آپ کے سر کے بالوں سے زیادہ عجیب میں نے کسی کو نہ دیکھا، انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! تم کیا جانو کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس گزرے اور میں بچوں کے ساتھ تھا۔ آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: سائب بن یزید (رضی اللہ عنہ) تو آپ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا: ''بَارَکَ اللّٰہُ فِیْہِ''حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک لگنے کی وجہ سے میرا سر کبھی سفید نہ ہوگا۔

﴿ابن سعد، ابن مندہ، بغوی، بیہقی، ابن عساکر﴾

یونس بن محمد بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں دو ہفتہ کا تھا، مجھے آپ کے پاس لوگ لائے اور آپ نے میرے سر پر دست اقدس پھر کے مجھے برکت کی دعا دی اور فرمایا: میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت کے ساتھ اس کی کنیت نہ رکھنا اور جب حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا، تو میں دس سال کا تھا۔

یونس رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث نے کہا کہ میرے والد نے اتنی عمر پائی کہ ان کے تمام بال سفید ہو گئے لیکن وہ جگہ جہاں نبی کریم ﷺ نے انکے سر پر دست اقدس پھیرا تھا سفید نہ ہوئی اور نہ انکی داڑھی سفید ہوئی۔

(طبرانی نے محمد بن فضالہ ظفری رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی۔) ۞

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

ابوضاع بن سلمہ جہنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے عمرو بن تغلب جہنی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو آپ نے میرے چہرے پر دست اقدس پھیرا، حضرت عمر بن تغلب رضی اللہ عنہ سو سال کی عمر میں فوت ہو گئے مگر جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کا دست اقدس لگا تھا، اس جگہ کے بال سفید نہ ہوئے نہ چہرے کے نہ سر کے۔

﴿بغوی معجم، بیہقی﴾

حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر اور چہرے پر پھیرا تو ان کی بڑی عمر ہوئی حتی کہ ان کا سر اور داڑھی سفید ہوگئی مگر جہاں رسول اللہ ﷺ نے دست اقدس پھیرا تھا، سر اور داڑھی کے وہ بال سفید نہ ہوئے۔

﴿طبرانی، ابن سکن﴾

محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبادہ بن سعد بن

عثمانی زرقی رضی اللہ عنہ کے سر پر دست اقدس پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی تو وہ اسی سال کے ہو کر فوت ہوئے مگر بال سفید نہ ہوئے تھے۔

﴿زبیر بن بکار، اخبار مدینہ﴾

بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب میرے والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا، آپ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں۔ پھر میرے سر پر دست اقدس پھیرا تو میرے سر میں آپ کے دست اقدس کا اثر یہ ہوا کہ وہ تو کالا رہا، باقی سارے جسم کے بال سفید ہو گئے اور میری زبان میں لکنت تھی۔

اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ میری زبان میں گرہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے منہ میں لعاب دہن لگایا تو زبان کھل گئی آپ نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: بجیر ہے، فرمایا: نہیں بلکہ تمارا نام بشیر ہے۔

﴿ابن اسحاق رملی فوائد، ابن عساکر﴾

حضرت علباء بن احمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست میرے سر پر اور داڑھی پر پھیرا۔ پھر فرمایا: "اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ" اے اللہ! ان کا حسن قائم رہے۔ راوی نے کہا کہ ان کی عمر کچھ اوپر سو سال کو پہنچی اور ان کی داڑھی میں سفیدی نہ تھی اور ان کا چہرہ شگفتہ اور بشاش تھا اس میں جھریاں نہ پڑیں جب تک کہ وہ فوت ہوئے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

ابونہیک رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور میں برتن میں پانی لایا اور پانی میں ایک بال تھا جسے میں نے نکال دیا پھر آپ کو پیش کیا پھر آپ نے فرمایا: "اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ" راوی نے کہا: انہوں نے ترانوے سال گزارے مگر ان کے سر اور داڑھی میں ایک بال سفید نہ ہوا۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعا دی: "اللھم جملہ" تو اسکے بال سیاہ ہو گئے اور وہ بال سیاہی میں حد سے بڑھ گئے۔

معمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا اوروں سے بھی سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوے سال کا ہوا مگر بال سفید نہ ہوئے۔

(اسے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے "المرسل" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ماقبل کی حدیث کی شاہد ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت حنظلہ بن حزیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا اور آپ نے دعا کی کہ تمہاری عمر میں برکت ہو۔

حضرت زیال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس بکری واونٹ لایا جاتا جس کے تھن متورم ہوتے اور اس آدمی کو لایا جاتا جسے ورم ہوتا تو وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتے اور اس ورم پر پھیرتے جاتے اور کہتے: "بِسْمِ اللهِ عَلٰی اَثَرِیَدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ" اور ورم کی جگہ پر ہاتھ پھیرتے جاتے یہاں تک کہ وہ ورم جاتا رہا۔

﴿احمد، تاریخ بخاری، ابن سعد، ابویعلیٰ، بغوی، مسند حسن بن سفیان، طبرانی، بیہقی﴾

ابوالعلاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کی بیماری کے زمانہ میں ان کی عیادت کی۔ ایک شخص گھر کے آخری حصہ سے گزرا، میں نے اس شخص کا عکس حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں دیکھا۔ جس طرح کہ آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کی چمک اس وجہ سے تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تھا اور میں نے ان کو بہت دیکھا ہے لیکن میں نے جب بھی انہیں دیکھا ہے تو اس حال میں دیکھا ہے کہ گویا ان کے چہرے پر تیل ملا ہوا ہے۔

﴿بیہقی﴾

چہرہ چاند کی طرح روشن:

حضرت بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بشر رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا اور ان کیلئے دعا کی تو رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پھیرنے کے بعد ان کا چہرہ چاند کی مانند چمکنے لگا اور وہ جس پر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔

﴿تاریخ بخاری، بغوی، ابن مندہ، ابونعیم، ابن شاہین، ثابت الدلائل﴾

حضرت خزیمہ بن عاصم عکلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے پر دست اقدس پھیرا جس کی وجہ سے ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ رہتا، یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے۔

﴿ابن شاہین﴾

جسم خوشبودار ہو گیا:

بسند جید ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں ہم چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر عورت خوشبو لگانے میں خوب کوشش کرتی تھی تاکہ وہ اپنے شوہر کو زیادہ خوشبودار معلوم ہو اور حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی جو خوشبو ہوا کرتی تھی وہ ہم سب کی خوشبوؤں سے زیادہ تیز ہوا کرتی تھی۔ باوجود یہ کہ وہ کوئی خوشبو نہ ملا کرتے تھے اور جب حضرت عتبہ

رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس جاتے تو وہ کہتے ہم نے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی خوشبو سے زیادہ تیز اور طیب کوئی خوشبو نہ سونگھی۔ تو ہم سب بیویوں نے حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ سے ان کی خوشبو کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مجھے ''چھپاکی'' ہوگئی تھی، میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ برہنہ ہو جاؤ تو میں نے کپڑے اتار دیئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنی شرم گاہ پر کپڑا ڈال دیا یا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس پر دم فرمایا اور اپنا دست اقدس میری کمر اور میرے پیٹ پر پھیرا تو اس دن سے یہ خوشبو مجھ میں مہکنے لگی۔

﴿طبرانی الکبیر والاوسط، بیہقی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کا وبال:

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کو فراس بن عمرو رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے اسے شدید درد سر لاحق ہوا، اسے اس کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آنکھوں کی درمیانی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں اس کی پیشانی میں جس جگہ تھیں اس جگہ ایک بال اگا اور اس کا درد سر جاتا رہا، پھر کبھی اسے درد سر نہ ہوا۔

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس بال کو دیکھا ہے گویا کہ وہ سیئی کا کانٹا تھا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت فراس رضی اللہ عنہ نے اہل حروراء کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر خروج کا ارادہ کیا تو اس کے باپ نے اسے پکڑ کر باندھ دیا اور اسے قید کر دیا۔ اس وقت وہ بال گر گیا، اس بال کا گرنا اس پر بے حد شاق ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا: یہ بال اس بنا پر گرا ہے کہ تو نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کا ارادہ کیا تھا، اب تو از سر نو توبہ کر تو اس نے توبہ کی۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بال کو اس کے گرنے سے پہلے بھی دیکھا ہے اور گرنے کے بعد جو اگا ہے اسے بھی دیکھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس شخص کا فرزند پیدا ہوا۔ وہ شخص اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے برکت کی دعا کی اور اس کی پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی اور اس کی پیشانی میں اس جگہ ایک بال اگ آیا۔ گویا وہ گھوڑے کی پیشانی کے موٹے بال کی مانند تھا، وہ بچہ جوان ہوا۔

جب خوارج کے خروج کا زمانہ آیا تو اس نے ان کی حمایت شروع کر دی اور وہ بال اس کی پیشانی سے گر گیا۔ اس پر ہم نے اسے نصیحت کی اور اس سے کہا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کی نشانی کو نہیں دیکھتے کہ وہ جاتی رہی ہے؟ اور یہ نصیحت اسے ہم برابر کرتے رہے، یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی میں وہ بال دوبارہ پیدا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

سر پر بال اگ آئے:

حضرت ہلب بن یزید بن عدی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں قاصد بن کر آئے اور گنجے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے بال اگ آئے، اسی بناء پر ان کا نام حضرت ہلب رضی اللہ عنہ رکھا گیا۔

﴿طبقات ابن سعد﴾

اندھیرے میں گھر روشن:

مدائنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے راویوں سے روایت کی کہ حضرت اسید بن ابی اناس رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس پھیرا اور اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا تو اسید اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ (اسے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔)

زمین سے پانی نکل آتا:

حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لعاب دہن اقدس لایا اور چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن اقدس کو رغبت وشوق کے ساتھ پینے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سیراب کرنے والے ہوں گے تو وہ جس زمین کو کھودتے ان کیلئے اسی جگہ پانی نکل آتا۔

﴿حاکم﴾

مرنے کے بعد کلام کرنا:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی الحارث ابن خزارج کی شاخ سے تھے۔ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے اور ان کے جسم پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کے سینے میں گرج کی آواز سنی پھر انہوں نے کلام کیا۔

انہوں نے کہا کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پہلی کتابوں میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ صادق تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ذات میں کمزور تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم میں کتاب اول میں قوی تھے وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کتاب اول میں قوی وامین تھے۔ وہ سچے تھے صادق تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہی کی راہ پر قائم ہیں، ان کی خلافت کے چار سال گزر چکے ہیں اور دو سال باقی ہیں پھر فتنوں کا ظہور ہوگا اور شدید کمزور کو کھائے گا اور قیامت برپا ہوگی اور بہت جلد بئر اریس سے تمہارے لشکر کے بارے میں خبر آئے گی اور وہ بئر اریس کیا ہے؟

اس کے بعد خطمہ سے ایک شخص فوت ہوا، اس کے جسد پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر لوگوں نے اس کے سینے میں گرج کی آواز سنی، اس نے کلام کیا۔ اس نے کہا کہ بنی الحارث بن خزرج کے بھائی نے سچ کہا، سچ کہا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی انگشتری کا مبارک معجزہ:

بئر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک انگشتری بنوائی تھی جو آپ کے دست اقدس میں رہتی تھی، پھر وہ انگشتری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ وہ انگشتری ان کی خلافت کے چھ سال گزر جانے کے بعد ان کے ہاتھ میں سے بئر اریس میں گر پڑی۔ اس کے بعد ان کے عاملوں کی حالت بدل گئی اور فتنوں کے اسباب کا ظہور ہوا، جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہلوایا گیا۔ ''انتهى كلام البهيقى''

اور یہ حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں ایک انگشتری رہا کرتی تھی اور وہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا (اور خلافت کے چھ سال گزر گئے) تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بئر اریس پر بیٹھے اور انگشتری نکال کر اس سے شغل کرنے لگے اور وہ اس کنوئیں میں جا پڑی۔

راوی نے کہا کہ تین دن تک برابر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاتا رہا اور کنوئیں کا پانی نکالا جاتا رہا مگر انگشتری نہ ملی۔

بعض علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگشتری میں ایسے اسرار تھے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھے، جب وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام سے گم ہوئی تو ان کا مالک جاتا رہا، اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کی انگشتری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گم ہوئی تو کی خلافت میں کمزوری رونما ہونے لگی اور باغیوں نے ان کے خلاف خروج کیا اور یہ فتنہ کی ایسی ابتداء تھی جو ان کی شہادت تک پہنچی وہ فتنہ آخر زمانے تک دراز ہوگیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: میری اس انگشتری پر ''محمد بن عبداللہ'' کندہ کروا دو اور وہ انگشتری خالص چاندی کی تھی تو وہ نقاش کے پاس لائے اور کہا کہ یہ نقش اس پر کندہ کردو۔ اس نے کہا: میں اسے کندہ کردوں گا اور اس پر اجرت طے کی تو اللہ تعالیٰ نے نقاش کے ہاتھ کو اس طرح بدل دیا کہ اس نے ''محمد رسول اللہ'' ﷺ کندہ کر دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا بات ہے میں نے تو تمہیں ''محمد بن عبداللہ'' کندہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

نقاش نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ کو پھیر دیا۔ خدا کی قسم! میں یہی کندہ کرنا چاہتا تھا مگر بے شعوری میں یہ کندہ ہوگیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انگشتری کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لائے اور آپ سے حال بیان کیا تو آپ نے

تبسم فرمایا اور فرمایا: یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

ولید بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر میں زیادتی کی، اس دن آفتاب کو ایسی گہن لگا کہ ستارے نظر آنے لگے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

نبی کریم ﷺ کو حقائق اشیاء کو مجسم کر کے دکھایا گیا

رحمت وسکینہ کو آپ ﷺ نے مجسم دیکھا:

بسند صحیح حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت ذکر الٰہی میں مشغول تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو آپ ان کی طرف بالقصد تشریف لائے، یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر ذکر سے زبانوں کو روک لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کیا ذکر کر رہے تھے؟ کیونکہ میں نے تم پر رحمت کو نازل ہوتے دیکھا ہے اور میں نے پسند کیا کہ اس رحمت میں میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔

﴿حاکم﴾

حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے نظر مبارک آسمان کی جانب اٹھائی، پھر بتدریج نظریں نیچی کیں، پھر نظریں اوپر اٹھائیں، کسی نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کو دریافت کیا تو فرمایا: یہ لوگ جو میرے سامنے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے، ان کے اوپر سکینہ نازل ہوا جو گنبد کی مانند فرشتے اٹھائے ہوئے تھے، جب ان کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص نے لغو بات کہی اور وہ ان سے اٹھا لیا گیا۔ (یہ حدیث مرسل ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ نے نور کو مجسم دیکھا:

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جماعت اپنے ہاتھ اٹھائے دعا کر رہی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دیکھ رہے ہو، میں ان کے ہاتھوں میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا: ان کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ فرمایا: ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔

میں نے عرض کیا، آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نور مجھے دکھا دے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے وہ نور مجھے دکھا دیا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی، ابونعیم﴾

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور کو دیکھا:

حضرت ابوالاحوص حکیم بن عمیر عنسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ ان کے دروازے کے سوا تمام دروازوں پر ظلم (تاریکی) ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر نور ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جلال میں کھڑے ہوکر فرمایا: تم لوگ میرے رفیق کو نہ چھوڑو گے، ان کی شان اور تمہاری شان کے درمیان بڑا فرق ہے، تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے دروازے پر تاریکی نہ ہو۔ بجز! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کیونکہ ان کے دروازے پر نور ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی باندی ام طارق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے، اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت چاہی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے جانے لگے۔

حضرت ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ کو اذن دینے میں کوئی بات مانع نہ تھی۔ البتہ ہم نے یہ چاہا کہ آپ مکرر اذن سے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ ام طارق رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دروازے پر ایک آواز سنی جو اجازت مانگ رہی تھی مگر میں نے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پر کون ہے؟ اس آواز نے کہا، میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا مرحبابک ولا اھلا" کیا تو قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے فرمایا، ہاں۔ فرمایا تو ان کی طرف چلی جا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تپ کی حاضری:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ فرمایا کیا تو اہل قبا کی طرف جانا چاہتی ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ راوی نے کہا کہ اہل قبا تپ میں مبتلا ہوگئے اور انہوں نے بخار کی بڑی سختی اٹھائی۔ پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

اس کی شکایت کی اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم لوگ تپ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ فرمایا، اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تم سے تپ کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تپ تمہارے لیے تمہارے گناہوں کی طہارت کا موجب بنے گی۔ انہوں نے عرض کیا، ہماری طہارت کا موجب بنے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے بخار نے اجازت مانگی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں بخار ہوں اور میں گوشت کو گھلا دیتا ہوں اور خون کو چوس لیتا ہوں؟ فرمایا، اہل قبا کی طرف چلا جا تو وہ لوگ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ پھر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان کے چہرے زرد تھے۔ انہوں نے بخار کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور وہ تم سے بخار کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو بخار کو رہنے دو تا کہ تمہارے گناہ ساقط ہوں۔ انہوں نے کہا، نہیں۔ ہم بخار کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ اپنی ایسی قوم کی طرف بھیج دیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو انصار میں چلی جا۔ وہ چلی گئی اور وہ ان میں پھیل گئی اور ان کو پچھاڑ ڈالا۔ انصار نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے شفایابی کی دعا کیجئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے دور کر دیا۔

۞ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، ممکن ہے کہ یہ بات ان لوگوں کیلئے ہو جو انصار کے دوسرے لوگ ہیں۔)

﴿بیہقی﴾

فتنوں کی جگہ دیکھنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک قلعہ کی چھت پر چڑھے اور آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ یقیناً میں ان مقامات کو دیکھ رہا ہوں جہاں فتنے واقع ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا "**سبحان الذی یرسل علیھم الفتن ارمال القطر**" پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطروں کی مانند فتنوں کو بھیجتا ہے۔

۞ (نیز طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مثل ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بھی روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

سرکار دو عالم ﷺ کا دنیا کو مشاہدہ فرمانا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا تو ان کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ اتنا روئے کہ آپ کے رفقاء بھی رونے لگے۔ پھر رفقاء نے پوچھا، آپ کس بات سے روئے ہیں؟

فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سے کسی چیز کو دور کر رہے ہیں۔ حالانکہ میں کسی چیز کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا چیز ہے جسے آپ اپنے سے دور فرما رہے ہیں؟ فرمایا یہ دنیا ہے جو صورت بن کر میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا، مجھ سے دور رہ! پھر وہ پلٹ کہ کہنے لگی، اگر آپ مجھے اپنے سے دور کرتے ہیں تو آپ کے بعد والے لوگ تو مجھ سے ہرگز دور نہ ہوں گے۔

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ اس طرح روایت کی کہ فرمایا، دنیا نے مجھے اپنی درازی و فراخی دکھائی مگر میں نے اس سے کہا کہ تو دور رہ تو اس نے مجھ سے کہا، صرف آپ ہی ہیں جو مجھے قبول نہیں کرتے۔ (بسند صحیح)

﴿حاکم، شعب الایمان﴾

عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میرے سامنے سر سبز و شیریں بن کر آئی اور اس نے میرے آگے سر اٹھایا اور میرے سامنے زینت کے ساتھ آئی مگر میں نے فرمایا: میں تجھے ہرگز نہیں چاہتا۔ اس پر اس نے کہا، اگر آپ مجھ سے دور رہتے ہیں تو آپ کے سوا تو مجھ سے دور نہیں ہیں۔

﴿احمد الزہد﴾

یوم جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینہ میں سیاہ نکتہ تھا۔ میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ جمعہ کا دن ہے۔ آپ کا رب آپ کو اسے عطا فرماتا ہے تاکہ یہ دن آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے عید ہو۔ میں نے پوچھا، اس میں یہ سیاہ تکتہ کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہ قیامت ہے۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، طبرانی اوسط، ابن ابی الدنیا﴾

نبی کریم ﷺ کیلئے ملکوت السموات والارض کا متجلی ہونا:

عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ اس صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نہایت مسرور تھے اور خوشی سے چہرہ چمک رہا تھا۔ ہم نے نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے بیان کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ آج رات میرا رب، نہایت حسین صورت میں میرے پاس تشریف لایا اور اس نے پکارا یا محمد! میں نے عرض کیا لبیک و سعدیک اے میرے رب! ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی۔ پھر جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب مجھ پر روشن ہو گئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پڑھا

"وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ"

﴿سورۃ انعام﴾

ترجمہ: "اور اسی طرح ابراہیم کو دکھاتے ہیں۔ ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔"

(اس حدیث کی بکثرت سندیں ہیں اور یہ حدیث طویل ہے۔)

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حسین صورت میں میرے لیے تجلی فرمائی اور اس نے مجھ سے دریافت فرمایا، آسمان والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا، اے میرے رب مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے اندر محسوس کی۔ پھر حق تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا، میں نے اس کا علم اپنے میں پایا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت ہے۔ اس میں ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان ہر چیز مجھ پر ظاہر ہو گئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس طرح ہے کہ میں اپنے مصلے پر نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے کان میں سنسناہٹ ہوئی (اور میں سو گیا) خواب میں میرا رب تبارک و تعالیٰ احسن صورت میرے پاس آیا اور مجھ سے فرمایا اور جو آخر حدیث تک مذکور ہے۔

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح حدیث روایت کی ہے کہ میرا رب احسن صورت میں مجھ سے ملا اور مجھ سے فرمایا ملاء اعلیٰ کے رہنے والے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا تو اپنا دست قدرت میری چھاتی کے درمیان رکھا تو دنیا و آخرت کی ہر وہ بات جس کے بارے میں مجھ سے اس نے پوچھا، میں نے ان سے کو اپنی جگہ جان لیا۔ ﴿الحدیث﴾

جنت کے احوال کا مشاہدہ کرنا:

حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے والد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں چاہتی تھی، کاش کہ اللہ تعالیٰ اسے زندہ رکھتا تا کہ میں اس کا دودھ تو پورا کر سکتی۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قاسم رضی اللہ عنہ کی رضاعت جنت میں پوری ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کاش کہ میں جان سکتی کہ اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہو جائے گی تو مجھے اس کی طرف سے تسلی ہو جاتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، وہ تمہیں قاسم رضی اللہ عنہ کی آواز سنا دے گا۔ انہوں نے عرض کیا، اس کی حاجت نہیں بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

﴿ابن ماجہ﴾

جہنم کا مشاہدہ کرنا:

حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کا تذکرہ کیا تو فرمایا، اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہیں دوزخ میں ان کی چیخ و پکار سنائے دیتا ہوں۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے نخلستانوں میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کی آوازیں سنیں جو زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے۔ ان کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ آپ گھبرا کر باہر نکل آئے اور صحابہ کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

﴿احمد، بزار﴾

عالم برزخ کا مشاہدہ کرنا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تشریف فرما تھے اور ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک آپ کا خچر مڑا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے۔ پھر چھ یا پانچ یا چار قبریں دیکھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کون شخص ہے جو ان قبروں کو پہچانتا ہو؟ ایک شخص نے کہا، میں انہیں جانتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، یہ لوگ کس حال میں کب مرے ہیں؟ اس نے کہا، یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

یہ لوگ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم بھی دفن کیے جاؤ گے تو یقیناً میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ ان لوگوں پر جو عذاب ہو رہا ہے، جسے میں سن رہا ہوں، وہ تمہیں بھی سنا دے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ان دونوں مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور ان پر عذاب کسی گناہ کبیرہ پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ

نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک شاخ دونوں قبروں پر گاڑ دیں۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کس لیے عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تک یہ خشک نہ ہوں، ان دونوں سے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ بقیع الغرقد تشریف لائے اور آپ دو تازہ قبروں پر کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے اس جگہ فلاں عورت کو دفن کیا ہے؟ یا یہ فرمایا کہ فلاں اور فلاں مرد کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، ہاں ہم نے انہیں کو دفن کیا ہے۔

فرمایا فلاں کو اس وقت بٹھایا گیا ہے اور اس پر مار پڑ رہی ہے۔ پھر فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار ماری گئی ہے جسے جن وانسان کے سوا ساری مخلوق نے سنا ہے۔ اگر تمہارے دلوں میں ملاوٹ اور باتوں میں زیادتی نہ ہوتی تو جو میں سن رہا ہوں، یقیناً تم بھی سنتے۔ پھر فرمایا یہ شخص اس وقت پٹ رہا ہے۔ پھر فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اس کو ایسی مار لگائی گئی ہے کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ گیا ہے اور اس کی قبر آگ سے بھر گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا گناہ کیا ہے؟ فرمایا سنو! یہ شخص تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص آدمیوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کرتا تھا۔

﴿ابن جریر کتاب السنہ﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ دونوں بقیع تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے فرمایا، اے بلال! تم سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نہیں۔ فرمایا تم اہل قبور کی وہ آوازیں نہیں سن رہے، انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبرستان سے گزرے تو میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے قبر میں سے ضغطہ کی آواز سنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے یعلی! کیا تم نے یہ آواز سنی۔ میں نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا، اس کو معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ شخص چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں میں مبتلا رہا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک بڑی بدبودار ہوا آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ہوا ان لوگوں کی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے۔

﴿احمد﴾

میں نے اس کا نکاح جنت کی ستر حوروں سے کر دیا ہے: (فرمان نبوی)

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا۔ رسول ﷺ نے اس سے پوچھا، تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے مال، اولاد اور اپنے کنبہ سے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کدھر کا قصد ہے؟ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم پہنچ گئے۔ پھر آپ نے اسے اسلام سکھایا اور اس کے اونٹ کا پاؤں چوہوں کے بھٹ میں پڑا اور اونٹ ایک طرف جھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل اونٹ سے گر کر مر گیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اسے اس کی قبر پر دفن کیا تو نبی کریم ﷺ اس کی قبر پر بہت دیر تک ٹھہرے رہے، پھر باہر تشریف لا کر فرمایا، تمام حوریں اتر کر آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا نکاح اس کے ساتھ کر دیجئے تو میں اس حال میں باہر آیا کہ میں نے ستر حوروں کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جن حور عین سے چاہیں کر دیں جس طرح کہ دنیاوی عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار حاصل ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرنا:

حضرت اسما رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ افتاب کو گہن لگا تو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو مگر یہ کہ میں نے اسے اپنی جگہ میں دیکھا ہے حتیٰ کہ جنت و دوزخ کو میں نے دیکھا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں آفتاب کو گہن لگا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ واپس آئے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کوئی چیز پکڑ رہے ہوں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ٹھہر گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور میں نے انگور کا خوشہ تھامنا چاہا۔ اگر میں اسے لے لیتا تو تم جب تک دنیا ہے، اسے کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ دیکھی اور دوزخ کا ایک منظر دیکھا کہ آج تک ایسی درماندہ جگہ میں نے نہیں دیکھی اور میں نے دیکھا کہ زیادہ تر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دست اقدس بڑھایا اور اسے کھینچ لیا۔ بعد میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا، میرے سامنے جنت لائی گئی اور میں نے اسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں۔ میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں۔ پھر میرے سامنے دوزخ لائی گئی۔ اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اس میں ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، مجھے جنت دکھلائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل جنت فقراء لوگ ہیں مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اکثر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس میں تلاوت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ تلاوت کرنے والا کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن نعمان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ تمہارے نیکوں کاروں کا یہی حال ہے۔

﴿حاکم﴾

ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ، حمید رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں جنت میں داخل ہوا تو میرے سامنے ایک محل آیا۔ میں نے پوچھا، یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے تو اس محل میں داخل ہونے سے کسی نے نہ روکا۔ مگر اے عمر رضی اللہ عنہ تمہاری غیرت نے مجھے باز رکھا۔

ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث نے کہا میں نے حمید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ واقعہ خواب کا ہے یا بیداری کا؟ حمید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، بیداری کا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے عمر بن عامر خزاعی کو دیکھا ہے کہ اس کی انتڑیاں دوزخ میں کھینچی جا رہی ہیں۔ چونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم ڈالی جسے سائبہ کہتے ہیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو کچلے ڈالتا ہے اور میں نے دیکھا کہ عمر خزاعی کی انتڑیاں کھینچی جا رہی ہیں اور یہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی ابتدا کی۔

﴿بخاری﴾

پہلے جنتی:

بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اس دروازے کو دیکھتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، سنو! میری امت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہوگے۔

﴿حاکم﴾

حضرت خضر اور عیسیٰ علیہما السلام کا بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہونا

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک جانب سے آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا کہ "**اللهم اعنی علی ماینجینیم مما خوفتنی**" اے خدا جس چیز سے مجھے ڈرایا گیا ہے، اس پر ایسی چیز سے میری مدد کر جس سے میری نجات ہو۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس دعا کے ساتھ اس کے دوسرے حصے کو کیوں نہیں ملاتے؟ تو اس شخص نے کہا:

"**اللهم ارزقنی شوق الصالین الی شوقتهم الیه.**"

ترجمہ: "اے خدا! مجھے صالحین کا وہ شوق عطا فرما جسکی طرف صالحین شوق رکھتے ہیں۔"

اس وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اس کہنے والے سے جا کر کہو کہ رسول اللہ ﷺ تم سے فرماتے ہیں کہ میرے لیے استغفار کریں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ گئے اور پیام پہنچایا۔ اس شخص نے کہا، ٹھیک ہے۔ اس شخص نے کہا جاؤ اور آپ سے عرض کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں پر آپ کو ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی فضیلت ماہ رمضان کو سال کے تمام مہینوں پر بخشی ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو جمعہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ ان سے ملنے تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات گیا۔ میں آبدست کا پانی لیے ہوئے تھا۔ اچانک کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ "**اللهم اعنی علی ما ینجینی مما خوفتنی**" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے انس رضی اللہ عنہ آبدست کا پانی رکھ دو اور اس جگہ جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دعا کرو جس رسالت پر انہیں مبعوث فرمایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ان کی اعانت فرمائے اور ان کی امت کے لیے دعا کریں کہ جو حکم الٰہی ان کے لیے لایا ہے، وہ

اسے قبول کر کے عمل کریں تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے یہ کہا:

اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کو مرحبا۔ میں زیادہ حق رکھتا تھا کہ میں خود حاضر ہوتا۔ اب تم میری جانب سے رسول اللہ ﷺ سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ خضر علیہ السلام آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور وہ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں پر ایسی فضیلت دی جیسے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر ایسی فضیلت دی جیسے جمعہ کے دن کو تمام دونوں پر فضیلت ہے۔ جب واپس ہو کر چلا تو میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ:

"اللهم اجعلنى من هذه الامة المر حومة المتاب عليها."

ترجمہ: "اے اللہ! مجھ کو اس امت مرحومہ میں شامل کر جن پر تیرا خصوصی فضل ہے۔"

ابن عدی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک ہمیں سردی لگی اور ہم نے ایک ہاتھ دیکھا۔ اس پر ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ یہ سردی کیسی ہے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور یہ ہاتھ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا، ہاں! فرمایا وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام عرض کیا ہے۔

(ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

﴿دارقطنی الافراد، طبرانی الاوسط، ابن عساکر﴾

قوم عاد کا شخص دیکھنا:

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے استدعا کی کہ قوم عاد کے کسی آدمی کو دکھا دے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا شخص دکھایا جس کے دونوں پاؤں مدینہ منورہ میں تھے اور اس کا سر ذوالحلیفہ میں۔

﴿ابن عساکر﴾

شیطان دیکھنا:

بسند صحیح امید بن مخشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ اسے دیکھے جا رہے تھے۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ کھانے کا آخر وقت تھا کہ اس نے کہا "بسم الله اوله و اخره" تو نبی کریم ﷺ نے کہا، اس شخص کے ساتھ شیطان کھا رہا تھا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس کے پیٹ میں کچھ نہ رہا مگر یہ کہ اس نے اس کی قے کر دی۔

﴿تاریخ بخاری، حاکم﴾

صحابہ کا فرشتوں کو دیکھنا اور ان کا کلام سننا:

ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس وقت آئے جب آپ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے باتیں کیں۔ پھر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا، یہ کون تھے؟

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اس کے سوا میرا کوئی خیال تھا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں سنا کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔

روای نے کہا، میں نے ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، یہ حدیث تم نے کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا، اسامہ رضی اللہ عنہ سے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دن لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا، ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور قیامت کے دن اٹھنے پر رکھنا۔

اس شخص نے پوچھا، اسلام کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کی جائے۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ نماز قائم کی جائے۔ زکوٰۃ ادا کی جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ اس نے پوچھا، احسان کیا ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ کرسکو تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس نے پوچھا، قیامت کب ہوگی؟ فرمایا جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے مگر میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں۔

یہ کہ جب باندی مالکہ کو جنے۔ جب کالے اونٹوں کو چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنائیں۔ پانچ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (از خود) نہیں جانتا۔ اس کے بعد وہ شخص واپس چلا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے واپس لاؤ۔ لوگوں نے تلاش کیا مگر بالکل نظر نہ آیا۔ فرمایا، یہ جبریل علیہ السلام تھے جو اس لیے آئے کہ لوگوں کو ان کے دین کی باتیں سکھائیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا تو اسی وقت ایک شخص آپ کے پاس سے اٹھ کر گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا اور اس نے شملہ اپنی پشت پر لٹکا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔

﴿ابوموسیٰ مدینی المعرفہ﴾

بسند صحیح حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تھے۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا اور میں چلا گیا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو فرمایا، کیا تم نے اسے دیکھا ہے جو میرے ساتھ تھا؟ میں

نے عرض کیا، ہاں فرمایا، وہ جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہیں سلام کا جواب دیا تھا۔
﴿احمد، طبرانی، بیہقی﴾

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ وہ بیٹھ گئے اور سلام نہ کیا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر یہ اسلام کرتے تو ہم ضرور اسے سلام کا جواب دیتے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دوبارہ دیکھا ہے۔
﴿ابن سعد﴾

محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ (اور یہ فرشتے کو دیکھنے کا اثر تھا۔)
﴿ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں آیا کہ آپ ایک شخص سے سرگوشی میں محو گفتگو تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرے والد کے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا اور ہم باہر آ گئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم نے دیکھا کہ تمہارے ابن عم نے میرے ساتھ اعراض کرنے والوں کی مانند برتاؤ کیا ہے؟

میں نے کہا: بابا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے، پھر وہ دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسا ایسا کہا۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص تھا جس سے آپ سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے تو کیا آپ کے پاس کوئی شخص موجود تھا۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے مجھے تم سے بے نیاز رکھا۔
﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ دعا کی ہے۔
﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جبکہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ جس مخلوق نے جبرئیل کو دیکھا وہ اندھی ہوگئی لیکن یہ نابینائی تمہاری آخری عمر میں ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کی عیادت فرمائی، جب ہم اسکے گھر کے قریب پہنچے تو کسی کو موجود نہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس کون تھا جس سے تم باتیں کر رہے تھے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک ایسا شخص آیا جسے آپ کے علاوہ میں نے کبھی مجلس میں اس سے مکرم نہ دیکھا اور نہ گفتگو میں اس سے اچھا دیکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ بلاشبہ تم لوگوں میں ایسے اشخاص ہیں اگر ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی قسم میں ضرور پورا اتارے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حال میں آیا کہ آپ اپنا رخسار مبارک دوسرے شخص کے رخسار پر رکھے ہوئے تھے تو میں بغیر سلام عرض کیے لوٹ آیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: سلام کرنے سے کس چیز نے تم کو باز رکھا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا کہ آپ اس شخص سے اس حالت میں گفتگو فرما رہے تھے کہ عام طور پر آپ کسی آدمی سے اس طرح گفتگو نہیں فرماتے، لہٰذا میں نے مکروہ جانا کہ آپ کی گفتگو میں قطع کروں تو یارسول اللہ ﷺ وہ شخص کون تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جبرئیل علیہ السلام کو اپنے حجرے میں دیکھا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے اس حجرے میں کھڑے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تمہیں کس صورت میں نظر آ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: دحیہ کی صورت میں۔ فرمایا: یقیناً تم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ ابھی زیادہ دیر نہ گزری کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کر رہے ہیں۔ میں نے کہا:

”و علیہ السلام جزاہ اللہ من دخیل خیرا“

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو بیمار دیکھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تاکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری کی خبر انہیں دیں،

اسی لمحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آواز سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے والد ہیں اور وہ اندر آئے۔ نبی کریم ﷺ تعجب فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی جلد ان کی صحت دیدی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ میرے پاس سے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے غنودگی آگئی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور

انہوں نے میری ناک میں دوا ڈالی اور میں کھڑا ہو گیا اور میں اچھا ہو گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

حسنین کریمین اور حضرت فاطمہ اہل جنت کے سردار ہیں:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، اچانک سامنے سے ایک شخص آپ کے سامنے آیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے حذیفہ رضی اللہ عنہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جو میرے روبرو آیا؟ میں نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا: وہ ایک فرشتہ تھا جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتے نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ مجھے آ کر سلام عرض کرے تو وہ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کر کے بشارت دی کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی سردار ہیں۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے فرشتے سلام کیا کرتے تھے، جب میں نے داغ دینے کا پیشہ اختیار کیا تو وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور جب میں نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا تو وہ پھر سلام کرنے لگے۔

﴿مسلم﴾

حضرت غزالہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے رہتے تھے کہ ہم گھر کو خوب صاف رکھا کریں اور ہم السلام علیکم، السلام علیکم کی آوازیں سنا کرتے تھے اور ہم کسی کو دیکھا نہ کرتے تھے۔

﴿ابونعیم، تاریخ ترمذی، بیہقی﴾

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ فرشتوں کا سلام کرنا تھا۔

فرشتے صحابی کو سلام کرتے تھے:

حضرت یحییٰ بن سعید قطان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: بصرہ میں صحابہ میں سے کوئی ہمارے پاس حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں آیا، ان پر تیس سال گزرے کہ ان کے گھر میں ہر طرف سے فرشتے انہیں سلام کرتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے داغ دینے کا عمل اختیار کیا تو فرشتے ان سے دور ہو گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سورۂ کہف کو پڑھ رہا تھا اور اس کے ایک جانب اصیل گھوڑا بندھا ہوا تھا تو ابر نے اسے ڈھانپ لیا اور وہ اس ابر کے نزدیک ہوتا

گیا اور اس کا گھوڑا بھڑ کنے لگا۔

جب صبح ہوئی تو وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور رات کا واقعہ عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ سکینہ تھا، قرآن پڑھنے سے نازل ہوا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

فرشتوں کا قرآن سننا:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا جو انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھایا تو انہیں ایسا سایہ نظر آیا جس میں شعلوں کی مانند روشنی تھی اور وہ آسمان پر چڑھ رہا تھا اور جب تک وہ نظر آتا رہا، دیکھتے رہے، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز کے سبب نزدیک آ گئے تھے، اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں ضرور دیکھتے۔ وہ لوگوں سے چھپا نہیں کرتے۔

اس حدیث کی حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔ ایک میں یہ ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ تم پڑھو، بلاشبہ تمہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز کا حصہ عطا فرمایا گیا ہے اور وہ خوش آواز تھے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ فرشتہ ہے جو قرآن کو سنتا ہے۔ (ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

عاصم زر رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابوادائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک کوئی چیز میرے قریب آئی اور اس نے مجھ پر سایہ ڈالا، پھر وہ اٹھ گئی۔ صبح کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا: وہ سکینہ ہے جو قرآن سننے اترا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

محمد بن جریر بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مشائخ اہل مدینہ ان سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عرض کیا۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے گھر آج رات بھر مشعلیں روشن ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید انہوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت کی ہوگی، پھر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے سورۂ بقرہ کی تلات کی تھی۔

﴿ابوعبیدہ فضائل القرآن﴾

رسول اللہ ﷺ نے شفاعت کو اختیار فرمایا:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک رات میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو موجود نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں چلا۔

اچانک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کھڑے ملے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ دونوں نے کہا: ہم نہیں جانتے بجز اسکے کہ ہم نے اس وادی کے بالائی حصے سے آواز سنی جو کہ چکی چلنے کی آواز کی مانند تھی۔

اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا: میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کرنے کا اختیار دیا۔ ایک یہ کہ میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے۔ دوسری کہ یہ میں شفاعت کو قبول کروں۔ ان دونوں باتوں میں سے میں نے شفاعت کو اختیار کیا ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کیساتھ جبرئیل علیہ السلام کا حمد کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں جا کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا کہ اس جیسی حمد کسی نے اس نہ کی ہوگی، جب انہوں نے نماز پڑھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے بیٹھے تو اچانک ان کے پیچھے سے کسی نے اونچی آواز سے کہا:

اللھم لک الحمد کله و لک الملک کله وبیدک الخیر کله و الیک یرجع الامر کله علانیته و سره لک الحمد انک علی کل شیء قدیر، اللھم اغفرلی مابقی من ذنوبی و اعصمنی ما بقی من عمری و ارزقنی اعمالا زاکیة ترضی بھا عنی و تب علی

✡ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ حمد وثنا اور دعا کرنے والے جبرئیل علیہ السلام تھے۔

﴿ابن ابی الدنیا کتاب الذکر﴾

کیا تو ایسا ہی ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن ان پر رونے لگیں اور کہنے لگیں: واجبلا، ہائے عزم واستقلال کے پہاڑ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا: تم نے میرے حق میں کوئی بات نہ کہی، مگر جو کچھ تم نے واویلا کیا، اس کے بارے میں مجھ سے کہا گیا، کیا تم بھی ایسے ہی ہو؟

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو عمران جونی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر جب غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دعا کی کہ اے اللہ! اگر ان کی موت کا وقت آگیا ہے تو

موت کو ان پر آسان کر دے اور اگر موت کا وقت نہیں آیا، تو انہیں شفا دیدے، جب انہیں افاقہ ہوا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری ماں واجبلاہ واظہرہ کہہ رہی تھی تو فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہہ رہا تھا کہ کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کہہ رہی ہے، اگر میں ہاں کہتا تو وہ مجھے اس گرزے سے مارلگاتا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو رونے والیاں واویلا کرنے کھڑی ہوگئیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور انہیں افاقہ ہوا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتوں نے واویلا کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت ایک فرشتہ اٹھا، اس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا اوراس نے اسے میرے پاؤں کے درمیان کر کے کہا: کیا تو ایسا ہی ہے، جیسا عورتیں کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، اگر میں ہاں کرتا وہ مجھے گرز سے مارلگاتا۔

﴿طبرانی﴾

حسن سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن بین کرنے لگیں اور کہنے لگی واجبلاہ، جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا: آج کے دن تم ہمیشہ کیلئے عذاب دینے والی بن گئی تھیں۔ انہوں نے کہا اگر میں ایذا دینے والی ہوتی تو یہ بات مجھ پر گراں ہوتی، انہوں نے کہا: جب تم واجبلاہ کہہ رہی تھیں تو فرشتہ مجھے خوب جھڑک رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تیری بہن کہہ رہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے اوران پر غشی طاری ہوگئی تھی حتی کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی ہے اور لوگ ان کے پاس اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے چادر ڈال دی، اس کے بعد جب انہیں افاقہ ہوگیا تو انہوں نے کہا: میرے پاس دوفرشتے آئے جو بڑے درشت خو تھے۔ ان دونوں نے کہا: ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم العزیز الامین سے تمہارا فیصلہ کرائیں تو وہ دونوں مجھے لے کر چلے، پھران دونوں کو دو اور فرشتے ملے جو ان دونوں سے بہت ہی نرم اور رحم والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اسے کہاں لے جاتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: ہم عزیز الامین کے دربار میں فیصلے کیلئے لیے جاتے ہیں، فرشتوں نے کہا: اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کیلئے سعادت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے، پھرانہوں نے وفات پائی۔

﴿ابن ابی الدنیا، حاکم، بیہقی﴾

یہ دعا مانگا کرو:

عروہ بن رویم عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ عرباض رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ

کے اصحاب میں بوڑھے شخص تھے اور وہ مرنے کو دوست رکھتے تھے، وہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری ہڈیاں گھل گئی ہیں۔ اب مجھے اپنی طرف بلا لے۔

حضرت عرباض نے فرمایا کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا اور میں نماز پڑھ کر اپنی موت کی دعا مانگ رہا تھا، اچانک ایک جوان دیکھا جو لوگوں میں بہت خوبصورت اور سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: کیا بات ہے؟ تم ایسی دعا کیوں مانگتے ہو؟ میں نے کہا: اے بھتیجے! پھر میں کیا دعا مانگوں؟ اس نے کہا: تم یہ دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! عمل اچھے ہوں اور مدت پوری ہو، میں نے پوچھا: اے نوجوان! تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اس نے کہا: میں رتائیل ہوں اور مسلمانوں کے سینوں سے حزن و ملال کو دور کرتا ہوں، پھر وہ مڑ کر چلا گیا اور میں نے کسی کو نہ دیکھا۔

﴿ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور شیطان کا چور بن کر آنا:

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رمضان المبارک کے مہینے، زکوٰۃ کی حفاظت کا کام سپرد فرمایا، میرے پاس ایک آنے والا آیا اور وہ غلہ کے ڈھیر سے لپوں سے بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا۔

اس نے کہا: میں محتاج ہوں، میرے اہل وعیال ہیں اور مجھے شدید احتیاج ہے تو میں نے اسے چھوڑ دیا، جب میں نے صبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے رات اپنے قیدی کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے شاید احتیاج اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا اور تم اسے دوبارہ آنے پر پہچان لو گے، لہٰذا میں اس کی گھات میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: اب میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے کیونکہ میں محتاج ہوں اور میرے اہل وعیال ہیں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آ گیا اور اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آج رات تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے حاجت اور عیال کی شکایت کی، مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ فرمایا: سنو! اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔

تو میں تیسری مرتبہ اسکی گھات میں رہا، چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں ضرور تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیرا تیسرا پھیرا ہے اور تو یقین دلاتا رہا کہ اب نہ آؤں گا مگر تو آتا رہا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے، میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔

پھر کہا: جب تم اپنے بستر پر سونے کیلئے آؤ تو آیت الکرسی پڑھو، یہاں تک کہ اسے ختم کر لو، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ تمہاری حفاظت ہوگی اور صبح تک تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا، جب میں نے صبح کی تو حضور نبی کریم ﷺ سے یہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس نے بات تو سچی کہی مگر وہ خود جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿بخاری، نسائی﴾

ابو متوکل ناجی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس اموال صدقات کے گھر کی چابی تھی اور اس گھر میں کھجوریں تھیں۔ ایک دن وہ گئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ اس میں سے ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں۔ پھر دوسرے دن گئے تو دیکھا کہ پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں، پھر تیسرے دن گئے تو دیکھا پھر ایک لپ کھجوریں اٹھائی گئی ہیں تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے ان سے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ اس لینے والے کو تم پکڑ لو؟

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: جب تم روزہ کھولو تو کہنا: ”**سبحان من سخرک لمحمد** ﷺ“ تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہے۔ انہوں نے کہا: او اللہ کے دشمن! تو ہی یہاں سے اٹھانے والا ہے۔ اس نے کہا: ہاں مگر مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہ آؤں گا۔ میں نے ان کھجوروں کو نہ لیا مگر جنات کے حاجت مندوں کیلئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ دوسرے دن آیا، پھر تیسرے دن آیا۔ اس وقت انہوں نے کہا: کیا تو نے مجھ سے عہد نہ کیا تھا کہ اب نہ آؤں گا، لیکن آج میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے کہا: ایسا نہ کیجئے، میں آپ کو ایسے کلمات کو بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو کوئی جن تمہارے قریب نہ آئے گا، اور وہ آیت الکرسی ہے۔

﴿نسائی، ابن مردویہ، ابو نعیم﴾

آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے کھجور میرے سپرد فرمائے اور میں نے انہیں ایک کوٹھڑی میں رکھ دیئے۔ میں روزانہ ان میں کمی پاتا تھا۔ اس کی شکایت میں نے رسول اللہ ﷺ سے کی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: وہ شیطان کا کام ہے، تم اس کی گھات میں رہو تو ایک رات میں اس کی گھات میں رہا، جب رات ڈھل گئی تو ہاتھی کی مانند ایک شبیہ نظر آئی، جب وہ دروازے پر پہنچ گیا تو وہ ایک سوراخ سے اس کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گیا اور وہ کھجور کے قریب پہنچ کر اسے کھانے لگا، میں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر انہیں باندھا اور نعرہ لگایا:

”**اشهد ان لا اله الا الله وان محمد عبده و رسوله**“

اے دشمن خدا! تو صدقے کے کھجوروں کے درپے ہو گیا ہے اور میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: لوگ تجھ سے زیادہ اس کے حق دار تھے۔ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا، پھر اس نے

مجھ سے عہد کیا کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ میں نے کہا: اس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ دوبارہ نہ آؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہو تو میں دوسری رات بھی اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور اس نے پہلے کی مانند وہی کیا اور میں نے بھی ویسا ہی کیا۔ اس نے پھر مجھ سے وعدہ کیا کہ اب نہ آؤں گا، جب صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور میں نے واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گا اور تم اس کی گھات میں رہنا تو تیسری رات بھی اس کی گھات میں رہا اور اس نے پھر ویسا ہی کیا۔

میں نے کہا: اے دشمن خدا! تو نے مجھ سے دو مرتبہ وعدہ کیا ہے، اب یہ تیسری مرتبہ ہے۔ اس نے کہا: میں عیالدار ہوں اور میں تمہارے پاس نصیبین سے آتا ہوں، اگر مجھے اس کے سوا کچھ میسر آتا تو میں تمہارے پاس نہ آتا اور میں تمہارے اس شہر میں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ تمہارے آقا ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر دو آیتیں ایسی نازل ہوئیں جن کی بنا پر ہمیں نصیبین بھاگنا پڑا۔ وہ دو آیتیں جس گھر میں تین مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا، اب اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں وہ دونوں آیتیں بتائے دیتا ہوں۔

میں نے کہا: بتاؤ، میں چھوڑ دوں گا، تو اس نے کہا: وہ آیت الکرسی اور سورۂ بقر کی آخری تین آیتیں "امن الرسول" سے آخر تک ہیں۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کو جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی لیکن خود جھوٹا ہے۔
﴿تاریخ بخاری، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میرا غلے کا ڈھیر تھا، مجھے اس کی کمی معلوم ہوئی۔ تب میں رات کو گھات میں رہا، اچانک ایک عورت آئی اور وہ غلہ پر اتری، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔

یہاں تک کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا: میں ایسی عورت ہوں کہ میری عیال زیادہ ہے اور اب دوبارہ نہ آؤں گی اور اس نے مجھ سے قسم کھائی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے، چنانچہ وہ دوبارہ آئی اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اسنے مجھ سے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور دوبارہ نہ آنے کی قسم کھائی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا اور وہ جھوٹی ہے تو پھر وہ تیسری مرتبہ آئی، میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے تا کہ میں آپ کو ایسی چیز بتاؤں، جب تم اسے پڑھو گے تو تمہارے مال واسباب کے قریب ہم میں سے کوئی نہ آئے گا۔ وہ یہ کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو اپنی جان اور اپنے مال پر آیت الکرسی پڑھ لو۔

میں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی لیکن وہ خود جھوٹی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کا ایک بالا خانہ تھا۔ ایک غول آتی اور غلہ وغیرہ لے جایا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: جب غول آئے تو تم بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو وہ غول آئی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا: اب نہیں آؤں گا اور انہوں نے اسے جانے دیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے اسے پکڑ لیا تھا مگر اس نے کہا: اب نہیں آؤں گی، اس پر میں نے اسے جانے دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ضرور آئے گی۔ تیسری مرتبہ میں نے اسے پکڑا تو اس نے کہا: مجھے جانے دیجئے، میں آپ کو ایسی چیز بتاتی ہوں کہ آپ اسے پڑھیں گے تو کوئی چیز آپ کے پاس نہ آئے گی، وہ آیت الکرسی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، اسنے سچ کہا مگر وہ جھوٹی ہے۔

﴿احمد، ترمذی، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میرے بالا خانے میں میری کھجوریں تھیں۔ میں نے دیکھا تو وہ کم تھیں۔ اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل کو تم اس میں ایک بلی پاؤ گے، اس سے کہنا: تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے اس میں بلی پائی۔ آپ نے کہا: تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، وہ بلی بوڑھی عورت بن گئی، پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو بیان کیا۔

﴿ابونعیم﴾

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بالا خانہ تھا۔ اسکے بعد انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے کمرے میں تشریف فرماتے اور ان کے طعام خانے میں کھجوریں بھری ہوئی تھیں تو کوئی چیز سوراخ سے بلی کی شکل میں داخل ہوتی اور طعام خانے سے اسے لے لیتی تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ غول ہے اور جب وہ آئے تو کہنا تجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں تو وہ آئی اور انہوں نے اس سے وہی کہا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے۔ اب نہیں آؤں گی، پھر مذکورہ حدیث مکمل بیان کی۔

﴿حاکم﴾

بسند جید رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے باغ سے کھجوریں توڑ کر گودام میں رکھیں تو ایک غول آئی اور گودام میں گھس کر کھجوریں چراتی اور اسے خراب کرتی تھی۔ انہوں

نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اسید! وہ غول ہے تم اس کی آہٹ پر کان رکھنا، جب تم اس کی آہٹ سنو تو بسم اللہ کہہ کر کہنا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس غول نے ان سے کہا: اے اسید! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی تکلیف سے معاف رکھو، میں تم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عہد دیتی ہوں کہ اب نہ آؤں گی اور میں تمہیں ایک قرآنی آیت بتاتی ہوں کہ تم اسے اپنے برتنوں پر پڑھو گے تو کوئی اسے نہ کھول سکے گا۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے بات سچی کہی مگر وہ خود جھوٹی ہے۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک جگہ کھجوریں خشک کرنے کیلئے تھی اور وہ خود اس کی نگہبانی کرتے تھے مگر وہ کھجوروں کو روز بروز کم ہوتے پاتے تھے۔ ایک رات انہوں نے اس جگہ کا پہرہ دیا۔ اچانک انہوں نے ایک جانور دیکھا جو بالغ بچے کی مانند تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے سلام کیا اور اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا تو جنات میں سے ہے یا انسانوں میں سے؟ اس نے کہا: جنات میں سے۔ میں نے کہا: اپنا ہاتھ مجھے پکڑا تو اس نے مجھے ہاتھ پکڑا یا، میں دیکھا کہ ہاتھ کتے کے ہاتھ کے مشابہ اور کتے کے بال جیسے بال ہیں۔

میں نے پوچھا: کیا جنات ایسے ہی پیدا کیے گئے ہیں؟ اسنے کہا: جنات مجھے خوب جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ اشد کوئی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا: کس بات نے تمہیں اس پر آمادہ کیا جو تم اب تک ان کھجوروں کے ساتھ کرتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسے شخص ہو جو صدقہ کرنے کو محبوب سمجھتے ہو تو میں نے چاہا کہ تمہاری غذا سے ہم بھی حصہ حاصل کریں۔ میں نے پوچھا: تم سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر ہے؟ اس نے کہا آیت الکرسی ہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا: آپ نے فرمایا: اس خبیث نے بات سچی کہی ہے۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہ ایک رات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باغ گئے تو انہوں نے باغ میں شور وغل کی آواز سنی۔ انہوں نے پوچھا: یہ شور کیسا ہے؟ تو جنات میں سے ایک نے کہا: ہمیں خشک سالی کا سامنا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پھلوں میں سے مجھے کچھ حصہ ملے، لہٰذا خوشدلی سے عنایت فرما دیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ضرور دوں گا، ہمیں وہ چیز بتاؤ جس سے ہم تم سے محفوظ رہیں۔ اس نے کہا: آیت الکرسی ہے۔

﴿ابو الشیخ کتاب العظمت﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو مدینہ طیبہ کے ایک کوچے میں شیطان ملا اور ان دونوں کی کشتی ہوئی تو اس نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔ شیطان نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جس سے تمہیں تعجب ہوگا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا: تم سورۂ بقرہ پڑھا کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ شیطان اس میں سے کچھ نہیں سن سکتا مگر یہ کہ وہ پشت پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی

آواز ایسی ہوتی ہے جیسے گدھے کے گوز کی آواز۔ کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کون شخص تھا؟ انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔

﴿ابن عبیدہ فضائل القرآن، دارمی، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

بسند حسن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سدیسہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو شیطان ان سے نہیں ملا مگر وہ اوندھا گر پڑا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شیطان کو تین بار پچھاڑنا:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم جا کر ہمارے لیے پانی لاؤ، تو وہ گئے اور انہیں حبشی کی صورت میں ایک شیطان ملا اور وہ ان کے اور چشمہ کے درمیان حائل ہوگیا۔ تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو، میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے دوبارہ پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر وہ تیسری مرتبہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا:

شیطان حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور چشمہ کے درمیان حبشی غلام کی صورت میں حائل ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اس پر غالب کر دیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔

﴿ابوالشیخ کتاب العظمت، ابونعیم﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کنوئیں کی طرف بھیجا تو ایک شیطان انسانی صورت میں مجھے ملا اور وہ مجھ سے لڑا مگر میں نے اسے پچھاڑ دیا، پھر میرے ساتھ جو پتھر تھا، اس سے اس کا سر کچلنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ نے فرمایا: کنوئیں کے قریب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شیطان مل گیا ہے اور وہ ان سے لڑ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد میں نے آ کر واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا وہ قول کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا، کیا تم میں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے شیطان کے پنجے سے چھڑایا تھا۔

(علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے۔)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر انسانوں اور جنوں سے جنگ کی ہے۔ ہم نے پوچھا: آپ نے جن سے کس طرح جنگ کی ہے؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے اور میں نے پانی لانے کیلئے رسی اور ڈول اٹھایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: سنو کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے گا اور وہ تمہیں پانی سے روکے گا، چنانچہ جب میں کنوئیں کے سر پر پہنچا، اچانک کالا شخص نمودار ہوا گویا کہ وہ سخت جنگ آزمودہ تھا اور اس نے کہا: تم اس کنوئیں سے آج ایک ڈول پانی نہ لے سکو گے، پھر میں نے اسے اور اس نے مجھے پکڑ لیا اور میں نے اسے پچھاڑ دیا۔ پھر میں ایک پتھر لے کر اس کی ناک اور منہ کچلنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اپنی مشک بھری اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کنوئیں پر تمہیں کوئی ملا تھا؟ پھر میں نے واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

﴿ابن سعد، مسند ابن راہویہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا جو انتہائی بدصورت تھا اور اس کے کپڑے بھی گندے اور اس سے بدبو آ رہی تھی۔ وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ گیا اور اس نے پوچھا، آپ کو کس نے پیدا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور اپنا سر مبارک جھکا لیا، پھر وہ شخص اٹھا اور چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا، اس شخص کو میرے پاس بلا کے لاؤ تو ہم نے اسے تلاش کیا مگر وہ ایسا غائب ہوا کہ گویا وہ تھا ہی نہیں، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ابلیس لعین تھا۔ وہ تم کو تمہارے دین میں شک ڈالنے کیلئے آیا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو چند آیات تحریر کرا دیں جنہوں نے شیطان کو جلا ڈالا

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے چکی چلنے جیسی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مانند آواز سنی اور میں نے ایسی چمک دیکھی جیسے بجلی کوندتی ہے تو میں نے خوفزدہ

ہو کر اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر بلند ہو رہا ہے اور میرے صحن میں دراز ہو رہا ہے تو میں اس کے قریب گیا اور اس کی جلد کو چھوا تو اس کی جلد سیہہ کے کانٹے جیسی تھی اور اس نے میرے چہرے پر آگ کے شرارے پھینکے۔ میں نے گمان کیا کہ میں جل گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! وہ تیرے مکان کا رہنے والا ہے، پھر فرمایا: **میرے پاس کاغذ و دوات لاؤ تو** میں لایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا: لکھو:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هذا كتاب من رسول الله رب العالمين الى من طرق الدار من العمار ولزوار و الصالحين الا طارق يطرق بخير يا رحمن

اما بعد

فان لنا و لكم فى الحق سعة فان تک عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعيا حقا مبطلاo هذا كتاب الله ينطق علينا و عليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعلمون و رسلنا يكتبون ماكنتم تمكرون اتركوا صاحب كتابى هذاo وانطلقوا الى عبدة الاصنام و الى من يزعم ان مع الله الها آخر لا اله الا هو كل شئى هالک الا وجهه له الحكم واليه ترجعون تغلبون حم لا تنصرون حم عسق تفرق اعداء الله و بلغت حجة الله و لا حول ولا قوة الا بالله فسيكفيكهم الله و هو السميع العليم.

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی اس تحریر کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنے سر کے نیچے اسے رکھ لیا اور رات کو میں سو گیا اور مجھے ایک چیخ نے جگایا، وہ کہہ رہا تھا: اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! لات وعزیٰ کی قسم! ان کلمات نے مجھے جلا ڈالا۔ قسم ہے اس تحریر کے مالک کی، جب تم اس تحریر کو مجھ سے اٹھا لو گے تو ہم نہ تمہارے گھروں کو آئیں گے اور نہ تمہارے ہمسایہ کے گھروں میں، جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور جو بات جن سے میں نے سنی، آپ سے عرض کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ! اس قوم سے اسے اٹھا لو کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، وہ قوم نہایت عذاب کی تکلیف میں مبتلا رہے گی۔

(گویا کہ یہ تعویذ تھا جو کہ نبی کریم ﷺ نے عطا فرمایا۔)

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ میں جا رہا تھا، آپ نے ایک شخص کو "**قل یاایها الکفرون**" پڑھتے سنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! یہ شخص شرک سے برأت کا اظہار کر رہا ہے۔ ہم آگے بڑھے تو ایک شخص کو "**قل هو الله احد**" پڑھتے سنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! یہ شخص بلاشبہ بخشا گیا، پھر میں نے اپنی سواری کو روک لیا تا کہ دیکھوں کہ کون پڑھ رہا ہے تو میں نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ (گویا یہ قرأت جنات کی تھی۔)

﴿بیہقی﴾

سرکار دو عالم ﷺ کا غیب کی خبریں دینا

نجاشی (شاہِ حبش) کے فوت ہونے کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نجاشی کے فوت ہونے کی خبر دی جس دن نجاشی فوت ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کو لے کر جنازہ گاہ تشریف لائے اور ان کی صفیں باندھ کر چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج ایک مرد صالح (نجاشی) فوت ہو گیا ہے اور اصحمہ (نام شاہ حبشہ) کی نماز جنازہ پڑھو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ نے فرمایا: میں نے نجاشی کی طرف سے چند مشک کے اوقیے اور جوڑے بھیجے ہیں۔ میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور میں ان ہدیوں کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اسے میری طرف واپس کر دیا ہے تو یہ غیبی خبر ایسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نجاشی فوت ہو گیا اور ہدایہ واپس آ گئے۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میں نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ فوت ہو گیا ہے" واللہ اعلم۔ آپ نے ہدیوں کو اس کی طرف بھیجنے سے پہلے خبر دینے کا ارادہ فرمایا اور اس کے فوت ہونے سے پہلے آپ نے ان کلمات کو صادر فرمایا۔ اس کے بعد جب وہ فوت ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسی دن اس کے فوت ہونے کی خبر دیدی اور اس پر نماز پڑھی تھی۔

جس چیز سے جادو کیا گیا اس کی خبر دینا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ طیبہ کا رہنے والا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے پاس امانت رکھا کرتے تھے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایک گنڈا بنایا اور اسے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ علیل ہو گئے۔ پھر دو فرشتے آئے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی عیادت کرتے ہوئے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ کیلئے گنڈا بنا کر فلاں کنوئیں میں ڈالا ہے اور اس گنڈے کی شدت سے کنوئیں کا پانی زرد ہو گیا ہے تو رسول اللہ نے کسی کو اس گنڈے کو نکالنے کیلئے بھیجا اور اس نے اسے نکالا اور اس نے پانی کو زرد پایا، گنڈے کی جب گرہیں کھولی گئیں تو نبی کریم ﷺ کو نیند آئی۔ اس کے بعد اس شخص کو بارگاہِ رسالت میں آتے ہوئے

دیکھا گیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور نہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ پر سحر کیا گیا۔ اس کا اثر اتنا ظاہر ہوا کہ آپ کسی کام کے بارے میں خیال فرماتے کہ کرلیا ہے حالانکہ آپ نے اسے کیا نہ ہوتا اور آپ نے اپنے رب سے دعا کی پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جس کے بارے میں نے اس سے پوچھا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ بات کیا بتائی گئی؟ فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے ایک پائنتی کی جانب دوسرا سرہانے آکے بیٹھا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: آپ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: ان پر سحر کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا: کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا: کنگھی سے، کنگھی کے بالوں اور کھجور کے غلاف میں۔ اس نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: ذروان کے کنوئیں میں ہے، پھر رسول اللہ ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور فرمایا: یہی وہ کنواں ہے جسے مجھے دکھایا گیا ہے۔ اس کے درخت شیطان کے سر جیسے ہیں۔ اس کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند تھا۔ آپ نے نکالنے کا حکم دیا اور اسے نکالا گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

کلبی رحمۃ اللہ علیہ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شدید بیمار ہوئے، تو آپ کے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک آپ ﷺ کے سرہانے بیٹھا اور دوسرا آپ ﷺ کے پائیں اور ایک نے دوسرے سے کہا: تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: سحر کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے سحر کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پہلے نے پوچھا: وہ سحر کی چیزیں کس جگہ ہیں؟ دوسرے نے کہا: آلِ فلاں کے کنوئیں میں ایک بڑے پتھر کے نیچے دبی ہوئی ہیں، لہٰذا وہاں جاؤ اور اس کا پانی نکال کے پتھر اٹھاؤ اور ان چیزوں کو نکال کر اسے جلا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب صبح کی تو آپ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھیجا اور وہ کنوئیں پر آئے اور انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کے پانی کی مانند ہے اور انہوں نے اس کا پانی نکالا اور پھر پتھر کو اٹھایا۔ اس کے نیچے سے وہ مورت نکلی جو مدفون تھی اور اسے جلا دیا۔

اس وقت غور سے دیکھا تو اس میں چلہ تھا اور اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ جب بھی آپ اس کی آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ وہ معوذتین "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس" ہیں۔

﴿بیہقی﴾

جویبر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل

روایت کی ہے۔ اس میں دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا ذکر ہے اور جوں جوں آپ اس کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے، اس کی گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کچھ کیا جس کی وجہ سے آپ کو شدید بیماری عارض ہوئی۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس معوذ تین لائے اور ان دونوں سورتوں سے آپ نے تعوذ کیا اور اپنے صحابہ کے پاس صحت مند ہو کر تشریف لائے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اعصم کی بیٹیوں یعنی لبید کی بہنوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سحر کیا اور لبید وہ شخص تھا جو ان جادو کی چیزوں کو لے کر گیا اور کنوئیں کے اندر پتھر کے نیچے ان کو دبایا تھا اور اعصم کی ایک بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر کو کچھ بتایا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی بہنوں کے پاس پہنچی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ ایک نے کہا: اگر وہ نبی ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اور اگر نبی نہ ہوئے تو یہ سحر دیوانہ کر دے گا اور ان کی عقل جاتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی اطلاع دیدی۔

﴿ابن سعد﴾

یاجوج وماجوج کی دیوار فتح ہونے کی خبر دینا:

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے بیدار ہوئے تو روئے تاباں سرخ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم "لا الٰہ الا اللہ" کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: عرب پر اس شر سے افسوس ہے جو قریب آ گیا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا شگاف ہو گیا ہے اور آپ نے حلقہ بنا کر شکل بتائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسروں کے دل کی باتوں سے آگاہ کرنا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ اس نے کہا: نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رسول کو۔ اس نے کہا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: یہ غیب ہے اور غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا (بغیر اطلاع کے) کوئی نہیں جانتا۔ اس نے کہا: اپنی تلوار مجھے دکھائیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اسے دیدی۔ اس نے تلوار کو دیکھا بھالا پھر آپ کو تلوار واپس کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لے! تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوگا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے ایسی ارادہ تھا۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ شخص آیا اور اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جا کر سوالات کروں گا، پھر تلوار لے کر آپ کو قتل کر دوں گا، پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔)

﴿حاکم ،طبرانی﴾

اس کے چہرے میں شیطان کا دھبہ ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ نے ایک شخص کا ذکر کیا اور انہوں نے اس کی جہاد میں قوت اور اس کی عبادت میں ریاضت کا ذکر کیا۔ اچانک وہی شخص سامنے آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے چہرے میں شیطان کا سیاہ دھبہ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ قریب آیا تو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ مسلمانوں میں مجھ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں میں نے سوچا تھا، پھر وہ چلا گیا اور وہ مسجد میں خط کھینچ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون اٹھتا ہے کہ اسے جا کر قتل کر دے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ گئے۔ انہوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس آ گئے اور عرض کیا: میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ میں نے نماز کی حالت میں قتل کرنے سے خوف کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون اس کی طرف جاتا ہے تاکہ اسے وہ قتل کر دے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: کون اس کی طرف جاتا ہے کہ اسے قتل کر دے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جاؤ اگر تم اس کو پا سکو تو، وہ گئے دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔ وہ آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص میری امت میں سے پہلا سینگ تھا، اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت میں اس کے بعد دو آدمیوں کا اختلاف نہ ہوتا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، بزار، بیہقی﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وابصہ اسدی کے دل کی بات بتا دی:

حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس لیے آیا کہ میں نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھوں مگر میرے پوچھنے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے وابصہ رضی اللہ عنہ کیا میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے۔ فرمایا تم مجھ سے نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

فرمایا: نیکی وہ عمل ہے جس سے انشراح صدر تمہیں حاصل ہو اور بدی وہ ہے جس سے تمہارے دل میں انقباض ہو۔ اگرچہ لوگوں نے تم سے اس کے کرنے کو کہا ہو۔

﴿امام احمد بزار، ابویعلیٰ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر

تھا کہ دو شخص آئے۔ ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی اور وہ دونوں کچھ پوچھنا چاہتے تھے نبی کریم ﷺ نے ثقفی سے فرمایا، تم اپنی حاجت کو پوچھو۔ اگر تم چاہو تو میں بتا دوں جو تم پوچھنا چاہتے ہو؟ ثقفی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ ہی بتائیے کیونکہ بے پوچھے آپ کا ارشاد فرمانا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اس لیے آئے ہو کہ تم رات میں اپنی نماز، اپنے رکوع، اپنے سجود، اپنے روزے اور اپنے غسل جنابت کے بارے میں پوچھو۔ اس نے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی مسائل تھے جن کے بارے میں میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے انصاری سے فرمایا، تم پوچھو اور اگر تم چاہو تو جو پوچھنا چاہتے ہو، میں بتا دوں؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے یہ صورت تو اور بھی محبوب ہوگی۔

فرمایا: تم اس لیے آئے ہو کہ تم پوچھو کہ اپنے گھر سے بیت اللہ شریف حاضر ہونے کے ارادے سے نکلنے سے کیا اجر ہے؟ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ عرفات میں ٹھہرنے، اپنا سر منڈانے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے میں میرے لیے کیا ثواب ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ یہی وہ مسائل تھے جن کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مانند مروی ہے جو پہلے حجۃ الوداع کے باب میں گزر چکا ہے اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی مروی ہے، اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

کیا میں تم کو بتا دوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، اہل کتاب کے کچھ لوگ اپنی کتابیں اٹھائے ہوئے آئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، نہ انہیں مجھ سے کچھ حاصل اور نہ مجھے ان سے کچھ حاصل۔ وہ ایسی باتیں مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں جن کو میں از خود نہیں جانتا۔ میں تو بندہ ہوں۔ اتنا ہی جانتا ہوں جتنا میرے رب نے مجھے بتایا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر رخ انور پھیر کر مجھ سے فرمایا اور میں نے روئے تاباں پر خوشی و سرور کے آثار دیکھے۔ انہیں آنے کی اجازت دے دو تو وہ لوگ آئے۔

آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو؟ قبل اس کے کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا، ضرور ہمیں بتائیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم مجھ سے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ان کا ابتدائی واقعہ یہ ہے کہ وہ فرزندان روم میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکومت عطا فرمائی اور انہوں نے سیر کی۔ یہاں تک کہ وہ ارض مصر کے ساحل پر آئے اور انہوں نے ایک شہر بسایا۔ اس کا نام اسکندریہ رکھا۔ جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس فرشتہ بھیجا اور وہ انہیں لے کر زمین آسمان کے

درمیان چڑھا۔ پھر ان سے کہا، اپنے نیچے دیکھو۔ انہوں نے دو شہر دیکھے۔ پھر وہ فرشتہ انہیں لے کر اوراوپر چڑھا اور کہا، اپنے نیچے دیکھئے۔ انہوں نے کہا، میں اپنے نیچے کچھ نہیں دیکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا، وہ دونوں شہر جسے آپ نے دیکھا، وہ بحر مستدیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک خاص راستہ مقرر کیا ہے جس پر تم چلو گے۔ جاہل کو تم سکھاؤ گے اور عالم کو برقرار رکھو گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر فرشتہ نے انہیں اتار اور انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان دیوار بنائی۔ وہ پہاڑ اتنے چکنے تھے کہ کوئی چیز ان پر آئے جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی مانند ہیں۔ جب ان سے آگے بڑھے تو ایک اور قوم ملی، پھر آگے بڑھے تو ایسی قوم ملی جو سانپوں کی مانند تھی اور ان میں سے ایک سانپ بڑے پتھر کو نگل جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ غرانیق پر آئے۔ اہل کتاب نے یہ حال سن کر کہا، ہم اپنی کتابوں میں اسی طرح پاتے ہیں۔

﴿بیہقی﴾

ایک بوڑھے کی فریاد پر نبی کریم ﷺ کی اشکباری:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا، میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال لے لے۔ آپ نے اس کے باپ کو بلایا۔ اسی لمحہ جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اس بوڑھے نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے اس کے کانوں نے نہیں سنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس بوڑھے سے فرمایا، کیا تم نے اپنے دل میں کچھ کہا ہے جسے تمہارے کانوں نے نہیں سنا ہے؟

اس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ یقین و بصیرت کو ہمیشہ زیادہ فرمائے، یقیناً میں نے کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سناؤ تو اس نے یہ اشعار سنائے:

غذوتک مولودا ومنتک یا فعاد — تعل بما اجنی علیک وتنهل
اذالیلة ضاقتک بالسقم لم ابت — ولسقمک الاساهرا اتململ
تخاف الردی نفسی علیک و انها — لتعلم ان الموت ختم موکل
کافی انا المطروق دونک بالذی — طرفت به دونی فعینای تهمل
فلما بلغت السن والغیة التی — الیک مدی ماکنت فیک اومل
جعلت جزائی غلظة و فضاظة — کانک انت المنعم المتفضل
فلیتک اذلم ترع حق ابوتی — کما یفعل الجار والمجاور تفعل

ترجمہ: ”اے بچے! میں نے کتنی آرزو اور تمنا کے ساتھ تیرے ساتھ رات سے صبح کی ہے۔ جب بیماری کی وجہ سے تجھ پر رات تنگ ہو جاتی تو میں نے سوتا اور بے چینی کے ساتھ جاگتا رہتا تھا۔ میرا دل تیرے مرنے سے لرزتا تھا باوجود یہ کہ جانتا تھا موت یقینی اور مقرر ہے جو بیماری تجھ پر آتی گویا وہ مجھ پر آتی تھی۔ تیری بیماری سے میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔ جب تو سن بلوغ اور حد کو پہنچا جس کا میں

تیرے بارے میں تمنائیں کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سختی اور بدخلقی سے دیا۔ گویا کہ تو ہی نعمت دینے والا اور مجھ پر بخشش کرنے والا ہے۔ جب تو میرے والد ہونے کے حق کی پاسداری نہیں کرتا تو ایسا ہی کر جیسے ہمسایہ ہمسایہ کے ساتھ کرتا ہے۔''

اس بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر فرمایا: ''اَنْتَ وَ مَالُکَ لِاَبِیْکَ'' تو اور تیرا مال، تیرے باپ کا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح ہے؟ آپ کو کیا چیز مانع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوں۔

تو میں آپ ﷺ کے حضور میں آیا۔ حال یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی جلالت وہیبت مجھ پر طاری تھی۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔ خدا کی قسم مجھ میں بات کرنے کی قدرت نہ تھی۔ میرا یہ حال ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کس لیے آئے ہو؟ مگر میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح دینے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، ہاں۔

﴿بیہقی﴾

رزق کی فراوانی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، ہمیں بھوک کی تکلیف ایسی پہنچی کہ اس کہ اس کی مانند کبھی نہ پہنچی تھی۔ مجھ سے میری بہن نے کہا، تم رسول اللہ ﷺ کے حضور جاؤ اور آپ سے عرض کرو تو میں آیا۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: جو پارسائی چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے پارسائی دے گا اور جو غنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے غنا دے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا، خدا کی قسم! ضرور یہ بات میرے دل کی حالت کو ملاحظہ کر کے مجھ سے ہی فرمائی گئی ہے۔ اب میں کچھ عرض نہ کروں گا اور میں اپنی بہن کے پاس واپس چلا گیا اور میں نے ان سے واقعہ بیان کیا۔ بہن نے کہا، تم نے بہت اچھا کیا۔ جب دوسرا دن آیا تو میں نے خدا کی قسم قلعہ کے نیچے اپنے آپ کو سخت مشقت میں ڈالا۔ جب یہود سے چند درہم مجھے ملے تو میں نے اس سے کھانا خریدا اور ہم نے اسے کھایا۔ پھر دنیا اتنی آئی کہ انصار کا کوئی گھر ہم سے مال میں زیادہ نہ تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ اس وقت میں نے دل میں کہا، نبی کریم ﷺ نے یہ بات خاص میرے لیے ہی فرمائی ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رزق کی اتنی فراوانی فرمائی کہ میں اس کا گمان بھی نہ کر سکتا تھا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کا منافقوں کے بارے میں خبر دینا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ

''اے لوگو! بے شک تم لوگوں میں منافقین موجود ہیں تو میں جس کا نام لوں وہ اٹھ جائے۔ اُوفلاں اٹھ جا، اوفلاں اٹھ جا۔ اس طرح چھتیس منافقوں کے نام لیے۔''

﴿بیہقی﴾

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ منافقین مجتمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں گفتگو کی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کچھ لوگ مجتمع ہوئے اور انہوں نے ایسا ایسا کیا، لہٰذا تم لوگ اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، میں بھی تمہارے لیے استغفار کروں گا مگر کوئی نہ اٹھا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ خود اٹھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، ورنہ میں تمہارے نام لے کر پکاروں گا۔ بالآخر آپ نے فرمایا: ''قُمْ یَا فُلَانُ'' او فلاں اٹھ جا اور وہ تمام ذلیل وخوار ہو کر اٹھے۔

﴿ابن سعد﴾

بھینگا منافق:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد بہت سے صحابہ موجود تھے۔ قریب تھا کہ حجرے کا سایہ ختم ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس ایک شخص آئے گا جو تمہاری طرف شیطانی آنکھ سے دیکھے گا تو تم اس سے بات نہ کرنا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جو بھینگی آنکھ کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اور فلاں فلاں آدمی مجھے برا کیوں کہتے تھے؟ اور وہ شخص ان کی طرف چلا گیا اور انہیں بلا کر لایا اور ان سب نے قسمیں اٹھائیں اور معذرت خواہی کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعاً فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: ''جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اسکے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھا رہے ہیں۔''

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ فلاں مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے دوبارہ کہا کہ فلاں مر گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مرا نہیں ہے۔ اس نے سہ بارہ یہی کہا۔ آپ نے فرمایا: فلاں نے چوڑے پیکان سے اپنے آپ کو ذبح کیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوالدرداؓ کے اسلام لانے کی خبر دی:

حضرت جبیر بن نفیرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوالدرداؓ بت پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم دونوں ان کے گھر کے اندر آئے اور ان کے بت کو توڑ ڈالا، جب حضرت ابوالدرداؓ گھر واپس آئے اور بت کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو کہا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنا بچاؤ بھی نہ کیا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ابن رواحہؓ نے جب انہیں سامنے سے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے، وہ حضرت ابولدرداؓ آ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈنے آ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ مسلمان ہونے آ رہے ہیں۔ کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور ابوالدرداؓ مسلمان ہو جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بادل کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ یمن میں برسے گا:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ہم نے ایک بدلی دیکھی اور رسول اللہ ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: یہ بدلی کا موکل فرشتہ ابھی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے سلام کر کے بتایا کہ اس بدلی کو یمن کی اس وادی کی طرف لے جا رہا ہوں جس کا نام صریح ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا، اس نے اس سے اس بدلی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بدلی اسی دن برسی تھی۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی شاہد وہ مرسل روایت جو بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابر کے فرشتہ کی خبر دی کہ یہ فرشتہ فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن ان پر بارش ہوئی ہے اور آپ نے پوچھا ہمارے شہر میں کب بارش ہوگی؟ اس نے کہا: فلاں دن ہوگی۔ اس وقت کچھ منافقین موجود تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد رکھا کہ اس بات کی تصدیق کریں اور انہوں نے اس کی تصدیق کی اور وہ ایمان لائے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے ان کو دعا دی:

"زَادَكُمُ اللّٰهُ اِيْمَاناً"

ابوشہم سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مدینہ منورہ کے ایک کوچہ میں باندی کو دیکھا میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیعت لیجئے آپ نے فرمایا: کیا تو وہ شخص نہیں ہے جس نے کل باندی کو کھینچا تھا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیعت قبول کیجئے۔ میں آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا تو حضور نبی کریم ﷺ فرمایا: اچھا میں بیعت قبول کرتا ہوں۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

گوشت کھا کر بکری کی اصلیت کی خبر دینا:

ایک انصاری سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے کھانے کی

دعوت کی، جب کھانا رکھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے لقمہ لے کر منہ میں اسے چبایا تو فرمایا: میں اس گوشت کو اس بکری کا پاتا ہوں جسے ناحق پکڑ لیا گیا تھا۔ اس عورت سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا کہ اس کی ہمسایہ نے اس گوشت کو اپنے شوہر کی اجازت لیے بغیر بھیجا تھا۔

﴿بیہقی﴾

مالک کی اجازت کے بغیر بکری کو ذبح کیا گیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک عورت کے گھر کی طرف سے گزرے۔ اس نے ان کیلئے بکری ذبح کی اور اس کا کھانا پکایا، جب واپسی میں اس گھر سے گزرے تو عورت نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ سب کیلئے کھانا تیار کیا ہے۔ تشریف لا کر تناول فرمائیں تو حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ اندر تشریف لائے۔

آپ ﷺ نے لقمہ لے کر چبایا تو وہ چبا نہیں، آپ نے فرمایا: اس بکری کو بغیر اسکے مالک کی اجازت کے ذبح کیا گیا ہے۔ اس پر اس عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ نہ آل معاذ سے تکلف کرتے ہیں اور نہ وہ ہم سے تکلف کرتے ہیں، خواہ ہم ان کی چیز لے لیں یا وہ ہماری چیز لے لیں۔

﴿نسائی، حاکم﴾

چور کا قتل کر دیا گیا:

حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی نے چوری کی، اسے آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا: اس نے صرف چوری کی ہے۔

آپ نے فرمایا: اس کا ہاتھ قطع کر دو۔ اس نے پھر دوبار چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا، پھر چوری کی یہاں تک کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے، اس نے پانچویں مرتبہ پھر چوری کی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس چور کی حالت زیادہ جانتے تھے، اسی بنا پر آپ نے پہلے اسے قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور قتل کر دو تو لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

﴿حاکم﴾

تو روزہ دار نہیں ہے اور غیبت کا وبال:

ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت تھی جس کی زبان میں تیزی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی جب رات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا اور اس نے کہا: میں آج روزہ دار تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے روزہ نہیں رکھا (فاقہ کیا ہے) جب دوسرا دن ہوا تو اس نے قدرے اپنی زبان کی حفاظت کی، جب شام ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے کھانے کی طرف مدعو کیا۔ اس

نے عرض کیا: میں آج بھی روزے دار تھی۔ فرمایا تو جھوٹ کہتی ہے پھر جب تیسرا دن ہوا تو اس نے اپنی زبان کی پوری نگہداشت کی اور اس سے غیبت کی کوئی بات صادر نہ ہوئی، جب شام ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے کھانے کی طرف بلایا۔ اس نے عرض کیا: میں آج بھی روزہ دار تھی۔ آپ نے فرمایا: آج تو نے روزہ رکھا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں اجازت نہ دوں روزہ افطار نہ کریں تو لوگوں نے روزہ رکھا جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یہ دن روزے سے گزارا ہے تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں افطار کروں تو آپ نے اسے اجازت دیدی، اسی طرح لوگ حاضر ہوتے رہے اور آپ اجازت دیتے رہے۔

یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اہل خانہ میں سے دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے اور وہ دونوں آپ ﷺ کے حضور آنے سے حیا کرتی ہیں۔ آپ ان کو افطار کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے اعراض فرمایا، پھر اس نے عرض کیا: آپ نے پھر اعراض فرمایا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ کیسے روزہ دار ہوسکتا ہے جس نے لوگوں کا گوشت کھایا، جاؤ ان دونوں سے کہہ دو، اگر تم روزے دار تھیں تو تمہیں قے کر دینا چاہیے تو وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا اور ان دونوں نے قے کی تو ہر ایک کے پیٹ سے خون کا لوتھڑا برآمد ہوا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں جان ہے، اگر وہ لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو ان دونوں کو ضرور آگ کھاتی۔

﴿طیالسی، ''شعب الایمان''، ابن ابی الدنیا ''ذم الغیبت''﴾

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور ایک شخص نے آکر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس جگہ دو عورتیں روزہ دار ہیں اور ان دونوں کی حالت ایسی ہے کہ قریب ہے کہ پیاس سے مر جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کو بلا لاؤ تو وہ آئیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بڑا برتن دے کر ایک عورت سے فرمایا: اس میں قے کر دے تو اس نے قے کر دی اور اس نے خون، کچے لہو، پیپ اور گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ آدھا برتن بھر گیا، پھر دوسری عورت سے فرمایا کہ اس میں قے کر دے تو اس نے کچے لہو، خون، پیپ اور تازہ گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں نے خدا کے حلال کیے ہوئے رزق کو کھا کر روزہ رکھا اور اپنے روزوں کو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے افطار کیا کیونکہ تم دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی ہیں۔ یعنی غیبت کرتی ہیں۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، بیہقی ''الشعب''، ابن ابی الدنیا ''ذم الغیبت''﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک گزرنے والی عورت کی نسبت میں نے کہا کہ یہ عورت لمبے دامنوں والی ہے۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تھوکو، تھوکو، تو میں نے گوشت کا لوتھڑا تھوکا۔

﴿ابن ابی الدنیا﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ اٹھے اور اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت بطور ہدیہ کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ لوگوں نے کہا: اے زید رضی اللہ عنہ! کاش تم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر آپ سے عرض کرتے کہ اس گوشت میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی عنایت فرمائیں، چنانچہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے زید رضی اللہ عنہ! تم ان کے پاس جاؤ۔ انہوں نے تمہارے آنے کے بعد گوشت کھا لیا ہے تو میں نے جا کر انہیں بتایا۔ انہوں نے کہا: ہم نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ضرور یہ کوئی اہم بات ہے تو وہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا تمہارے دانتوں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کی سبزی دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سچ ہے، آپ ہمارے لیے استغفار کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے استغفار فرمایا۔

﴿حاکم﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: عرب میں دستور تھا کہ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے اور ایک شخص تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ یہ دونوں بزرگ سو کر بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان دونوں کیلئے ایک شخص نے کھانا تیار نہیں کیا ہے۔ اس پر ان دونوں بزرگوں نے کہا: وہ بہت سونے والا شخص ہے، پھر انہوں نے اسے جگایا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم سلام عرض کرتے ہیں اور سالن مانگتے ہیں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا:

ان دونوں نے سالن کھا لیا ہے پھر وہ دونوں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کون سا سالن کھایا ہے؟ فرمایا: تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً میں اس کا گوشت تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ان دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے استغفار کیجئے۔ فرمایا: جاؤ! اس شخص سے کہہ دو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے۔

﴿الضیاء مقدسی المختارہ﴾

گوشت پتھر بن گیا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ہدیہ میں گوشت کا پرچہ آیا۔ میں نے خادم سے کہا: اسے رسول اللہ ﷺ کیلئے رکھ چھوڑو۔ اسی اثناء میں ایک سائل آیا اور اس نے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز لگائی: "تَصَدَّقُوْا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ" صدقہ دو، اللہ

تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت دے، ہم نے اسے جواب دیا۔ "بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْکُمْ" اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے اور وہ سائل چلا گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے خادم سے کہا: اس گوشت کو پیش کردو اور وہ اسے لایا، دیکھا تو سفید پتھر بن گیا تھا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا آج تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا جسے تم نے واپس کردیا۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: یہ گوشت اس وجہ سے پتھر ہوگیا ہے۔ اس کے بعد وہ پتھر ان کے گھر کے ایک گوشے میں پڑا رہا اور وہ اس پر کوٹتی اور پستی رہیں، یہاں تک کہ ان کی رحلت ہوگئی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے نبی کریم ﷺ کی دعا:

بسند صحیح حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو سخت مشقت و تکلیف پہنچی، یہاں تک کہ میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم واندوہ اور منافقوں کے چہروں پر خوشی و مسرت دیکھی، جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا یہ حال دیکھا تو فرمایا:

خدا کی قسم! آفتاب غروب نہ ہوگا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ رزق بھیج دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یقین کرلیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات ضرور صادق ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان نے چودہ اونٹوں پر لدا ہوا غلہ خریدا اور نو اونٹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے، یہ دیکھ کر مسلمانوں کے چہروں پر خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور منافقوں کے چہروں پر غم واندوہ کے بادل چھاگئے اور میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست اقدس اٹھائے۔ یہاں تک کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے ایسی دعا مانگی کہ اس سے پہلے کسی کیلئے ایسی دعا میں نے نہیں سنی۔

﴿طبرانی﴾

صبح کو مشرک ہوگا شام کو مومن بن کر آئے گا:

حضرت مسعود بن ضحاک لخمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام مطاع (جن کی اطاعت کی جائے) رکھا اور ان سے فرمایا: تم اپنی قوم میں مطاع یعنی مخدوم ہو اور ان سے فرمایا: تم رفقاء میں جاؤ اور جو تمہارے جھنڈے تلے آئے گا، وہ محفوظ ہوگا تو وہ ان کی طرف گئے اور ان سب نے ان کی اطاعت کی اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان لوگوں نے عرض کیا: ہمارے لیے جرش پر دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے فرمایا: جرش الاجراش کی کثرت ہوگی اور لوگ کم ہوں گے۔

انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ان کیلئے کثرت کی دعا فرمائی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ مسعود (رضی اللہ عنہ) صبح کے وقت حالت شرک میں مجھ سے جنگ کرے گا اور شام کو مومن بن کر میری خدمت میں آئے گا چنانچہ جب آفتاب ڈھل گیا تو حضرت مسعود رضی اللہ عنہ مومن بن کر بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے اور وہ ایسے مطاع تھے

کہ جب قبائل کے درمیان جنگ ہوتی تو وہ جھنڈا تھام کر آتے اور ان کے درمیان صلح کرا دیتے تھے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبدالرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دو سوار آئے، جب حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو آتے دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں بنی کندہ اور مذحج ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ آئے تو وہ دونوں بنی کندہ اور مذحج کے تھے اور ان دونوں نے آپ کی بیعت کی۔

﴿ابن سعد﴾

دونوں میں کون حسین ہے:

حضرت ابی عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز ہدیۃً بھیجی اور وہ قاصد کچھ دیر ٹھہرا رہا، پھر وہ قاصد آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم کس لیے ٹھہرے رہے؟ پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کس بنا پر تم ٹھہرے رہے؟

فرمایا: تم ایک نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ڈالتے تھے اور ایک نظر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پر اور یہ دیکھتے تھے کہ ان میں سے کون زیادہ حسین ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اسی بات نے مجھے ٹھہرائے رکھا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے محمد بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام ابوالمقدم نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ بکری کے پائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے یہاں بھیجے۔ وہ آدمی کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں بتا دوں کہ کس لیے تم وہاں ٹھہرے رہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر ان کے حسن پر تعجب کر رہے تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

اہل جنت سے آ رہا ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت کا ایک شخص آ رہا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمر بن العاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس دروازے سے جو سب سے پہلے داخل ہوگا، وہ شخص اہل جنت میں سے ہے، چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دروازے سے جو تمہارے پاس آئے گا، وہ اہل جنت میں سے ہے تو وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے جو داخل ہوئے۔

﴿ابویعلیٰ، ابن عدی، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک یہی فرمایا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی داخل ہوتے رہے۔

﴿بزار﴾

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی آمد سے قبل ان کو جنتی فرمانا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور آپ نے ان کے یہاں تشریف رکھی اور ہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: اب تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، پھر فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا۔ اور فرمایا: اے خدا! اگر تو چاہے تو وہ علی رضی اللہ عنہ ہوں گے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی اوسط﴾

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی زوجہ سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی۔ آپ نے فرمایا: تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو میں نے آنے کی آہٹ سنی تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿طبرانی﴾

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ہر شے کا علم ہے: (حضرت عائشہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی کلب کی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کیلئے بھیجا تو وہ گئیں، جب وہ واپس آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم نے ایک خاص بات دیکھی ہے۔ تم نے دیکھا کہ اس کے رخسار پر ایک تل ہے جس کو دیکھ کر تمہارے بدن کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے یعنی آپ کو ہر شے کا علم ہے۔

﴿ابن سعد﴾

ابن سابط رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس عورت کو دیکھنے کیلئے بھیجا جس کیلئے آپ نے پیغام نکاح دیا تھا تو انہوں نے آ کر کہا: میں نے کوئی

خاص بات نہیں دیکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا ہے جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ خواہ کوئی آپ سے کتنا ہی چھپائے۔ کس میں یہ جرأت ہے؟

﴿خطیب، ابن عساکر﴾

ساتھی سے بے خوف نہ رہنا:

عباس بن عبداللہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بنی بکر کے اس شخص کو ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی جو مکہ جانا چاہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اسے لے جاؤ مگر اپنے بکری بھائی سے بے خوف نہ رہنا تو حضرت خالد انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ ایک روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کا ساتھی تلوار سونتے کھڑا ہے اور انہیں قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر ن فغواء خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ مجھے مال لے کر ابوسفیان کے پاس مکہ مکرمہ بھیجیں تا کہ وہ فتح کے بعد قریش میں اسے تقسیم کر دیں اور میں سفر میں اپنے رفیق کا متلاشی تھا، چنانچہ میرے پاس عمرو بن امیہ ضمری آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں تمہارا رفیق سفر رہوں گا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اس کی قوم کے علاقہ میں اترو تو اس سے ڈرتے رہنا کیونکہ کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ "اخوک البکری فلا تامنه" اپنے بنی بکر بھائی سے بے خوف نہ رہنا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم منزل ابواء میں آئے تو میرے رفیق سفر عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے کچھ کام ہے تو تم میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا: رشد کی حالت میں جاؤ۔ جب وہ چلا گیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یاد آ گئی اور میں نے اپنے اونٹ کو تیار کیا میں اسے تیز دوڑا کر لے گیا۔ یہاں تک کہ جب میں منزل اصافر میں تھا، اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ساتھ میرے تعاقب میں آ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے اونٹ کو خوب تیز دوڑایا اور میں آگے نکل گیا، جب اس کی قوم نے دیکھا کہ میں نے ان کے قابو سے باہر ہو گیا ہوں تو وہ پلٹ کر چلے گئے اور وہ تنہا میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: مجھے اپنی قوم سے ایک کام تھا۔ میں نے کہا: ہو گا اور ہم سفر طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

﴿ابو نعیم المعرفہ، ابن سعد﴾

آج جو پوچھو گے بتاؤں گا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ جلال کی حالت میں باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: آج تم لوگ مجھ سے جو پوچھو

گے، میں تمہیں ضرور بتاؤں گا اور ہم لوگوں نے خیال کیا کہ آپ کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم لوگ جاہلیت کے زمانے کے قریب رہ چکے ہیں۔ آپ ہماری برائیوں کو ہم پر ظاہر نہ فرمائیں۔ آپ ہمیں معاف رکھیں۔ "عفا اللہ عنک"

﴿ابویعلیٰ﴾

تو جنتی ہے اور تو جہنمی ہے:

ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قریش کا یہ قبیلہ ہمیشہ مامون و محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ لوگ ان کو ان کے دین سے کفر پر لوٹا دیں۔ پھر ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جنت میں، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: کیا میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟ فرمایا: جہنم میں۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے سامنے خاموش رہا کرو، جب تک کہ میں خود خاموش رہوں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم دفن کیے جاؤ گے تو میں اہل جہنم کے ایک گروہ کی تمہیں ضرور خبر دیتا۔ یہاں تک کہ تم پہچان لیتے اور مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو ضرور میں ایسا کرتا۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن ان کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں ان کی اونٹنی پر سوار کیا تو فرمایا: اے معاذ رضی اللہ عنہ! تم روانہ ہو جاؤ، جب تم جند میں پہنچو گے اور جس جگہ تمہاری یہ اونٹنی بیٹھ جائے تو وہاں اذان دینا اور نماز پڑھنا اور اس جگہ مسجد بنانا۔

تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب وہ جند میں پہنچے تو اونٹنی نے چکر لگایا مگر بیٹھنے سے انکار کیا، اس وقت انہوں نے پوچھا: کیا اس کے سوا کوئی اور جند بھی ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں جند رکامہ ہے تو جب وہ وہاں پہنچے تو اونٹنی کو پھیرا اور وہ بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اتر کر نماز کیلئے اذان دی، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

﴿ابن عبدالحکم فتح عصر﴾

اسود عنسی کے قتل کی خبر دینا اور قاتل کا نام بھی بتایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس دن اسود عنسی قتل کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان سے خبر آئی۔ آپ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: آج رات عنسی قتل کر دیا گیا اور اسے اس مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارکوں کے اہل بیت سے ہے۔ کسی نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: اس کا نام "فیروز" ہے۔

﴿دیلمی﴾

حافظ عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے "المبہمات" میں حضرت مدلوک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ

حضرت ضمضم بن قتادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ کالا تھا اور اس بچہ کی ماں بنی عجل سے تھی تو اس بنا پر حضرت ضمضم رضی اللہ عنہ کو وحشت ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر شکایت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ان کے رنگ کیا ہیں۔ اس نے کہا: ان میں سرخ بھی ہیں، کالے بھی ہیں اور مختلف رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا: ان میں یہ رنگ کہاں سے آئے؟ اس نے کہا: وہ اپنی اصل سے لیتے ہیں۔ فرمایا: بچہ نے بھی رنگ اپنی اصل سے لیا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ عجل کی عورتوں میں آیا اور اس اصل کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی کی دادی کا رنگ کالا تھا۔

(اصل حدیث بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔)

اس کی بیوی نے تمہیں یہ کہا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص تھا جو کسی نیکی کے قریب نہیں گیا اور نہ اس کے اعمال خیر پہچانے جاتے تھے، جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں آدمی کو جنت میں داخل کر دیا ہے؟ لوگوں نے اس پر حیرت وتعجب کیا۔ ایک شخص اٹھ کر اس کی بیوی کے پاس گیا اور اس کے عمل کے بارے میں اس کی بیوی سے پوچھا۔ اس نے کہا: اس کے عمل خیر تو نہ تھے بجز ایک خوبی کے جو اس میں تھی۔ وہ یہ کہ دن اور رات میں جب بھی اذان سنتا تو وہ انہیں کلمات کو دہراتا تھا۔ پھر وہ شخص آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب پہنچا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سن سکتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا، تم ہی فلاں شخص کی بیوی کے پاس گئے تھے اور تم نے اس سے اس کے عمل کی بابت پوچھا تھا اور انہوں نے تم سے ایسا ایسا کہا۔ اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی عورتوں سے بات کرنے اور کشادہ روئی سے پیش آنے سے بچتے تھے۔ مبادا کہ ہمارے بارے میں کوئی چیز نازل نہ ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ہم نے ان سے بات کی اور توش روئی سے پیش آئے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ہر بات سے بچتا تھا باوجودیکہ وہ اور اس کی بیوی ایک چادر میں ہوتے تھے۔ مبادا کہ ان کے بارے میں قرآن کریم کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔

﴿بیہقی﴾

اپنے بعد امور کی خبریں اور ان کا ظہور ہونا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ

سے قیامت تک ہونے والی باتیں بیان فرمائیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ نے قیامت تک ہونے والی کسی بات کو نہ چھوڑا، مگر یہ کہ اسے آپ نے بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا۔ اس نے اسے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا، وہ اسے بھول گیا۔ یقیناً جب کوئی بات ایسی ہوتی ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو فوراً وہ بات یاد آ جاتی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی کے چہرے کو یاد کر لیتا ہے، جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے پھر جب اس کے سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور ہمیں جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا، سب بتا دیا تو ہم میں سے جس نے زیادہ یاد رکھا، وہ ہم میں عالم ہے۔

﴿مسلم﴾

قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی' اس کی خبر دینا:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ فضائے آسمانی میں جو پرندہ پر مارتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے علم ہم سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔

۞ (ابویعلی وابن منیع اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿احمد، ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور قیامت تک جو کچھ آپ کی امت کرے گی، آپ نے ان سب کی خبر ہمیں دیدی جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا، وہ بھول گیا۔

﴿احمد تاریخ بخاری، طبرانی﴾

ساری دنیا میرے پیش نظر ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو اٹھا کر میرے پیش نظر کر دیا ہے اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، میں اسے اس طرح واضح طور پر دیکھ رہا ہوں جیسے میری یہ ہتھیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے اس طرح منکشف فرمایا جس طرح آپ سے پہلے نبیوں کیلئے منکشف کیا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: آفتاب کو گہن لگا اور نبی کریم

ﷺ نے نماز پڑھا کر فرمایا: خدا کی قسم! جب سے میں نماز کیلئے کھڑا ہوا، میں تمہاری دنیا اور تمہاری آخرت کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو پیش آئیں گی۔

﴿احمد﴾

دنیا اور عورتوں سے بچو:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا سرسبز وشیریں ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا میں حکومت دے گا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، لہٰذا تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

﴿مسلم﴾

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تم پر محتاجی وفقر سے نہیں ڈرتا لیکن میں تم پر اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی فراخی ہو، جس طرح کہ تم پہلوں پر فراخی ہوئی تھی، تو تم اس طرح خودغرضی کرو گے جس طرح انہوں نے کی اور اس طرح لہو ولعب میں پڑ جاؤ گے جس طرح وہ پڑے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نقشین فرش ہوں گے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس نقشین فرش ہیں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس نقشین فرش کہاں سے آئے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس نقشین فرش ہوں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا: آج میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اس نقشین فرش کو مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے لیے نقشین فرش ہوں گے؟

﴿بخاری، مسلم﴾

آج تم خیر پر ہو لیکن اس کے بعد ایک دوسرے سے لڑو گے:

حضرت طلحہ نضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بہت جلد ایسے زمانوں کو پاؤ گے کہ تم میں سے ہر ایک کے پاس صبح کو ایک کھانا اور شام کو دوسرا کھانا آئے گا اور تم ایسا لباس پہنو گے جیسے خانہ کعبہ کا غلاف۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آج خیر پر ہیں یا اس وقت ہوں گے۔ فرمایا: نہیں بلکہ تم خیر پر ہو اور آج تم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اور اس وقت تم ایک دوسرے سے بغض رکھو گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

دنیا کی زیب وزینت پر صحابی کا رونا:

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہیں کسی دعوت پر مدعو کیا گیا جب وہ اس گھر میں

آئے تو انہوں نے دیواروں پر پردے لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ باہر بیٹھ کر رونے لگے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا تمہاری طرف امنڈ کر آئے گی اور اسے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا تم آج اچھے ہو، اس وقت سے جبکہ تمہارے سامنے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا کھانا اور تم میں سے کوئی صبح کو ایک لباس پہنے گا اور شام کو دوسرا اور تمہارے گھر کی دیواروں پر ایسے پردے پڑے ہوں گے جیسے خانہ کعبہ پر پردے پڑے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں کیوں نہ روؤں جبکہ میں نے تم کو اس حال میں دیکھا کہ تمہارے گھروں پر ایسے پردے پڑے ہیں جیسے کعبہ پر پردے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: ہم لوگوں کو قحط سالی نے کھا لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں قحط سالی کے سوا سے تم پر ڈرتا ہوں کیونکہ تم پر دنیا ہر طرف سے آئے گی، کاش کہ میری امت سونے کا زیور نہ بناتی۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابوذر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔)

﴿ابونعیم﴾

حیرہ کے فتح ہونے کی خبر دینا:

حضرت خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب اس وقت ہجرت کی جبکہ آپ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: یہ حیرۂ بیضا ہے جسے میرے سامنے لایا گیا ہے اور یہ شیما بنت نفیلہ ازدیہ اپنے خچر شہباء پر کالا دوپٹہ اوڑھے موجود ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور میں اسے ویسا ہی پاؤں جیسا کہ آپ نے صفت بیان کی کہ تو کیا وہ میرے لیے ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے لیے ہے، چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور ہمیں مسیلمہ کذاب کے استیصال سے فارغ ہوئے تو حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے، ہمارے داخل ہونے کے بعد جو عورت سب سے پہلے ہمیں ملی وہ شیما بنت نفیلہ تھی اور اسی حال میں تھی جس حالت کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی یعنی وہ اپنے خچر شہباء پر سوار کالا دوپٹہ اوڑھے تھی اور میں اس کے ساتھ متعلق ہو گیا اور میں نے کہا: یہی وہ عورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس پر مجھ سے شہادت طلب فرمائی اور میں نے اس کی شہادت پیش کی۔ وہ شہادت حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کی تھی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے میرے حوالے کر دیا۔ پھر اس کا بھائی ہمارے پاس صلح کی غرض سے آیا اور اس نے کہا: اسے فروخت کر دو۔ خدا کی قسم! دس سو درہم سے کم نہ کروں گا تو اس نے مجھے ایک ہزار درہم دے دیئے، پھر مجھ سے کسی نے کہا: اگر تم ایک لاکھ درہم مانگتے تو وہ ضرور دیتا۔ میں نے کہا: میں دس سو درہم سے زیادہ گنتی جانتا ہی نہ تھا۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے روبرو حیرہ کو کتوں کے داڑھوں کی مانند شکل میں لایا گیا۔ یہ فرمایا کہ تم لوگ اسے فتح کرو گے۔ ایک شخص کھڑا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! نفیلہ کی بیٹی مجھے عطا فرما دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ تیرے لیے ہے چنانچہ اسے اس کو دیا گیا۔ پھر اس کا باپ آیا؛ اور اسنے کہا: اسے فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنے میں؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم۔ اس نے کہا: اگر تم تیس ہزار درہم کہتے تو میں ضرور اسے لے لیتا۔ اس نے کہا: کیا ایک ہزار سے بھی زیادہ گنتی ہوتی ہے؟

﴿بیہقی۔ ابونعیم﴾

یمن، شام اور عراق کی فتح کی خبر دینا:

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ یمن فتح ہوگا اور ایسی قوت آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل وعیال اور ان لوگوں کو جو ان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے کہ مدینہ ان کیلئے بہتر ہے۔ اس کے بعد شام فتح ہوگا اور ایک ایسی قوم آئے گی جو جانوروں کو ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو اور جو ان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے۔ کاش کہ وہ جانتے مدینہ منورہ ان کیلئے بہتر ہے۔ اس کے بعد عراق فتح ہوگا اور ایسی قوت آئے گی جو جانور ہانکتے وقت بس بس کہے گی اور وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو اور جو ان کا کہنا مانیں گے، کوچ کرا دیں گے کاش کہ وہ جانتے مدینہ ان کیلئے بہتر ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ لشکر لشکر بن جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کو ایک لشکر عراق کو اور ایک لشکر یمن کو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے کوئی لشکر خاص فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم شام کے لشکر میں ہونا اور اگر کوئی انکار کرے تو یمن کے لشکر میں ہو جانا اور وہاں کے چشموں کا پانی پینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے شام اور اہل شام کی کفالت کی ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے شام کے علاقہ میں مجھے قطعہ زمین عطا فرمایا۔ اس قطعہ کا نام سلیل تھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے وفات سے قبل مجھے اس قطعہ کی دستاویز لکھ کر عنایت فرمائی، مجھ سے صرف اتنا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب شام کو فتح کردے گا تو وہ تمہارا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل عراق کیلئے ذات عرق کو ان کو میقات مقرر فرمایا۔

﴿ابوداؤد، نسائی، دارقطنی﴾

بیت المقدس کی فتح کی خبر دینا:

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے وقوع کے درمیان چھ باتوں کو یاد رکھو، میرا وصال کرنا، پھر بیت المقدس کا فتح ہونا، پھر دو موتیں ہونی جو بکری کے قعاص (سینہ میں درد اور گردن توڑ بیماری) کی مانند تم میں ہوں گی، پھر تم میں مال کا اس حد تک پھلنا کہ ایک شخص کو سو اشرفیاں دی جائیں گی اور وہ اس پر راضی نہ ہوگا، پھر ایسے فتنے کا رونما ہونا کہ عرب میں کوئی گھر باقی نہ رہے گا جہاں وہ فتنہ داخل نہ ہو، پھر صلح کا ہونا جو تمہارے اور بنی الاصغر کے درمیان ہوگی۔ بنی الاصغر تم سے غداری کریں گے اور اسی جھنڈوں کے سایہ میں تم پر آئیں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔

﴿بخاری، حاکم﴾

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ پھر وہ تم سے غداری کریں گے یہاں تک کہ عورت کا حمل بھی غداری کرے گا، چنانچہ (عمّوس (طاعون کی صبا) کا سال ہوا تو لوگوں نے گمان کیا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: چھ باتوں کو گنتے جانا تو ان میں سے تین باتیں تو واقع ہو چکیں، اب تین باتیں رہ گئی ہیں۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان باتوں کے وقوع کیلئے مدت درکار ہے لیکن پانچ باتیں ایسی ہیں اگر تم میں سے کسی کے زمانہ میں ان میں سے کوئی واقع ہو تو اگر وہ مر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ مر جائے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں: (۱) منبروں پر بیٹھ کر لعنت کی جائے گی۔ (جیسے خوارج و روافض کرتے ہیں۔) (۲) اللہ تعالیٰ کا مال جھوٹوں کو دیا جائے گا۔ (۳) اونچی اونچی عمارتیں بنیں گی۔ (۴) ناحق خونریزی ہوگی اور (۵) قطع رحم کیا جائے گا۔ حضرت ذی الاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں آپ کے بعد زندہ رہنے کی مصیبت میں رہا تو آپ مجھے کہاں رہنے کا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: تم بیت المقدس میں رہنا، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صبح شام مسجد میں جا کر اسے آباد کرے۔

﴿ابن سعد﴾

فتح مصر اور وہاں رونما ہونے والے واقعات کی خبریں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایسے علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر ہوگا، لہٰذا تم لوگ وہاں کے رہنے والوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، جب تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتا دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۔

﴿مسلم﴾

راوی نے کہا کہ جب ابن شرجیل بن حسنہ، حضرت ربیعہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کے پاس گئے تو ان دونوں کو ایک اینٹ کی جگہ لڑتے دیکھا اور وہاں سے نکل گئے۔

﴿مسلم﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطیوں کو بھلائی کی نصیحت کرنا ان کی میرے ساتھ قرابت داری بھی ہے۔ مطلب یہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا انہی میں سے تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماریہ قبطیہ تھیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ خبردار مصر قبطیوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ لوگ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں معین و مددگار ہوں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عراق نے اپنے درہم اور قفیز سے روکا ہے اور شام نے اپنے مد اور اپنے دینار سے روکا ہے اور مصر نے اپنے اردب اور اپنے دینار سے روکا ہے اور جہاں سے تم نے ابتداء کی تھی، تم پلٹ گئے۔

﴿مسلم﴾

یحیٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قفیز و درہم کا ذکر، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ان کی زمین پر خراج مقرر کرنے سے پہلے فرمایا۔

ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ان باتوں کی خبر دی جو ابھی واقع نہ ہوئی تھیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ ہونے والی تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ماضی کے صیغہ کے ساتھ ذکر فرمایا کیونکہ وہ علم الٰہی میں ماضی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آنے والوں کیلئے ذوالحلیفہ اور شام و مصر اور مغرب والوں کیلئے جحفہ کو میقات مقرر فرمایا۔

﴿امام شافعی الام﴾

میری امت کے لوگ وسط دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں آپ نے خوب استراحت فرمایا، جب آپ بیدار ہوئے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! تبسم کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میرے سامنے میری امت کے ایسے لوگ پیش کیے گئے جو وسط دریا میں سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور وہ اپنی قوم کے لوگوں پر بادشاہ ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: تم ان کے اول لوگوں میں سے ہو گی۔

چنانچہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دریائی جہاد میں غازیہ تھیں، جب وہ لوگ اپنے جہاد سے واپس آ رہے تھے توام حرام کے قریب سواری لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں مگر سواری نے انہیں گرایا اور وہ فوت ہو گئیں۔
﴿بخاری، مسلم﴾

تو ان میں نہیں:

حضرت عمیر بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا پہلا وہ لشکر جس کے سپاہی بحری جنگ کریں گے۔ ان کیلئے جنت واجب ہوگئی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان میں سے ہوں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو۔ بعدازاں ارشاد فرمایا: میری امت کا وہ لشکر جو قیصر کے شہر میں جائے گا، ان کیلئے مغفرت ہے۔ میں نے عرض کیا: میں بھی ان میں ہوں گی؟ فرمایا: نہیں۔
﴿بخاری﴾

خوزوکرمان کی فتح کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک خوز وکرمان کے لوگوں سے تم جنگ نہ کروں گے۔ وہ لوگ عجمی ہیں، ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹی، چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوں گی۔ گویا کہ ان کے چہرے چپٹی ڈھال کی مانند ہوں گے اور قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔
﴿بخاری﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ غیبی خبر اس طرح واقع ہوئی کیونکہ خوارج کی قوم نے رے کے علاقے سے خروج کیا اور ان کی جوتیاں بالوں کی تھیں اور ان سے جنگ کی گئی۔)

غزوۂ ہند کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوۂ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔
﴿بیہقی﴾

حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل روم تم سے ایسی صلح کریں گے جو امن کی صلح ہوگی۔
﴿ابن سعد، حاکم﴾

فارس وروم کی فتح کی خبر دینا:

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں موجود تھے کہ لوگوں نے آپ سے لباس کی کمی، مفلسی اور قلت اشیاء کی شکایت کی۔ اس وقت آپ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو، خدا کی قسم! بلاشبہ میں کثرتِ اشیاء کے ساتھ اسکی کمی کی شکایت سے تم پر خوف

رکھتا ہوں اور یہ مال کی کثرت تم میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے سرزمین فارس وروم اور حمیر کے علاقہ کو فتح کرائے گا اور تم لوگ تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔

ایک لشکر شام کی طرف، ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف جائے گا اور مال کی فراوانی اتنی ہوگی کہ ایک شخص کو سو درہم دیئے جائیں گے تو وہ اس سے ناراض ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! شام پر حملہ کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ کیونکہ وہ بڑے بڑے رومی سردار ہیں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ شام کو ضرور تم پر فتح کر دے گا اور تم کو ضرور وہاں کی حکومت دے گا اور یہاں تک ہوگا کہ ان میں کے گورے رنگ کی ایک جماعت تم میں سے کالے رنگ اور سرمنڈے شخص کی سواری کے گرد کھڑے ہوں گے اور وہ شخص ان کو جو حکم دے گا، اسے وہ لوگ کریں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی۔ آپ کے اصحاب میں یہ صفت حضرت جز بن سہیل سلمی رضی اللہ عنہ میں پہچانی جاتی۔ وہ اس زمانہ میں عجمیوں پر حاکم تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ جب وہ مسجد کی طرف جاتے تو لوگ انہیں دیکھتے اور ان کے پاس ان کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوتے اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو صفت بیان فرمائی، اس پر وہ تعجب کرتے تھے۔

﴿بیہقی، ابونعیم، ثابت الدلائل﴾

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ تعالیٰ فارس وروم کو ضرور فتح کرائے گا اور غلہ کی اتنی کثرت ہوگی کہ لوگ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا بھول جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت میری امت کے لوگ ہاتھ ہلا کر چلیں گے اور ان کی خدمت میں فارس کے لوگ ہوں گے، اس وقت ان کے اشرار ان کے اخیار پر مسلط ہو جائیں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! تم پر ایسا ایسا ہونا ضرور ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر فارس وروم کو فتح کریگا اور تم میں سے ایک صبح کو ایک لباس بدلے گا اور شام کو دوسرا۔ اور تمہارے آگے صبح کو ایک کھانا آئے گا اور شام کو دوسرا۔

﴿حاکم﴾

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں کھڑے ہو کر فرمایا: تم لوگ مفلسی کا خوف رکھتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس وروم کو فتح کرائے گا اور تم پر دنیا اس طرح اُمنڈ کر آئے گی کہ میرے بعد تم حق سے پھرو گے اور دنیا ہی کی وجہ سے پھرو گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں تھا۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تم پر فتح کرائے گا، پھر تم فارس پر جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا پھر تم روم پر جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا، پھر تم دجال سے جہاد کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کالی بکریاں میرا اتباع کر رہی ہیں۔ اس کے بعد ان کے پیچھے سے سفید بکریاں آئیں، یہاں تک کہ کالی بکریاں ان میں دکھائی نہیں دیتیں۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ عرب ہیں جو آپ کا اتباع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان میں عجمی لوگ آ کے مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان میں وہ دکھائی نہ دیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا، ایسا ہی ہوگا۔ فرشتہ نے آج صبح اس کی تعبیر بتائی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿بیہقی﴾

قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی تقسیم اور ان کی ہلاکت کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے اس خزانے کو کھولے گی، جو سفید محل میں محفوظ ہے۔ جن لوگوں نے اس خزانے کو کھولا، ان میں میں اور میرے والد تھے اور ہم سب کو اس میں سے ایک ایک ہزار درہم ملے۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

عفیف الکندی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ آیا اور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تاکہ ان سے تجارت کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ کے مقام میں تھا کہ ان کے قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا، جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور سورج دیکھا کہ وہ ڈھل گیا ہے تو کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک بچہ نکلا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا: اے عباس! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ محمد ﷺ میرے بھتیجے اور ان کی زوجہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور ان کے چچا کے صاحبزادے حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اس معاملے میں ان کا اتباع ان کی بیوی اور ان کے چچا کے بیٹے کے سوا بھی کوئی نہیں کرتا اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کسریٰ وقیصر کے خزانے فتح ہوں گے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے اور ان دونوں کنگنوں کو سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنایا گیا اور وہ کنگن اس کے شانوں تک پہنچے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بنی مدلج کے اعرابی کے ہاتھوں میں ہیں۔

﴿بیہقی﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سراقہ نے ان دونوں کنگنوں کو اس بنا پر پہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھ، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں اور اس کا بند کمر اور اس تاج اوڑھ رکھا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عتبہ رحمۃ اللہ علیہ، اسرائیل بن ابو موسیٰ رحمہم اللہ اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کسریٰ کے کنگن پہنتے وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟

راوی نے کہا کہ جب کسریٰ کے کنگن دربارِ فاروقی میں لائے گئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر پہنایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے ان کنگنوں کو چھین کر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ اعرابی کو پہنایا۔

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن محیریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فارس سے ایک یا دو بار ٹکر لینے کی ضرورت ہے۔ اسکے بعد نہ کہیں فارس رہے گا اور روم کے کئی سردار ہوں گے، جب ایک ہلاک ہوگا تو دوسرا اس کا جانشین خود بخود ہوتا جائے گا۔

خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست و فرمانروائی انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی دنیا سے تشریف لے جاتا تو دوسرا نبی ان کی قائم مقامی کرتا، چونکہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ نہیں ہے تو خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: اول اور اول کی بیعت کرو، اور ان کو ان کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا جن کا نگہبان ان کو بنایا ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین قائم رہے گا جب تک کہ قریش کے بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد خلفا ہوں گے، وہی عمل کریں گے جس کا علم رکھیں گے اور وہی کریں گے جس کا حکم دیا گیا ہوگا۔ ان کے بعد

ایسے خلفاء ہوں گے جو ایسے عمل کریں گے جن کا انہیں علم نہ ہوگا اور وہ کریں گے جن کا حکم نہ دیا گیا ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کی حکومت سے پناہ میں رکھے جو سفہا یعنی نادان ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا: ان سفہا کی خصلت کیا ہوگی؟ فرمایا: وہ امراء میرے بعد ایسے ہوں گے جو میری ہدایت کے ساتھ ہدایت نہ پائیں گے اور نہ میری سنت پر وہ عمل کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے ایسے ناخوشگوار باتیں اور امور ہوں گے جن کو تم پسند نہ کرو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ہم میں سے کوئی جب ان باتوں اور امور کو پائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: جو حق تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرنا اور جو تمہارے حق میں ہیں، ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

تم اطاعت کرنا خواہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بلیغ انداز سے ہمیں خطاب فرمایا کہ اس سے دل بے قرار ہو کر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسے کسی کو رخصت کے وقت کیا کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور سمع وطاعت کو لازم رکھنا، اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو۔ کیونکہ وہ گمراہی ہے، لہٰذا تم میں سے جو کوئی ایسے وقت کو پائے تو اس پر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین، ہدایت یافتہ کی سنت لازم ہے اور ان کو خوب مضبوطی سے تھامے رہنا۔

﴿ابن ماجہ، حاکم، بیہقی﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کی ترتیب کی پہلے ہی خبر دیدی تھی:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پتھر لائے۔ آپ نے اسے رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پتھر لائے، آپ نے اسے رکھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پتھر لائے اور آپ نے اسے رکھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد اسی ترتیب سے خلفاء ہوں گے۔

﴿ابویعلیٰ، حارث بن اسامہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد کیلئے سب سے پہلے خود پتھر اٹھایا۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا، پھر حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پتھر اٹھایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد (اسی ترتیب سے) یہ حضرات خلفاء ہوں گے۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس میں حاضر ہوا تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے اور آپ مسجد قبا کی تعمیر فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی تعمیر فرما رہے ہیں۔ درآں حالیکہ آپ کے ساتھ صرف یہی تین حضرات ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد یہی تین صاحبان خلافت ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میں مرد صالح کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعلق کر دیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے دربار سے اٹھے تو ہم نے باہم ذکر کیا ہے کہ مرد صالح سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں اور وہ جو ایک دوسرے سے متعلق کرنے کا ذکر فرمایا تو ان سے مراد وہ صاحبان امر ہیں جس امر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو میرے بعد ہیں، تم ان کی اقتدا کرنا، وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔

(اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر ہوں جس پر ڈول رکھا ہوا ہے تو میں نے اس ڈول سے جتنا خدا نے چاہا، پانی نکالا، پھر اس ڈول کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تھام لیا اور انہوں نے اس سے ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے پانی نکالنے میں کمزوری تھی اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے تھام لیا تو میں نے اس سے پانی نکالنے میں لوگوں میں سے کسی کو ان سے قوی و مضبوط نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سیراب ہو کر جگہ پکڑ لی۔

(بخاری و مسلم نے اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے۔)

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے خواب

میں دیکھا کہ گویا میں کالی بکریوں کو سیراب کر رہا ہوں، جب کالی بکریوں میں سفید بکریاں آ کر مخلوط ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑھے اور انہوں نے ایک دو ڈول پانی کھینچا مگر ان میں ضعف تھا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے ڈول تھام لیا تو وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں بدل گیا اور لوگ خوب سیراب ہو گئے اور تمام بکریاں سیراب ہو کر ہٹ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور سفید بکریاں وہ تمہارے عجمی بھائی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتی ہے۔ حدیث میں جو ضعیف و کمزوری کا ذکر ہوا ہے، اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت کی کمی اور بہت جلد ان کی وفات ہو جانا مراد ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کہ وہ دو سال رہے گی

حضرت حسن سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہمیشہ خواب دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے فضلات کو روند رہا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کیلئے سیدھی راہ ہموار کرو گے۔ عرض کیا: میں دیکھتا ہوں کہ میرے سینے پر رقمہ کی مانند دو نشان ہیں، آپ نے فرمایا: اس سے دو سال مراد ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں نے دیکھا کہ میں اور تم دونوں ایک سیڑھی کی طرف دوڑے ہیں مگر میں تم سے سیڑھی کے ڈھائی ڈنڈے اوپر چڑھ گیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں مغفرت کی جانب بلا لے گا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وفات میں مجھ سے فرمایا کہ اپنے والد ماجد اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لو تا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ایک تحریر لکھ دو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی کہنے والا دعویٰ کرے اور تمنا رکھنے والا آرزو کرے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان انکار کرتے ہیں بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد بہت تھوڑی مدت رہیں گے اور عرب کی چکی کا مالک ایسی زندگی گزارے گا جو محمود ہوگی اور وہ شہید ہو کر فوت ہوگا۔ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ شخص کون ہے؟ فرمایا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم سے لوگ اس قمیص کو اتروانا چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنائی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر تم نے اس قمیص کو اتار دیا تو تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ نہ گزر جائے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی المصطلق کے سفیروں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کرو، اگر ہم آئندہ سال حاضر ہوں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو اپنے صدقات کس کے حوالہ کریں؟ تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہہ دو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں اور میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا: جا کر یہ دریافت کرو کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ہم نہ پائیں تو؟ میں نے جا کر عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان سے کہہ دو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں تو میں نے ان سے ایسا ہی کہہ دیا۔ انہوں نے کہا: آپ سے عرض کرو کہ اگر ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی نہ پائیں؟ میں حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہہ دو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیں اور فرمایا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کیے جائیں، اس دن تم لوگوں کی ہلاکت ہو۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم امیر و خلیفہ بنو گے اور تم کو قتل کیا جائے گا اور یہ داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا دم واپسیں:

حضرت ثور بن مجزاۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت پہنچا جب ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کس گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: میں امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت سے ہوں۔ انہوں نے کہا: اپنا ہاتھ بڑھاؤ کہ میں تمہاری بیعت کروں تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا: اللہ اکبر۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار کر دے گا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنت

میں داخل ہوں مگر یہ کہ میری بیعت ان کی گردن میں ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت سہل بن ابی حشمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو کہ شہداء احد میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کبھی نبوت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد خلافت ہوئی اور کبھی خلافت نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کے بعد بادشاہت ہوئی اور کبھی صدقہ نہ ہوا مگر یہ کہ وہ ٹیکس بن گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امر جو نبوت و رحمت ظاہر ہوا ہے، اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی۔ اس کے بعد ظلم و جور سے بھرپور بادشاہت ہوگی۔ اس کے امت میں سرکشی و جبر اور فساد برپا ہوگا۔ جو زنا اور شراب اور ریشم کو حلال جانیں گے اور ان کے مرتکب ہونے پر مدد کریں گے، ان کو ہمیشہ رزق ملتا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدا سے ملیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت کی خلافت ہوگی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں خلافت تیس برس رہے گی، اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ یہ مدت خلافت چاروں کی خلفاء کی ہے۔

﴿ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا، بادشاہ کرے گا۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم بادشاہت کے ساتھ خوش ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت کے عہد میں رہو گے۔ اس کے بعد جب خدا چاہے اسے اٹھا لے گا، پھر تم خلافت علی منہاج نبوت میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے، رہو گے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا، پھر ظلم سے بھرپور بادشاہت ہوگی، پھر ظلم و جور ہوگا۔ جب تک خدا چاہے تم اس میں رہو گے، پھر جب خدا چاہے اسے اٹھالے گا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوت ہوگی۔

چنانچہ جب حضرت عمر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ان سے یہ حدیث بیان کی گئی اور ان سے عرض کیا گیا کہ ہم تمنا رکھتے ہیں کہ آپ کا عہد ظلم و جور کے بعد والا ہو۔ یہ سن کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

﴿بیہقی﴾

خلافت مدینہ میں ہے اور بادشاہت شام میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

خلافت مدینہ منورہ میں اور بادشاہت شام میں ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم خلافت کو دیکھو کہ ارضِ مقدسہ میں نازل ہوئی ہے تو اس وقت زلزلے اور حزن وغم اور بڑے بڑے امور رونما ہوں گے اور قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جیسے ہاتھ اپنے سے قریب ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس قیامت سے مراد زمانہ خلافت کی مدت کا خاتمہ ہے۔)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے دیکھا لشکروں کی تلوار میرے سر کے نیچے سے اٹھالی گئی۔ میں نے گمان کیا: اب وہ جاتی رہے گی اور میں نے نگاہوں سے اس کا پیچھا کیا تو وہ تلوار شام پہنچی تو جب فتنوں کا وقوع ہوگا تو ایمان شام میں ہوگا اور اس کی مانند حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی ہے۔

﴿بزار، بیہقی "صحیح"﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ، مدینہ نہ رہے گا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد آرام وکشائش نہ رہے گی۔

﴿ابونعیم﴾

اے معاویہ رضی اللہ عنہ جب تم بادشاہت کرو تو حسن سلوک سے پیش آنا:

عبدالمالک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم بادشاہت کرو تو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔" اس وقت سے میں خلافت کی خواہش رکھنے لگا تھا۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! خلافت پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہ کیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ! جب تم حکومت کے والی بنو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا تو میں برابر گمان رکھتا تھا کہ میں ضرور امرِ خلافت میں مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

بنوامیہ کی ملوکیت کے سلسلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے یعنی امر خلافت سپرد کرے، اس پر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا واقعی اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو

قمیص پہنائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ لیکن اس میں بلا وسختی ہے۔ اسے تین مرتبہ فرمایا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے گا تو تم خیال رکھنا کہ تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو ولایت عطا کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، مگر اس میں بلا وسختی ہے اور یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تم حکومت کے والی بنو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔ انہوں نے کہا: اس کے بعد میں گمان رکھنے لگا کہ میں امارت کے ساتھ ضرور مبتلا ہوں گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ میں مبتلا ہوا۔

﴿احمد﴾

(ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سنو! میرے بعد میری امت کے معاملات کے تم والی بنو گے تو جب ایسا ہو تو امت کے محسنوں کو آگے بڑھانا اور امت کے بدکاروں سے درگزر کرنا تو میں اس کا امید وار رہا۔ یہاں تک کہ میں اس جگہ پہنچا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے یہ دن ورات ختم نہ ہوں گے جب تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت نہ ہو۔

﴿دیلمی﴾

حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اللهم علمه الكتاب و مكن له في البلاد و قه العذاب"

ترجمہ: "اے خدا! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم دے اور انہیں شہروں میں قدرت دے اور انہیں عذاب سے محفوظ رکھ۔"

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عرہ بن اویم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا: کشتی کیجئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور فرمایا: میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ! کبھی مغلوب نہ ہوں گے اور

انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا، چنانچہ جب صفین کا دن آیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ حدیث مجھے یاد ہوتی تو میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی امارت کی خبر دینا:

نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میری نسل میں ایک شخص ہوگا جس کے چہرے پر بدنما نشان ہوگا مگر وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں گمان نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس شخص کو جان لیتا کہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہے اور اس کے چہرے پر بدنما نشان ہے اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھرے گا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دنیا کے بارے میں یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس وقت تک ختم نہ ہوگی، جب تک کہ آل عمر سے اس شخص کی خلافت نہ ہو جس کی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے مشابہ ہے تو لوگ بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گمان رکھتے تھے کیونکہ ان کے چہرے پر بدنما نشان تھا مگر وہ نہ ہوئے اور وہ شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہوئے کیونکہ ان کی والدہ عاصم بن عمر ابن خطاب، کی بیٹی تھیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی امیہ پر لعنت نہ کرو کیونکہ ان میں ایک امیر ایسا ہے جو مرد صالح ہے یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔

﴿عبداللہ بن احمد الزوائد﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ خلفاء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دو عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا، دوسرے عمر کون ہیں؟ فرمایا قریب ہے کہ تم اسے جان لو گے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال پہلے فوت ہوئے اور انہوں نے یہ بات توفیق الٰہی سے سنائی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابوالعاص کے بیٹوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین سے فریب کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے مال کو دوست سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی﴾

بنوامیہ کے فریب کی خبر دینا:

ابن موھب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس مروان آیا اور اس نے کہا، اے امیر المومنین میری حاجت پوری کیجئے۔ خدا کی قسم میں عظیم مشقت میں مبتلا ہوں۔ میں دس بچوں کا باپ ہوں۔ دس کا چچا اور دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ مروان پشت پھیر کر گیا تو حضرت ابن عباس، معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب الحکم کے بیٹوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنے درمیان دولت سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا تمسخر اڑائیں گے اور کتاب اللہ کے ساتھ فریب کریں اور جب ان کی تعداد چار سو ننانوے تک پہنچ جائے گی تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی۔

یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا گواہ ہے۔ بالکل درست ہے۔ پھر مروان کو اپنی کوئی حاجت یاد آئی اور اس نے عبدالملک کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور عبدالملک نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی حاجت کے بارے میں گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس چلا گیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اے عباس رضی اللہ عنہ کیا آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ چار ظالم و جابر بادشاہوں کا باپ ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا گواہ ہے۔ بالکل صحیح ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب بنوامیہ کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے تمسخر، اللہ تعالیٰ کے مال کو دولت اور کتاب اللہ سے فریب کریں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی الحکم میرے منبر پر اس طرح کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تبسم کرتے دیکھا اور نہ خاطر جمع کی حالت میں۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر ہیں۔ آپ نے اسے برا جانا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی فرمائی۔ یہ دنیا ہے، انہیں دنیا ہی دوں گا۔ اس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ آپ کے منبر پر فرداً فرداً خطبہ دے رہے ہیں۔ آپ کو یہ ناگوار معلوم ہوا تو اس وقت آیہ کریمہ "انا

اعطینک الکوثر "(سورۂ کوثر) اور "انا انزلنہ فی لیلۃ القدر . وما ادراک ما لیلۃ القدر . لیلۃ القدر خیر من الف شھر" (سورۂ القدر) نازل ہوئیں تو بنی امیہ کی حکومت ہزار مہینہ تک رہی۔

قاسم بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہم نے بنی امیہ کی حکومت کی مدت شمار کی تو وہ ہزار مہینہ تھی۔ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا:

حضرت عمرو بن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔ انہوں نے کہا کہ حکم بن ابو العاص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا، اس سانپ کو یا سانپ کے بچے کو آنے کی اجازت دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور جو اس کے صلب سے نکلے اس پر سوائے مسلمانوں کے جو کہ بہت کم ہوں گے، لعنت کرے۔ یہ لوگ دنیا کو چاہیں گے اور آخرت میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ وہ لوگ مکاری وفریبی ہوں گے ان کو دنیا میں مال ودولت ملے گی اور آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہ ہوگا۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کے لیے فرمایا، جب اس کی اولاد تیس یا چالیس کو پہنچے گی تو وہ ملکوں کے بادشاہ بن جائیں گے۔

﴿فاکہی، زہری﴾

ابن نجیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "رسالہ" میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو حکم بن العاص آپ کے سامنے سے گزرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اولاد اس کے صلب میں ہے، میری امت کے لیے افسوسناک ہے۔

ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی امیہ کے ظالم وجابر لوگوں میں سے ایک کی ناک سے میرے اس منبر پر ضرور خون بہے گا تو عمر بن سعید بن العاص کی ناک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خون بہا۔ یہاں تک کہ منبر کی سیڑھیوں سے خون بہنے لگا۔

حکومت بنی عباس کی خبر دینا:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا، دیکھو کیا آسمان میں کسی ستارہ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا، ہاں ثریا کو دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا سنو! ان ستاروں کی تعداد کے موافق تمہارے صلب کی اولاد اس امت کی حکمران ہوگی اور وہ فتنہ کے وقت حکمران ہوں گے۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت عباس

رضی اللہ عنہ والہ وسلم سے فرمایا، تم میں نبوت و مملکت ہے۔

﴿بزار، ابن عدی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا: تم ایک فرزند کی حاملہ ہو، جب وہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے بچہ کیسے پیدا ہوگا جبکہ قریش نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ وہ عورتوں کے پاس نہ آئیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ ایسا ہی ہوگا جیسا میں نے تم سے فرمایا۔

وہ کہتی ہیں جب میرے بچہ پیدا ہوا تو اسے آپ کے پاس لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی، اور اس بچے کے منہ میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر فرمایا: خلفاء کے باپ کو اب لے جاؤ، جب میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے واقعہ عرض کیا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بات تم سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہی ہے، وہ حقیقت ہے۔ یہ ابوالخلفاء ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ بدکار ہوں گے اور کچھ ان میں ہدایت یافتہ ہوں گے حتیٰ کہ ان میں سے ایک وہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں مگر میں یہی گمان کرتا رہا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: یہ تو سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ کے ساتھ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ تھے، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی بات ان سے بیان کی اور ان کی آنکھیں جانے کا ذکر کیا اور فرمایا: وہ بینائی موت کے وقت واپس آجائے گی۔

﴿ابن عدی، ابونعیم، بیہقی﴾

خراسان سے سیاہ جھنڈے آئینگے اور قتال عظیم کرینگے: (فرمان رسول ﷺ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس خزانے یعنی کعبہ معظمہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گیا ور وہ تینوں خلفاء کی نسل سے ہوں گے اور ان میں سے کسی کو اس کا حق نہ پہنچے گا۔ پھر خراسان سے سیاہ جھنڈوں والے آئیں گے اور وہ تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ تم نے اس کی مانند قتال کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے۔ کوئی چیز انہیں نہ پھیر سکے گی، یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب ہو جائیں گے

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابان بن ولید عتبہ امی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں موجود تھا۔ ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہارے لیے دولت (حکومت) ہوگی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے مددگار کون ہوں گے۔ کہا: اہل خراسان اور بنی امیہ، بنی ہاشم سے کئی مرتبہ لڑیں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دی ہے اور میرے بعد میرے اہل بیت شدید بلاؤں سے دوچار ہوں گے اور ان کو منتشر کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس جگہ سے ایک قوم آئے گی اور دست اقدس سے مشرق کی جانب اشارہ فرمایا اور وہ سیاہ جھنڈے تھامے ہوئے ہوں گے اور وہ حق کو مانگیں گے مگر کوئی انہیں حق نہ دے گا تو وہ جنگ کریں گے اور غالب رہیں گے اور انہیں حق دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں ایک شخص کے اسے سپرد کریں گے اور وہ زمین کو عدل سے سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم و جور سے زمین بھر گئی ہوگی۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت میں سے ایک شخص زمانہ کے خاتمہ اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے وقت ظاہر ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا۔ اس کی داد و دہش دونوں ہاتھوں میں مال میں ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہم میں سے سفاح، منصور اور مہدی ہوں گے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ہم میں سے تین شخص ہوں گے جو اہل بیث سے ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، جس وقت ابن ملجم نے آپ کو مجروح کیا اور آپ نے وصیت فرمائی تو اس وصیت میں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے ان باتوں کی خبر دی ہے جو آپ کے بعد اختلافات رونما ہوں گے اور مجھے عہد شکنوں، دین سے نکل جانے والوں اور ظلم و جور کرنے والوں سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ مجھے ان زخموں کی خبر دی جو مجھے پہنچے ہیں اور

مجھے بتایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کا بیٹا یزید حکومت کرے گا۔ اس کے بعد بنی مروان کو حکومت پہنچ جائے گی اور وہ اسے وراثت بنالیں گے۔

اب امر خلافت بنی امیہ کو پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد بنی عباس کی طرف جائے گا اور مجھے اس جگہ مٹی دکھائی گئی جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتل کیے جائیں گے۔

اور انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم! بنوامیہ اسلام کو ننگا کر کے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد اسے اندھا کر دیں گے، پھر یہ نہ جانا جائے گا کہ اسلام کہاں ہے اور یہ نامعلوم ہوگا کہ اسلام کا والی کون ہے اور اسلام ادھر ادھر پھرتا رہے گا جہاں خدا چاہے یہ حالت ایک سو چھتیس تک رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سفرا کو بھیجے گا جس طرح بادشاہوں کے سفرا ہوتے تھے، ان کی خوشبو پاکیزہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسلام کی سماعت و بصارت کو پھیر دے گا۔ میں نے پوچھا: وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: وہ عراقی، مشرقی اور عجمی ہوں گے اور کم ہے جو ہوگیا اور کم ہے جو ہو رہے گا۔

﴿زبیر بن بکار موفقیات﴾

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین تم میں ہمیشہ رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو، جب تک تم نئے نئے اعمال نہ کرو، ورنہ تم سے یہ ولایت چھن جائے گی، لہٰذا جب تم ایسا کرو گے تو تم پر اللہ تعالیٰ شریروں کو مسلط کرے گا اور وہ تمہاری کھال اس طرح ادھیڑیں گے جس طرح درخت سے پوست چھیلا جاتا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امر قریش میں رہے گا، جب تک قریش دین پر قائم ہیں، جو بھی ان سے دشمنی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا کر دے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا: حکمراں ہمیشہ قریش میں سے رہے گا۔

﴿حاکم﴾

ترکی حکومت کی خبر دینا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ترکوں کو اپنے حال پر رہنے دو، جب تک وہ تم سے کچھ نہ کہیں، کیونکہ میری امت میں سب سے پہلے جو ان کا ملک چھینے گا اور ان کو اللہ تعالیٰ جس چیز کا مالک کرے گا، وہ بنوقنطوراء ہیں۔

۞ (کہا گیا ہے کہ قنطورا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی کا نام ہے۔ ان سے ان کی اولاد ہوئی اور

انہی میں سے ترک اور چینی ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ قنطوراء ترکوں کے باپ کا نام تھا)

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک علاقہ ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے۔ وہاں کچھ مسلمان اتریں گے۔ ان کے قریب نہر ہوگی جس کا نام دجلہ ہے۔ اس پر ان کا پل ہوگا اور وہاں رہنے والے کثرت سے ہو جائیں گے۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطوراء آئیں گے۔ ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی، یہاں تک کہ وہ نہر کے کنارے پر اتریں گے اور لوگ تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل کے ساتھ ملحق رہے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور ایک فرقہ اپنی جانوں کو بچائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا اور ایک فرقہ ان سے جنگ کرے گا اور خوب شدت سے جنگ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ لوگوں کو فتح دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت کو ایسی قوم کھینچے گی جن کے چہرے چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی، گویا ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔ یہ تین مرتبہ ہوگا یہاں تک کہ ان کو جزیرۃ العرب میں پہنچا دیں گے۔ پہلی مرتبہ کے حملے میں جو لوگ بھاگ جائیں گے، وہ نجات پائیں گے اور دوسری مرتبہ کے حملے میں کچھ لوگ نجات پائیں گے لیکن تیسری مرتبہ کے حملے میں جو لوگ ان سے باقی رہ جائیں گے، ان کا وہ استیصال کر دیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: وہ ترک ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ اپنے گھوڑوں کو مسلمانوں کی مسجدوں کے ستونوں سے باندھیں گے۔

﴿احمد، بزار، حاکم﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اہل عرب پر ترک ضرور غالب ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اہل عرب کو شیخ و قیوم کے پودوں کی مانند کر دیں گے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: گویا میں ترکوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایسے اونٹوں پر تمہارے اوپر آئے ہیں جن کا کان چرے ہوئے ہیں اور وہ ان کو فرات کے کنارے باندھ رہے ہیں۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ قبیلہ مضر، ہمیشہ مردِ صالح کو قتل کرتے رہیں گے اور ان کو ہلاک کر کے نابود کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے ایسے لشکر سواروں کو بھیجے گا جو انہیں قتل کرے گا۔

﴿حاکم﴾

بسند صحیح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ

نے فرمایا: میرے بعد ایک قوم آئے گی جو ایک دوسرے کو قتل کر کے حکومت حاصل کرے گی۔

﴿احمد، طبرانی، ابو یعلیٰ﴾

حضرت عمر فاروق وعثمان غنی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کی مثل اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس کی مانند روایت کی ہے۔

﴿احمد، ابن ماجہ﴾

کوہِ اُحد پر ارشاد نبوی کہ تجھ پر دو شہید موجود ہیں:

بسند صحیح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوہ احد نے حرکت کی اور اس پر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احد قائم رہ، تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت کی بشارت دیدو، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت و شہادت کی بشارت دیدو، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا: انہیں جنت وشہادت کی بشارت اور اجازت دیدو۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رحلت کے دن موجود تھا۔ اس دن آفتاب کو گہن ہوا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں ارشاد نبوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بیئر اریس تشریف لے گئے اور اس کنوئیں کی دیوار پر بیٹھے اور آپ اس کے وسط میں تھے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے قدمہائے مبارک کنوئیں میں لٹکا کر اپنی پنڈلیاں کھول لیں، اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا: آج میں رسول اللہ ﷺ کا ضرور دربان رہوں گا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے عرض کیا: آپ اپنی جگہ رہیے اور میں نے جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور جنت کی بشارت دیدو تو وہ آئے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں آپ کی داہنی جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے عرض کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت دے کر جنت

کی بشارت دیدوتو وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے عرض کیا: حضرت عثمان آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت دے کر اس بلوے پر جو انہیں پہنچے گا، جنت کی بشارت دیدو۔ تو وہ آئے اور انہوں نے دیوار پر بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہ ان کے مقابل کنوئیں کی دیوار پر بیٹھ گئے اور پاؤں لٹکا دیئے۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے ملی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

جس طرح فرمایا اسی طرح دیکھا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: جاؤ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو اور ان کو تم اپنے گھر میں چادر لپیٹے بیٹھا ہوا پاؤ گے اور ان کو جنت کی بشارت دیدو، وہاں سے چل کر ثنیہ پر آجانا اور تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دراز گوش پر سوار اس حال میں پاؤ گے کہ ان کے سر کا اگلا حصہ کھلا ہوگا اور انہیں جنت کی بشارت دیدو۔ اس کے بعد تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچو، ان کو بازار میں خرید و فروخت کرتا پاؤ گے اور انہیں شدید بلا و مصیبت کے بعد جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیدو تو میں گیا اور ان سب کو اسی حال میں پایا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے احوال کی خبر دی تھی۔

﴿طبرانی "اوسط" بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا تو کسی آنے والے نے دستک دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ دروازہ کھول کر اسے جنت کی بشارت دے کر میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر کسی شخص نے دستک دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ، انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو، تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد پھر کسی نے دستک دی۔ آپ نے فرمایا: دروازہ کھول کر انہیں جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو کیونکہ وہ شہید کیے جائیں گے تو میں نے دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿تاریخ ابن ابی خیثمہ، ابویعلیٰ، بزار، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک نخلستان میں تشریف فرما تھے تو کسی نے آہستہ آواز کے ساتھ اجازت مانگی، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو اور بلوے پر جس کا انہیں واسطہ ہوگا، جنت کی بشارت دیدو اور وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿احمد، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے

فرمایا: میرے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چلے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا: یہ شہید ہوں گے اور ان کی قوم ان کو شہید کرے گی اور ہم تمام فرشتے ان سے حیاء کرتے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ایک قریشی آدمی کو قتل کر کے فرمایا، آج کے بعد جبر کے ساتھ کسی قریشی کو قتل نہیں کیا جائے مگر ایک آدمی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا، لہٰذا تم اس آدمی کو قتل کر دینا، اگر تم نے اسے قتل نہ کیا تو تم بکریوں کی مانند قتل کیے جاؤ گے۔

﴿بزار، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اس وقت فرمایا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے محصور کر رکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: فتنہ واختلاف رونما ہوگا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے اس وقت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: تم امیر اور ان اصحاب کے دامن سے وابستہ رہنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الدار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ کرلیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ ان کی طرف ارشارہ فرمارہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہورہا تھا۔

چنانچہ جب یوم الدار یعنی وہ دن آیا جس میں انہیں محسور کیا گیا ہم نے عرض کیا: کیا آپ جنگ نہیں کریں گے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس امر کا عہد لیا ہے، لہٰذا میں اس پر اپنی جان کا خیال نہ کروں گا۔ صابر رہوں گا۔

﴿ابن ماجہ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا، (یعنی خلافت دے گا) تو اگر منافقین تم سے اسے اتارنا چاہیں تو اسے نہ اتارنا۔

﴿حاکم، ابن ماجہ، نعیم﴾

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ تم مقتول وشہید ہو گے، لہٰذا تم صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کا اجر دے گا اور اس قمیص کو نہ اتارنا جسے اللہ تعالیٰ بارہ سال چھ مہینے پہنائے رکھے گا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے گا کیونکہ تم بہت جلد شہید کیے جاؤ گے اور اس حال میں جان دو گے کہ تم روزے سے ہو گے اور میرے ساتھ افطار کرو گے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! میرے بعد تمہیں خلافت دی جائے گی اور منافقین چاہیں گے کہ تم اسے چھوڑ دو تو تم اسے نہ چھوڑنا اور تم اس دن روزہ رکھنا کیونکہ تم میرے پاس افطار کرو گے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ ایسے شخص پر بلوہ کرو گے جو چادر سے عمامہ باندھے ہوگا اور وہ جنتی لوگوں کی بیعت لے گا تو جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوہ کیا تو وہ حیری چادر کا عمامہ باندھے بیعت لے رہے تھے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم اس حال میں قتل کیے جاؤ گے کہ تم سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا قطرہ آیت کریمہ "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ" پر گرے گا۔

﴿حاکم﴾

(ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت موضوع ہے۔)

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تین باتوں سے محفوظ رہا، اس نے نجات پائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا میری رحلت ہے اور اس خلیفہ کا قتل ہے جو حق پر قائم رہ کر حق پر جان دے گا اور دجال کے فتنے سے۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

﴿احمد، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال کے بعد گھومے گی تو اگر وہ لوگ ہلاک ہوئے تو راہِ اصواب ہلاک ہونے والوں میں ہے اور اگر ان کا دین ان کیلئے قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مدت گزشتہ سال سے ہے؟ فرمایا: نہیں جو آئندہ آئے گا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے۔ بنی امیہ کی حکومت اس حال میں رہی۔ یہاں تک کہ جب ان میں سستی دراندازہوئی تو ستر ہجری کے قریب خراسان سے دعویٰ کرنے والوں کا ظہور ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ قریب تر ہونے والے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک شخص کپڑے سے منہ لپیٹے گزرا۔ آپ نے فرمایا: اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

﴿حاکم، ابن ماجہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس

وقت تم قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنی تلوار سے قتل کرو گے اور تمہارے شریر لوگ تمہاری دنیا کے وارث بن جائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

لوگ دین سے اس طرح نکل جائینگے جیسے کمان سے تیر:

عبدالرحمٰن بن عدیس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ لوگ لبنان کے پہاڑوں میں قتل کیے جائیں گے۔ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عدیس ان بلوائیوں میں شامل تھا جو اہل مصر کے ساتھ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض سے چلے تھے۔ ان بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اس واقعہ کے ایک یا دو سال بعد لبنان کے پہاڑ میں ابن عدیس کو قتل کیا گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفہ﴾

محصور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا پانی پلانا:

مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو کسی کو بھیج کر بلوایا اور وہ اس وقت محصور تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا، اپنا سر اٹھا کر اس وزن کو دیکھو۔ آج رات رسول اللہ ﷺ اس رروزن سے رونق افروز ہوئے اور فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! کیا تم محصور ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں تو آپ نے ایک ڈول لٹکایا اور میں نے اس سے پانی پیا اور میں اپنے اندر اس کی ٹھنڈک اب تک پا رہا ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ وہ تمہیں ان پر غالب کر دے گا اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آکر افطار کرو تو میں نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کو اختیار کیا ہے اور وہ اسی دن شہید کیے گئے۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو وہ روزے سے رہنے لگے۔ ایک دن افطار کا وقت آیا تو انہوں نے بلوائیوں سے افطار کیلئے شیریں پانی مانگا تو انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے تشنگی کے عالم میں رات بسر کی۔ پھر جب سحر کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس چھت سے رونق افروز ہوئے، آپ کے ساتھ پانی کا ڈول تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! پانی پیو تو میں نے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہو گیا، پھر فرمایا: اور زیادہ پیو تو میں نے پیا۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔

﴿ابن منیع مسند﴾

شہادت عثمان کے دن غیبی آواز:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ایک آواز سنی۔ اس نے کہا:

"ابشر یا ابن عفان، بروح و ریحان، ابشر یا ابن عفان، برب غیر غضبان، ابشر یا ابن عفان، بغفران و رضوان."

ترجمہ: "اے ابن عفان رضی اللہ عنہ تجھے مبارک ہو جنتی پھولوں کی اور راحت۔ اے ابن عفان تجھے مبارک ہو اپنے رب سے ملاقات کی جبکہ وہ تجھ سے ناراض نہیں۔ اے ابن عفان! تجھے مبارک ہو، مغفرت اور رضاء الٰہی، میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔"

﴿ابونعیم﴾

جنازہ میں فرشتوں کی شرکت:

حضرت مسہر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رات میں دفن کیا تو ہمیں ہمارے پیچھے سے ایک انبوہ نے ڈھانپ لیا اور ہم لوگ ڈر گئے۔ قریب تھا کہ منتشر ہو جائیں، ایک منادی نے پکارا، ڈرو نہیں اپنی جگہ جمے رہو، ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوں تو مسہر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: خدا کی قسم! وہ انبوہ فرشتوں کا تھا۔

﴿طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ "حش کوکب" میں تین دن رکھا رہا، لوگوں نے انہیں دفن نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک ہاتف نے نداء دی، ان کو دفن کرو اور ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صلوٰۃ پڑھ لی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت مالک بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: لوگ "حش کوکب" میں اپنے مردوں کو دفن کرنے سے بچا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح فوت ہوگا اور اسے اس جگہ دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی اقتدا کریں گے، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جو اس جگہ دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

جنوں کا نوحہ کرنا:

عثمان بن مرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے اوپر تین دن تک جنات کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ ان کے نوحہ کا ایک بند یہ ہے:

لیلة الحصبة اذ یرمون بالصخر الصلاب

ثم جاوا بکرة یبغون صقرا کالشهاب

زینهم فی الحی المجلس فکاک الرقاب

﴿ابونعیم﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے محاصرہ کر رکھا تھا، چھت پر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا: تم لوگ مجھے قتل کرکے پھر کبھی (مقبول) نماز نہ پڑھ سکو گے اور (اخروی ثواب کی خاطر) تم کبھی جہاد نہ کر سکو گے اور نہ تم میں تمہارے درمیان غنیمت تقسیم ہوگی، جب وہ لوگ ارادہ قتل سے باز نہ آ جائے تو آپ نے دعا کی:

اللهم احصهم عددا، و اقتلهم بددا، ولا تبق منهم احدا

ترجمہ: ''اے اللہ! ایک ایک گھر گھیر لے اور ان کو چن چن کر قتل کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔''

﴿ابن سعید﴾

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں سے فتنہ کے دن جو مارے گئے، سو مارے گئے اور یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار کا لشکر بھیجا اور تین دن تک انہوں نے قتل مباح رکھا اور اس کی مداہنت سے انہوں نے جو چاہا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ آپ نے کہا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس جگہ اور اس جگہ ضرب لگائی جائے گی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا اور ان دونوں زخموں سے خون بہہ کر تمہاری داڑھی کو رنگین کر دے گا۔ اس کی علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے کئی سندیں ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وہ شخص بڑا شقی ہے جو تمہاری اس جگہ پر ضرب لگائے گا۔ کنپٹی پر یہاں تک کہ اس کے خون سے داڑھی رنگین ہو جائے گی۔

(حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب بن رومی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل وارد ہے جن کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔)

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت نہ ہوں گے مگر مقتول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں پہنچا، وہ اس وقت علیل تھے۔ آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ فوت ہونے والے ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر مقتول ہو کر اور ہرگز فوت نہ ہوں گے مگر اس حال میں کہ غیظ سے بھرے ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب صبح کا وقت ہوا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ بیت المقدس میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا، اس کے نیچے سے خون برآمد ہوتا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو قتل کیا گیا، اس کی صبح کو زمین سے جس کنکری کو اٹھایا جاتا، اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

چند اور صحابہ کرام کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے تو ایک بڑے پتھر نے جنبش کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھہرا رہ، تجھ پر نبی یا صدیق یا شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو محبوب رکھتا ہے کہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو اسے چاہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿حاکم، ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجھے دیکھتے تو فرماتے جو چاہتا ہے کہ زمین کے اوپر شہید کو چلتا پھرتا دیکھے تو اسے چاہے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہا کہ مجھے حضرت اسمٰعیل بن محمد بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ثابت رضی اللہ عنہ! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تمہاری زندگی محمود اور شہید ہو کر فوت ہو اور جنت میں داخل کیے جاؤ؟ انہوں نے عرض کیا: میں اس پر خوش ہوں تو انہوں نے محمود زندگی گزاری اور مسیلمہ کذاب کے قتل کے دن وہ شہید ہو کر داخل جنت ہوئے۔

﴿حاکم "صحیح"، ابونعیم﴾

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے انہیں آپ کی آغوش میں دیدیا، کچھ دیر بعد میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کے چشمان مبارک آنسوؤں سے

ڈبڈبا رہی تھیں۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کر دے گی اور میرے پاس ان کے مقتل کی سرخ مٹی لائے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن محو استراحت تھے۔ آپ بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی جسے آپ پلٹ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مٹی کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں قتل کیے جائیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے۔

﴿ابن راہویہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی اور اسے اجازت دی گئی، اسی دوران امام حسین رضی اللہ عنہ اندر آئے اور نبی کریم ﷺ کے دوش مبارک پر سوار ہونے لگے۔ فرشتے نے پوچھا: آپ ان سے محبت کیا کرتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس نے کہا: آپ کی امت ان کو قتل کر دے گی، اگر چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سرخ مٹی آپ کو دکھائی اور اس مٹی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا اور اسے اپنے کپڑے میں باندھ لیا اور ہم سنا کرتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا جائے گا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم میرے گھر میں آکر کھیل رہے تھے۔ اسی وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی امت آپ کے اس فرزند کو آپ کے بعد شہید کر دے گی اور جبرئیل علیہ السلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے مٹی لا کر دی، آپ نے اسے سونگھ کر فرمایا، کرب و بلا کی بو ہے اور فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! جب یہ مٹی خون سے بدل جائے تو یہ جان لینا کہ میرا فرزند شہید کر دیا گیا تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کر لیا۔

﴿ابونعیم﴾

محمد بن عمرو بن حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا کی نہر پر تھے۔ آپ نے شمر بن ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ گویا میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہل بیت کا خون پی رہا ہے، چونکہ شمر ملعون برص کے مرض میں مبتلا تھا۔

﴿ابن عساکر﴾

سحیم رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند حسین رضی اللہ عنہ ایسی زمین میں شہید کیا جائے گا جس کا نام کربلا ہے تو جو تم میں سے موجود ہو، اسے چاہیے کہ ان کی مدد کرے تو انس بن حارث رضی اللہ عنہ کربلا گئے

اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

﴿ابن سکن، بغوی الصحابہ، ابونعیم﴾

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت ان کو شہید کر دے گی، اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی آپ کو بتا دوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے مقام طف کی طرف اشارہ کیا جو عراق سے ہے اور سرخ مٹی لے کر آپ کو دکھائی۔

(اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصلاً روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر نے حسین سے فرمایا "آپ شہید ہیں":

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے۔ انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو وہ مدینہ سے دو دن کی مسافت پر جا کر ان سے ملے اور ان سے کہا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا اور دنیا کو رد کر دیا، کیونکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزو ہیں۔ خدا کی قسم! آپ میں سے کسی کو دنیا کبھی نہیں حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات سے اس دنیا کو اس چیز کے ساتھ پھیر دیا ہے جو آپ حضرات کیلئے اس سے بہتر ہے لہٰذا آپ واپس چلئے مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپسی سے انکار کر دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ کہتے ہوئے معانقہ کیا کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کیونکہ آپ شہید ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم اہل بیت کی کثرت تعداد کی بنا پر شک کرتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ عراق میں شہید کر دیئے جائیں گے۔

﴿حاکم﴾

یہاں حسین رضی اللہ عنہ شہید ہونگے: (فرمان علی رضی اللہ عنہ)

حضرت یحییٰ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معیت میں صفین تک سفر کیا، جب آپ نینوا سے میں پہنچے تو آپ نے پکارا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! فرات کے کنارے ٹھہرو، میں نے عرض کیا: کس لیے؟ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا اور مجھے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر دکھائی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی جگہ آئے۔ آپ نے فرمایا: اس جگہ ان کے اونٹ باندھے جائیں گے، اس جگہ ان کا سامان رکھا جائے گا اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد ﷺ کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی اور ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار کو قتل کرایا اور میں آپ کے نواسے کے قتل کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔

﴿حاکم﴾

شہادت حسین پر رسول اللہ ﷺ کو صدمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے بال گرد آلود ہیں، اور آپ کے دست مبارک میں خون کی بوتل ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ آج میں شروع دن سے اس خون کو اس وقت تک جمع کرتا رہا ہوں تو میں نے اپنی خواب کے وقت کو یاد رکھا تو یہ وہی وقت تھا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور آپ کی داڑھی شریف گرد آلود ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی مقتل حسین سے آ رہا ہوں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

شہادت حسین پر خون کی بارش:

حضرت بصرہ ازدیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا، جب ہم نے صبح کی تو ہمارے خیمے، ہمارے مشکیزے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ام حبان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، ہم پر تین راتیں اندھیری چھائی رہی اور ہم میں سے کسی نے اپنے زعفران کو ہاتھ نہ

لگایا جس نے اپنے چہرے پر زعفران ملا، اس کا چہرہ جھلس گیا اور بیت المقدس میں جس پتھر کو پلٹتے، اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا۔

﴿بیہقی﴾

جمیل بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جس دن امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے لوگوں نے ان کے لشکر کا اونٹ پایا اور انہوں نے ذبح کر کے اسے پکایا تو وہ حنظل کی مانند کڑوا ہو گیا اور کسی کو قدرت نہ ہوئی کہ اس کا کچھ حصہ نگل سکے۔

﴿بیہقی﴾

گوشت آگ بن گیا:

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے زعفران کو دیکھا تو وہ خاکستر ہو گیا تھا اور میں نے گوشت کو دیکھا تو وہ آگ بن گیا تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

شہادت حسین پر آسمان کا رونا:

علی بن مسہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو میں ان دنوں جوان لڑکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ کئی دنوں تک آسمان سرخ رہا اور وہ آپ کیلئے روتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

قاتلان حسین کا برا انجام:

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی دادی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جعفیین کے دو آدمی قتل حسین رضی اللہ عنہ میں موجود تھے تو ان سے میں ایک کا آلہ تناسل اتنا دراز ہوا کہ وہ اسے لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کا حال یہ تھا کہ مشکیزہ اس کے منہ سے لگایا جاتا ہے اور وہ اس کا آخری قطرہ تک پی جاتا مگر وہ سیراب نہ ہوتا یعنی اس کی پیاس نہ بجھتی۔

﴿ابونعیم﴾

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا:

✿ حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

مسح النبی حبینہ ۔۔۔ فلہ بریق فی الخدود

ابواہ فی عنیا قریش ۔۔۔ وجدہ و خیر الجدود

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے حسین رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر دست اقدس پھیرا ہے، ان کے رخساروں میں نور کی چمک ہے۔ ان کے ماں باپ قریش میں بلند رتبہ ہیں اور ان کے جد ساری مخلوق کے اجداد سے بہتر ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب سے نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی ہے، میں نے جنات کو نوحہ کرتے نہیں سنا بجز آج کی رات کے۔ میرا خیال ہے کہ میرا فرزند یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ ضرور شہید کر دیئے گئے ہیں، پھر میں نے اپنی باندی سے کہا: جاؤ پوچھ کر آؤ تو اس نے آ کر خبر دی کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جنات اس طرح نوحہ کرتے تھے:

الا یا عین فاحتفلی بجهد و من یبکی علی الشهداء بعدی

علی رهط تقودهم المنایا الی متجبر فی ملک عبد

ترجمہ: ''اے آنکھ تو کوشش کے ساتھ آنسو بہا، میرے بعد ان شہیدوں پر کون روئے گا، یہ رونا ان شہیدوں پر ہے جو موتیں، تجبیر، ابن زیادہ ملعون اور عبد بادشاہ یعنی یزید شقی کی طرف کھینچے لیے جا رہی ہیں۔''

﴿ابونعیم﴾

فریدہ بن جابر حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے جنات کو امام حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

انعی حسینا هبلا

کان حسین جبلا

ترجمہ: ''میں حسین کی شہادت کی خبر دیتا ہوں، وہ بڑے بردبار تھے حسین نکوئی کے پہاڑ تھے۔''

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ ابو قبیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ناپاکوں نے آپ کا سر اقدس تن مبارک سے جدا کر دیا اور وہ ایک منزل میں بیٹھ کر نبیذ پینے لگے تو ایک دیوار سے لوہے کا قلم ان پر نمودار ہوا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی:

اترجوا امة قتلت حسینا

شفاعة جده یوم الحساب

ترجمہ: ''وہ امت جس نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، قیامت کے دن ان کے جد کریم ﷺ کی شفاعت کی کیا امید رکھتی ہے۔''

﴿ابونعیم﴾

منہال بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! میں نے سرِ امام کو دیکھا ہے جب وہ اسے بلند کیے لیے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا، اس سر مبارک کے آگے کسی نے سورۂ کہف کی تلاوت کی جب وہ اس آیت کریمہ پر پہنچے:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

﴿سورۂ الکہف﴾

تو اللہ تعالیٰ نے سر مبارک کو گویائی عطا فرمائی اور فرمایا: ''أَعْجَبُ مِنْ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَ حَمْلِيْ''، تو اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کی بات میرا قتل ہونا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکوں کے ساتھ مل جائیں گے اور وہ بتوں کی پوجا کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! میرے حوض پر بہت سے لوگوں کو دھتکار دیا جائے گا جس طرح کہ بھٹکا ہوا اونٹ دھتکار دیا جاتا ہے اور میں انہیں پکاروں گا۔ ادھر آؤ، اس وقت کہا جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنا دین بدل ڈالا ہے تو میں ان سے کہوں گا، دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، پھر ان کو شمال والے پکڑ لیں گے۔ میں کہوں گا، یہ تو میرے پاس کے بیٹھنے والے ہیں۔ اس وقت بتایا جائے گا، آپ نہیں جانتے، انہوں نے آپ کے بعد کیا: ایجادات کی ہیں تو میں وہ کہوں گا جو مرد صالح نے کہا ہے

وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

﴿سورۂ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اور کہا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جب سے آپ نے ان کو چھوڑا ہے، یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ کر ہمیشہ مرتد رہے ہیں۔''

﴿بخاری، مسلم﴾

اب جزیرہ عرب میں بت پرستی نہ ہوگی:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہوگیا ہے کہ وہ اسے پوجیں، البتہ شیطان

نمازیوں کے درمیان تحریش یعنی امور مکروہہ کی رغبت دلاتا رہے گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں سخت ترین لوگ رومی ہیں۔ ان کا استیصال قیامت کے ساتھ ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سفیان بن عینیہ عمرو رضی اللہ عنہ حسن بن محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمر کے سامنے کے بڑے دانت توڑ دوں تا کہ وہ اپنی قوم میں کبھی کھڑے ہوکر بدگوئی نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا: اس سے درگزر کرو، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دن تمہیں خوش کر دے۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو کچھ لوگ بھاگ کر مکہ پہنچے۔ اس وقت سہیل بن عمر کعبہ معظمہ کے پاس کھڑا ہوا اور اس نے خطبہ دیا کہ جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا، جان لے کہ آپ نے وفات پائی ہے مگر اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب سہیل بن عمرو گرفتار ہوکر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کے سامنے کے دانت توڑ دوں تا کہ اس کی زبان باہر لٹک پڑے اور یہ کبھی کھڑے ہوکر خطبہ نہ دے سکے اور سہیل زیادہ جانتا تھا کہ اس کے ہونٹوں سے کیا نکلتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مثلہ کرنے کی اجازت نہ دوں گا۔ مبادا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آئے گا، اگرچہ میں نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر کھڑا کرے جسے تم برا نہ جانو، چنانچہ سہیل نے مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ایسا خطبہ جیسا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: "**اشھد انک رسول اللّٰہ**" چونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ ممکن ہے کہ سہیل ایک دن ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔

﴿یونس بن بکیر مغازی، ابن سعد﴾

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ حضرت ابوعمرو بن عدی بن حمراء خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے سہیل بن عمرو کو اس دن دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر مکہ مکرمہ آئی تو سہیل نے ہمیں ایسا خطبہ دیا جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطبہ دیا تھا۔ گویا کہ اس نے ان کا خطبہ سنا تھا۔ جب سہیل کے اس خطبہ کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو فرمایا: "**اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ**" اور جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ لائے، وہ حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی جبکہ آپ نے مجھ سے فرمایا: "ممکن ہے وہ ایسے مقام میں کھڑا ہو جسے تم برا نہ جانو۔"

﴿ابن سعد﴾

(محاملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''کتاب فوائد'' میں بطریق سعید بن ابو ہند عمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موصولاً روایت کیا ہے۔)

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرما دے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، چنانچہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے تستر کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا مگر مسلمان منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے براء رضی اللہ عنہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی قسم دیدو تو اللہ تعالیٰ تمہاری قسم ضرور پوری فرما دے، لہٰذا آپ اپنے رب کو قسم دیجئے تو انہوں نے کہا:

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہم کو ان کے شانے دے گا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کفار مسلمانوں سے ''قنطرۃ السوس'' پر مقابل آئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی تو مسلمانوں نے کہا: اے براء رضی اللہ عنہ! اپنے رب کی قسم دیجئے تو انہوں نے کہا: اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہمیں ان کے شانے دے تو وہ اپنے شانے ہمیں دے دیں اور تو مجھے نبی کے ساتھ ملا دے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارسی کفار ہزیمت کھا گئے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

﴿ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

تم ملک شام ہجرت کرو گے فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے:

کئی سندوں کے ساتھ حضرت اقرع بن شفیعکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیماری کے زمانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت میں نے عرض کیا: میرا گمان یہی ہے کہ میں اپنے اس مرض سے جانبر نہ ہو سکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ تم ضرور زندہ رہو گے اور سرزمین شام کی طرف ضرور ہجرت کرو گے اور وہاں فوت ہو کر فلسطین کے ٹیلہ پر دفن ہو گے، چنانچہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے اور رملہ میں مدفون ہوئے۔

﴿ابن السکن، ابن مندہ الصحابہ، تاریخ ابن عساکر﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امت کے محدث ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتوں میں محدثین ہوتے ہیں اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر یہ کہ اس نبی کی امت میں محدثین ہوتے تھے، اگر میری امت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! محدثین کیسے ہوتے ہیں؟ فرمایا: فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے ساتھ اس کی امت میں ایک یا دو معلم ہوتے رہے، میری امت میں اگر کوئی معلموں میں سے ہے تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ بکثرت تھے لیکن ہمیں اس میں کوئی شک نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، بیہقی﴾

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم باہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس چیز کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرا ایسا ایسا خیال ہے مگر یہ کہ وہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ آپ نے گمان کیا ہوتا تھا۔

﴿حاکم﴾

ازواجِ مطہرات میں سے سب سے پہلی زوجہ مطہرہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم سب میں دراز دست ہے، تو ہم ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں تو وہ حضرت زینت رضی اللہ عنہا تھیں، ان کے ہاتھ طویل تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ دیا کرتی تھیں۔

﴿مسلم﴾

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ازواج مطہرات نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے سب سے پہلے کون آپ سے ملے گا؟ فرمایا: جس کے ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہیں تو وہ سب اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں کہ کس کے ہاتھ درواز ہیں؟ جب ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ازواج مطہرات نے جانا کہ وہ خیر وصدقہ میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں۔

﴿بیہقی﴾

قرآن کریم کی کتابت کے بارے میں آپ ﷺ کی خبر:

عبیط اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے نسخوں کی کتابت کرائی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ نے راہ ثواب اختیار کی اور آپ نے توفیق حق پائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے، وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے اور جو ''ورقِ معلق'' میں ہے، اس پر عمل کریں ے۔ میں دل میں کہتا وہ ''ورق معلق'' کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم دیے جائیں اور فرمایا: خدا کی قسم! میں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی کریم ﷺ کی حدیث کو محفوظ رکھو گے اور ہم سے بیان نہ کرو گے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ کو ہی چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کی تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویس ہے تو تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے۔

﴿مسلم﴾

دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تابعین میں قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دور ہو جائے گی، چنانچہ وہ دعا کرے گا:

''اللھم دع لی فی جسدی منه ما اذکر به نعمتک علی''

اے اللہ! میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کر دے اور میرے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیزی نعمت کو یاد رکھوں تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے گا، لہٰذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔

﴿بیہقی﴾

خیر التابعین:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ صفین کے روز اہل شام کے ایک آدمی نے پکارا کہ کیا تم میں اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں ہیں۔ اس

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ خیر التابعین ہیں۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اپنے لشکر میں چلا گیا۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ میرے لیے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں آپ کیلئے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل جنت میں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: وہ شہداء کا مقام ہے اور تم اس مقام کو ہرگز نہ پاؤ گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں ایک پیالہ کھانا لایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اور پیالہ میں کھانا بچ رہا، آپ نے فرمایا: اس طرف سے ایک شخص آئے گا جو اہل جنت میں سے ہے وہ اس کھانے کو کھائے گا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت یحییٰ بن عبدالحمید بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ رافع کو یوم احد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! تیر کو نکال دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے رافع رضی اللہ عنہ! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہوں تو میں تیر کو نکال دوں اور اس کے پیکان کو رہنے دوں تا کہ میں قیامت کے دن تمہاری شہادت کی گواہی دوں کہ تم شہید ہو۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! تیر کو نکال دیجئے اور پیکان کو رہنے دیجئے اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو وہ زخم پھٹا اور اس سے ان کی وفات ہوئی۔

﴿طیالسی، ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: خدا کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان

کونہیں جدا کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے چونکہ ان سے فرمایا کہ جب مقام سلع پہاڑ سے عمارتیں تجاوز کر جائیں تو تم یہاں سے نکل جانا، چنانچہ جب سلع سے بستی تجاوز کر گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے جن میں بھی تھا، فرمایا: تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئے گی، تو ان لوگوں میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس نے آبادی اور جماعت میں وفات نہ پائی ہو، البتہ ایک میں ہی وہ شخص رہ گیا ہوں، لہٰذا تم سرِ راہ انتظار کرو، اس پر میں نے کہا: اس زمانے میں لوگ کہاں آتے جاتے ہیں کیونکہ حجاج گزر چکے ہیں اور راستہ رک چکا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے اور وہ وفات پا چکے تھے کہ اچانک چند سواروں کو اونٹوں پر دیکھا اور میں نے ہاتھ اور کپڑے سے انہیں اشارہ کیا اور وہ لوگ تیزی سے ساتھ آکر کھڑے ہوگئے اور وہ لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ٹھہر کر انہیں دفن کیا۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میرے بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں آپ کے بعد زندہ رہوں گا؟ فرمایا: ہاں، جب کوہِ سلع سے آبادی کو تجاوز کرتے دیکھو تو عرب میں سرزمین قضاعہ چلے جانا کیونکہ ایک دن آنے والا ہے، جو ایک کمان یا دو کمان یا ایک تیر یا دو تیر کی مقدار میں قریب ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اس وقت تم کیا کرو گے جب تم پر ایسے حاکم آئیں گے جو مال غنیمت کو بے دریغ خرچ کریں گے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنی تلوار سے ماردوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر صورت نہ بتاؤں، وہ یہ کہ تم صبر کرنا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ لوگ ہرگز میرے قتل پر قابو نہ پائیں گے اور میرے دین میں لوگ ہرگز فتنہ نہ ڈالیں گے اور مجھے خبر دی کہ میں تنہا اسلام لایا اور تنہا فوت ہوں گا اور تنہا قیامت کے دن اٹھایا جاؤں گا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوتا ہوا پایا تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں مسجد میں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: پھر میں کہاں سوؤں جبکہ مسجد کے سوا میرا کوئی گھر ہی نہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس

وقت کیا کرو گے جب تم کو یہاں سے نکالا جائے گا؟

انہوں نے عرض کیا: میں شام چلا جاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت کیا کرو گے جب شام سے نکالے جاؤ گے؟ تو عرض کیا: اس جگہ پھر پلٹ آؤں گا۔ فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم کو اس جگہ سے دوبارہ نکالا جائے گا؟ عرض کیا: اس وقت اپنی تلوار لے کر ماروں گا۔ یہاں تک کہ فوت ہو جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر تدبیر تمہیں نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ تم کو لوگ جس طرح لے جائیں تم چلے جانا اور جدھر وہ تمہیں چلائیں، چلتے رہنا یہاں تک کہ تم اپنی اسی حالت کے ساتھ مجھ سے آ کے ملو۔

﴿ابونعیم﴾

حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالمثنیٰ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تشریف لائے تو فرماتے حضرت عمویمر رضی اللہ عنہ میری امت کا دانشور ہے اور جندب (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) میری امت کا تنہا شخص ہے۔ یہ تنہا زندگی گزارے گا اور تنہا فوت ہوگا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کی کفایت کرے گا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب آبادی سلع پہاڑ سے بڑھ جائے تو یہاں سے نکل جانا اور شام کی طرف جانے کا دست اقدس سے اشارہ فرمایا اور میں گمان نہیں رکھتا کہ تمہارے حکماء تمہیں اپنے حال پر چھوڑیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جو لوگ میرے اور آپ کے حکم کے درمیان حائل ہوں، کیا میں ان سے جنگ نہ کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں ان کی سمع وطاعت کرنا، اگرچہ حبشی غلام ہی تمہارا حاکم ہو۔ چنانچہ جب وہ شام چلے گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے شام کے لوگوں کو خراب کر دیا ہے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا، پھر وہ ربذہ کی طرف چلے گئے، جب ربذہ پہنچے تو نماز کی اقامت ہو رہی تھی۔ اس جگہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے حبشی غلام حاکم تھا، وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پیچھے ہٹا۔ آپ نے اسے آگے بڑھایا، فرمایا کہ نماز پڑھاؤ کیونکہ مجھے سمع وطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اگرچہ حبشی غلام ہی حاکم ہو تو تم حبشی غلام ہو۔

﴿ابن سعد﴾

ایک اعرابی کو اس کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت کدیر اضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: آپ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عدل وانصاف سے بولو اور بچا ہوا مال لوگوں کو دیا کرو۔ اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ہر لحظہ عدل وانصاف سے بولوں اور نہ اس کی ہی قدرت رکھتا ہوں کہ بچا ہوا مال لوگوں کو دے سکوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کھانا کھلایا کرو

اور بکثرت لوگوں کو سلام کیا کرو۔ اس نے کہا: یہ بھی بہت دشوار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اونٹ اور اپنے مشکیزہ کا دھیان رکھو اور ان گھروں میں جایا کرو جو ایک دن کے بعد پانی پیتے ہیں اور انہیں پانی پلایا کرو۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اونٹ کو نہ مارے گا اور تمہارے مشکیزے کو نہ پھاڑے گا۔ یہاں تک کہ تمہارے لیے جنت واجب کر دے گا، چنانچہ وہ اعرابی گیا۔ ابھی نہ اس کا مشکیزہ پھٹا تھا اور نہ اس کا اونٹ مرا تھا کہ وہ شہید ہو کر فوت ہو گیا۔

﴿ابن خزیمہ، بیہقی، طبرانی﴾

المنذری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں مگر یہ کہ حضرت کدیر رضی اللہ عنہ تابعی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے کہ انہیں صحبت رسول میسر آئی ہے اور اپنی صحیح میں اسے نقل کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شاہد ایک اور متصل روایت ہے جسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ثقہ راویوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بجز یحییٰ حمانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: وہ کون سا عمل ہے جسے اگر میں کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایسے علاقے میں ہو جہاں پانی ڈھو کر لایا جاتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نیا مشکیزہ خرید لو، پھر اس میں پانی بھرا کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے، ابھی وہ پھٹنے نہ پائے گا کہ تم اس کے ذریعہ ایسے عمل کو پہنچ جاؤ گے جو جنت میں لے جائے۔

میری امت میں ایک شخص دنیا میں جنت میں داخل ہوگا:

حضرت ابراہیم بن ابی عبلہ شریک بن خباشہ نمیری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ بیت المقدس گئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کنوئیں سے پانی کھینچ رہے تھے کہ ان کے ڈول کی رسی ٹوٹ گئی تو وہ ڈول نکالنے کیلئے کنوئیں میں اترے، ابھی وہ ڈول کو تلاش ہی کر رہے تھے کہ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی اور انہوں نے اس کا ایک پتہ توڑ لیا اور اس پتے کو اپنے ساتھ نکال لائے، جب اسے باہر دیکھا وہ دنیاوی درختوں کے پتوں کی مانند نہ تھا۔

پھر وہ اعرابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اسے لائے، آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وہ خبر حق ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پتے کو مصحف شریف کے دونوں گتوں کے درمیان رکھ دیا۔

﴿طبرانی مسند الشامیین، ابن حبان الثقات﴾

اور کلبی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ قصہ مذکورہ بیان کیا۔ اس میں مذکور ہے کہ پھر حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تم کتاب میں یہ پاتے ہو کہ اس امت کا ایک شخص دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس کا ذکر موجود ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کذاب اور حجاج ثقفی کی خبر دینا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ستائیس کذاب و دجال ہوں گے۔ ان میں سے چار عورتیں ہوں گی، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿احمد﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہوں گے۔ ان میں سے مسیلمہ، عنسی اور مختار ہے۔ عرب کے شریر ترین قبائل بنوامیہ، بنوحنیفہ اور بنوثقیف ہیں۔

﴿ابن عدی، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے حجاج ثقفی سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: بنوثقیف میں کذاب اور ظالم ہوگا۔ چنانچہ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے۔ اب رہا ظالم تو میرا خیال ہے وہ تو ہی ہے۔

﴿مسلم﴾

(اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند مرفوعاً روایت کی۔)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آنے والے نے آپ کو خبر دی کہ اہل عراق نے اپنے امام کو کنکریاں ماری ہیں تو وہ غضبناک ہو کر باہر نکلے اور نماز پڑھی اور ان کی نماز میں سہو واقع ہوگیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعا کی کہ اے اللہ! جن لوگوں نے مجھے وسوسہ میں ڈالا تو ان کو اس پریشانی میں ڈال دے اور اس ثقفی غلام کو ان پر مسلط کرنے میں جلدی کر جو ان میں جاہلیت کے طریقہ کے ساتھ حکومت کرے گا اور وہ ان کے محسنوں کا عذر قبول نہ کرے گا اور نہ ان کے بروں سے درگزر کرے گا، حالانکہ حجاج اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوا تھا۔

ابوالیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ حجاج یقیناً خروج کرے گا، چنانچہ جب اہل عراق نے ان کو غضبناک کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کیلئے بطور سزا اس کے ظہور کی عجلت فرمائی جس کا ظاہر ہونا اس کیلئے لازمی امر تھا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت حسن سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو بددعا کی کہ اے اللہ! جیسے میں نے ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے خیانت و بدعہدی کی اور جس طرح میں نے ان کی خیرخواہی کی مگر انہوں نے خیرخواہی کی قدر نہ کی۔ اب ان پر اس ثقفی جوان کو مسلط کر دے جو لمبے لمبے دامن والا اور ادھر ادھر بھٹکنے والا ہے جو عراق کی تروتازگی کو کھا لے گا اور عمدہ پوشاکیں پہنے گا اور ان میں جاہلیت کے

طریقہ پر حکومت کرے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت تک حجاج پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

﴿احمد الزہد، بیہقی﴾

حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ جوان جو بڑے بڑے دامن والا ہوگا، مصریوں کا امیر ہوگا۔ عمدہ پوشاک پہنے گا۔ اعلیٰ نعمتیں کھائے گا، جو عزت والے اس کے دربار میں حاضر ہوں گے، انہیں وہ قتل کرے گا، مخلوق اس سے بہت ڈرے گی، اس دور میں لوگوں کی نیندیں اڑ جائیں گی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت حبیب بن ابو ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک نہ مرے جب تک کہ تو ثقفی جوان کو نہ پائے۔ اس نے پوچھا: وہ ثقفی جوان کون ہے؟ فرمایا: (یہ وہ ہے) روز قیامت اس سے کہا جائے گا کہ جہنم کے گوشوں میں سے کسی گوشے کو ہماری طرف سے اختیار کر لے۔ وہ جوان بیس سال یا کچھ اوپر بیس سال حکومت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی کسی معصیت کو نہ چھوڑے گا مگر یہ کہ وہ اس کا ارتکاب کرے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہوگا، وہ اسے توڑ ڈالے گا اور وہ اس معصیت کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔ جو لوگ اس کی اطاعت کریں گے ان کے ساتھ وہ اپنے نافرمانوں کو قتل کرے گا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت امام حسن کے بارے میں خبر دینا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا۔ میرا یہ فرزند سردار ہے اور توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان اس کے ذریعہ صلح کرائے گا۔

﴿بخاری﴾

(اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خبر دینا:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد تم سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر تم رکھو گے۔

﴿بیہقی﴾

صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دینا:

حضرت ابن المبارک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

﴿ابن سعد، بیہقی، ابونعیم الحلیہ﴾

وہب، قرظہ، غیلان اور ولید کی خبر دینا:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام وہب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے حکمت عطا فرمائے گا اور ایک شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ شیطان سے زیادہ لوگوں کو ضرر پہنچائے گا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

(غیلان دمشقی قدریہ فرقہ کا سردار ہے، اسی نے سب سے پہلے قدر کے باب میں اختراعات کیں۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شیطان شام میں پکارے گا اور دو تہائی شامی قدر کو جھٹلائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں غیلان قدری کی طرف اشارہ ہے۔)

حضرت ابو بردہ ظفری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: دو کاہنوں میں سے ایک کاہن مرو میں ظاہر ہوگا جو قرآن کریم کی اس خوبی کے ساتھ تلاوت کرے گا کہ اس کے بعد کوئی شخص اس جیسی تلاوت نہ کر سکے گا۔ نافع بن یزید نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ وہ کاہن محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ و بنو نضیر کے تھے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کاہنوں میں ایک کاہن شخص ایسا ہوگا جو قرآن کریم کو بڑی خوبی کے ساتھ پڑھے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا اس جیسا نہ پڑھ سکے گا۔

﴿بیہقی﴾

راوی نے کہا: لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ محمد بن کعب قرظی تھے اور دو کاہن قریظہ اور نضیر کے تھے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر کے فرمایا: ہم نے قرظی سے زیادہ عالم تاویل قرآن میں کسی کو نہ دیکھا۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا اور انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام سن کر فرمایا: تم لوگ اپنے فرعونوں کے نام پر نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ وہ شخص اس امت کیلئے بہت شریر ہوگا، جس طرح فرعون اپنی قوم کیلئے بد تھا۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ شخص ولید بن عبد الملک ہے۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ ولید بن یزید تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث مرسل حسن ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں لفظوں کے ساتھ بروایت ابن المسیب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسے متصلاً روایت کر کے صحیح بتایا اور امام احمد نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کا بچہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد مذکورہ حدیث کی مثل روایت کی۔

شام میں طاعون کی خبر دینا:

اس بارے میں ایک حدیث عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ شام کی طرف جاؤ گے اور تمہارے لیے شام فتح ہوگا اور تم میں ایک وبا پھیلے گی جو گلٹی کے یا گوشت کے طویل ٹکڑوں کی مانند ہوگی اور وہ پاؤں کے جھنگاسوں (یا بغل وغیرہ) کو گھیرے گی۔ اس وباء کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا اور تمہارے اعمال کو ستھرا بنائے گا۔

﴿احمد﴾

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ایک منزل میں اترو گے۔ اس جگہ کا نام جابیہ ہے۔ وہاں تم کو ایک بیماری لاحق ہوگی جو اونٹ کے غدود (گلٹی) کی مانند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو شہادت کی موت دے گا اور اس کے ذریعے تمہارے اعمال کو ستھرا کرے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی۔ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طعن یعنی نیزے کے زخم کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون تمہارے دشمن جنات کا کونچہ ہے اور طعن و طاعون دونوں میں شہادت ہے۔

﴿احمد، طبرانی، بزار، ابویعلیٰ، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت فنا نہ ہوگی مگر طعن اور طاعون سے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس طعن کو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا ہے؟ فرمایا: اونٹ کے غدود کی مانند غدود ہے۔ طاعون کی جگہ رہنے والا شخص شہید کی مانند ہے اور وہاں سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والا شخص۔

﴿احمد، ابویعلی، طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم میں کبھی فواحش کا غلبہ نہ ہوا۔ جب تک کہ انہوں نے اس کا علانیہ ارتکاب نہ کیا۔ اس کے بعد ان میں طاعون کی وبا پھیلی۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم میں زنا کاری جب عام ہوئی تو ان میں موت کی کثرت واقع ہوئی۔

﴿طبرانی﴾

اُم ورقہ رضی اللہ عنہا کو شہادت کی خبر دینا:

حضرت عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہا سے ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ جب بدر گئے تو کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے غزوہ بدر میں اپنی معیت میں جانے کی اجازت دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائے گا۔ تو ان کو لوگ شہیدہ کے نام سے پکارتے تھے۔

اس کی شہادت کا واقعہ یہ ہوا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہی تھیں اور انہوں نے ایک غلام اور باندی کو مدبر کیا تھا۔ وہ دونوں رات کے وقت ان کے پاس آئے اور ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو حکم دیا اور دونوں کو سولی دی گئی۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والی تھے۔

﴿ابوداؤد، ابونعیم﴾

(ابن راہویہ، ابن سعد، بیہقی، ابونعیم رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا، آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا گریہ:

حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اظہار نبوت کے بعد کسی ایسی عورت کی گود میں اپنا سر مبارک نہ رکھا جو آپ کیلئے حلال نہ ہو۔ بجز ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے۔ وہ آپ کے سر مبارک کو سنوارتیں اور چشمان مبارک میں سرمہ لگاتی تھیں، چنانچہ ایک دن آپ نے سرمہ لگایا تو اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ بہہ کر حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گرا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کی رحلت کی خبر دی ہے۔ کاش کہ آپ بتا دیتے کہ آپ کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تم لوگ مقہور وضعیف خیال کیے جاؤ گے۔

﴿ابن سعد﴾

اس فتنہ کی خبر دینا جس کی ابتداء شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: تم میں کون شخص رسول اللہ ﷺ کے قول کو فتنوں کی بابت یاد رکھتا ہے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب آؤ اور بیان کرو تو میں نے بیان کیا کہ مرد کا فتنہ اس کے اہل، مال، اولاد اور اس کے ہمسائے میں اگر ہو تو اس کا کفارہ نماز اور صدقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مقصود اس قسم کی فتنوں کی بابت دریافت کرنا نہیں ہے بلکہ وہ فتنے دریافت کرتا ہوں جو دریا کے موج کی مانند امنڈ کے آئیں گے۔ میں نے عرض کیا:

اے امیر المومنین! ایسے فتنوں کا آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ پھر وہ دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس دروازے کی بابت پوچھا کہ وہ کون ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے ظاہر ہونے والے فتنوں کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سنو جب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، وہ ظاہر نہ ہوں گے۔ ان فتنوں کا ظہور ان کے بعد ہوگا۔

﴿احمد، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد نبوت کا ذکر کے اس کی تعمیر وثناء کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا ذکر کر کے اس کی تعریف وثنا کی۔ اس کے بعد فرمایا: جب تیس سال پورے ہو جائیں تو جدھر تمہارا جی چاہے چلے جانا کیونکہ اس کے بعد کسی طرف نہیں پھیرا جا سکتا مگر عجز و فجور ہی کی طرف۔

﴿ابن راہویہ﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں جان ہے۔ ماہ ذی الحجہ کا چاند تمام نہ ہوگا کہ آپ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میں آپ کی بابت کتاب اللہ میں لکھا پاتا ہوں کہ آپ جہنم کے ایک دروازے پر ہیں اور لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روک رہے ہیں، جب آپ وفات پائیں گے تو لوگ جہنم میں قیامت تک گرتے رہیں گے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ تم میں موجود و زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک تمہارے اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا۔

﴿بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں فتنوں کا ہرگز سامنا نہ کرنا پڑے گا، جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس وقت میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی، پھر وہ تلوار قیامت تک ان سے نہ اٹھے گی۔ (یعنی امت برابر کی جاتی رہے گی۔)

﴿مسلم﴾

قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے ہرج واقع ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، ہرج کیا ہے؟ فرمایا: یہ قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا، مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتنے اس طرح واقع ہوں گے جس طرح شبنم گرتی ہے اور تم میں اس وقت سانپ بن جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کالا سانپ جب ڈسنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے اور انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے بتایا اس کے بعد وہ ڈستا ہے۔

﴿احمد، بیہقی، بزار، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب حادثات، فتنے، فرقے اور اختلاف واقع ہوں گے اگر تم قدرت رکھو کہ مقتول ہو جاؤ تو مقتول ہو جانا قاتل نہ بننا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، حاکم﴾

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنے واقع ہوں گے وہ لوگ زیادہ سلامتی میں رہیں گے جو مغربی لشکر میں ہوں گے۔ حضرت ابن الحمق رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی بنا پر مصر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

چار فتنے رونما ہونگے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا: عنقریب چار فتنے رونما ہوں گے۔ پہلا فتنہ یہ ہے کہ اس میں خون بہانے کو حلال جانیں گے اور دوسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال کو حلال سمجھا جائے گا اور تیسرا فتنہ یہ ہوگا کہ اس میں خونریزی اور مال و فروج (شرمگاہ) کو حلال سمجھا جائے گا۔

(اس روایت میں چوتھے فتنے کا ذکر نہیں ہے ممکن ہے کہ چوتھا فتنہ تاتار کا ہو جنہوں نے آخری خلفاء عباسیہ کو قتل کیا۔) واللہ اعلم بمراد رسول اللہ ﷺ۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوالدردار رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا:

حضرت ابوالدردار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے فرمایا: بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک سنا ہے، مگر تم ان میں سے نہیں ہو، چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے فوت ہو گئے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت یزید بن ابوحبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑتے ہوئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا جب تم ایسی زمین پر ہو جہاں دو آدمی بالشت بھر زمین پر جھگڑ رہے ہوں تو تم وہاں سے نکل جانا، چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ شام کی طرف چلے گئے۔

﴿طیالسی﴾

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ہر آدمی کو فتنے میں مبتلا ہونے کا خوف رکھتا ہوں سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو فتنہ ضرر نہ پہنچائے گا۔ حضرت ثعلبہ بن ضبیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے ایک خیمہ نصب دیکھا اور دیکھا کہ خیمہ میں حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔ میں نے ان سے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں کسی آبادی میں اس وقت نہ رہوں گا جب تک کہ مسلمانوں کے درمیان سے یہ فتنہ وفساد دور نہ ہو جائے۔

﴿ابوداؤد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگوں کو دیکھو کہ وہ بنیادی غرض سے خونریزی کر رہے ہیں تو تم اپنی تلوار لے کر حرہ میں بڑے پتھر کے پاس جانا اور تلوار کو اس پر اتنا مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے اور اسکے بعد اپنے گھر آ کر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ آئے یا پورا ہونے والا خدا کا حکم آئے، تو میں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلوار عطا کر کے فرمایا کہ اس سے خدا کی راہ میں جہاد کرو جب تک کہ تم دیکھو کہ مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں اس وقت تم اپنی تلوار کو پتھر پر مارنا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور اپنی زبان و ہاتھ کو روکے رہنا، جب تک کہ پورا ہونے والا خدا کا حکم یا خطا کار ہاتھ تمہارے پاس آئے، چنانچہ جب حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور مسلمانوں میں وہ سب کچھ ہوا جو ہوا تو وہ ایک پتھر کے پاس گئے اور اپنی تلوار اس پر ماری یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گئی۔

﴿ابن سعد﴾

جنگ جمل وصفین ونہروان کی خبر دینا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہنسیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حمیرا رضی اللہ عنہا! دھیان رکھنا تم ان میں سے نہ ہونا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ کر فرمایا اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ہاں پہنچیں تو ان پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ انہوں نے پوچھا اس منزل کا کیا نام ہے؟ بتایا کہ اس جگہ کا نام حواب ہے۔ انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں واپس چلی جاؤں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں بلکہ آگے بڑھئے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان صلح کرا دے گا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تم میں کوئی زوجہ اس وقت کیا کرے گی جب حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے۔

﴿احمد، ابویعلی، بزار، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک عورت سرخ رنگ کے زیادہ بالوں والے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی، یہاں تک کہ حواب کے کتے بھونکیں گے اور اسکے چاروں طرف مقتولوں کا ڈھیر ہوگا پھر قریب ہوگا کہ ہلاک ہو جائے مگر نجات پائے گی۔

﴿بزار، ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے عرض کیا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو حدیثیں سنی ہیں ہمیں بیان فرمایئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے بیان کروں تو تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ ہم نے کہا: سبحان اللہ! یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں تم سے یہ حدیث بیان کروں کہ تمہاری بعض امہات المومنین تم سے جنگ کریں گی اور وہ لشکر تم کو تلوار سے قتل کر دے گا تو تم میری تصدیق نہ کرو گے۔ لوگوں نے عرض کیا: سبحان اللہ

کون ہے وہ جو تمہاری بات کی تصدیق نہ کرے گا۔ انہوں نے کہا: وہ الحمراء اونٹ پر سوار ہو کر تم پر حملہ کریں گی جنہیں اہل لشکر زبردستی لے کر آئیں گے۔

✿ (بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی خبر دی حالانکہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روانگی سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔)

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک ایسی قوم خروج کرے گی جو ہلاک ہوگی اور وہ فلاں پائے گی ان کی قائد ایک عورت ہوگی، ان کی قائد عورت جنت میں داخل ہوگی۔

﴿بزار، بیہقی﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک واقعہ ہوگا لہٰذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو، تو ان کو امن کی جگہ واپس کر دینا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے نکلے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ کر رہے تھے تو اس وقت میں موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے حالانکہ تم ظالم ہوگے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو یاد نہیں ہے اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوجروہ مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہتے سنا ہے کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو گے، درآں حالیکہ تم ان کے بارے میں ظالم ہو گے، انہوں نے کہا: ہاں میں نے سنا ہے مگر میں بھول گیا تھا۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمائی کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جب میں اور تم دربار رسالت میں موجود تھے اور تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہو؟ اس وقت تم نے کہا: ان سے محبت کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! تم ان پر خروج کرو گے اور ان سے جنگ کرو گے۔ درآں حالیکہ تم ظالم ہوگے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبدالسلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوم الجمل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا: تم ان سے ضرور جنگ کرو گے، درآں حالیکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہوگے۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو تم پر فتح حاصل ہوگی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میں نے یہ سنا اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کروں گا۔

﴿ابونعیم﴾

جنگ صفین:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں اختلاف واقع ہوا تو وہ ہمیشہ اپنے اختلافات میں پڑے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے دو ثالث مقرر کیے۔ یہ ثالث خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا باعث بھی بن گئے اور اس امت میں بھی اختلاف واقع ہوگا اور وہ اختلاف ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ وہ دو حکم بھیجیں گے جو کہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں دو حکم ہوں گے اور وہ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان کی پیروی کرے گا۔ وہ بھی گمراہ ہوگا۔ سوید بن غفلہ نے کہا یہ سن کر میں نے کہا: اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس فرمان سے تمہیں مراد نہیں لیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے موسیٰ رضی اللہ عنہ! میری امت میں فتنہ رونما ہوگا اور تم اس میں شامل ہو گے۔ سونے والا تم بیٹھے ہوؤں سے بہتر ہوگا اور بیٹھا ہوا تم کھڑوں سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والے تم چلنے والوں سے بہتر ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد میں تمہیں خاص نہیں کیا اور آدمیوں کو عام نہیں فرمایا تھا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں تھا۔ میں نے ایک اونٹ کو شام سے آتا ہوا دیکھا، اس اونٹ پر سوار اور بوجھ تھا تو وہ اونٹ اپنے سوار اور بوجھ کو گرا کر صفوں کو چیرتا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا ہونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر اور شانے کے درمیان رکھ دیا اور اپنے جبڑے کو ہلانے لگا یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ وہ علامت ہے جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہے۔

﴿ابونعیم﴾

قرآن کی تاویل پر جنگ کرنے والا:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ کی نعلین مبارک ٹوٹ گئی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے رہ کر اسے سینے لگے پھر کچھ دور چل کر فرمایا تم میں سے ایک شخص وہ ہے جو قرآن کی تاویل پر جنگ کرے گا جس طرح کہ میں اس کی تنزیل پر جنگ کرتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ہوں؟ فرمایا: نہیں، لیکن وہ شخص نعلین مبارک کو سینے والا شخص ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کو عہد شکنوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

﴿حاکم﴾

اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلفظ "مجھے حکم دیا گیا" اور بلفظ کہ "مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا ہے۔"

﴿طبرانی اوسط﴾

اے علی! اُمت تم سے بیوفائی کرے گی:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے جو عہد لیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے بعد امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سنو! میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی انہوں نے عرض کیا: کیا اپنے دین کی سلامتی میں یہ تکلیفیں پہنچیں گی: فرمایا ہاں۔

﴿ابو یعلیٰ، حاکم "صحیح"﴾

حضرت ابوالاسود دیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی رکاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: آپ عراق نہ جایئے کیونکہ وہاں آپ کو تلواروں کی نوکوں سے تکلیفیں پہنچیں گی۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے مجھے اس کی خبر دیدی ہے۔

﴿حمیدی، ابن عمر، بزار، ابویعلی، ابن حبان، حاکم، ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عنقریب فتنے اٹھیں گے اور لوگ تم سے فیصلہ چاہیں گے میں نے عرض کیا: اس وقت میرے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: تم کتاب الٰہی سے فیصلہ دینا۔

﴿ابونعیم﴾

سات فتنوں سے خبردار ہو:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: میں تم کو سات فتنوں سے خبردار کرتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ منورہ سے رونما ہوگا۔ (۲) فتنہ مکہ مکرمہ سے۔ (۳) فتنہ یمن سے، (۴) فتنہ شام سے، (۵) فتنہ مشرق سے، (۶) فتنہ مغرب سے اور (۷) فتنہ بطن شام سے اٹھے گا اور وہ فتنہ سفیانی ہوگا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ تو ان میں سے پہلے فتنے کو پائیں گے اور اس امت کے کچھ لوگ اس کے آخری فتنہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش نے کہا: مدینہ منورہ کا فتنہ حضرت

طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی جانب سے تھا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ تھا اور شام کا فتنہ بنوامیہ کی جانب سے تھا اور مشرق کا فتنہ بھی انہیں لوگوں کی جانب سے تھا۔

۶۰ ہجری میں پیش آنیوالے حوادث کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میری امت قریش کے نوعمروں کے ہاتھوں ہلاک ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں کہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ساٹھ ہجری کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو نماز کو ضاع کریں گے اور شہوات کے پیچھے دوڑیں گے اور قریب ہوگا کہ وہ ہلاکت میں پڑیں، اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: اے لوگو! معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو نہ جانو کیونکہ اگر تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گم کردیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے حنظل کی مانند گرتے ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساٹھ ہجری کی ابتداء سے اور نوجوانوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اور دنیا فنا نہ ہوگی یہاں تک کہ احمق اور احمق کے بیٹوں کیلئے دنیا ہوگی۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے بازار میں جارہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے اے خدا! مجھے ساٹھواں سن نہ پاوے اور اے لوگو! تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کنپٹی کے بالوں کو مضبوطی سے تھامے رہو، خدا تم پر رحم کرے۔ اے اللہ! مجھے نوعمروں کی امارت نہ پاوے۔

﴿بیہقی﴾

یزید لعین کے بارے میں خبر نبوی:

حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل وانصاف پر قائم رہے گا البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، ابونعیم﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم پر اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے آئے جب ایک رسول گیا دوسرا رسول آ گیا اور نبوت منسوخ ہوگئی اور بادشاہت آ گئی۔ اے معاذ رضی اللہ عنہ! یاد رکھو اور گنو، پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا: یزید۔ اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نہ دے، اس کے بعد آپ کے چشمان مبارک سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا: مجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے اور مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا: ولید۔ یہ فرعون کا نام ہے۔ وہ اسلامی شریعت کا ڈھانے والا ہوگا۔ اس کی اہل بیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

امانت غنیمت اور صدقہ تاوان بن جائے گا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل عرب پر افسوس ہے کہ ساٹھ ہجری کی بربادی قریب آ گئی ہے۔ اس وقت امانت غنیمت بن جائے گی اور صدقہ تاوان ہو جائے گی اور گواہی جان پہچان کے ساتھ ہوگی اور خواہشات پر فیصلے ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

مدینہ کے عالم سے بڑا عالم کسی کو نہ پائیں گے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کریں گے مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے۔ سفیان نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ وہ عالم حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

﴿حاکم﴾

قریش کا عالم شافعی:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کو گالی نہ دو، کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا: یہ عالم قریش حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس لیے کہ جو علم روئے زمین پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پھیلا ہے، کسی قریش صحابی عالم وغیرہ کے علم سے نہیں پھیلا ہے۔

﴿طیالسی، بیہقی المعرفہ﴾

زید بن صوحان اور جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے بعض اعضاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے اسے چاہیے کہ وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿ابویعلیٰ، ابن مندہ، بیہقی﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو لے جا رہے تھے اور آپ فرما رہے تھے:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا اقطع خیر ہے۔ ان دونوں کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو فرمایا۔ سنو! جندب ایک ضرب ایسی لگائے گا کہ وہ اس ضرب میں ایک امت ہوگا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے پورے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا چنانچہ ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ میں والی مقرر ہوا تو اس نے ایک شخص کو بٹھایا جو جادو کرتا اور لوگوں کو زندہ و مردہ کرتا تھا، اس وقت حضرت جندب رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کے ساتھ آئے اور جادوگر کی گردن اڑا کر فرمایا: اب اپنے آپ کو زندہ کر کے دکھا اور حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں ان کا ہاتھ قطع ہو گیا اور خود جنگ جمل میں شہید ہوئے تھے۔

(ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بطریق اور مجاز مرسلاً روایت کی ہے۔)

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت اجلح حضرت عبید بن لاحق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ ایک شخص اترا اور وہ لشکر کو لے کر چلا اور جز پڑھتا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسرا شخص اترا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی غم خواری کیلئے تشریف لائے اور اتر کر فرمانے لگے۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بھی کتنا عجیب جندب ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کتنا اقطع خیر ہے۔ اس کے بعد آپ سوار ہو گئے اور صحابہ نے آپ کے نزدیک ہو کر دریافت کیا کہ آپ نے ان دونوں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں اس امت میں ایسے ہوں گے کہ ایک تو تلوار کی ایسی ضرب لگائے گا جس سے حق و باطل جدا ہو جائے گا اور دوسرا اپنے ہاتھ کو اللہ کی راہ میں کٹائے گا پھر اللہ تعالیٰ آخر میں اس کے جسم کو اس کے پہلے جزو کے ساتھ بھیجے گا۔

اجلح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ جندب رضی اللہ عنہ کا حال تو یہ ہوا کہ انہوں نے حضرت ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر کو قتل کیا اور زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ ان کا ہاتھ یوم جلولا میں قطع ہوا، اور وہ خود یوم الجمل کو شہید ہوئے۔

(اجلح رحمۃ اللہ علیہ کی صحابیت مختلف فیہ ہے۔ آیا انہیں صحبت حاصل ہوئی یا نہیں۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو ترجیح دی ہے کہ اجلح رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ رسالت تو پایا ہے لیکن انہیں رویت حاصل نہیں ہوئی۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے ایک گورنر نے جادوگر بلایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو وہ اپنی تلوار لے کر چلے جب اسے دیکھا تو

اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی اور لوگ ان کے پاس سے جدا ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! ڈرو نہیں مجھے صرف جادوگر ہی مارنا تھا۔

﴿حاکم﴾

حضرت حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صوحان رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تابعین میں سے ایک شخص ہوگا اور وہ زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت کی طرف بھیجے گا چنانچہ ان کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا۔ اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یوم الجمل شہید ہوئے۔ حضرت زید بن صوحان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہیں باغی جماعت شہید کرے گی۔ یہ حدیث متواتر ہے اسے دس سے زیادہ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث متواترہ میں میں نے اسے بیان کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم،﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کی کنیز سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سخت بیماری لاحق ہوئی اور ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر انہیں افاقہ ہوا تو دیکھا کہ ہم سب ان کے گرد رو رہے ہیں۔ اس وقت انہوں نے فرمایا: کیا لوگ ڈر رہے تھے کہ میں اپنے بستر پر مرجاؤں گا مجھے میرے حبیب اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ مجھے باغی جماعت قتل کرے گی اور دنیا میں میری آخری غذا پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یوم صفین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا اور اسے دیکھ کر انہوں نے تبسم کیا۔ لوگوں نے ان سے پوچھا: اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں آخری غذا جسے تم پیو گے وہ دودھ کا شربت ہے۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ یہ روایت حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے دوسری سندوں سے بھی مروی ہے۔

﴿احمد، ابن سعد، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کو باغی گروہ قتل کرے گا اور دنیا میں تمہارا آخری رزق پانی ملا دودھ کا گھونٹ ہوگا۔

﴿حاکم "صحیح"﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے قریش کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر برانگیختہ کیا ہے۔ حضرت عمار

رضی اللہ عنہ کا قاتل اور ان کا سامان لوٹنے والا جہنمی ہے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم﴾

حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر چھت گر گئی ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

اہل حرہ کے قتل کی خبر:

حضرت ایوب بشیر معاوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب حرہ زہرہ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے ٹھہر کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔
صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ دریافت کیا تو فرمایا: میرے صحابہ کے اچھے اچھے حضرات اس حرہ میں قتل کیے جائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔
بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیۂ کریمہ کی تفسیر میں جو وارد ہوا ہے وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس آیت کی تاویل ساٹھ ہجری کے آغاز میں رونما ہوگی۔ وہ آیت یہ ہے:

وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا الایه

﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "لَاٰتَوْهَا" کے معنی "عَطَوْهَا" سے کیے ہیں اور اس سے یہ تاویل فرمائی کہ بنی حارثہ نے اہل شام کو مدینہ میں داخل کیا۔

یوم حرہ تین سو صحابہ اور سات سو حفاظ شہید ہوئے:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کیے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی زندہ نہ بچے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یوم حرہ سات سو حافظ قرآن شہید کیے گئے جن میں تین سو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت میں ہوا۔ بیہقی نے مغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ کو تین دن تک لٹوایا اور ایک ہزار باکرہ (یعنی کنواری) لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حرہ کا واقعہ بدھ کے دن ستائیس ماہ ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو رونما ہوا۔

﴿بیہقی﴾

ان شہدا کی خبر دینا جو مقام عذراء میں ظلماً شہید کیے گئے:

حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اہل عذراء کے حجر اور ان کے اصحاب کو قتل کرنے پر کس بات نے تمہیں برانگیختہ کیا؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ان کے قتل میں امت کی اصلاح اور ان کو زندہ چھوڑنے میں امت کا فساد دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: عذراء میں ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور تمام آسمان والے غضب میں آجائیں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿تاریخ یعقوب بن سفیان، بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اہل عراق سے فرمایا: تمہیں سے سات آدمی عذراء میں ایسے قتل کیے جائیں گے جن کی مثال اصحاب اخدود (کھائی) کی سی ہے چنانچہ حجر اور ان کے اصحاب قتل کیے گئے۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت زیاد بن سمیہ نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو حجر نے ایک مٹھی کنکریاں لے کر اس کو ماریں۔ اس کے گرد کے لوگوں نے زیاد پر کنکریاں پھینکیں۔ اس پر زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حجر رضی اللہ عنہ نے منبر پر مجھے کنکریاں ماریں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کریں تو حجر رضی اللہ عنہ نے ان سے عذراء میں مقابلہ کیا اور ان لوگوں نے حجر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بیہقی نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو خبر بتائی اس کی بنیاد یہی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

اسلام میں پہلا سر جو کاٹ کر بھیجا گیا:

حضرت رفاعہ بن شداد بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو طلب کیا تھا۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے رفاعہ رضی اللہ عنہ! یہ لوگ میرے قاتل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ جن وانس میرے خون میں مشترک ہیں۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی باگیں دیکھیں اور میں نے ان کو رخصت کر دیا۔ اسی وقت ایک سانپ نے جست کی اور اس نے اس کو ڈس لیا پھر سواروں نے قریب آ کر ان کا سر تن سے جدا کر ڈالا، اسلام میں یہ پہلا سر ہے جو کاٹ کر بھیجا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے نابینا ہونے کی خبر دینا:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ان کے پاس ان کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے اور آپ نے ان سے فرمایا: اس بیماری کا تمہیں اندیشہ نہیں ہے لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے بعد زندہ رہو گے اور تم نابینا ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا: اس وقت میں ثواب کی امید پر صبر کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تم بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے، چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے رحلت کے بعد نابینا ہو گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی بینائی لوٹا دی پھر وہ فوت ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

ان پیشواؤں کی خبر دینا جو بے وقت نمازیں پڑھیں گے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے تم ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز اس کے غیر وقت میں پڑھیں گے لہٰذا تم ایسے لوگوں کو پاؤ اس وقت کی نماز جسے تم پہچانتے ہو اپنے گھر میں پڑھ لینا۔ اس کے بعد ان کے ساتھ پڑھ لینا اور اسے تم نفل شمار کر لینا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تمہارے امور کے والی ایسے لوگ ہوں گے جو سنت کے نور کو بجھا دیں گے اور علانیہ بدعت کو رواج دیں گے اور نماز کو اپنے وقت سے موخر کر دیں گے۔

﴿بیہقی، ابو نعیم﴾

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے امراء ہوں گے جن کو دنیا مشغول رکھے گی، اور نمازوں کو ان سے وقتوں سے موخر کر دیں گے تو ان کے ساتھ نفلی نماز پڑھا کرو۔ (فرائض کو گھروں میں اپنے وقت میں پڑھا کرو)

﴿ابن ماجہ﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ امراء بنی امیہ تھے کیونکہ وہ امراء اس عادت میں معروف تھے، یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا۔

حیات مبارکہ کی شب آخر:

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کی آخری عشاء کی نماز ہمیں پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا: کیا تم لوگ آج کی رات کو دیکھ رہے ہو، آج کی رات سے صدی کا آغاز ہو رہا ہے۔ آج کا دن روئے زمین پر آج سے سو سال کے اندر اندر تم میں سے کوئی شخص زندہ باقی نہ رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس ارشاد سے قرن کو تمام ہونا مراد لیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اپنی رحلت سے ایک ماہ قبل فرمایا: تم لوگ قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے مگر میں اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ پشت زمین پر کوئی سانس لینے والا آج ایسا باقی نہیں ہے جس پر سو سال گزریں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی شخص ایسا زندہ نہیں رہا جس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور یہ ابوالطفیل رضی اللہ عنہ صدی کے آغاز میں فوت ہوئے۔

﴿مسلم﴾

یہ ایک قرن زندہ رہے گا:

حضرت محمد بن زیاد الہانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ایک سو ہجری تک زندہ رہے اور ان کے چہرے پر مہاسہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بچہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک یہ مہاسہ اس کے چہرے سے دور نہ ہو جائے تو وہ فوت نہ ہوئے جب تک وہ مہاسہ دور نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

یہ بہت جلد مر جائے گا:

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور حضور نبی کریم ﷺ اس وقت مدینہ منورہ میں ہی رونق افروز تھے تاکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھیں مگر اس کے باپ نے آ کر انہیں پکڑ لیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ یہ فرزند میرا ہاتھ اور میرا پاؤں ہے اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ، کیونکہ یہ بہت جلد مر جائے گا، چنانچہ وہ اسی سال مر گیا۔

﴿ابن سعد، بغوی، ابونعیم الصحابہ، بیہقی﴾

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں جہاد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ آئے مگر ان کے باپ نے ان کو مدینہ منورہ میں پکڑ لیا اور مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا نبی اللہ ﷺ! اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال، میری زمین اور میرے گھر بار کا انتظام کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کو اس کے ساتھ واپس کر دیا اور فرمایا: ممکن ہے اسی سال تم خود مختار ہو جاؤ اور تمہیں کوئی روکنے والا نہ رہے،

لہٰذا اے حبیب رضی اللہ عنہ! تم اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ اور وہ چلے گئے اور مسلمہ رضی اللہ عنہ اسی سال فوت ہو گیا اور اسی سال میں حبیب رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا:

حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ عمرہ بنت رواحہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو بچھونے میں لپیٹے اٹھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے مال و اولاد میں کثرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ یہ اپنے ماموں کی مانند زندگی بسر کرے کیونکہ اس نے قابل ستائش زندگی بسر کی اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہوئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اس فرزند کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں کہ یہ اس درجہ کو پہنچے جس درجے پر تم پہنچے ہو۔ اس کے بعد وہ شام جائے اور شامی منافق اسے شہید کر دے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسلمہ بن محارب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے زمانے میں جب حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بمقام مرج راہط قتل ہوئے تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حمص سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ حمص کے گورنر تھے مگر انہوں نے مخالفت کی اور انہوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کیلئے لوگوں کو دعوت دی، اس پر حمص والوں نے انہیں تلاش کر کے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

روایت حدیث میں کذب کرنیوالوں کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں میری امت کے ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہو گا نہ تمہارے آباؤ اجداد نے لہٰذا تم ان سے ہوشیار رہو اور ان سے بچو۔

﴿مسلم﴾

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی جب تک کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگا کر کہتا نہ پھیرے گا کہ مجھے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیطان آدمی کی صورت میں لوگوں کے پاس آکر ایسی حدیثیں بیان کرے گا جو جھوٹی ہوں گی اور لوگوں میں انتشار پھیل جائے گا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے

مسجد حنیف میں قصہ گوئی کرتے، ایک شخص کو دیکھا تھا پھر میں نے اسے تلاش کیا تو وہ شیطان تھا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی﴾

حضرت عیسی بن ابی فاطمہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسجد حرام میں بیٹھا اپنے شیخ سے حدیث لکھ رہا تھا تو شیخ نے فرمایا: مجھے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی اس پر ایک شخص نے کہا: مجھ سے شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔

شیخ نے کہا کہ انہوں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ اس شخص نے کہا مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے۔ شیخ نے کہا حارث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! میں نے حارث رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اور میں نے اس سے حدیث سنی ہے۔ شیخ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس شخص نے کہا: خدا کی قسم! میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور میں ان کے ساتھ صفین میں حاضر تھا۔ جب میں اس شخص کی طرف نظر کی اور میں نے آیۃ الکرسی پڑھی جب میں نے "**وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا**" تک پڑھا اور اس کی طرف دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

چوتھی صدی میں لوگوں کے اندر تغیر پیدا ہوگا:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں بہتر لوگ میرے قرن کے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اس کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو خیانت کریں گے امانت دار نہیں ہوں گے اور بغیر طلب کے گواہی دیں گے وہ عہد کریں گے مگر وہ عہد پورا نہ کریں گے اور ان لوگوں میں سمن ظاہر ہوگا یعنی موٹاپا، سستی دکاہلی پیدا ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے گھر میں دس آدمیوں کی بابت فرمایا تم میں جو سب سے آخر میں مرے گا اسکی موت آگ میں ہے۔ چنانچہ ان میں سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سمرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے آخر میں مرے۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

﴿بیہقی﴾

اوس بن خالد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابومخدورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا:

تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے پھر حضرت ابومخدورہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، اس کے بعد حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ

اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم سے معمر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور ایک شخص سے فرمایا: تم میں جو آخر میں مرے گا اس کی موت آگ میں ہے چنانچہ جب کوئی شخص یہ چاہتا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جوش میں لائے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ مر گیا یہ سنتے ہی وہ بے ہوش ہو جاتے اور چیخیں مارنے لگتے، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے فوت ہو گئے۔

﴿ابن سعد، طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابن وہب حضرت ابی یزید مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اس مرض میں مبتلا ہوا جس میں وہ مرا ہے تو وہ شدید سردی پاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کیلئے آگ روشن کی گئی اور ایک انگیٹھی ان کے آگے ایک انگیٹھی ان کے پیچھے ایک ان کے بائیں اور ایک ان کے دائیں رکھی جاتی تھی مگر یہ چاروں طرف کی آگ ان کو نفع نہ پہنچاتی تھی اور وہ اسی سردی میں مر گئے۔

حضرت محمد سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو شدید لرزہ لاحق ہوا اور کسی طرح گرمی نہ پاتے تھے۔ انہوں نے بڑی دیگ میں پانی بھرنے کا حکم دیا اور اس کے نیچے آگ جلائی گئی اور اس کے اوپر انہیں بٹھایا گیا تو اس کی بھاپ ان کی سردی کو کچھ کم کرتی تھی اور وہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک دیگ میں گر پڑے اور جل گئے۔

﴿ابن عساکر﴾

ایک جماعت کے بارے میں فرمایا کہ اس میں ایک شخص دوزخی ہے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رجال بن عنفوہ خشوع وخضوع اور قرأت قرآن کے لزوم اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گروہ میں ایک شخص جہنمی ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمام لوگوں کو بنظر غائر دیکھا۔ میں نے حضرت ابوہریرہ حضرت ابواروی دوسی، حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہم اور رجال بن عنفوہ کو بیٹھے دیکھا اور میں حیرت و تعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھا اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بدبخت کون ہوگا؟ غرضیکہ جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی اور بنوحنیف پلٹ کے آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عنفوہ کہاں گیا؟ لوگوں نے بتایا: وہ فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے مسیلمہ کذاب کے حق میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) حضور نبی کریم ﷺ مسیلمہ کو اپنے بعد میں اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا: وہی حق ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رجال جیم کے ساتھ ہے ایک قول یہ ہے کہ حاء کے ساتھ ہے۔ رجال اس کا لقب تھا اور اس کا نام نہار تھا۔

﴿واقدی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت مخلد بن قیس بجلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرات بن حیان رضی اللہ عنہ اور رجال بن عنفوہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک شخص کی داڑھ جہنم میں کوہ احد سے زیادہ بڑی ہے اور فرمایا: اس کے ساتھ فریب کار کی گدھی ہے اور اس ارشاد نبوی ﷺ کی خبر ان سب کو پہنچی، چنانچہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فرات رضی اللہ عنہ کو رجال کے مرتد ہونے کی اطلاع ملی تو یہ دونوں صحابی سجدہ شکر میں گر پڑے۔

﴿سیف بن عمر الفتوح﴾

ولید بن عقبہ کے انجام کی خبر دینا:

ولید بن عقبہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے سروں پر دست اقدس پھیر کر ان کیلئے دعا فرماتے۔ چنانچہ میری والدہ مجھے لے کر آپ کے پاس آئی، اس وقت میرے جسم پر فلوق ملا ہوا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا اور نہ مجھے چھوا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نہ پھیرنا اس علم غیب کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے دیا۔ ولید کے بارے میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو برکت عطا فرمانے سے روک دیا، ولید کے حالات کے بارے میں جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا خبریں معروف و مشہور ہیں کہ اس نے شراب پی اور اپنی نماز میں تاخیر کی اور یہ ولید ان اسباب اذیت کا ایک سبب بھی بنا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذیتیں برداشت کرنی پڑیں اور جس کے نتیجہ میں بلوائیوں نے ان کو شہید کر دیا۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

قیس بن مطاعہ کے انجام بد کی خبر دینا:

ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قیس بن مطاعہ اس حلقہ کی جانب آیا جس میں حضرت سلمان فارسی حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم تھے اور اس نے کہا اوس وخزرج کے لوگ تو اس شخص (یعنی حضور نبی کریم ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے؟

ابو سلمہ نے کہا: یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور میں لے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی بکواس کی خبر دی۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ غضب ناک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ اس کے بعد "الصلوۃ جامعۃ" کی ندا دی گئی جب لوگ آ گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو!

''بے شک رب ایک ہی رب ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے اور دین ایک ہی دین ہے اور عربیت تمہارا باپ نہیں ہے اور نہ تمہاری ماں ہے وہ تو ایک زبان ہے لہٰذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اسے پکڑے ہوئے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے جہنم کی طرف چھوڑ دو۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ شخص مرتدین میں سے ہوگیا اور ارتداد کی بنا پر اسے قتل کیا گیا۔

﴿خطیب راوۃ مالک﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر دینا:

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کسی ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو انہوں نے کسی شخص کو موجود پایا اور واپس ہوگئے اور اس شخص کی موجودگی کے سبب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بات نہ کی، پھر اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آپ کی خدمت میں اپنے فرزند کو بھیجا تھا مگر اس نے ایک شخص کو آپ کے پاس موجود دیکھا تو اسے قدرت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے عرض کرتا اور پلٹ کر چلا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اس شخص کو دیکھا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جبرئیل علیہ السلام تھے وہ ہرگز فوت نہ ہوگا یہاں تک کہ اس کی بینائی جاتی رہے گی اور اسے علم وحکمت دیا جائے گا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سفید لباس پہنے حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ دحیہ رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو کر رہے ہیں، حالانکہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میں اس سے لاعلم تھا اور میں نے سلام تک نہ کیا۔

مجھ دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ کتنے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کی اولاد ان کے بعد خوب سیاہ کپڑے پہنے گی اگر یہ سلام کرتے تو میں ان کو سلام جواب دیتا۔ جب وہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم کو کس بات نے سلام کرنے سے روکا؟ میں نے عرض کیا: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں گفتگو فرما رہے ہیں تو میں نے مکروہ جانا آپ دونوں کے درمیان بات کو قطع کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں دیکھا ہے۔ فرمایا: سنو! تمہاری بینائی جاتی رہے گی اور بوقت وفات وہ بینائی لوٹ آئے گی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہوئی اور ان کو تختہ پر رکھا گیا تو نہایت سفید ایک پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہوگیا اور کسی نے اسے باہر نکلتے نہ

دیکھا یہ دیکھ کر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بشارت ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے فرمائی تھی پھر جب ان کو لحد میں رکھا گیا تو ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے لوگوں نے سنا کہ ان کو کلمہ کی تلقین کی گئی:

"یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ"

﴿سورۃ الفجر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میری بینائی جاتی رہے گی تو وہ جاتی رہی اور مجھ سے فرمایا کہ میں غرق ہوں گا تو میں بحیرہ طبریہ میں غرق ہوا اور مجھ سے فرمایا کہ میں فتنہ کے بعد ہجرت کروں گا، تو اے خدا! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ آج میری ہجرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

﴿ابونعیم﴾

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود کے اکہتر یا بہتر فرقے بنے اور نصاریٰ کے بھی اکہتر فرقے ہوئے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب اپنے دین میں بہتر ملتوں پر بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی اہل ہواء ہو جائیں گے۔ یہ سب کے سب جہنم میں جائیں گے بجز ایک فرقہ کے اور وہ فرقہ اہل جماعت ہے اور میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح چپٹی ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک سے چپٹا ہوتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوئی ہوں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر وہ سب آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا اور جوتی جوتی کے برابر جائے گی یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی اس کی مانند ہوگا۔ بلاشبہ بنی اسرائیل اکہتر ملتوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جو سب کے سب ناری ہیں بجز ایک ملت کے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ ناجی ملت کون سی ہے؟ فرمایا: **"ما انا علیه الیوم و اصحابی"** آج جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں وہی ناجی ملت ہے۔

﴿بیہقی، ترمذی، حاکم﴾

حضرت عمرو بن العوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم

لوگ ضرور پچھلی امتوں کی راہ پر چلو گے بلاشبہ بنی اسرائیل ٹکڑے ٹکڑے ہوئی تھی۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتیں جس راہ پر تھیں ضرور تم بھی اس راہ کو اختیار کرو گے بالشت کے مطابق بالشت بھر، گز کے مطابق گز بھر اور باغ کے مطابق باغ بھر تم بھی چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم بھی داخل ہو گے حتی کہ اگر کسی نے اپنی ماں سے جماع کیا ہے تو تم میں سے بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا۔

﴿بیہقی، حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ باعتبار امت بنی اسرائیل کی امتوں کے بہت مشابہ ہو ضرور تم لوگ ان کے قدم بہ قدم چلو گے حتی کہ بنی اسرائیل میں کوئی شئے نہ ہوگی مگر یہ کہ تم میں اس کی مثل ضرور ہوگی۔ یہاں تک کہ لوگ مجتمع ہوں گے، ان پر ایک عورت گزرے گی اور ان لوگوں میں سے ایک آدمی اٹھے گا اور وہ اس عورت سے جماع کرے گا پھر اپنے نشینوں کے پاس لوٹ آئے گا، وہ لوگوں کی طرف دیکھ کر ہنسے گا اور لوگ اس کی طرف دیکھ کر ہنسیں گے۔

﴿طبرانی﴾

بسند حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امت پچھلی امتوں کی کسی بات کو نہ چھوڑے گی، یہاں تک کہ وہ اس پر عمل کرے گی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کب ہوگا؟

فرمایا: جب رذیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اٹھانے والے (جاہل و بے علم) منبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیرا بنایا جائے گا، مسجدیں نقش و نگار سے آراستہ ہوں گی، اونچے اونچے منبر ہوں گے، مال غنیمت کو دولت بنا لیا جائے گا اور زکوۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے گا اور امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی اور دین میں غور و خوص غیر خدا کی خوشنودی کیلئے ہوگا اس کے دوست کمینے و ذلیل ہوں گے اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلوں پر لعنت کریں گے۔ قبیلہ کا سرداران کا فاسق ہوگا۔ قوم کا مدبران کا ذلیل شخص ہوگا۔ آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جائے گی، جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امت تہتر فرقوں میں ہو جائے گی اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگیں گے۔

میں نے عرض کیا: کیا شام فتح ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام تو عنقریب فتح ہو جائے گا۔ اس کے فتح کے بعد فتنوں کا ظہور ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اپنی

پچھلی امتوں کا ہو بہو اور قدم بقدم اتباع ضرور کرو گے حتی کہ اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہے تو تم ضرور اس کے داخل ہو گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: اس وقت کون ہو گا یعنی تم ہی لوگ ہو گے۔

﴿حاکم﴾

فتنہ خوارج کی خبر دینا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ مال تقسیم فرما رہے تھے اچانک ذوالخوی صرہ نے آپ کے پاس آ کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! عدل کیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو جبکہ میں ہی عدل نہ کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ اپنے روزے کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر جانے گا۔ یہ لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ (یعنی دلوں پر کچھ اثر نہ ہو گا) وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ایک مرد سیاہ ہو گا جس کے ایک بازو پر عورت کی چھاتی کی مانند یا گوشت لوتھڑے کی مانند ہو گا جو ہلے گا۔ وہ لوگ بہترین امت پر خروج کریں گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی ہے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور ڈھونڈا گیا تو وہ مل گیا اور اسے لایا گیا حتی کہ میں نے اس میں وہ نشانی دیکھی جس کی صفت رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا۔ اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کون اسے پہچانتا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں اسی جگہ ہے پھر اس کی ماں کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ کس کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتی کہ اس کا باپ کون ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک چراگاہ میں میں بکریاں چرا رہی تھی اچانک مجھے ایسی چیز نے ڈھانپ لیا ہے جیسے اندھیری ہوتی ہے۔ (یعنی کسی نے مجھ سے جماع کیا) اس سے میں حاملہ ہوئی اور یہ بیدار ہوا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے فرقہ فرقہ ہو جانے کے بعد ایک فرقہ دین سے نکل جائے گا اور وہ مسلمان جو بہتر اور حق پر ہوں گے اس فرقہ کو قتل کر دیں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب اصحاب نہر (خارجیوں) سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ان لوگوں کو تلاش کرو یہ وہی ہیں جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور ان میں ضرور ایک ناقص الید آدمی ہوگا تو ہم نے اسے تلاش کیا اور وہ ہمیں مل گیا اور ہم اسے پکڑ کر ان کے پاس لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، یہاں تک کہ اس کے قریب کھڑے ہو کر دیکھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

پھر فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ گھمنڈ کرو گے تو میں تم کو وہ بات بتاتا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان لوگوں کے بارے میں مطلع کرایا جو ان خارجیوں کو قتل کریں گے۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نہیں سنا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رب کعبہ کی قسم! میں نے سنا ہے اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

﴿مسلم﴾

ازارقہ جہنم کے کتے ہیں:

حضرت سعید بن جمہان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: تیرا باپ کیا ہوا؟ میں نے کہا: ان کو ازارقہ نے قتل کر دیا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث فرمائی کہ ازارقہ جہنم کے کتے ہیں۔

﴿حاکم﴾

فرقہ روافض، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کی خبر دینا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے، ان سے یہود نے بغض وعداوت کی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان رکھا اور ان سے نصاریٰ نے اس حد تک محبت کا دعویٰ کیا کہ ان کو اس منزلت تک پہنچایا جو ان کے شایان شان نہ تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میرے بارے میں دونوں گروہ ہلاک ہوں گے وہ بھی جو بہت زیادہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور میری طرف اس چیز کی نسبت کرتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے اور وہ بھی جو مجھ سے بغض وعداوت رکھتا ہے اور مجھ پر عیب لگانے اور مجھ پر بہتان رکھنے پر ابھارتا ہے۔

﴿عبداللہ بن احمد زوائد المسند، بزار، ابویعلیٰ، حاکم﴾

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

✡ (بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ ان کی امت میں قدریہ اور مرجیہ

ہوئے ہیں جو نبی پر ان کی امت کے معاملہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ اور مرجیہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ (طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے دوگروہ ایسے ہوں گے جن کا حصہ اسلام میں نہیں ہے۔ ایک قدریہ ہے، دوسرا مرجیہ۔

(طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے اور ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ممکن ہے کہ تم اس زمانہ تک زندہ رہو اور ایسی قوم پاؤ جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہوئے کہے کہ گناہ اس کے بندوں پر ہیں جب تم ان کو پاؤ گے تو ان سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

﴿طبرانی الکبیر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں مسخ (عقول) ہوگا اور وہ مسخ تقدیر کے جھٹلانے والوں اور زندیقوں پر ہوگا۔

﴿احمد﴾

بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے معاملہ اعتدال پر رہیں گے جب تک کہ وہ مشرکوں کے بچوں کے بارے میں (کہ وہ اہل جنت میں یا اہل جہنم) اور قدر کے بارے میں کلام نہیں کریں گے۔

﴿طبرانی، بزار﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امت کے برے لوگوں کا آخری کلام قدر میں ہوگا۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں مسخ اور قذف ہوگا اور وہ اہل زندقہ پر ہوگا۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میری امت مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہے گی جب تک کہ وہ قدر کو نہ جھٹلائیں، اس وقت ان کی ہلاکت ہوگی۔

﴿طبرانی﴾

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مقام وفات کی خبر دینا:

حضرت یزید بن اصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں بیمار ہوئیں تو انہوں نے فرمایا: مجھے مکہ مکرمہ سے باہر لے جاؤ کیونکہ میری وفات مکہ مکرمہ میں نہیں ہے چونکہ رسول اللہ علیہ نے مجھے خبر دی ہے کہ مکہ مکرمہ میں فوت نہ ہوں گی تو لوگ لے کر چلے یہاں تک کہ جب مقام سرف میں اس جگہ پہنچیں جس درخت کے نیچے رسول اللہ علیہ نے ان سے عقد کیا تھا تو وہ رحلت فرما گئیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ علیہ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، اے ابوریحانہ رضی اللہ عنہ! جس دن تم ایسے لوگوں پہ گزرو گے جنہوں نے جانوروں کو بغیر دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا ہوگا اور تم کہو گے کہ رسول اللہ علیہ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور وہ کہیں گے ہمارے سامنے کوئی ایسی آیت لائیے جو خاص اس بارے میں نازل ہوئی ہو (گویا وہ قول رسول کی حجیت کا انکار کریں گے اور صرف قرآن پر اس کا دعوی کریں گے۔)

چنانچہ ابوریحانہ رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں پر گزرے جنہوں نے مرغیوں کو دانہ پانی کے بھوکا رکھ چھوڑا تھا تو انہوں نے ان کو اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بارے میں نازل شدہ کوئی آیت پڑھ کر سنائیے یہ سن کر ابوریحانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ نے سچ فرمایا۔

﴿محمد بن ربیع جیزی من دخل مصر من الصحابہ﴾

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے سردار سے فرمایا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول اللہ علیہ کے فرمان کو بھول گیا ہوں حضور نبی کریم علیہ نے تم سے فرمایا تھا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارا اونٹ تمہیں شام میں چھوڑ جائے گا پھر ایک دن پھر ایک دو دن تک وہ اونٹ تمہیں چھوڑے رکھے گا۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ سے سنا ہے۔ آپ علیہ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا جو مرنے کے بعد کلام کرے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ربعی بن خراش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا بھائی ربیع فوت ہو گیا۔ وہ ہم میں گرمی کے دنوں میں زیادہ روزہ دار اور سردی کی راتوں میں زیادہ قیام کرنے والا تھا۔ میں نے اس کے جسد پر چادر ڈالی تو ہنسنے لگا، اس پر میں نے کہا: اے بھائی! کیا مرنے کے بعد بھی (دنیاوی) زندگانی ہے؟

اس نے کہا: نہیں بات یہ ہے کہ میں اپنے رب سے ملا اور میرا رب مجھ سے روح و ریحان اور ایسے وجہ کریم کے ساتھ ملا جو غضب ناک نہ تھا میں نے پوچھا تم نے امر کو کیسا دیکھا۔ اس نے کہا: جتنا تم گمان کر سکتے ہو۔ اس سے زیادہ آسان میں نے دیکھا۔ اس کے بعد یہ واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ربیع رضی اللہ عنہ نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص مرنے کے بعد کلام کرے گا اور وہ خیر التابعین سے ہوگا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی بکثرت سندیں ہیں جن کو میں نے "کتاب البرزخ" میں مرنے کے بعد کلام کرنے والوں کی خبروں کے ضمن میں جمع کیا ہے۔

سنت سے بے اعتنائی اور آیات متشابہات میں بحث:

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! مجھے کتاب الٰہی اور اس کے ساتھ اس کی مثل (حدیث وسنت) دی گئی ہے خبردار ایک آدمی ہوگا جو پیٹ بھرا اور اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوگا۔ وہ کہے گا تم پر یہ قرآن ہی لازم ہے لہٰذا قرآن میں جو چیز تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو تم حرام پاؤ اسے حرام جانو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو، اس کے سامنے میرا کوئی ایسا حکم آئے جسے میں نے حکم دیا ہو یا ایسی مخالفت آئے جس کی میں نے مخالفت کی ہو اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے ہمیں تو وہی لازم ہے جو کتاب اللہ میں پائیں ہم اسی کا اتباع کریں گے۔

﴿ابوداؤد، بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ "هُوَ الَّذِیٓ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ" (سورۂ آل عمران) تلاوت کر کے فرمایا جب تم لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کا اتباع کریں تو یہ لوگ وہی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فاحذروھم" ان سے بچو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو اس کے ساتھ جدال کرتے ہیں۔ ابوایوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل ہوا میں سے کسی ایک کو ایسا نہیں جانتا جس نے متشابہات کے ساتھ جدال نہ کیا ہو۔

حضرت محمد بن زبید بن ابی زیاد ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اس پر اور اس پر کہ میں ہمیشہ حق بات کہوں گا، آپ کی بیعت کرتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قیس رضی اللہ عنہ! تم ایک زمانے تک زندہ رہو گے اور میرے بعد ایسے لوگ تمہیں ملیں گے جن کے ساتھ حق بات کہنے کی تمہیں استطاعت نہ ہوگی۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں کسی بات پر آپ کی بیعت نہ کروں گا مگر یہ کہ آپ کے عہد کو پورا کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہیں کوئی بشر نقصان نہیں پہنچائے گا، چنانچہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ، زیاد بن ابوسفیان اور اس کے بیٹے عبیداللہ کی عیب چینی کرتا تھا۔ عبیداللہ کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے قیس رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور کہا تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتا ہے اور قیس نے کہا: نہیں لیکن اگر تو چاہے تو میں اسے بتادوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتا ہے اور جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کو چھوڑ رکھا ہے؟ عبیداللہ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ہے اور تیرا باپ ہے اور وہ شخص ہے جس نے تم دونوں کو حکم دیا ہے۔ اس کے بعد قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کون سی بات ہے جس کا میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کیا ہے؟ عبیداللہ نے کہا: تو یقین رکھتا ہے کہ کوئی بشر تجھے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! میں یقین رکھتا ہوں۔ عبیداللہ نے کہا: آج تو جان لے گا کہ تو کتنا جھوٹا ہے۔ عبیداللہ نے حکم دیا کہ عذاب والے عذاب کے سامان کے ساتھ میرے پاس لاؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ دیکھ کر قیس رضی اللہ عنہ جھک گیا اور مر گیا۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

انصار مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا: تم لوگ میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری دیکھو گے لہٰذا تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو۔

﴿حاکم، ابونعیم﴾

حضرت مقسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کوئی اپنی حاجت بیان کی مگر انہوں نے اس سے جفا کی اور ان کی طرف سر تک نہ اٹھایا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دیدی ہے کہ ہمیں ان کے بعد ناگوار باتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسی صورت میں تمہیں کیا حکم دیا گیا ہے؟ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں صبر کا

حکم دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اب صبر و کرو۔ یہ سن کر ابوایوب رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور قسم اٹھائی کہ ان سے کبھی بات نہ کروں گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت حسن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا ان کیلئے رسول اللہ ﷺ کی دعا پہلے سے تھی۔ جب ان میں سے کوئی مرتا تو بادل آتا اور اس کی قبر پر بارش برساتا تھا، چنانچہ اس انصاری قبیلہ کا ایک غلام فوت ہوا۔ مسلمانوں نے کہا: آج ضرور دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے: "مولی القوم انفسھم" (قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے) چنانچہ جب اس غلام کو دفن کیا گیا تو بادل آیا اور وہ اس کی قبر پر برسا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا علم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کا ظرف (برتن) ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ہم سے زیادہ جاننے والے اور آپ کی حدیث کو ہم سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

آنے والی قوم کی خبر دینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے بعد ایسے آئیں گے جو تمنا رکھیں گے کہ کاش کہ میری حدیث کو اپنی آل واولاد اور مال کے بدلے خرید سکتے۔

﴿حاکم﴾

اخصیاء کے بارے میں فرمان:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک قوم آئے گی جن کو اخصیاء یعنی خواجہ سرا کہا جائے گا لہٰذا تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

﴿ابن عدی، دارقطنی الافراد، ابن عساکر﴾

شُرطی کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے دی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: توقع ہے کہ تمہاری عمر اتنی طویل ہو کہ تم ایسی قوم کو دیکھو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑا ہوا۔ وہ لوگ اللہ کے غضب میں صبح کریں گے اور شام بھی اس کی ناراضگی میں کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم دو قسم کے ہوں گے جن کو تم نے نہیں دیکھا ایک قسم تو وہ ہوگی جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے اور اس سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہوگی جو لباس پہنے ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی۔ (یعنی لباس اتنا باریک ہوگا کہ ان کا جسم نظر آئے گا) اور وہ تھرکنے مسکنے والی اپنے بدن کو ادھر ادھر مٹکانے والی ہوں گی ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے۔

﴿مسلم﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک قول تو یہ ہے کہ یہ عراقی مغنیات یعنی ناچنے گانے والیاں ہیں جو باکرہ ہیں اور بڑے بڑے پگڑ اپنے سروں پر باندھتی ہیں اور ان پگڑوں پر دوپٹے اوڑھتی ہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں ایسے مرد ہوں گے جن کے ساتھ گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے، وہ لوگ صبح بھی خدا کے غضب اور شام بھی خدا کی ناراضگی میں رہیں گے۔

﴿حاکم﴾

اس آگ کی خبر دینا جو حجاز سے بلند ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ارض حجاز سے وہ آگ نہ نکلے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، پھر جب ہم واپس آئے تو لوگوں نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے میں عجلت کا مظاہرہ کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ تم لوگ مدینہ کو جس حالت میں پہلے تھا اس سے بہتر حالت پر چھوڑ دو۔ کاش کہ میں جانتا وہ آگ کوہ ورقان سے کب نکلے گی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کی جائیں گی۔

﴿حاکم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ آگ جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی ۶۵۴ ہجری میں نکلی تھی۔

بصرہ اور کوفے کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس کا نام بصرہ ہے وہ باعتبار قبلہ زیادہ صحیح ہے، وہاں بکثرت مسجدیں ہوں گی اور کثرت کے ساتھ اذانیں دی جائیں گی وہاں سے اتنی بالائیں دور کی جائیں

گی کہ اتنی تمام شہروں سے دور نہ کی جائیں گی۔

﴿ابونعیم﴾

دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کوفہ کا ذکر کیا اور آپ نے بیان کیا ان لوگوں پر عظیم بلائیں نازل ہوں گی اس کے بعد اہل بصرہ کا ذکر کیا اور فرمایا: اہل بصرہ باعتبار قبلہ اعتدال پر رہیں گے اور ان میں اذان دینے والے کثرت سے ہوں گے جس امر کو وہ ناگوار جانیں گے اللہ تعالیٰ ان سے ان کو دور کرے گا۔

﴿احمد زوائد الزہد، ابونعیم﴾

حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہ جہاں بحرین ملتے ہیں اور ایک شہر وہ جو جزیرہ میں ہے اور ایک شہر وہ جو شام میں ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ بہت سے شہروں کو آباد کرو گے مگر ان میں ایک شہر ایسا ہوگا جس کا نام بصرہ ہے اس میں خسف زمین میں دھنس جانا اور مسخ واقع ہوگا۔

﴿ابونعیم﴾

تعمیر بغداد کے بارے میں فرمان نبوی:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: دجلہ دجیلہ اور صراۃ قطربل کے درمیان ایک شہر بسایا جائے گا اور اس شہر میں روئے زمین کے جبابرہ جمع ہوں گے اور اس کی طرف روئے زمین کا خراج آئے گا اور وہ سرزمین دھنسنے میں زمین شور میں میخ گھس جانے سے زیادہ سریع ہوگی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی دونوں نہروں کے درمیان شہر بسایا جائے گا اور اس کی طرف روئے زمین کے خزانے اور دفینے لائے جائیں گے۔ اس شہر کے رہنے والے مخلوق الٰہی میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تلوار کے عذاب کے بعد انہیں دھنسا دے گا۔

﴿ابونعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ شہر یعنی بغداد دوسرے قرن میں بسایا گیا اور ساتویں قرن (صدی) میں تاتاریوں کی طرف سے تلوار کے شدید عذاب میں مبتلا ہوا اور اب اس کا دھنسا باقی رہ گیا ہے۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کیلئے نصف دن کا مقرر کیا جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہرگز ہرگز مجھے عاجز

نہ کرے گا۔ صحابہ نے پوچھا نصف دن کتنا ہے۔ فرمایا: پانچ سو سال کا۔

﴿حاکم﴾

امت کے اس گروہ کی خبر دینا جو تا قیامت حق پر رہے گا:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت ہمیشہ قائم رہے گی اور مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ دین پر جنگ کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

﴿احمد، حاکم﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر دین کی مدد کرتی رہے گی، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت اس دین پر ہمیشہ قائم رہے گی کسی خلاف کرنے والے کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آ جائے۔

﴿بزار﴾

ہر صدی کے آغاز پر مجدد ہونے اور خروج دجال کی خبر دینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایسا شخص پیدا فرمائے گا جو اسکے دین کو امت کیلئے تازہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت صعب بن حبثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ دجال کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک لوگ اس کے ذکر سے غافل نہ ہو جائیں، یہاں تک کہ آئمہ بھی اس کے ذکر کو منبروں پر چھوڑ دیں گے۔

﴿احمد، زوائد المسند﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے اپنے زمانے میں کسی خطیب کو نہیں دیکھا ہوگا کہ اس نے منبر پر اس کا ذکر کیا ہو۔

اچھے لوگ ختم ہو جائیں گے:

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خشک یا تر کھجوریں لائی گئیں اور سب نے مل کر اسے کھایا۔ یہاں تک کہ بجز گٹھلیوں کے کچھ باقی نہ رہا اور

وہ گٹھلیاں کسی کام کی نہ تھیں۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا بات ہے؟ یکے بعد دیگرے اچھے لوگ ختم ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا بجز ان کے جو ان گٹھلیوں کی مانند بیکار ہیں۔

﴿حاکم﴾

امت کے وہ احوال جو فرمان نبوی کے مطابق پورے ہوئے:

حضرت حذیقہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ تو نبی کریم ﷺ سے خیر و نیکی کی باتیں پوچھا کرتے تھے مگر میں آپ سے شر و فساد کی ہی باتیں پوچھا کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ مجھے اس سے سابقہ نہ پڑ جائے۔

چنانچہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم زمانہ جاہلیت اور شر و فساد میں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خیر کے ساتھ ہمارے پاس بھیج دیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ مگر اسکے ساتھ دفن ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ دفن (شدہ چیز) یعنی بے دینی کیا ہے؟

فرمایا: وہ میری سنت کو چھوڑ کر چلیں گے اور میری ہدایت کے سوا اور راستہ اختیار کریں گے۔ اس سے وہ پہچانے جائیں گے اور ان کو برا جانا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اس کے بعد بھی شر ہے؟ فرمایا: ہاں ہے۔ وہ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی بات مان لے گا وہ انہیں جہنم میں ڈال دیں گے۔

میں نے عرض کیا: مجھے ان لوگوں کی صفت بتایئے۔ فرمایا: اچھا سنو! وہ لوگ ہماری ہی طرح گوشت پوست کے ہوں گے اور ہماری ہی زبانوں میں کلام کریں گے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلا شر جس کے بعد خیر ہے وہ ارتداد ہے جو رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد واقع ہوا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنوسلیم اپنی کان سے سونے کا ٹکڑا لائے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کانیں ہوں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ معاون ظاہر ہوں گے اور اشرار خلق اس کے گرد جمع ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ امتیں تمہارے پاس جمع ہوں گی جس طرح کھانے والے طباق کے گرد جمع ہوتے ہیں کسی کہنے والے نے کہا: اس دن ہم کم تعداد میں ہوں گے۔ فرمایا: نہیں! بلکہ تم کثیر تعداد میں ہو گے لیکن غایت درجہ ذلیل و پست ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور

تمہارے دلوں میں کمزوری و بزدلی ڈالدے گا۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ وہ بزدلی و کمزوری کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی مال کے لینے میں اسکی پرواہ نہ کرے گا کہ حلال طریقہ سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی پر وہ دن ضرور آئے گا کہ اگر وہ مجھے دیکھے اور پھر وہ دیکھے تو اسے اہل وعیال کے دیکھنے سے زیادہ میرا دیکھنا محبوب ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: تم میرے صحابہ ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ براہ راست مجھ سے سنتے ہو اور تم سے دوسرے لوگ حدیث سنیں گے اور تمہارے سننے والوں سے اور دوسرے لوگ سنیں گے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو حدیث پہنچائے، ممکن ہے جس کو وہ پہنچائے ان سننے والوں میں سے کوئی شخص ان سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہارون عبدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے وصیت کے لوگو! مرحبا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث فرمائی کہ آفاق سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے اور وہ دین میں تفقہ کے طالب ہوں گے تو تم لوگ ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرنا۔

✡ (ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو عالم کے سینوں سے نکال کر قبض نہیں فرماتا بلکہ علماء کو قبض کر کے علم کو قبض کرتا ہے، جب علماء باقی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے

جس سے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تب ابنائے فارس کے لوگ وہاں سے بھی علم ضرور حاصل کرلیں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان سے کسی شخص نے کوئی بات پوچھی میں اسے نہ سمجھ سکا۔ اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر، اس مسئلہ کو دو شخصوں نے پوچھا اور یہ تیسرا شخص ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کے سبب سوال بلند ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اسے (معاذ اللہ) کس نے پیدا کیا۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے اندیشوں میں سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے وہ نمازوں کو ان کے اوقات سے تاخیر کر کے پڑھیں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے تعجیل کر کے پڑھیں گے یا تو بہت زیادہ دیر کر کے یا بہت جلد۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین اتنا پھیلے گا کہ دریاؤں سے تجاوز کر جائے گا اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیں گے اسکے بعد ایک قوم ایسی آئے گی جو قرآن کی تلاوت کرے گی اور وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہے، ہم سے زیادہ پڑھا ہوا کون ہے اور ہم سے زیادہ فقیہ اور عالم کون ہے؟ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ان لوگوں میں خیر ہو گی؟ ہرگز نہیں یہ لوگ تو جہنم کے ایندھن ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

بسند صحیح حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ عجم کے خزائن سے تمہارے ہاتھوں کو بھر دے، اس کے بعد وہ شیر ہو جائیں گے اور وہ تم سے جنگ کریں گے اور تمہارے مال غنیمت وہ کھائیں گے۔

اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے اس کی مانند اور بزار وطبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿احمد، بزار، طبرانی، ابونعیم، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ایک قطعہ زمین کو

دیکھ کر فرمایا: اس قطعہ میں ایسی بکثرت قسمیں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ سے صعود نہیں کریں گی۔ میں نے آج تک اس جگہ نخاسہ (بازار مویشی وغیرہ) ہی دیکھا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد تم پر ایسے حکمران آئیں گے جن کو تم معروف کی کہو گے اور وہ ان کو منکر خیال کریں گے اور جن کو تم منکر جانو گے وہ ان کو معروف سمجھیں گے تو تم میں سے جو کوئی ایسے حکمران کو پائے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس شخص کی اطاعت نہیں ہے۔

﴿حاکم﴾

کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عطیات کو لو جب تک کہ وہ عطیہ ہو اور جب وہ دین کے خلاف رشوت بن جائے تو اسے نہ لو۔ میری اس ہدایت کے باوجود تم لوگ اسے نہ چھوڑو گے اور فقر و فاقہ کے خوف سے اس سے باز نہ آؤ گے۔ سن لو! ایمان کی چکی گردش میں ہے جس طرف کتاب اللہ ہو، اس طرف تم گھوم جاؤ، خبردار سنو لو! بادشاہ اور کتاب اللہ دونوں جدا جدا ہو جائیں گے تو تم لوگ کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار آگاہ رہو! تم پر ایسے حکمران آئیں گے کہ تم نے ان کی اطاعت کی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو تم قتل کر دیئے جاؤ گے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسے زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس زمانہ میں وہ کرنا جو حضرت عیسیٰ کے اصحاب نے کیا۔ انہیں سولی پر چڑھایا گیا اور آروں سے انہیں چیرا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مرنا خدا کی معصیت میں جینے سے بہتر ہے۔

﴿ابن راہویہ﴾

حضرت حجر بن عدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام کچھ اور رکھیں گے۔

﴿ابن قانع﴾

دین فروخت ہوگا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن رات کا یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک کھڑا ہونے والا کھڑے ہو کر یہ نہ کہے کہ ایک مٹھی بھر درہم کے بدلے اپنے دین کے ہمارے ہاتھ کون فروخت کرتا ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

لوگوں کو بکریوں کی مانند دیکھو گے:

حضرت عمران بن حصین ﷛ سے روایت ہے کہ بصرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ امیر تھے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔'' تو حضرت عمران ﷛ اس کے پاس گئے اور یہ کہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبیلہ کے ایک سردار کے بیٹے کا فدیہ لے کر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ وہ ہے اور ایک کے باپ کو جا کر یہ دیدو۔

میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! یہ فدیہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم آل محمد کیلئے جو اولاد اسمٰعیل میں سے ہیں سزاوار نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ اس کے بعد فرمایا: مجھے قریش پر کوئی خوف نہیں ہے مگر ان کی اپنی ہی جانوں سے۔

میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! قریش کیلئے کیا خوف ہے؟ فرمایا: اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم ان کو اس جگہ دیکھ لو گے حتی کہ لوگوں کو ان بکریوں کی مانند دیکھو گے جو دو حوضوں سے پانی پیتی ہیں کبھی ایک حوض سے اور کبھی دوسرے حوض سے۔

لہٰذا اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت ابن عباس ﷛ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگ رہے ہیں اور اسی سال میں نے دیکھا کہ یہ لوگ امیر معاویہ ﷛ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ یہ صورتحال دیکھ کر مجھے رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان یاد آ گیا۔

﴿احمد﴾

جنت کی خوشبو سے محروم لوگ:

حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی سیاہی سے خضاب کریں گے جیسے پرندوں کے پوٹے رنگیں ہوتے ہیں وہ لوگ جنت کی بو بھی نہ سونگھیں گے۔

﴿احمد﴾

حضرت سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ایک گھڑی تک کھڑے انتظار کرتے رہیں گے مگر وہ کسی امام کو نہ پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔

﴿ابن سعد، ابن ماجہ﴾

امت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو تین خوف:

حضرت جابر بن سمرہ ﷛ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں ایک یہ کہ ستاروں سے بارش چاہیں گے،

دوسرے یہ کہ ان پر سلطان ظالم ہوگا تیسرے یہ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے امت پر اندیشہ ہے کہ وہ قدر (تقدیر) کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت کے خوف سے میں سے ایک خوف یہ ہے کہ آخر زمانے میں ستاروں کی تصدیق کریں گے اور تقدیر کی تکذیب کریں گے اور سلطان کا ان پر ظلم ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

جنادہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاہلیت کے تین فعل ایسے ہیں جن کو اہل اسلام ترک نہیں کریں گے۔ ستاروں سے پانی مانگنا، نسب میں طعن کرنا، اور مردے پر واویلا کرنا۔

﴿تاریخ بخاری، ابن سعد، ابن سکن، طبرانی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت پر تین باتوں کا خوف رکھتا ہوں: (۱) عالم کا بھٹکنا، (۲) منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑنا، (۳) قدر کا جھٹلانا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہر امت کے کی ایک مدت مقرر ہے اور میری امت کی مدت سو سال ہے۔ جب میری امت پر ایک صدی گزر جائے گی تو جس چیز کا اللہ تعالیٰ کا ان سے وعدہ ہے وہ آجائے گی۔

✿ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس سے مراد فتنوں کی کثرت ہے۔

﴿ابویعلیٰ، طبرانی﴾

دین کے اقبال بھی ہیں اور ادبار بھی:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس دین کیلئے اقبال بھی ہے ادبار بھی، آگاہ رہو۔

اس دین کا اقبال یہ ہے کہ سارا قبیلہ دین میں تفقہ رکھے گا یہاں تک کہ تفقہ فی الدین میں کوئی نہ بچے گا۔ بجز ایک یا دو فاسقوں کے اور وہ قبیلہ میں ذلیل وخوار ہوں گے، اگر وہ بات کریں گے تو قہر کیا جائے گا اور ان پر غضب ہوگا اور اس دین کا ادبار یہ ہے کہ سارا قبیلہ جفا شعار ہوگا، اس سے کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ ایک یا دو فقیہ ہوں گے اور وہ دونوں ان لوگوں میں ذلیل ہوں گے اگر کلام کریں گے تو قہر کیا جائے اور ان پر غضب ہوگا اور یہ بھی اس کے ادبار میں سے ہے کہ بعد والے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت وملامت کریں گے حالانکہ خود انہیں پر لعنت حلال ہوگی حتی کہ وہ علانیہ شراب پئیں گے یہاں تک کہ ایک

عورت قوم پر گزرے گی اور ایک آدمی اس قوم میں سے کھڑا ہوگا اور وہ اس عورت کا دامن اس طرح اٹھائے گا جس طرح بھیڑ کی دم اٹھائی جاتی ہے، اس وقت کوئی کہنے والا یہ کہے گا کہ تم نے اس عورت کو دیوار کے پیچھے کیوں نہ چھپالیا، اس دن ان لوگوں میں یہ کہنے والا شخص ایسا ہوگا جیسے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ آج تم میں ہیں، لہٰذا اس دن جو معروف (بھلائی) کا حکم دے گا اور منکر (برائی) سے باز رہنے کی تلقین کرے گا، اس کیلئے پچاس ایسے صحابیوں کا اجر ہوگا جنہوں نے مجھے دیکھا اور وہ مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

﴿طبرانی﴾

عورتیں سرکشی کریں گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگیا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارے جوان فسق و فجور کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ایسا زمانہ آنے والا ہے؟ فرمایا: ہاں بلکہ اس سے اشد ہوگا۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگ جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دو گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ایسا ہوگا؟ فرمایا: ہاں بلکہ اس سے اشد۔ فرمایا: اس وقت تم کیا کرو گے جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف دیکھو گے۔

﴿ابویعلی، طبرانی اوسط﴾

مسجد میں دنیاوی باتیں ہوں گی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ اپنی مسجدوں میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے لیکن ان کی غرض خالص دنیاوی ہوگی اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ ہوگی تو ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔

﴿حاکم﴾

علماء سے بغض کا وبال:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اور اپنے بازار کی عمارتوں کو ظاہر کریں گے اور روپیہ جمع کرنے کی غرض سے نکاح کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو چار باتوں میں مبتلا کر دے گا: (۱) زمانے میں قحط سالی عام ہوگی، (۲) بادشاہ کا ظلم ہوگا، (۳) حکمران طبقہ خیانت کرے گا، (۴) اور دشمن کی صولت ان پر ہوگی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت کے آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونچی اونچی سواریوں پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ مسجدوں کے دروازوں پر آئیں گے، ان کی عورتیں ایسا لباس پہنیں گی کہ وہ ننگی ہوں گی، (یعنی اس قدر باریک لباس ہوں گے کہ

جسم نظر آئے گا) اوران کے سروں پر اونٹ کی مانند پگڑ ہوگا۔ (جیسے اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں۔)

﴿حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ان میں دھنسنا، مسخ ہونا اور پتھر مارنا واقع نہ ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! یہ کب واقع ہوگا؟ فرمایا: جب تم دیکھو کہ عورتیں اونچے بالا خانوں پر ہوں اور گانے والیوں کی کثرت ہو۔ جھوٹی گواہیاں دی جائیں اور نماز پڑھنے والے مشرکین کے سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پئیں۔ مرد مردوں سے اور عورتوں سے مستغنی ہوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ امت شریعت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک ان میں یہ تین باتیں ظاہر نہ ہوں، جب تک علم ان سے قبض نہ کیا جائے اور ان میں خبیث اولاد کی کثرت نہ ہو اور ان میں سقاروں کا ظہور نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! سقاروں کیا ہے؟ فرمایا: وہ لوگ ہیں جو آخر زمانہ میں ہوں گے بوقت ملاقات ان کی تحیت باہم لعنت ہوگی۔ (دعا اسلام کے بجائے ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے۔)

﴿حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت فنا نہ ہوگی جب تک میں ان میں تمایز (گروہ بندی)، تمایل (فتنہ فساد) اور معامع (جنگ و جدل) کا ظہور نہ ہو۔ میں نے عرض کیا: تمایز (گروہ بندی) کیا ہے؟ فرمایا: عصبیت، جسے میرے بعد لوگ اسلام میں پیدا کریں گے میں نے پوچھا تمایل (فتنہ وفساد) کیا ہے؟ فرمایا: ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلہ پر اس طرح مائل ہو جانا کہ اس کی کی حرمت کو حلال جانیں، میں نے پوچھا معامع کیا ہے؟ فرمایا: ایک شہر کے لوگوں کا دوسرے شہر میں جانا اور برسرِ پیکار ہو جانا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی سیڑھی کے ایک ایک کر کے ڈنڈے ٹوٹ جائیں گے، جب بھی ایک ڈنڈا ٹوٹے گا تو لوگ اسکے متصل ڈنڈے کو پکڑ لیں گے۔ اسلام کی سیڑھی کا پہلا ڈنڈا ٹوٹنا نقص حکم ہے اور اس کا آخری ڈنڈا نماز ہے۔

﴿احمد، طبرانی، حاکم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پیچھے صبر کے ایام ہیں۔ ان دنوں میں صبر کرنا ایسا ہے جیسے شعلہ کو ہاتھ میں پکڑنا۔ اس زمانے میں عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کا اجر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا ہم میں سے کے پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا یا ان میں کے؟ فرمایا: تم میں کے۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿بزار، طبرانی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم کسی شخص کی اولاد کی کمی پر رشک کرو گے جس طرح تم آج مال و اولاد کی کثرت پر رشک کرتے ہو۔ یہاں تک کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کی قبر پر گزرے گا اور وہ اس کی قبر پر اس طرح لوٹے گا جس طرح جانور لوٹتا ہے اور وہ کہے گا کاش میں تیری جگہ ہوتا، اس کا یہ لوٹنا نہ خدا کی طرف شوق کی بنا پر ہوگا اور نہ اپنے بھیجے ہوئے کسی عمل صالح کی بنا پر مگر اس کی وجہ وہ بلائیں ہوں گی جو اس پر نازل ہوں گی۔

﴿بزار، طبرانی، حاکم﴾

آخری زمانہ میں کمینہ شخص دولت مند ہوگا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ اس زمانے میں سچ کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا گردانا جائے گا اور اس زمانے میں امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا اور آدمی گواہی دے گا اگرچہ گواہی طلب نہ کی ہو اور آدمی قسم اٹھائے اگرچہ اس سے قسم طلب نہ کی گئی اور کم ظرف اور کمینہ ظرف آدمی دنیاوی جاہ وحشمت اور مال ودولت سے بہرہ اندوز ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ میوہ دار درخت ہیں مگر قریب ہے کہ وہ کانٹے دار درخت ہو جائیں گے اگر تم ان کی بات کا جواب دو گے تو وہ تمہیں جواب دیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ راوی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان سے چھٹکارے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: اپنے فاقہ کے دنوں کیلئے اپنا مال انہیں قرض دو۔ (مطلب یہ کہ خود فاقہ کرو مگر انہیں ضرور دو۔)

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ امر زیادہ نہ ہوگا مگر شدت میں اور مال زیادہ نہ ہوگا مگر اضافہ میں لوگ زیادہ نہ ہوں گے مگر بخل میں۔ قیامت قائم نہ ہوگی مگر شریر اور بدوں پر۔

﴿طبرانی﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: امر المعروف اور نہی عن المنکر کو لوگ کب چھوڑ دیں گے۔ فرمایا: جب تم ایسے ہو جاؤ گے جیسے بنی اسرائیل ہوئے، جب تم میں کے اچھے لوگ تاجروں سے متابعت کریں گے اور تفقہ فی الدین تم میں کے بدوں میں چلا جائے گا اور حکومت چھوکروں میں پہنچ جائے گی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اس

امت کے آخر کے لوگ اپنے پچھلوں پر لعنت کریں گے اور جو حدیث کو چھپائے گا گویا وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کو چھپائے گا۔

﴿ابن ماجہ﴾

آخری زمانہ میں بظاہر بھائی اور باطن میں دشمن ہوگا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ظاہر میں تو بھائی بنیں گے مگر باطن میں وہ دشمن ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ حالت کیوں ہوگی؟ فرمایا: بعض بعض کی طرف رغبت کرے گا اور بعض بعض سے خوف رکھے گا۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

آخری زمانہ کیسا ہوگا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جن کے منہ تو آدمیوں جیسے ہوں گے لیکن ان کے دل، قلوب الشیاطین ہوں گے۔ وہ امر قبیح سے باز رہیں گے، اگر تم ان کی متابعت کرو گے تو وہ تمہاری مدارات کریں گے اور اگر ان سے کنارہ کش ہو گئے تو وہ تمہیں برا کہیں گے اور اگر تم ان سے بات کرو گے تو وہ تمہیں جھٹلائیں گیا ور اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ تمہاری خیانت کریں گے، ان کے بچے بے حیا بے شرم ہوں گے۔ ان کے جوان شاطر و چالاک ہوں گے، ان کے بوڑھے امر بالمعروف اور نہی المنکر نہ کریں گے۔ ان سے عزت کے ساتھ پیش آنا ذلت ہوگی اور جوان کے ہاتھوں میں ہوگا اسے طلب کرنا محتاجی ہوگی، ان لوگوں میں بردبار شخص کو بداندیش و خطا کار ٹھہرایا جائے گا۔ ان میں نیکی کا حکم دینے والا مہتمم ہوگا۔ ان میں ایماندار مومن کمزور سمجھا جائے گا، ان میں فاسق و فاجر عزت دار ہوگا، ان کی زبان پر بدعت بدعت ہوگی اور جو بدعت ہوگی وہ ان میں سنت کہلائے گی۔ اس وقت ان لوگوں پر بدترین لوگ حاکم بنا دیئے جائیں گے، ان میں سے اچھے لوگ دعا مانگیں گے مگر ان کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ بھیڑیئے بن جائیں گے اور جو بھیڑیا یا نہ ہوگا اسے بھیڑیئے کھا جائیں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی بے بسی اور فسق و فجور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگا، تو جو کوئی ایسے زمانے کو پائے تو اسے چاہیے کہ فسق و فجور کے مقابلے میں عاجزی و بے بسی کو اختیار کرے۔

﴿احمد، ابو یعلی، بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کو گزشتہ امتوں کی بیماریاں پہنچیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ گزشتہ امتوں کی بیماریاں کیا ہیں؟ فرمایا: عجب مال پر اترانا، بیگانگی، نفسانیت، ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور بخل کرنا، یہاں تک کہ زنا کاری بڑھ جائے گی، اس کے بعد فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

امام احمد، طبرانی رحمہم اللہ نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ ذلیل وکمینوں کا دور دورہ نہ ہو۔

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک ایک کر کے صلحاء دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ دنیا میں وہی ناکارہ لوگ رہ جائیں گے جو کھجور کی چھال کی مانند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

اس امت سے جو سب سے پہلے چیز اٹھے گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت سے سب سے پہلے جو چیز اٹھے گی وہ حیا اور امانت ہے اور اس امت پر آخری جو چیز رہ جائے گی وہ نماز ہے۔

﴿ابو یعلی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ ایسے لوگ ہوں گے جو اس طرح اپنی زبانوں سے کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں عبادت گزار لوگ جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے۔

﴿حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی امت سے جن باتوں کا میں خوف رکھتا ہوں سب سے زیادہ خوف قوم لوط کے عمل سے ہے۔

﴿حاکم﴾

تین عمل جو پہلی امتوں میں نہ تھے:

حضرت عبید الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہیں صحبت حاصل کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت میں تین عمل ایسے ہوں گے جن کو ان سے پہلی امتوں نے نہیں کیا ہے: (۱) نباشی "مردوں کا کفن چرانا" (۲) متسمنی "خود کو موٹا بنانا"، (۳) اور عورت کا عورت سے جماع کرنا۔

﴿ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے کہ وہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر دنیاوی باتیں کریں گے لہٰذا تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

﴿اشعب الایمان﴾

حضرت عمر بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ بادشاہ سیر و تفریح کیلئے حج کریں گے۔ (مقصود عبادت گزاری نہ ہوگی) اور تونگر لوگ تجارت کیلئے اور محتاج بھیک مانگنے کیلئے حج کریں گے۔

﴿زبیر بن بکار الموفقیات﴾

حضرت بکر بن سوادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور دین میں تفقہ کریں گے۔ شیطان ان کے پاس آ کر کہے گا کاش کہ تم سلطان کے پاس جاتے تو تمہاری دنیا سنور جاتی اور تم ان کو اپنے دین کی طرف پھیر لیتے، حالانکہ ایسا نہ ہوگا۔ جس طرح کہ قتاد کے درخت سے کانٹوں کے سوا کوئی پھل نہیں حاصل کر سکتا۔ اسی طرح بادشاہوں کے قرب سے خطا و عصیان کے سوا کسی فائدے کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔

﴿احمد الزہد﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ دیندار کا اپنا دین سلامت نہ رہے گا۔ بجز اس شخص کے جو اپنا دین لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک یا ایک پتھر سے دوسرے پتھر تک بھاگ جائے (گویا آبادی سے کنارہ کش ہو جائے) جب ایسا زمانہ ہوگا تو زندگانی بجز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں گزارنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا جب ایسا ہوگا تو یہی انجام ہوگا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی یا اس کی اولاد کے ہاتھوں ہوگی اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہو تو اس کی ہلاکت اسکے ماں باپ کے ہاتھوں سے ہے اور اگر اس کے ماں باپ نہ ہوں تو اس کی ہلاکت اس کے قربت داروں اور اس کے ہمسایوں کے ہاتھوں سے ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیونکر ہوگا؟ فرمایا: یہ لوگ معیشت کی تنگی پر عار دلائیں گے جس وقت وہ عار دلائیں گے تو آدمی خود کو اس مقام پر لے آئے گا جہاں اس کی ہلاکت واقع ہوگی۔

﴿بیہقی الزہد﴾

قیامت کی نشانیاں اور ان کا ظہور

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت جڑ پکڑ جائے گی، شراب نوشی عام ہوگی اور زنا کاری ظاہر ہوگی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا: امانت کا ضیاع کیسے ہوگا؟ فرمایا: جب امر، غیر اہل کو سونپ دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: "مالمسئول عنها باعلم من السائل" البتہ میں اس کی نشانیاں تمہیں بتاتا ہوں جب تم دیکھو کہ باندی نے اپنے مالک کو جنا ہے تو یہ اس کی نشانی ہے اور جب تم برہنہ پاؤں اور گونگے بہروں کو زمین کا بادشاہ دیکھو تو یہ اس کی ایک نشانی ہے اور جب تم دیکھو کہ جانور چرانے والے اونچی اونچی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرب قیامت عین مکروفریب کے سن ہوں گے جن میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن امانت دار ہوگا اور امانتدار خائن ان سالوں میں رویبضہ گویا ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: رویبضہ کیا ہے؟ فرمایا: حقیر و خسیس آدمی عام لوگوں کے معاملات میں بحث کرے گا۔

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے ہے کہ فحش و تفحش یعنی بدی کرنا اور بدی کا حد سے بڑھنا اور قطع رحمی اور امین کو خائن بتانا اور خائن کو امین کہنا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ اولاد غصہ ور ہوگی، بارش کم ہو جائے گی، بدلوگوں کا دور دورہ ہوا اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ اجنبی لوگوں سے تو حسن سلوک ہوگا مگر رحمی رشتہ داروں سے قطعیت ہوگی اور ہر قبیلہ کے منافق قبیلہ کے سردار بن جائیں گے اور علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ محرابوں کو منقش کیا جائے گا۔ مگر دل ویران و خراب ہوں گے اور قبیلہ میں مسلمان غلام سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے اور علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ بچوں کی بادشاہت اور عورتوں کی حکومت ہوگی اور ان سے مشورے لیے جائیں گے، دنیا کی ویران جگہیں آباد ہوں گی اور آباد جگہیں ویران ہوں گی۔ آلات موسیقی ڈھول، باجا وغیرہ اور شراب نوشی کی فراوانی ہوگی اور زنا سے بکثرت بچے پیدا ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کیا وہ لوگ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا: ہاں مسلمان ہی ہوں گے۔ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا شوہر بیوی کو طلاق دیدے گا پھر وہ مرد اسی فرش پر مقیم رہے گا جب تک یہ دونوں یکجا رہیں گے زنا کرتے رہیں گے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار جانا جائے گا اور دنیا کی مدت سمٹ جائے گی۔ قحط سالی کی وجہ سے پھل کم پیدا ہوں گے۔ امانت دار کو مشکوک اور مشکوک کو امانتدار سمجھا جائے گا اور جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ فتنہ وفساد کی کثرت ہوگی، بغاوت وحسد اور بخل کا غلبہ ہوگا۔ لوگوں کے درمیان امور مختلف ہو جائیں گے۔ خواہشات کی پیروی ہوگی۔ ظن وگمان سے فیصلہ کیا جائے گا۔ علم قبض کرلیا جائے گا اور جہالت عام ہوگی۔ اولاد غصہ ور ہوگی اور سردی میں گرمی ہوگی۔ برائیاں علی الاعلان کی جائیں گی اور زمین کو خون سے سیراب کیا جائے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ بدعملی، بخل عام ہو جائے گا۔ خائن کو امین اور امین کو خائن کہنے کا ظہور ہوگا اور دعول ہلاک ہوں گے اور تحوت کا غلبہ ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! دعول اور تحوت کیا ہے؟ فرمایا: دعول، لوگوں کے چہرے اور ان کے عزت دار لوگ اور تحوت وہ لوگ ہیں جو پست وخوار ہیں۔ جو لوگوں کے پاؤں تلے رہتے تھے جن کی کوئی پرواہ تک نہ کرتا تھا۔

نیز ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ غصہ ور بچے پیدا ہوں گے اور بارش گرمی برسائے گی اور کمینوں کا غلبہ ہوگا اور عزت والے کمتر ہو جائیں گے اور چھوٹے بڑوں پر اور کمینے عزت والوں پر جرأت کریں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

تجارت کی بہتات اور مال کی فراوانی قیامت کی نشانیاں ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ متقارب ہو جائے گا تو اطلیس کے لباس کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارت کی بہتات ہوگی اور مال کی فراوانی ہوگی اور مالدار کی تعظیم اس کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔ فواحش کی کثرت ہوگی اور چھوکروں کی حکومت ہوگی، عورتیں زیادہ ہوں گی اور حکمران ظالم ہوں گے۔ ناپ تول میں کمی ہوگی اور آدمی کتوں کے بچوں کو پالے گا اور کتوں کی پرورش اولاد کی پرورش سے بہتر کی جائے گی۔ بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہ ہوا۔ زنا کے بچوں کی کثرت ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ بروں کی عزت وتوقیر ہوگی اور اخیار (نیکوں) کی ذلت وپستی۔ باتوں کے دروازے کھلے ہوں گے اور عمل مفقود ہوگا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ چاند کو سامنے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ دوراتوں کا چاند ہے، مسجدیں رہ گزر ہو جائیں گی اور اچانک موت کی کثرت ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت طلحہ بن ابی حدار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علامات قیامت میں سے ہے کہ لوگ چاند کو دیکھ کر کہیں گے یہ دوراتوں کا چاند ہے حالانکہ وہ پہلی ہی رات کا ہوگا۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ سرراہ جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی کرتے ہیں۔

﴿بزار، طبرانی﴾

جب ہر قبیلے کا سردار منافق ہوگا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ کا سردار منافق ہوگا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ آدمی سلام کرے گا اور وہ سلام کا جواب نہیں دے گا مگر جان پہچان والے کو اور تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرے گی صلہ رحمی منقطع ہو جائے گی اور جھوٹی گواہی دی جائے گی اور سچی گواہی چھپائی جائے گی۔ آدمی مسجد کے قریب سے گزر جائے گا مگر مسجد میں نماز نہ پڑھے گا۔

﴿احمد، بزار، طبرانی﴾

حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی سلام نہیں کرے گا مگر اسی کو جسے وہ جانتا ہوگا اور یہاں تک کہ مسجدیں راہ گزر بن جائیں گی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عرب کی زمین سبزہ زاروں اور نہروں سے بدل جائے گی۔ یہاں تک کہ عراق

سے مکہ کا سوار روانہ ہوگا، اسے خوف نہ ہوگا مگر راستہ بھٹکنے کا۔

﴿احمد﴾

سال مہینہ کے برابر ہوگا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمانہ سمٹ جائے گا اور سال مہینہ کے برابر اور مہینہ جمعہ کے برابر اور جمعہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا اور دن اتنی جلدی گزر جائے گا جیسے پھونس کا گٹھر جلتا ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

امت جب چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اسکی ہلاکت لازمی ہوگی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت چھ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو جائے گی، (۱) جب ان میں سے ایک دوسرے پر لعنت کا ظہور ہوگا، (۲) اور وہ شراب نوشی کریں گے اور (۳) ریشم کا لباس پہنیں گے اور (۴) لوگوں کو غلام بنالیا جائے گا اور (۵) مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ اکتفا کریں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ لوگ مسجدوں میں فخر ومباہات کریں گے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم مسجدوں کو اونچا بناؤ گے جس طرح کہ یہود نے اپنے کنیساؤں کو اونچا بنایا اور جس طرح نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو بلند بام بنایا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کبھی کسی قوم کا عمل اتنا برا نہ ہوا جتنا کہ ان کا جنہوں نے اپنی مسجدوں کو نقش ونگار سے مزین کیا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوشی نہ ہوگی۔

﴿حاکم﴾

فائدہ:

- علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امر ثانی تو پایا جاتا ہے اور امر اول کے مبادی ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس لیے کہ موجودہ زمانہ کے وزراء نے بہت سے وارثوں کو ان کی میراث سے محروم کر دیا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسجدیں راہ گزر بن جائیں گی، یہاں تک کہ آدمی جانے پہچاننے والے شخص کو ہی سلام کرے گا۔ یہاں تک کہ بیوی اور اس کا شوہر دونوں تجارت کریں گے۔ یہاں تک کہ گھوڑوں اور عورتوں کی قیمت گراں ہو جائے گی اس کے بعد دونوں ارزاں ہو جائیں گی پھر قیامت تک گراں نہ ہوں گے۔

﴿حاکم بیہقی﴾

جہاد افضل ہے:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حارثہ کے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں! کیا تم جہاد نہ کرو گے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے پودے لگائے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے جہاد کیا تو وہ پودے ضائع جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پودوں سے جہاد بہتر ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے جہاد کیا، واپسی پر پودوں کو دیکھا تو وہ نہایت عمدہ احسن پودے تھے۔

﴿دیلمی﴾

قرامطہ کا حجر اسود توڑنا:

حضرت الحسن بن محمد علوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں بچپن میں کوفہ کی جامع مسجد تھا جبکہ قرامطہ (جو کہ ملاحدہ روافض کی قوم تھی اور خلافت عباسیہ میں انہوں نے خروج کیا تھا۔) حجر اسود کو لائے تو اہل کوفہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا میں اسود دندانی کو جو کہ حام کی اولاد ہے۔ دیکھ رہا ہوں کہ اس نے میری اس مسجد کے ساتویں کنگرے سے حجر اسود کو گرایا ہے۔ اس کا نام رخمہ ہے۔ (علماء اس کا نام رحمہ حاء کے ساتھ بتاتے ہیں۔

راوی نے بیان کیا جب قرامطہ مسجد کے اندر آئے تو ان کے سردار نے کہا: اے رخمہ اٹھ! تو اسود دندانی (جو کہ اولاد حام سے تھا جیسا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔) اٹھا اور اسے حجر اسود دے کر کہا: اسے مسجد کی چھت پر لے جا اور اوپر سے گرا دے تو وہ حجر اسود کو لے کر مسجد کی چھت پر چڑھا اور وہ پہلے کنگرے کے قریب سے اسے گرانے لگا تو ایک انسان نے دوسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا پھر جب وہ اسے وہاں سے گرانے لگا تو تیسرے کنگرے کی طرف دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ساتویں کنگرے کے پاس پہنچے اور وہاں سے اس نے حجر اسود کو گرا دیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قول کی صداقت پر لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ کس طرح ان کی غیبی خبر صحیح ثابت ہوئی۔

﴿ابن عساکر﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ خبر دینا رائے زنی کے قبیل سے نہیں کہا جا سکتا۔ بلاشبہ انہوں نے ربانی تائید اور اس کی توفیق سے یہ خبر دی، حالانکہ قرامطہ کا فتنہ اور ان کا حجر اسود کو لینا ۳۱۷ ہجری کا واقعہ تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت اور معجزات کا ظہور

بارش کیلئے دعا کرنا اور فوراً بارش کا ہونا؛

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگوں کو خشک سالی پہنچی۔ حضور نبی کریم ﷺ جمعۃ المبارک کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مال تباہ ہوگیا، بچے بھوکے مرنے لگے، آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک دعاء کیلئے اٹھائے۔ حال یہ تھا کہ ہم بادل کا ایک ٹکڑا بھی اس سے پہلے آسمان پر نہیں دیکھ رہے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ابھی آپ دست مبارک نیچے نہیں لائے تھے کہ بادل پہاڑ کی مانند امنڈ کے آگئے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے منبر شریف سے اترے نہ تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے تو وہ بارش اس دن بھی برسی اور اس کے دوسرے دن، تیسرے دن اور چوتھے دن بھی یہاں تک کہ دوسرا جمعہ آگیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! مکانات گرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے دست مبارک دعا کیلئے اٹھائے اور کہا: "**اللھم حوالینا ولا علینا**" اے اللہ! اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے اور حضور نبی کریم ﷺ ابر کے جس جانب دست اقدس سے اشارہ فرماتے بادل پھٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ خشک زمین کی مانند ہوگیا اور چاروں طرف صحرا کے ندی نالوں میں بارش ایک ماہ تک ہوتی رہی اور جدھر سے کوئی آدمی آتا یہی کہتا ایسی عمدہ بارش کبھی نہیں ہوئی۔ اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندیں ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

مسلم الملائی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! ہم آپ کے حضور، اس حال میں آئے کہ ہمارے اونٹوں کی آوازیں نہیں نکلتیں نہ ہمارے بچوں میں رونے کی سکت رہی ہے

✿ اور یہ اشعار کہے:

اتیناک والعذر اندمی لثاتھا	و قد شغلت ام الصبی عن الطفل
والقی بکفیه الصبی استکانة	من الجوع ضعفا ما یمر وما یحلی
ولا شیٔ مما یاکل الناس عندنا	سوی الحنظل القانی و المعلز الغسل
و لیس لنا الا الیک فرارنا	واین فرار الناس الا الی الرسل

ترجمہ: ''ہم اس حال میں آپ کے حضور آئے کہ کنواری لڑکیوں کے تالو خشک ہیں اور بچوں کی مائیں اپنے بچوں سے مایوس ہیں اور بچے بھوک کی وجہ سے ہاتھوں سے اپنے منہ میں ہر کڑوی یا میٹھی چیز کو ڈال لیتے ہیں اور ہم میں سے کسی کے پاس خوراک کی قسم سے کچھ نہیں رہا ہے جسے کھائیں بجز عام اندرائن پھل اور فرومایا علہز کے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ ہم آپ کے حضور حاضر ہیں اور انسان بجز رسولوں کے دربار کے کہاں جا سکتے ہیں۔''

یہ حال زار سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور آسمان کی جانب دست اقدس اٹھا کر دعا فرمائی:

اللھم اسقنا غیثا مغیثا مریئا مریعا غدقا طبقا عاجلا غیر رائث نافعا غیر ضار چملا به الضرع و تنبت به الزرع و تحیی به الارض بعد موتها و اکذالک تخرجون

خدا کی قسم! دست اقدس ابھی سینہ تک نہیں آئے تھے کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے آ کر فریاد کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم غرق ہو گئے، ہم غرق ہو گئے۔ اس وقت آپ نے دست اقدس آسمان کی جانب اٹھائے اور کہا: ''**اللھم حوالینا و لا علینا**'' تو اسی وقت مدینہ سے بادل چھٹ گئے اور نبی کریم ﷺ نے اتنا تبسم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا: للہ در'' اللہ ہی کی بڑی شان ہے۔ کاش ابوطالب زندہ ہوتے تو یہ حال دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! گویا آپ ان کا یہ شعر مراد لے رہے ہیں؟

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للا رامل

بنی کنانہ کے ایک شخص نے نعتیہ اشعار پڑھے:

پھر بنی کنانہ کا ایک شخص کھڑا اور اس نے کہا:

لک الحمد و الحمد ممن شکر — سقینا بوجه النبی المطر
دعا الله خالقه دعوة — الیه و اشخص منه البصر
اغاث به الله علیا مضر — و هذا العیان لذاک الخبر
و کان کما قاله عمه — ابو طالب ابیض ذو غرر
فلم تک الا ککف الرداء — او اسرع حتی راینا الدرر
به الله یسقی صوب الغمام — و من یکفر الله یلقی الغیر

ترجمہ: ''اے خدا! تیری ہی ثنا ہے اور ہر شخص کی طرف سے حمد جس نے تیرا شکر کیا تو نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے روئے تاباں کے صدقے میں بارش سے سیراب کیا۔ حضور

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ جو آپ کا خالق ہے دعا کی اور اس کی جانب نظریں اٹھائیں، اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل مضر قبیلہ کی فریاد کو پہنچا وہ خبر شنیدہ تھی اور یہ عینی مشاہدہ ہے۔''

یہ واقعہ اس طرح ہوا جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب نے کہا کہ آپ ایسے حسین و جمیل ہیں کہ آپ کے چہرے سے بادل پانی لیتا ہو جتنی دیر میں چادر بدن سے لپیٹی جاتی ہے۔ یہ واقعہ اس سے بھی کم مدت میں ہوگیا یہاں تک کہ ہم نے موتیوں کو برستا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل بارش برساتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے وہ غیر حالت میں پڑا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا اگر کوئی شاعر عمدہ کلام کہہ سکتا ہے تو واقعتہً تم نے اچھا کلام کہا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چاشت کے وقت مسجد میں کھڑے ہوئے اور تین تکبیریں کہیں پھر تین مرتبہ یہ دعا کی:

اللھم استقنا اللھم ارزقنا سمنا و لبنا و شحما و لحما

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر، اے اللہ! ہمیں گھی، دودھ، چربی اور گوشت عطا فرما۔''

ہم نے اس سے پہلے آسمان پر کوئی ابر کا نشان نہ دیکھا پھر ہوا و غبار اٹھا اور مجتمع ہو کر بادل بنا اور خوب زور کی بارش ہونے لگی اور اہل بازار فریاد کرنے لگے مگر نبی کریم ﷺ کھڑے رہے اور راستوں میں پانی بہنے لگا تو میں نے دودھ، گھی، چربی اور گوشت کی کثرت میں اس سے زیادہ کوئی سال نہ دیکھا۔ وہ چیزیں راستہ میں موجود ہوتیں مگر خریدنے والا کوئی نہ ہوتا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ربیع بن معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ کے ایک سفر میں بیٹھے ہوئے تھے جب لوگوں کو پانی کی ضرورت لاحق ہوئی تو انہوں نے قافلہ میں پانی کو تلاش کیا مگر پانی نہ ملا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اور بارش ہوئی یہاں تک کہ سب نے پیا اور پانی بھرا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن منبر شریف پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''**اللھم اسقنا**'' حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کھجوریں کھلیانوں میں پڑیں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: ''**اللھم اسقنا**'' یہاں تک کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ برہنہ اٹھے اور اپنے تہبند و چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے۔ باوجود یہ کہ ہم آسمان میں بادل کا نشان تک نہ دیکھ رہے تھے پھر بادل گرجا اور خوب بارش ہوئی۔ انصار نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے گرد کھڑے ہو کر کہا:

اے ابولبابہ رضی اللہ عنہ آسمان سے بادل ہرگز نہ چھٹیں گے یہاں تک کہ تم وہ کرو جو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تو ابولبابہ اٹھے اور برہنہ ہو کر اپنی چادر سے کھلیانوں کے سوراخوں کو بند کرنے لگے، پھر بادل کھل گیا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے لوگوں نے بارش کے قحط کی شکایت کی تو آپ عیدگاہ تشریف لائے اور منبر پر تشریف رکھ کر دست اقدس دعا کیلئے اتنے بلند کیے کہ بغل شریف کی سفیدی نظر آنے لگی اور اللہ تعالیٰ نے ابر بھیجا اور گرج و چمک کے ساتھ بارش ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی مسجد نبوی شریف سے واپس تشریف نہ لائے تھے کہ پانی راستوں میں بہنے لگا۔ اس وقت فرمایا:

"اشهد ان الله علی کل شئی قدیر و انی عبدالله و رسوله"

﴿ابونعیم﴾

حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے یا حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مضر کے خلاف دعا کی تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے دعا کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللهم اسقنا غیثا مغیثا غدقا طبقا مریعانافعا غیر ضار عجلا غیر رائث

اس کے بعد ہم نے جمعہ بھی نہ گزارا کہ خوب ہم پر بارش ہوئی، پھر وہ لوگ آئے اور بارش کی کثرت کی شکایت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مکانات گرنے لگے ہیں تو آپ نے دعا کی: **"اللهم حوا لینا و لا علینا"** تو بادل دائیں بائیں سے پھٹ گیا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نے آکر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے اور اب وہ اپنے جانوروں کو نہیں روک سکتے تو ان کی فراخی کیلئے دعا کیجئے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور دعا کی:

اللهم اسقنا غیثا مغیثا غدقا طبقا مریعا غدقا عجلا غیر رائث

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ منبر سے اتر آئے پھر جس طرف سے بھی آدمی آتے یہی کہتے کہ ہماری زمین سرسبز ہوگئی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اکثر اوقات شاعر کے اس شعر کو یاد کرتا اور نبی کریم ﷺ کے چہرہ تاباں کو دیکھا کرتا تھا جبکہ آپ منبر پر بارش کی دعا کرتے اور ابھی آپ منبر سے نہ اترتے کہ پرنالوں سے پانی بہنے لگتا تھا۔ وہ شاعر کا شعر یہ ہے:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للارامل

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ قحط زدہ ہوئے تو آپ شہر مدینہ منورہ سے بقیع الغرقد سیاہ عمامہ باندھے جس کا ایک گوشہ آپ کے سامنے اور دوسرا گوشہ پشت اقدس پر دونوں شانوں کے درمیان تھا تیر کمان آویزاں کیے تشریف لے گئے اور روبہ بقبلہ ہوکر تکبیر کہہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو رکعت پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں قرأت جہر کی پہلی رکعت میں ''سورۃ اذالشمس کورت'' اور دوسری رکعت ''سورۃ الضحیٰ'' پڑھی۔ نماز کے بعد اپنی چادر شریف کو پلٹا تاکہ قحط سالی، فراخ حالی سے بدل جائے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور دست اقدس اٹھا کر یہ دعا مانگی:

اللهم ضاحت بلادنا و اغبرت ارضنا وهامت دوا بنا اللهم منزل البركات من اما كنها و ناشر الرحمة من معادنها بالغيث المستغيث انت المستغفر من الالمام فنستغفرك للجمات من ذنوبنا و نتوب اليك من عظيم خطايانا، اللهم ارسل السماء علينا مدرارا واكفنا مغرورا من تحت عرشك من حيث ينفعنا غيثا مغيثا دارعا رائعا ممرعا طبقا عاما خصبا تسرع لنابه النبات و تكثر لنا به البركات و تقبل به الخيرات اللهم انك قلت في كتابك وجعلنا من الماء كل شئى حيى. اللهم لا حياة لشئ ء خلق من الماء الا بالماء اللهم و قدقنط الناس اومن قنط منهم وسآء ظنهم وهامت بهائمهم و عجت عجيج الشكلى على اولادها اذ جست عناقطر السماء فدقت لذلك عظمها و ذهب لحمها و ذاب شحمها اللهم ارحم انين الانةو حنين الحانة و من لايحمل رزقه غيرك اللهم ارحم البهائم الجائمة والانعام السائمة والاطفال الصائمة. اللهم ارحم المشائخ الركع والاطفال الرضع والبهائم ارتع. اللهم زدنا قوتاالى قوتنا ولا تردنا محرومين انك سميع الدعاء برحمتك يا ارحم الراحمين

حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی دعا سے فراغت نہ پائی تھی کہ زوردار بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک شخص فکرمند ہوگیا کہ کس طرح اپنے گھر لوٹیں گے تو اس بارش سے جانوروں نے زندگی پائی۔ زمین سرسبز ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہر شخص خوشحال ہوگیا۔

﴿خطابی غریب الحدیث، ابن عساکر﴾

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی آل اطہار کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی:

اللهم اجعل رزق آل محمد قوتا"

ترجمہ: ''اے اللہ! محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل کو اتنا ہی رزق دے جس سے حیات کا رشتہ قائم رکھ سکیں۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس دعا کا ہی اثر ہے کہ آل پاک کو اسی قدر رزق ملتا رہا ہے اور اسی پر انہوں نے قناعت کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا، آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے پاس اس کے کھانے کیلئے بھیجا، انہوں نے اپنے یہاں سے بہت جستجو کی مگر کچھ کھانے کو ان کے یہاں نہ نکلا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللهم انی اسئلک من فضلک ورحمتک فانه لا یملکها الا انت

ترجمہ: ''اے اللہ! میں تیرے فضل و رحمت کا تجھی سے خواہاں ہوں، کیونکہ تیرے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے۔''

تو کسی شخص نے بھنی ہوئی بکری ہدیہ میں بھیجی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اور ہم رحمت کے منتظر ہیں۔

﴿بیہقی﴾

حضرت وثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند حدیث روایت ہے۔ اس میں ہے کہ بھنی ہوئی بکری اور روٹیاں ہدیہ میں کسی نے بھیجیں اور اسے تمام اہل صفہ نے کھایا، یہاں تک کہ سب شکم سیر ہو گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و رحمت کو مانگا تھا تو یہ کھانا اس کے فضل سے ہے اور اپنی رحمت آخرت میں ہمارے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر لی ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنا دست اقدس مار کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی جبکہ وہ اسلام لائے:

اللهم اخرج ما فی صدر عمر من غل وابدله ایمانا

ترجمہ: ''اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے سینے میں جو کدورت ہے اسے نکال دے اور اس کی جگہ ایمان کو بھر دے۔''

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ میری

عیادت کوتشریف لائے اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! اگر میرا وقت آگیا ہے تو مجھے راحت کے ساتھ اٹھا لے اور اگر میرے وقت میں دیر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور کر دے اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللهم اشفه اللهم عافه

ترجمہ: ''اے اللہ! انہیں شفا دے دے، اے اللہ! انہیں عافیت دے۔''

اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو! تو میں اٹھ گیا، اسکے بعد وہ درد مجھے پھر کبھی نہ ہوا۔

﴿حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گیا، اس نے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ایک بکری ذبح کی۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ضرور اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، پھر فرمایا: ضرور اہل جنت میں ایک شخص آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ پھر فرمایا: ضرور ایک شخص اہل جنت میں سے آئے گا: ''اللهم انشئت جعلته عليا'' اے اللہ! اگر تو چاہے تو وہ آنے والا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہو، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔

﴿حاکم﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت قیس بن ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا: ''اللهم استجب لسعداذا دعاك'' اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرما جب تجھ سے یہ عا مانگیں تو وہ جب بھی دعا مانگتے تو ان کی دعا ضرور مقبول ہوتی۔

(اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکی مانند حدیث روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

ابن عساکر حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی:

''اللهم سدد سهمه واجب دعوته و حببه''

ترجمہ: ''اے اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کے تیر کو سیدھا رکھ اور ان کی دعا کو قبول کر اور انہیں اپنا محبوب بنا۔''

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفتیش احوال کیلئے کسی کو کوفہ بھیجا تو وہ کوفہ کی تمام مسجدوں میں گیا مگر کسی ایک نے بھی خیر کے

سوا کوئی بات نہ کہی۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں وہ قاصد پہنچا تو ابوسعدہ نامی ایک آدمی نے کہا: سنو! جبکہ تم نے ہمیں قسم دی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تقسیم مساوات نہیں برتتے اور نہ وہ لشکر کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں نہ مقدمات میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔

یہ بیان سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

"اللھم ان کان کاذبا فاطل عمرہ و اطل فقرہ و عرضہ للفتن"

ترجمہ: "اے اللہ! اگر یہ کہنے والا آدمی جھوٹا ہے تو اس کی عمر طویل کر اور اس کی محتاجی کو بڑھا دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔"

﴿بخاری، مسلم، بیہقی﴾

ابن عمیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ شخص بڑھاپے کی حد تک پہنچا کہ اس کی بھویں اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کی وجہ سے آ پڑی تھیں اور وہ محتاج ہو گیا تھا اور وہ راستہ میں نوعمر لڑکیوں کو پکڑ کر چھیڑتا تھا جب کوئی اس سے پوچھتا کہ یہ تیرا کیا حال ہوا ہے؟ تو وہ کہتا میں شیخ کبیر اور آفت زدہ مفتون ہوں، مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا پڑی ہے۔

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے پوچھا میں تمہارے لیے کیسا امیر ثابت ہوا ہوں؟ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: خدا شاہد ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کا حال یہ ہے کہ "آپ نہ تو رعایا کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور نہ تقسیم میں مساوات رکھتے ہیں اور نہ لشکر کے ساتھ جہاد کرتے ہیں" یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہا:

"اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی نور بصارت کو چوپٹ کر دے اور اس کی محتاجی کو بعجلت لے آ اور اس کی عمر دراز کر کے اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔"

چنانچہ وہ اندھا ہو کر مرا محتاجی کا حال یہ تھا کہ وہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا اور مختار کذاب کا فتنہ اسے پہنچا اور وہ اس فتنے میں مارا گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ہجو کی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: اے اللہ! اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے جس طرح تو چاہے مجھے محفوظ رکھ، چنانچہ اس شخص کو جنگ قادسیہ میں تیر لگا جس سے اس کی زبان اور اس کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ ایک بات بھی نہ کر سکا یہاں تک کہ کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

﴿طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک عورت بچوں جیسے قد کی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ اس نے بچپن میں ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا، اس پر انہوں نے دعا کی: "یضع اللہ قرنک" اللہ تعالیٰ تیرے زمانہ کو ضائع

کر دے، تو وہ اب تک نہ بڑھی اور نہ جوان ہوئی۔

﴿ابن ابی الدنیا مجابی الدعوۃ، ابن عساکر﴾

حضرت میناء مولی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ادھر سے جھانکا کرتی تھی اور وہ اسے منع کیا کرتے تھے مگر وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک دن اس نے جھانکا تو فرمایا: "شاہ وجھک" تو اس کا چہرہ لوٹ گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، ابن عساکر﴾

گھوڑا زمین میں دھنس گیا:

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی:

اللھم ان ھذا یشتم و لیا من اولیا ئک فلا تفرق ھذا الجمع حتی تریھم قدرتک

اے اللہ! اس شخص نے تیرے ایک ولی مقرب کو گالی دی ہے۔ یہ مجمع جانے نہ پائے کہ تمام لوگ تیری قدرت کو دیکھ لیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجمع کو متفرق ہونے سے پہلے اپنی قدرت کا مظاہرہ اس طرح کرایا کہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور اس نے اس کو سر کے بل پتھروں پر دے مارا اور اس کا دماغ پاش پاش ہو گیا اور وہ وہیں مر گیا۔

﴿حاکم﴾

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر بددعا کی تو اس کے پاس اونٹنی آئی اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کر کے عہد کیا اور آئندہ کسی کو بددعا نہ دوں گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے کہا: "یہ مال ہمارا ہے ہم جس کو چاہیں دیں" اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: میں بددعا کر دوں؟ یہ دیکھ کر مروان اچھل کر آیا اور ان کو گلے سے لگا لیا اور کہنے لگا: اے ابا اسحاق رضی اللہ عنہ! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ بددعا نہ کریں بلاشبہ یہ مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور کہا: اے اللہ! میری اولاد کمسن ہے میری عمر اتنی بڑھا کہ وہ بالغ ہو جائیں، چنانچہ ان کی موت ان سے بیس سال دور رہی۔

﴿بیہقی، ابن عساکر﴾

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کو برا کہتا پایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا: تو ان لوگوں کو برا کہتا ہے جن کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ سبقت ہے جو سبقت ان کیلئے اس نے مقرر کر رکھی تھی۔ خدا کی قسم! اگر تو ان حضرات کو برا کہنے سے زبان کو بند نہ رکھے گا تو میں تجھ پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں گا۔ یہ سن کر اس نے کہا: آپ مجھے ایسا ڈراتے ہیں کہ گویا نبی ہیں۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ شخص ایسے حضرات کو برا کہتا ہے جن کیلئے میری جانب سے وہ سبقت ہے جو تو نے ان کیلئے مقرر کر رکھی ہے تو آج ہی اس کو اس کا بدلہ دیدے تو ایک اونٹنی آئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو راستہ دیدیا اور اس اونٹنی نے اس شخص کو کچل ڈالا پھر ہم نے دیکھا کہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا: اے ابواسحاق رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی۔

﴿طبرانی﴾

مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت یزید بن ابو مریم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے یہ دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسی لڑکے پیدا ہوئے۔

﴿ابن مندہ، ابن عساکر﴾

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ بات خوب یاد ہے کہ میں پانچ یا چھ برس کا بچہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے لیے اور میری اولاد کیلئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس دعا کا اثر یہ پہچانتے ہیں کہ ہم بوڑھے نہیں ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت یعلی بن اشدق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اس حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو بنی جعدہ کا نابغہ رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اپنا شعر سنایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا شعر کہا ہے: "**لا یفضض اللہ فماک**" "اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو بے رونق نہ کرے۔" تو میں نے اس نابغہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک سو سال سے زیادہ کی عمر کا تھا مگر اس کا ایک دانت بھی نہ گرا تھا۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اس کے بعد بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور اسی سے حضرت ابن ابی الاسامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ دانتوں میں احسن الناس تھا، جب اس کا کوئی دانت گرتا تو دوسرا دانت اس کی جگہ نمودار ہو جاتا تھا اور ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت برف سے زیادہ سفید و چمکدار میں نے دیکھے ہیں۔

حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عائذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاؤں میں لنگ ہے۔ وہ زمین کو نہیں لگتا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا کی اور میں اچھا ہو گیا اور وہ پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہو کر زمین سے لگنے لگا۔

﴿طبرانی مسند الشامیین، ابن مندہ، ماوردی المعرفہ﴾

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام سے بقیع تشریف لے گئے اور وہ ایک ویران جگہ میں پہنچے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اچانک ایک چوہا سوراخ سے دینار نکال کر لایا اور ایک ایک کر کے دینار برابر لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سترہ جمع ہو گئے وہ ان تمام دیناروں کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے سوراخ میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تم حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا، اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے برکت عطا فرمائے۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان دیناروں کا آخری دینار ختم نہیں ہوا کہ میں نے دیکھا مقداد رضی اللہ عنہ کا گھر عمدہ چاندی سے بھر گیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اولاد کیلئے دعا فرمائی تو وہ اب تک اپنی اولاد میں بزرگ ہیں۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پیش کیا تو آپ نے ان کیلئے دعا فرمائی: ”اے مولیٰ کریم! اس کے شباب کو قائم رکھ تو ان پر بہت سے سال گزر گئے مگر ایک بال بھی سفید دکھائی نہ دیا۔“

﴿مسند ابن ابی شیبہ، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ بہزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے شہادت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللھم انی احرم دم ابن چعلبه علی المشر کین

اے اللہ! میں ابن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے خون کو مشرکوں پر حرام کرتا ہوں تو انہوں نے طویل عمر پائی اور ہمیشہ کافروں پر حملہ کرتے اور ان کی صفوں کو چیر ڈالتے مگر پھر صحیح وسلامت واپس آجاتے رہے۔

﴿طبرانی﴾

ایک یہودی کیلئے دعا:

بسند مجہول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چھینک لی تو اس یہودی نے "**یرحمک اللہ**" کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**ھداک اللہ**" بالآخر وہ یہودی مسلمان ہوگیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبدالحمید بن سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور انہوں اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ ان کے والدین نے ان کے بارے میں جھگڑا کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس یہ مقدمہ لے گئے۔ ان کے والدین میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ جس کے پاس رہنا چاہے چلا جائے تو کافر کی طرف متوجہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! اس کی رہنمائی کر، پھر وہ مسلمان کی طرف متوجہ ہوا اور نبی کریم ﷺ نے مسلمان کے حق میں اس فیصلہ کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

اے اللہ! اس کو پاک کر دے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے، یہ سن کر اس کی قوم کے لوگوں نے جھڑکا۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا۔ فرمایا: کیا تم اپنی ماں کیلئے زنا کو پسند کروں گے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: لوگ بھی پسند نہ کریں گے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے، پھر فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری بیٹی سے کوئی زنا کرے؟ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں یہ بھی ہرگز پسند نہ کروں گا۔ فرمایا: لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی بیٹیوں سے زنا کیا جائے، پھر فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری بہن سے زنا کرے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ ان کی بہنوں سے زنا کیا

جائے۔ کیا تم اپنی پھوپھی کیلئے زنا پسند کرو گے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا: لوگ بھی اسی طرح پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کی پھوپھیوں سے زنا کرے۔ پھر فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ کوئی تمہاری خالہ سے زنا کرے؟ اس نے کہا: خدا کی قسم! ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ فرمایا: اسی طرح لوگ بھی پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں سے زنا کیا جائے۔

راوی نے کہا کہ اسکے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست اقدس اسکے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی:

اللهم اغفر ذنبه و طهر قلبه و احصن فرجه

ترجمہ: "اے اللہ! اسکے گناہ بخش دے اور اسکو پاک کر دے اور اسکی شرمگاہ کو محفوظ رکھ۔"

تو اس کے بعد وہ جوان کسی کی طرف ملتفت نہ ہوا۔

﴿احمد، شعب الایمان﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایسے دو شخصوں کو لائے جو قرأت میں اختلاف رکھتے تھے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے پڑھایا ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کی قرأت سنی اور فرمایا: دونوں نے اچھا پڑھا۔

حضرت ابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں ایسا شک واقع ہوا جو زمانہ جاہلیت کے شک سے زیادہ شدید تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر دست اقدس رکھا اور فرمایا:

"اللهم اذهب عنه الشيطان"

ترجمہ: "اے اللہ! اس سے شیطانی وسوسہ دور کر دے۔"

تو میں خشیت الٰہی سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ گویا میں اللہ تعالیٰ کی طرف خوفزدہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: "**اللهم فقهه في الدين**" اے اللہ! اس کو دین میں فضیلت عطا فرما۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اور اس روایت کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ و ابو نعیم رحمہم اللہ نے انہی سے دوسری سند کے ساتھ روایت کر کے زیادہ کیا کہ "وعلمه التاويل" اور اسے تفسیر کا علم عطا کر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی دعا نے ہمیشہ میری دستگیری کی۔

﴿احمد، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

"اللهم اعطه الحكمة و علمه التاويل"

﴿ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اسے قرآن کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی: "اے اللہ! حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو برکت دے اور اس سے علم کو پھیلا۔"

﴿ابن عدی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مال واولاد میں کثرت دے اور جو تو رزق انہیں عطا فرمائے، اس میں نہیں برکت دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے مال میں بہت کثرت ہوئی اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد ایک سو تک پہنچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھ سے میری بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بصرہ میں حجاج کے آنے تک میرے صلب سے ایک سو انتیس اولاد دفن کی گئی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کیلئے دعا کی: اے اللہ! ان کی عمر زیادہ کر اور ان کے مال میں کثرت دے اور انہیں بخش دے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اس باغ میں ایک خاص قسم کی بو تھی جس سے مشک کی مانند خوشبو مہکتی تھی۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر ننانوے سال کی ہوئی اور وہ انیس ہجری میں فوت ہوئے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دعا دی کہ "اے اللہ! ان کے مال میں کثرت دے اور ان کی عمر میں زیادتی کر اور انہیں بخش دے" تو میں نے ایک سو دو اپنی صلبی اولاد کو دفن کیا ہے اور میرے پھل سال میں دو مرتبہ آیا کرتے تھے اور میں اتنا جیا کہ میں اپنی زندگی سے اکتا گیا اب میں چوتھی دعائے مغفرت کا امیدوار رہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جو میرے لیے اور

میری اولاد کیلئے اور مال کیلئے دعا فرمائی، اسے میں خوب پہچانتا ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا روئے زمین پر کوئی مومن مرد و عورت ایسا نہیں ہے جو مجھ سے محبت نہ رکھتا ہو؟ راوی نے پوچھا آپ کو اس کا علم کیسے ہے؟ فرمایا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا مگر وہ انکار کرتی تھیں۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو اسلام کی ہدایت نصیب فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، پھر میں گھر واپس گیا تو میرے داخل ہوتے ہی میری والدہ نے کہا: "اشهدان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله" پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور میرا حال یہ تھا کہ میں خوشی سے رو رہا تھا۔ جیسا کہ میں اس کے انکار کے غم میں رویا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی اور ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے دی اور وہ اسلام لے آئی۔ اب آپ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو اور میری والدہ کو تمام مسلمانوں کے نزدیک محبوب بنادے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کردے۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے خدا اپنے اس بندے کو اور اس کی ماں کو اپنے تمام مسلمان بندوں کے نزدیک محبوب کردے اور ان سب کی محبت ان دونوں کے دلوں میں پیدا کردے۔ اس دعا کی برکت سے روئے زمین پر کوئی مومن مرد عورت ایسا نہیں ہے جو مجھے محبوب نہ رکھتا ہو اور میں اس محبت نہ رکھتا ہوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے کوئی سوال کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دامن کو مضبوط تھام لو کیونکہ میں اور وہ اور ایک اور شخص مسجد میں دعا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ میں اور میرا رفیق دعا مانگ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعاؤں پر آمین فرما رہے تھے۔

اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی دعا مانگی اور کہا اے خدا! میں بھی تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے دونوں رفیقوں نے تجھ سے مانگی ہے اور میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو کبھی نہ بھولے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی ایسا ہی علم مانگتے ہیں جو کبھی نہ بھولے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں پر تمہارا وہی رفیق (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سبقت لے جا چکے ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت جعد بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت سائب بن یزید

رضی اللہ عنہ چورانوے سال عمر میں فوت ہوئے۔ وہ چاق و چوبند اور معتدل الاحوال تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میری سمع و بصارت نے میری مدد نہیں کی بلکہ یہ کمال واثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ہے۔
﴿بخاری﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: ''بارک اللہ لک'' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے دوسری سند کے ساتھ روایت کی اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا تو میں اس کی توقع رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سونا یا چاندی حاصل کروں گا۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اس میں انہیں نفع ہوتا تھا۔
﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں برکت دے۔ تو میں کچھ بھی خریدتا مجھے اس میں نفع ضرور ہوتا تھا۔
﴿ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے انہی سے ایک اور سند کے ساتھ روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا فرمائی ''بارک اللہ لک فی صفقۃ یمینک'' تو میں مدینہ طیبہ کے بازار کناسہ میں کھڑا ہوتا تو بغیر چالیس ہزار نفع کمائے اپنے گھر نہیں واپس آتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

بسند حسن عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ کھیل کود میں کچھ فروخت کر رہے تھے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ اے خدا اس کی تجارت میں اسے برکت دے۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلی، بیہقی﴾

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کیلئے دعا فرمانا:

حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک فرزند بیمار ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت گھر سے باہر تھے جب ان کی اہلیہ نے دیکھا کہ وہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو اسے نہلا دھلا کر مکان کے ایک گوشے میں لٹا دیا۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بچہ کی بابت پوچھا اہلیہ نے کہا اس کے سانس کو سکون ہے اور میں امید رکھتی

ہوں کہ وہ آرام میں ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچ کہہ رہی ہے پھر انہوں نے رات بسر کی جب صبح غسل کر کے باہر جانے کا ارادہ کیا تو اہلیہ نے انہیں بتایا کہ وہ بچہ فوت ہوگیا ہے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ کہ واقعہ گزرا تھا عرض کیا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کی آج رات میں تمہارے لیے برکت عطا فرمائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نے بتایا اس کے بعد ان دونوں سے تو اولادیں ہوئیں اور وہ سب کے سب قرآن کے قاری و عالم ہوئے۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک بچہ تھا اور وہ فوت ہوگیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر ایک گوشے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اندر آئے اور انہوں نے پوچھا میرے بیٹے نے رات کیسی گزاری۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا وہ سکون حالت میں ہے پھر انہوں نے رات کا کھانا کھایا۔

اس کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اگر کوئی شخص تمہیں کوئی چیز عاریۃً دے پھر وہ شخص تم سے وہ چیز لے لے تو کیا تم اس پر جزع وفزع کرو گے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیٹا عاریۃً دیا تھا اور اس نے اسے تم سے لے لیا ہے پھر دوسرے دن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ چونکہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی رات ام سلیم رضی اللہ عنہا سے صحبت کی تھی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں کی آج رات میں تمہیں برکت دے۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے وہ بچہ جنا جس کا نام عبداللہ رکھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ اپنے زمانے میں خیر الناس تھے۔

﴿بیہقی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مانند روایت کی ہے اور کہا کہ انصار میں نشوونما میں اسے افضل کوئی بچہ نہ تھا اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق حضرت زیاد نمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی اور اتنا زیادہ بیان کیا کہ وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ نے کوئی چیز منہ مبارک میں چبا کر اس کے تالو سے لگائی اور پیشانی پر دست اقدس پھیر کر اس کا نام عبداللہ رکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پھیرنے کی جگہ ان کے چہرے میں چاند کی مانند چمکتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوعقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار غلہ خریدنے جایا کرتے تھے تو انہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ملا کرتے اور ان سے کہا کرتے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ شریک کرلیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے برکت کی

دعا فرمائی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیا کرتے تھے اور اکثر سالم اونٹ جیسا بھی ہوتا نفع میں لے لیا کرتے اور اپنے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔

﴿بخاری﴾

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابو حصین رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کے ایک بزرگ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے بھیجا۔ وہ جانور لے کر آ رہے تھے کہ ایک خریدار مل گیا اور اس کے ہاتھ دو دینار کا فروخت کر دیا۔ پھر ایک دینار سے جانور خرید کر لائے اور وہ جانور اور ایک دینار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں انہیں برکت دے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ تجارت میں نصیب ور شخص تھے وہ جو خریدتے اس میں ضرور نفع ہوتا۔

﴿ابن سعد﴾

قریش کی مغفرت کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس طرح تو نے ابتدا میں قریش کو عذاب کا مزہ چکھایا اسی طرح انہیں آخر میں بخشش کا مزہ چکھا۔

﴿تاریخ بخاری، ابو یعلی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابتداء میں تو نے قریش کو عذاب و خواری کا مزہ چکھایا، اب ان کو آخر میں بخشش و کرم کا مزہ چکھا۔

﴿طیالسی، ابو نعیم﴾

حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن ابو سلمیٰ کی طرف دیکھا۔ اس کی عمر اس وقت سو سال کی تھی، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"اللھم اعذنی من شیطانہ"** اے اللہ! اس شیطان کی شیطانیت سے مجھے پناہ میں رکھ، اتو اس نے مرتے دم تک کوئی شعر نہ کہا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

﴿ابو الفرج اصبہانی الاغانی، زبیر بن بکار﴾

حضرت خالد بن اسید بن ابو العیص رضی اللہ عنہ میں بہت زیادہ خودی تھی پھر جب وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو فرمایا: اے اللہ! اس کی خودی کو اور زیادہ کر دے تو اس کے بعد آج تک ان کی اولاد میں خودی موجود ہے۔

﴿ابن سعد﴾

یزید بن نمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص سرین کے بل بیٹھا دیکھا، اس نے بتایا کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے آگے سے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اپنے گدھے پر سوار گزرا تھا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسکی ٹانگیں توڑ دے تو اس کے بعد کبھی گدھے پر سوار ہو کر نہ چل سکا۔

﴿ابن ابی شیبہ "المصنف"﴾

سرکار دو عالم ﷺ اور دوسری دعائیں

حضرت صخر الغامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللهم بارک لامتی فی بکورها" چونکہ حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تجارت پیشہ شخص تھے وہ اپنے لڑکوں کو اول دن میں ہی تجارت کیلئے بھیجا کرتے تھے تو اتنے دولت مند ہوئے اور اتنا وافر مال ہوا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں کہاں اسے رکھا ہے۔

﴿احمد الاربعہ، ابن خزیمہ، بیہقی﴾

نفرت محبت میں تبدیل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عورت سے پوچھا کیا تو اپنے شوہر سے بغض رکھتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اپنے سروں کو میرے قریب لاؤ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیشانی مبارک اس عورت کے شوہر کی پیشانی پر رکھی اور اسکے بعد دعا فرمائی:

"اللهم الف بينهما وجبب احدهما الى صاحبه

ترجمہ: "اے اللہ! ان دونوں کے درمیان الفت پیدا کر دے اور ایک دوسرے میں محبت ڈال دے۔"

کچھ عرصہ بعد وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم اور تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ اس نے عرض کیا: کوئی محنت کی کمائی اور کوئی موروثی اور کوئی اولاد مجھے اپنے شوہر سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ یہ حال سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اشهد انی رسول الله" میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔

✿ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ابویعلیٰ اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوامامہ کیلئے دعا فرمانا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ فرمایا، تو میں

نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما۔ تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور غنیمت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور غزوہ فرمایا، میں نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے میرے لیے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! انہیں سلامت رکھ اور غنیمت عطا فرما، تو ہم نے جہاد کیا اور سلامت رہے اور ہم نے غنیمت حاصل کی۔

﴿ابویعلیٰ، بیہقی﴾

شام یمن اور عراق کیلئے دعا فرمانا:

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف نظر فرما کر دعا کی: "**اللهم اقبل بقلوبهم**" اے اللہ! ان کے دل متوجہ کر دے۔ اس کے بعد شام کی طرف نظر فرمائی اور دعا فرمائی: "**اللهم اقبل بقلوبهم**" پھر عراق کی جانب رخ فرما کر دعا کی:

"**اللهم اقبل بقلوبهم**"

﴿بیہقی﴾

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے داہنے ہاتھ سے کھا، اس نے کہا: مجھے اس کے اٹھانے کی قدرت نہیں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تجھے قدرت ہے مگر تکبر نے تجھے اس سے باز رکھا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد وہ اپنا منہ تک لے جا ہی نہ سکا۔

﴿مسلم﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سبیعہ کو بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اسے غزہ کی بیماری نے پکڑ لیا ہے چنانچہ جب وہ غزہ علاقہ شام میں پہنچا تو طاعون نے اسے ہلاک کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا حال پوچھا جس کا نام قیس تھا پھر آپ نے فرمایا: زمین اسے کہیں قرار بخشے گی تو وہ جس سرزمین میں رہنے کیلئے جاتا تو وہاں نہ رہ سکتا۔ یہاں تک کہ وہ وہاں سے کہیں اور چلا گیا۔

﴿بیہقی﴾

خلاف نبوی عمل کا وبال:

حبیب کے دونوں بیٹوں، ضمرہ اور حضرت مہاجر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹوں پر سوار اپنے اصحاب

کو نماز پڑھائی۔ ایک آدمی نے خلاف کیا اور زمین پر اتر کر نماز پڑھی، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے خلاف کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خلاف کرے تو وہ شخص نہیں مرا یہاں تک کہ اسلام سے وہ نکل گیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت بکر بن شراخ رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی کو قتل کرنا:

حضرت عبدالملک بن یعلی لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ ان خدام میں سے تھے جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور وہ اس وقت بچے تھے جب وہ بالغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ سے آکر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں جایا کرتا تھا، مگر اب میں مردوں کے زمرے میں پہنچ گیا ہوں (یعنی بالغ ہو چکا ہوں) اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے اپنے قول ولفظ میں سچ کہا ہے۔ اے اللہ! اسے ظفرمندی عطا فرما۔

چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا تو حضرت بکر رضی اللہ عنہ اس حال میں آئے کہ انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو بہت عظیم گردانا اور بے قرار ہو کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت وخلافت لوگوں کے قتل کرنے کیلئے نہیں عطا فرمائی ہے، میں اس شخص کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں جس کو اس قتل کا علم ہو، وہ مجھے آکر واقعہ بتائے۔ اس پر بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! تم نے اس یہودی کے قتل کا اقرار کیا ہے اب نجات پانے کیلئے کوئی دلیل پیش کرو۔ حضرت بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور پیش کروں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ فلاں شخص جہاد کیلئے گیا اور اس نے اپنا گھر بار میرے سپرد کر دیا، میں اس کے دوازے پر آیا تو میں نے اس یہودی کو اس کے گھر میں موجود پایا، وہ کہتا تھا:

واشعت غزه الاسلام حتى خلوت بعوسه ليل التمام
ابيت على ترائبها ويمسى على قوداء لاحبة الحزام
كان مجامع الربلات منها فنام ينهضون الى فنام

ترجمہ: ''وہ غبار آلود بالوں والا شخص جسے اسلام نے دھوکہ دیا، میں نے تمام رات اس کی بیوی سے شب باشی کی ہے اور میں نے اس کی بیوی کی چھاتی پر رات گزاری ہے اور وہ شخص ایسی اونٹنی پر رات گزارتا ہے جو ہمیشہ سفر میں رہتی ہے۔ اس کی بیوی کے پستانوں اور رانوں کا گوشت خوب فربہ ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر ان کے قول کی تصدیق کی اور ان کے خون کو باطل قرار دیا۔ یہ نبی کریم کی دعا کا نتیجہ تھا۔

﴿ابن منده، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے عرض کیا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ اور تیسری

مرتبہ یہی فرمایا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو نہ بھرے چنانچہ اس کے بعد ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرا۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تمہارے جسم کا کون سا حصہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا: میرا پیٹ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے پیٹ کو علم و حلم سے بھر دے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

غلہ ذخیرہ کرنے کا وبال:

حضرت ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام فروخ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: آپ کے فلاں غلام نے غلہ ذخیرہ کیا ہے تاکہ گراں قیمت پر فروخت کرے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمانوں پر غلہ روک کر گراں بیچنے کیلئے ذخیرہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ یا افلاس میں مبتلا کر دے گا۔ اس پر اس غلام نے کہا: میں نے اپنے داموں سے خریدا ہے اور ہم اپنا مال فروخت کریں گے، پھر ابو یحییٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کو بعد میں دیکھا تو وہ کوڑھ میں مبتلا تھا۔

﴿بیہقی﴾

بال گر گئے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سجدے میں دیکھا کہ وہ اپنے بالوں کو مٹی سے بچاتا تھا اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے بالوں کو برباد کر دے۔ راوی نے کہا تو اس کے بال گر پڑے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عبدالملک بن ہارون بن عنترہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد اور دادا سے انہوں نے ابو ثروان سے روایت کی کہ وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹوں کے چرواہے تھے۔ نبی کریم ﷺ قریش سے بچ کر اونٹوں کے مزبلہ میں تشریف لائے۔ ابو ثروان نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر کہا: آپ کون ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص ہوں جو تمہارے اونٹوں میں آرام لینے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ وہی شخص ہیں جس کے بارے میں لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہو کر ظاہر ہوئے ہیں۔ فرمایا: ہاں! اس نے کہا: آپ چلے جائیے، جن اونٹوں میں آپ ہوں گے ان میں صلاح نہ ہو گی۔

اس پر نبی کریم ﷺ نے بد دعا فرمائی اور فرمایا: "اللھم اطل شقاءہ و بقاءہ" اے اللہ! اس کی شقاوت اور اس کی زندگی کو دراز کر دے۔ ہارون نے کہا کہ میں نے ابو ثروان کو بہت بوڑھا پایا، وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا: ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر یہ کہ تجھے نبی کریم ﷺ کی بد دعا نے

ہلاک کیا ہے۔ اس نے کہا: ہرگز یہ بات نہیں ہے، میں ظہور اسلام کے بہت عرصہ بعد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور میں نے اسلام قبول کیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے میرے لیے دعا و استغفار فرمائی ہے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی دعا سبقت کر گئی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی عورت، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور صبر میں تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تجھے عافیت دیدے۔ اس نے کہا: میں صبر کروں گی۔ پھر کہا: میں مرگی میں برہنہ ہو جاتی ہوں تو آپ ﷺ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ میں برہنہ نہ ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے اونٹ خرید کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اونٹ خریدا ہے آپ ﷺ سے اس میں میرے لیے برکت کی دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس میں اس کیلئے برکت ہو، مگر وہ چند دن کے بعد مر گیا۔ پھر انہوں نے دوسرا اونٹ خریدا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے اس میں میرے لیے برکت کی دعا کیجئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس میں اس کیلئے برکت ہو، مگر وہ بھی چند دن بعد مر گیا پھر انہوں نے تیسرا اونٹ خریدا اور اسے دعا کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اس کو اس پر سوار کر تو یہ تیسرا اونٹ ان کے پاس بیس سال رہا۔

(بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیسری مرتبہ میں دعا اجابت کو پہنچی، اور پہلی دو بار کی دعائے برکت امر آخرت کی طرف متوجہ ہو گئی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی دعا میں فرمایا: اے ام ملام! یعنی تپ ولرزہ تجھے لازم ہے کہ بنی عصیہ کو نہ چھوڑے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے تو وہ سب بخار سے پچھڑ گئے۔

﴿سعید بن منصور فی السنن﴾

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا فوت ہوا تو میں بے قرار ہو گئی اور انہوں نے اس سے کہا: جو اسے غسل دے رہا تھا کہ میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دو۔ ٹھنڈا پانی اسے مار ڈالے گا، پھر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے دربار میں آئے اور ام قیس رضی اللہ عنہا کی بات حضور نبی کریم ﷺ سے نقل کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا اس کی عمر دراز ہو، عورت نہیں جانتی کہ گزشتہ عمر کس طرح گزاری۔ مطلب یہ کہ سرد پانی میت کو کیا نقصان پہنچائے گا؟

﴿بخاری الادب، نسائی﴾

تجھے شیر کھائے تو کون ہے:

حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ لیلیٰ بنت خطیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آفتاب کی طرف پشت کیے تشریف فرما تھے لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے شانے پر ہاتھ مارا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کہا: یہ کون ہے؟ اسے شیر کھائے۔ لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں بنت مطعم الطیر وبیاری الریح یعنی لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔ میں آپ کے پاس اس غرض سے حاضر ہوئی ہوں کہ میں خود آپ کے عقد میں پیش کردوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس پہنچی اور اس نے کہا: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے عقد فرمالیا ہے۔ قوم کے لوگوں نے کہا تو نے برا کیا تو غیرت مند عورت ہے اور نبی کریم ﷺ صاحب ازواج مطہرات ہیں تو ان پر غیرت کھائے گی اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ سے تجھ پر بددعا کریں گے، لہٰذا تو جا کر اپنے کو عقد سے آزاد کرالے تو وہ واپس آئی اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے عقد سے آزاد کر دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے عقد سے آزاد کر دیا، پھر اس نے حضرت مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا۔

ایک دن وہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غسل کر رہی تھی اچانک بھیڑیئے نے اس پر جست کی، چونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اسے شیر کھائے تو بھیڑیئے نے اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا کر اسے چھوڑ دیا، جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ مر چکی تھی۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اس کی مانند روایت کی۔ اس روایت میں اسود (شیر) کی جگہ اسد ہے۔)

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

ثعلبہ بن حاطب کا واقعہ:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ثعلبہ بن حاطب نے حاضر ہوکر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال و اولاد عطا فرمائے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تیرا بھلا ہو، تھوڑا مال جس کا تو شکرادا کر سکے، ایسے کثیر مال سے جس کا تو شکرادا نہ کر سکے زیادہ بہتر ہے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تیرا بھلا ہو کیا تو میری مانند ہونا پسند نہیں کرتا، اگر میں چاہتا تو میرا رب اس پہاڑ کو سونا کر کے میرے ساتھ چلاتا، پھر اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال واولاد عطا فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی اور اس نے بکریاں خریدیں۔ ان بکریوں میں اتنی فراوانی ہوئی جیسے کیڑے مکوڑوں میں ہوتی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ کا میدان اس کیلئے تنگ ہوگیا اور

اسے دور لے گیا اور وہ دن میں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کیلئے حاضر ہوتا مگر رات میں نہ آتا، پھر ان بکریوں اور زیادتی ہوئی اور وہ ان کو اور دور لے گیا۔ اب وہ نماز کیلئے نہ دن میں آتا اور نہ رات میں، بجز جمعہ کے جمعہ نماز کیلئے۔ اس کے بعد ان بکریوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ انہیں اور دور لے گیا۔ اب وہ نہ جمعہ کی نماز کیلئے آتا نہ جنازے کی نماز کو۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ بن حاطب کی حالت افسوس ناک ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور عاملوں کو ثعلبہ بن حاطب کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ دونوں عامل اس کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا: تم دونوں مجھے اپنا دستور العمل دکھاؤ اور اس نے اسے پڑھا، اور اسنے کہا: یہ زکوٰۃ نہیں جزیہ ہے۔ تم دونوں دوسروں کے پاس جاؤ وہاں سے فارغ ہوکر میرے پاس آؤ، جب وہ دونوں فارغ ہوکر اس کے پاس آئے تو اس نے کہا: یہ زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جزیہ ہے۔ تم دونوں جاؤ، میں اس بارے میں غور کرلوں تو وہ دونوں واپس چل دیئے۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ آ گئے۔

✡ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جب ان دونوں کو دیکھا قبل اس کے کہ یہ دونوں عرض کرتے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''ویح ثعلبہ بن حاطب'' یعنی ثعلبہ بن حاطب پر افسوس ہے اور اللہ تعالیٰ نے تین آیتیں نازل فرمائی:

"وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: ''اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا، اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔''

جب ثعلبہ کو وہ آیتیں پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں تو وہ اپنی زکوٰۃ لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تیرا مال لینے سے منع فرما دیا اس پر وہ رونے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے اپنے نفس کا عمل ہے کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری اطاعت کر، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ہلاک ہوگیا۔

﴿باوردی، ابن شاہین، ابن السکن، بیہقی﴾

والدہ کی نافرمانی کا وبال:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس جگہ ایک نوجوان نزع کے عالم میں ہے لوگ اس سے کہتے ہیں کہ ''لا الہ الا اللہ'' کہو مگر وہ اس کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ اپنی حیات میں کلمہ نہیں کہتا تھا۔

لوگوں نے عرض کیا بے شک وہ کہتا تھا۔ پھر فرمایا پھر کس چیز نے اسے اس کی موت کے وقت اس کلمہ کے کہنے سے روک رکھا ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ اٹھے اور ہم بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اس نوجوان کے پاس آئے اور فرمایا کہو ''لا الہ الا اللہ'' اس جوان نے کہا میں اس کلمہ کے کہنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ فرمایا اس کی وجہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس کی وجہ میری والدہ کی نافرمانی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہے۔

راوی نے کہا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو اس کی ماں کے پاس بھیجا۔ اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کیا یہ نوجوان تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو غور کر اگر آگ بھڑکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی شفاعت نہ کرے گی تو اس کو آگ میں دفن کر دیا جائے گا۔ اس پر اس نے کہا اس وقت میں ضرور اس کی شفاعت کروں گی۔ فرمایا اب تو اللہ تعالیٰ اور ہم سے اس طرح شہادت دے کہ میں اس سے راضی ہو گئی ہوں۔ ماں نے کہا بیشک میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی ہوں۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے نوجوان کہو ''لا الہ الا اللہ'' تو اس نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' یہ کلمہ مبارک سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار'' تمام خوبیاں اس خدا کو جس نے میرے ذریعہ سے اس نوجوان کو دوزخ کی آگ سے بچایا۔

﴿بیہقی، طبرانی﴾

علماء و محدثین کے چہروں کی شادابی:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بارونق و شاداب کرے جس نے میری حدیث سنی اور اس نے اسے محفوظ رکھا۔ اور اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح کہ اس نے سنا۔''

علماء اعلام نے فرمایا کہ محدثین میں سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ کا دعاء کے طفیل اس کے چہرے میں رونق و شادابی موجود نہ ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی شخص کے لیے دعا فرماتے تھے تو آپ کی دعا اسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے پوتوں تک پہنچتی تھی۔

﴿احمد﴾

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری اولاد اور میرے پوتوں کے لیے دعا فرمائی اور میں نے اپنے والد سے سنا ہے انہوں نے میری ایک بہن سے فرمایا کہ تم ان میں سے ہو جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعا پہنچی ہے۔

﴿ابویعلیٰ﴾

وہ دعائیں جو نبی کریم ﷺ نے دفع امراض کیلئے صحابہ کرام کو سکھائیں

دفع بخار کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو وہ بخار میں تھیں اور بخار کو برا کہہ رہی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو وہ تو حکم خدا کا پابند ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب تم انہیں کہو گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اسے دور کر دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر نبی کریم ﷺ نے وہ کلمات مجھے سکھائے اور کہا کہ یہ پڑھو

"اللهم ارحم جلدی الرقيق و عظمی الدقيق من شدة الحريق، يا ام ملدم ان كنت امنت بالله العظيم فلا تصدعی الراس ولا تنتنی الغم ولا تاكلی اللحم ولا تشربی الدم و تحولی عنی الی من اتخذ مع الله الها اخر"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کلمات کو پڑھا اور ان سے بخار جاتا رہا۔

﴿بیہقی﴾

ادائے قرض کی دعا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دعا ایسی سنی ہے کہ اگر تم میں سے کسی پر پہاڑ کے برابر سونا قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

"اللهم فارج الهم كاشف الغم مجيب دعوة المضطرين، رحمن الدنيا والاخرة و رحيمهما، انت ترحمنی برحمة تغنينی بها عن رحمة من سواک"

ترجمہ: "اے خدا! غموں کو ختم کرنے والے، مجبوروں اور بیکسوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے! دنیا و آخرت میں رحم اور مہربانی فرمانے والے! مجھ پر ایسا کرم فرما کہ میں دوسروں کا محتاج نہ ہوں تیرے سوا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر ایسا کثیر قرض تھا حالانکہ میں قرض کو ناگوار سمجھتا

تھا تو زیادہ عرصہ نہ گزرا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فائدہ دیا اور اس نے جو مجھ پر قرض تھا ادا کر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھ پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا قرض تھا جب بھی میں انہیں دیکھتی تھی شرمسار ہو جاتی تھی تو میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کر دی۔

زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر میراث اور بغیر صدیقہ کے اتنا مال عطا فرما دیا کہ میں نے وہ قرض ادا کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

جنات بھگانے کا وظیفہ:

ابو العالیہ ریاحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک مکار جن میرے ساتھ مکر کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم یہ پڑھو:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات التی لا یجاوزھن برولا فاجر من شر ماذرافی الارض ومن شر ما یخرج منھا ومن شرما یعرج فی السماء وما ینزل منھا ومن شر کل طارق الا یطرق بخیر یا رحمن"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس جن کو دور کر دیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ جب واپس جانے لگے تو عرض کیا میں کیا پڑھا کروں۔ فرمایا یہ پڑھا کرو:

"اللھم قنی شرنفسی و اعزم لی علی رشدی"

ترجمہ: "اے خدا! مجھے نفس کی شرارت سے محفوظ رکھ اور میرے لیے ہدایت فرما۔ وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوئے تو آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے یہ پڑھنے کیلئے فرمایا تھا۔ اب میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

﴿ابن سعد﴾

بچھو کے کاٹے کی دعا:

حضرت سہیل بن ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کے والد سے انہوں نے ایک اسی شخص سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مارا۔ جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ رات ہونے تک یہ دعا پڑھ لیتا تو تکلیف نہ اٹھاتا وہ دعا یہ ہے:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات من شرما خلق"

راوی نے کہا میرے اہل خانہ کی ایک عورت نے اسے پڑھا اسے سانپ نے ڈسا تھا تو اس کے زہر نے کچھ ضرر نہ پہنچایا۔

﴿بیہقی﴾

سانپ کے کاٹے کی دعا:

ابو بکر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ وہ اس کا منتر پڑھ دیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو اتنی دیر تک مر جائیں گے۔ فرمایا انہیں عمارہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ تو عمارہ رضی اللہ عنہ نے ان پر منتر پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے ایک شخص کو حرۃ الافاعی میں سانپ نے ڈسا تو اس کے لیے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تا کہ وہ منتر پڑھیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور نبی کریم ﷺ سے منتر پڑھنے کی اجازت چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ منتر پڑھ کر مجھے سناؤ تو انہوں نے سنایا اور نبی کریم ﷺ نے ان کو وہ منتر پڑھنے کی اجازت دے دی۔ (حرۃ الافاعی منزل ابوار کے نزدیک ایک مقام ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

نیند لانے کی دعا:

حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بے خوابی کی شکایت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا سنو: میں تم کو وہ کلمات بتاتا ہوں کہ جب تم اسے پڑھو گے تو نیند آ جائے گی۔ تم پڑھو:

"اللھم رب السموات السبع وما اظلت، ورب الارضین وما اقلت، ورب الشیاطین وما اضلت، کن جاری من شر خلقک کلھم جمیعا ان یفرط علی احد منھم او ان یطغی عز جارک ولا الہ غیرک."

(ترجمہ) اے سات آسمانوں اور تمام چیزوں کے رب جن پر سات آسمان ہیں اور اے زمینوں میں موجود تمام چیزوں کے رب، اے شیاطین اور گمراہوں کے رب، تمام مخلوق کے شر سے مجھے محفوظ فرما اور کسی پر زیادتی نہ ہو اور تیری پناہ غالب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

﴿ابن سعد﴾

ظالم کے ظلم سے نجات اور ہر ضرورت پوری ہونے کی دعا:

حضرت ابان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج سے گفتگو کی تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت نہ کی ہوتی اور امیر المومنین کا خط آپ کے بارے میں نہ آیا ہوتا تو آپ کے ساتھ کچھ اور ہی سلوک ہوتا۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خاموش رہو۔

جب میرے نتھنے ابھرے اور میری آواز بھاری ہوئی (یعنی میں جوان ہوا) تو رسول اللہ ﷺ

نے مجھے ایسے کلمات سکھائے جن کی موجودگی میں کسی سرکش و جابر کا ظلم و ستم مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اس کی موجودگی میں ہر ضرورت بآسانی پوری کرتی رہے گی اور ہر مسلمان میرے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آتا رہے گا۔ یہ سن کر حجاج نے کہا کہ کاش کہ آپ مجھے وہ کلمات بتا دیتے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو ان کلمات کے سیکھنے کا اہل نہیں ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے دونوں بیٹوں کو دو ہزار درہم کے ساتھ ان کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ اس بزرگ کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ممکن ہے کہ تم ان کلمات کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ مگر وہ دونوں ان کلمات کے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن قریب آئے تو تین دن پہلے مجھے فرمایا اے ابان رضی اللہ عنہ تم مجھ سے ان کلمات کو سیکھ لو اور ان کلمات کو نااہل کے آگے نہ رکھنا۔ ابان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو عطا فرمایا تھا اس میں سے مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے ان سے دور رکھی تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بھی دور رکھا۔ وہ دعا یہ ہے:

"اللہ اکبر اللہ بسم اللہ علی نفسی و دینی، بسم اللہ علی اھلی ومالی، بسم اللہ علی کل شیئی اعطانی، بسم اللہ خیر الاسماء، بسم اللہ رب الارض و رب السماء، بسم اللہ الذی لا یضرمع اسمہ داء، بسم اللہ افتتحت وعلی اللہ توکلت اللہ ربی لا اشرک بہ احدا، اسئلک اللھم بخیرک من خیرک الذی لایعطیہ غیرک عز جارک وجل ثناء ک ولا الہ انت اجعلنی فی عیاذک وجوارک من سوء ومن الشیطان الرجیم، اللھم استجیرک من جمیع کل شیئی خلقت واحترس بک منھن واقدم بین یدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد، اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد. ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی ومن تحتی."

✿ اور سورۂ اخلاص کو چھ مرتبہ پڑھے۔

﴿ابن سعد﴾

دفع فقر کی دعا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور اس نے روگردانی کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کی کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اسی کی وجہ سے رزق پاتی ہے۔ تم طلوع فجر کے وقت ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھا کرو:

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ"

دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ پھر کچھ دن آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس دنیا اس قدر آئی ہے کہ اب میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

سانپ کاٹے کی دعا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب کے ساتھ ایک سفر میں گئے اوران کا گزرعرب کے ایک قبیلے میں ہوااوراس قبیلہ کے ایک شخص کوسانپ نے ڈس لیا تھا تو ان میں سے ایک شخص نے اس پر سورۂ فاتحہ پڑھ کردم کی اور وہ اچھا ہو گیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

خارجہ بن العلت تمیمی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے پاس زنجیر سے بندھا ہوا ایک مجنون تھا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کیا تمہارے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس سے اس کا علاج ہو سکے؟ کیونکہ تمہارے آقا خیر کو لائے ہیں تو انہوں نے اس مجنون پر تین دن تک سورۂ فاتحہ پڑھی اور ہر روز دو مرتبہ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ اچھا ہو گیا اس پر لوگوں نے ان کوایک سوبیس بکریاں پیش کیں۔

وہ ان بکریوں کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کھاؤ۔ کیونکہ کوئی تو باطل طریقہ سے کھاتا ہے مگر تم تو جائز طریقہ سے کھاؤ گے۔

﴿بیہقی﴾

حفاظت مال کی دعا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ؕ"

ترجمہ: ''تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اوراپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔''

کے بارے میں فرمایا یہ آیہ کریمہ چوری سے امان میں رکھتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے جب سونے کا ارادہ کیا تو اس آیت کو پڑھ لیا۔ پھران کے گھر میں چور آیا۔ اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کر کے اٹھا کر لے چلا۔ اور وہ صحابی سو نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ چور سامان کو لے کر دروازے پر پہنچا مگر اس نے دروازہ بند پایا۔

پھر اس نے اس گٹھری کو رکھ دیا دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے اس نے پھر گٹھری اٹھائی اور دروازہ بند پایا اسی طرح چور نے تین مرتبہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر وہ صحابی ہنس پڑے اور کہنے لگے میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر لیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام کے خواب اور انکی تعبیر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خواب دیکھا کرتے تھے وہ اپنا خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے پھر نبی کریم ﷺ ان خوابوں کی تعبیر دیا کرتے جو اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔

اس زمانے میں میں نوعمر اور کمسن بچہ تھا۔ اور میرے نکاح کرنے سے پہلے میرا گھر مسجد تھا۔ تو میں نے ایک دن اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں خیر ہوتی تو تو بھی یقیناً ایسا خواب دیکھتا۔ جیسا کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک رات جب میں سونے کے لیے لیٹا تو میں نے کہا اے خدا! اگر تو مجھ میں خیر کو جانتا ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا۔ اور میں یہی کہتا ہوا سو گیا اچانک میں نے خواب میں دیکھا:

دو فرشتے میرے پاس آئے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے اور وہ دونوں مجھے جہنم کی طرف لے جانے لگے اور میں برابر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے خدا میں تجھ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے ملا ہے اور اس کے ہاتھ میں بھی لوہے کا گرز ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم ڈرو نہیں تم اچھے آدمی ہو کاش کہ نماز کی کثرت کرتے۔ تو وہ فرشتے مجھے لے چلے۔ یہاں تک کہ جہنم کے کنارے پر لے جا کر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا وہ بہت گہرا ہے جیسے کہ کنواں ہوتا ہے اور اس کے کئی قرن ہیں۔ جیسے کہ کنوئیں کے قرن (جو کٹے) ہوتے ہیں اور ہر قرن پر ایک فرشتہ لوہے کا گرز لیے موجود ہے۔ اور میں نے اس جہنم کے کنوئیں میں سے بہت سے لوگوں کو دیکھا جو زنجیروں سے بندھے سر کے بل اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں سے بہت سے قریشی لوگوں کو پہچانا۔ پھر وہ فرشتے مجھے داہنی جانب پلٹ کر لے آئے۔

اور میں نے یہ قصہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عبداللہ رضی اللہ عنہ مرد صالح ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا پارچہ ہے میں اسے لے کر جنت کے کسی مکان میں ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر وہ پارچہ مجھے اس طرف اڑا کر لے جاتا تھا۔ میں نے یہ قصہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ خواب بیان کیا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی مرد صالح ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ

میں ایک باغ میں ہوں اور اس باغ میں ایک ستون ہے۔ اور اس ستون کے اوپر ایک رسی (عروہ) ہے کسی نے مجھ سے کہا اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کپڑوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اوپر چڑھا دیا۔ اور میں نے رسی کو مضبوط تھام لیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ درآنحالیکہ میں رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

یہ قصہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام کا باغ ہے۔ اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ رسی عروہ وثقیٰ (مضبوط سہارا) ہے۔ تم ہمیشہ اس پر قائم رہو گے۔ یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک خواب دیکھا۔

ایک شخص میرے پاس آیا ہے۔ اس نے کہا چلو وہ مجھے بہت عظیم راہ پر لے کر چلا میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک راستہ اپنی بائیں جانب نظر آیا۔ میں نے اس راستہ پر چلنا چاہا۔ اس شخص نے کہا تم اس راہ پر چلنے کے اہل نہیں ہو۔ اس کے بعد ایک راستہ داہنی طرف آیا اور میں اس راہ پر چلنے لگا یہاں تک کہ میں ایک پہاڑ پر پہنچا جو بہت چکنا تھا۔ تو اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پہاڑ پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ میں نے عروہ (رسی) کو پکڑ لیا اس نے مجھ سے کہا تم اس عروہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔

یہ قصہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ وہ عظیم راستہ تو حشر کا ہے اور وہ راستہ جو تمہاری بائیں جانب نظر آیا وہ دوزخیوں کا راستہ ہے اور تم ان میں سے نہیں ہو اور وہ راستہ جو تمہاری داہنی جانب نظر آیا وہ اہل جنت کا راستہ ہے اور وہ چکنا پہاڑ شہداء کی منزل ہے اور وہ عروہ جس کو تم نے مضبوطی سے تھاما وہ اسلام کا عروہ ہے تو اسے مضبوطی سے تھامے رہو گے یہاں تک کہ تم فوت ہو جاؤ۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابن زمیل جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔

میں نے عرض کیا: میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک راہ پر چل رہے ہیں جو وسیع و نرم اور فراخ راستہ ہے۔ وہ لوگ سواریوں پر جا رہے ہیں، اسی دوران کہ وہ لوگ جا رہے تھے وہ لوگ ایسی چراگاہ پر پہنچے کہ میری آنکھوں نے کبھی ایسی عمدہ چراگاہ نہیں دیکھی تھی۔ وہ چراگاہ برق کی مانند چمک رہی تھی اور قسم قسم کی گھاس سے شبنم کے قطرے چمک رہے تھے، گویا میں ان لوگوں کی پہلی صف میں تھا، جب وہ لوگ اس چراگاہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راہ میں اپنا پڑاؤ ڈال

لیا، اور دائیں اور بائیں ذرہ بھر تعدی نہ کیا، گویا میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد دوسرا قافلہ آیا اور اس میں پہلے سے کئی گنا زیادہ لوگ تھے۔ جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے تو انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور انہوں نے راستے میں اپنے کجاوے اتار دیئے، تو ان میں سے کچھ لوگوں کا قافلہ آیا جب وہ لوگ اس چراگاہ کے کنارے پہنچے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہنے لگے یہ کیسی عمدہ منزل ہے۔ میں گویا انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ داہنے اور بائیں جانب ملتفت ہوئے جب میں نے ان کا حال دیکھا تو میں نے سیدھی راہ کو لازم کرلیا، یہاں تک کہ اس چراگاہ کے آخر کنارے پر پہنچ گیا۔

اچانک یارسول اللہ ﷺ! آپ کو ایسے منبر پر تشریف فرما دیکھا جس کی سات سیڑھیاں تھیں اور آپ سب سے اونچی سیڑھی پر تشریف فرما تھے اور آپ کی داہنی جانب گندم گوں اور اونچی بینی والا شخص کھڑا تھا اور وہ قد وقامت میں سب سے بلند تر تھا، جب وہ بات کرتا تو وہ سب پر غالب رہتا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی بائیں جانب چھیریرے بدن کا سرخ رنگ اور میانہ قد کا شخص کھڑا تھا، اس کے چہرے پر کثرت سے بال تھے، اس کے بال ایسے سیاہ تھے جیسے کہ کوئلہ، جب وہ بات کرتا تو اس کے اکرام میں آپ سب حضرات اس کی طرف کان لگا لیتے اور میں نے دیکھا آپ کے سامنے ایک بزرگ ہیں جو شکل وشباہت ہر چیز میں تمام لوگوں سے آپ سے مشابہ تھے، تمام لوگ اس بزرگ کی پیری کرتے، اور اس سے ارادت مندی کا اظہار کرتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے آگے زیادہ عمر کی بوڑھی اونٹنی ہے اور میں نے دیکھا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ گویا کہ اسے ہنکال رہے ہیں۔ یہ خواب سن کر نبی کریم ﷺ کا رنگ کچھ دیر متغیر رہا، جب وہ حالت ختم ہوگئی تو فرمایا:

سنو! وہ جو تم نے نرم وفراخ راستہ دیکھا وہ ہدایت کا راستہ ہے جس پر تم لوگ اٹھائے گئے ہو اور وہ چراگاہ تم نے دیکھی وہ دنیا ہے اور اس کی سرسبزی وشادابی اس کا عیش ہے۔ میں اور میرے اصحاب دنیا کے عیش وعشرت کے خواہاں نہیں ہوئے، اور نہ دنیا نے ہم سے تعلق رکھا۔ اس کے بعد وہ جو دوسرا قافلہ ان کے بعد تم نے دیکھا ان میں سے زیادہ تر لوگ تو ہم میں سے ہیں مگر کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کو چراگاہ کی کشادہ روزی دی گئی اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس میں سے گٹھڑ باندھا اور انہوں نے اس حال میں رہ کر نجات پائی۔ اس کے بعد کثرت کے ساتھ جن لوگوں کو تم نے آتے دیکھا اور وہ چراگاہ کے دائیں بائیں حائل ہوئے، مگر تم سیدھی راہ پر گامزن رہتے ہوئے گزر گئے تو تم اسی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رہو گے یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو۔ اور وہ منبر جس کو تم نے سات درجوں کا دیکھا اور مجھے اس کے سب سے اونچے درجے پر دیکھا تو دنیا کے سات ہزار سال ہیں اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جس کو تم نے میری داہنی جانب دیکھا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، جب وہ بات کرتے ہیں تو سب پر غالب رہتے ہیں اور یہ صفت ان سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنے کی وجہ سے ہے اور وہ شخص جس کو تم نے میری بائیں جانب دیکھا وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں ہم ان کا اکرام اس بنا پر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا اکرام کیا اور وہ بزرگ جن کو میرے سامنے دیکھا وہ ہمارے جداعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم

سب ان کی پیروی کرتے اوران کی اقتدا کرتے ہیں اور وہ اونٹنی جسے تم نے دیکھا تو وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی، میرے بعد نہ کوئی نبی اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہے۔

﴿طبرانی،بیہقی﴾

بنی طے کے دوشخصوں کا قبول اسلام اوران کے خواب:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی طے کے دوشخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے اوران دونوں میں سے ہر ایک جہاد میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا تو ان دونوں میں سے ایک سبقت لے جاتے ہوئے جہاد میں شہید ہوگیا اور دوسرا شخص ایک سال بعد زندہ رہا۔اس کے بعد اس نے بھی وفات پائی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میں جنت کے دروازے پر موجود ہوں میں نے دیکھا کہ وہ دونوں جنت کے دروازے پر آئے پھر ایک شخص جنت سے باہر آیا اوراس نے اس کو آواز دی جو بعد میں فوت ہوا تھا، اس کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے اس کو اذن دیا جو پہلے شہید ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ میری طرف آیا اوراسنے کہا: تم واپس چلے جاؤ،تمہارے لیے ابھی اجازت نہیں ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب صبح کی تو لوگوں سے اپنا یہ خواب بیان کیا لوگوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ دوسرا شخص پہلے کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا اوراس نے اتنی اتنی نمازیں نہیں پڑھیں اوراس نے ماہِ رمضان کو پا کراس کے روزے نہیں رکھے؟ (گویا اس بنا پر پہلے کے مقابلے میں دوسرا سبقت لے گیا۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا خواب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۂ ''صٓ'' کی تلاوت کررہا ہوں جب سجدہ کی آیت پر پہنچا تو دیکھا کہ ہر چیز نے سجدہ کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ دوات،قلم اورلوح نے بھی سجدہ کیا۔صبح کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اس آیت پر سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج رات میں نے خواب میں دیکھا گویا میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں اور میں سورۂ ص کی تلاوت کررہا ہوں جب میں سجدہ کی آیت پر پہنچا تو اس درخت نے سجدہ کیا اور میں نے اسے کہتے سنا وہ کہہ رہا تھا:

اللھم اکتب لی بھا عندک ذکرا واجعل لی بھا عنک ذخرا واعظم لی

بها عندک اجر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۂ ص پڑھتے سنا جب آپ سجدہ کی آیت پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور میں نے سنا کہ اس سجدے میں آپ نے وہ ہی دعا پڑھی جو اس شخص نے درخت کو سجدہ کرتے ہوئے اس سے سنی تھی اور اس نے آپ سے آکر عرض کیا تھا۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی﴾

ایک انصاری کا خواب:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد اللہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھا کریں۔ تو ایک انصاری نے خواب میں کسی کو دیکھا اور اس نے اس سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے تم لوگوں کو ہر نماز کے بعد اتنی اتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اس انصاری نے کہا: ہاں! ہمیں حکم دیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہر ایک کو پچیس پچیس مرتبہ پڑھو اور اس تسبیح میں تہلیل یعنی "لا الہ الا اللہ" کو بھی شامل کرلو، جب صبح ہوئی تو اس انصاری نے نبی کریم ﷺ سے اپنا یہ خواب بیان کیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جیسا خواب میں بتایا گیا ہے ویسا ہی کرو۔

﴿بیہقی﴾

لیلۃ القدر آخری سات راتوں میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے کئی صحابہ کو خواب میں دیکھا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی سات آخری راتوں میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم سب کے خواب اس پر متفق ہیں کہ آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر ہے تو جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہے اسے چاہیے کہ آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

درختوں کا جھومنا:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی صحابی کے ایک بھائی کو خواب میں دکھایا گیا کہ کچھ لوگ پہاڑ کی دشوار گزار گھاٹی میں چل رہے ہیں اور پہاڑ کی چوٹی پر دو ہرے بھرے درخت ہیں، ان دونوں درختوں میں سے آواز آئی کیا تم میں کوئی سورۂ بقر کی تلاوت کرتا ہے۔ کیا تم میں کوئی سورۂ آل عمران کی تلاوت کرتا ہے تو ان لوگوں میں سے ایک نے جواب دیا: ہاں۔ اس پر ان درختوں نے اپنی شاخوں کو اتنا قریب کر دیا کہ ان لوگوں نے پکڑ لیا اور وہ دونوں ان کے ساتھ اتنے جھومے کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔

﴿دارمی﴾

ہجرت کے سبب مغفرت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی

اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور شخص نے ہجرت کی اور وہ شخص بیمار ہوگیا تو اس نے تیر کی انی لی اور اس سے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی جڑوں کو کاٹ ڈالا، جس سے وہ مرگیا۔

پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ہجرت کے سبب بخش دیا ہے پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: اس بارے میں مجھے کہا گیا کہ جس چیز کو تم نے اپنے آپ فاسد کیا ہے ہم اس کی اصلاح نہیں کریں گے، اس کے بعد حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! اسکے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔

﴿حاکم﴾

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علماء نے فرمایا کہ کسی نبی کو کوئی معجزہ اور کوئی فضیلت نہیں دی گئی مگر یہ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معجزے یا اس کی فضیلت کی نظیر عطا فرمائی گئی بلکہ اس سے اعظم عطا فرمایا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے خصائص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے:

ان خصائص میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اپنے دست قدرت سے فرمائی اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور انہیں ہر شے کے اسماء کا علم عطا فرمای گیا۔

بعض علماء نے کہا کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اس زمانہ میں نبی تھے اور ان کو فرشتوں کی طرف بھیجا گیا اور ان کا معجزہ بھی انباء یعنی غیبی خبریں دینا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ" (سورۃ البقرہ) تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان کو ان کے اسماء کی خبر دی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا۔

فرمایا: جیسا کہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آدم نبی تھے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نبی و رسول تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے کلام فرمایا۔

تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خصائص و معجزات کی نظیر و مثل عطا فرمائی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کلام کرنے کی نظیر یہ ہے کہ شب معراج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمایا: لیکن یہ معجزہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے اسماء کی تعلیم فرمائی تو اس کی نظیر وہ روایت ہے جسے دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میری امت کو آب و گل کے زمانے میں بصورت بنا کر دکھایا اور مجھے ان سب کے نام بتائے گئے جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کل اشیاء کے نام تعلیم فرمائے تھے۔

لیکن حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کے معجزے کے بارے میں بعض علماء نے ارشاد باری تعالیٰ "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" (سورۃ الاحزاب) کو نظیر میں پیش کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ اعزاز ہے جس سے نبی کریم ﷺ کو مشرف فرمایا ہے اور اس عزم و اکرام سے مشرف فرمانا حضرت آدم علیہ السلام کیلئے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینے سے دو وجہوں کے ساتھ اتم و اعم ہے۔

ایک وجہ تو یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ سے مشرف فرمانا ایک واقعہ تھا جو ختم ہو گیا، مگر نبی کریم ﷺ کو صلوٰۃ سے مشرف فرمانا مستمر اور ابدی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ وہ شرف صرف فرشتوں سے ان کو حاصل ہوا تھا ان کے سوا کسی اور سے نہیں لیکن نبی کریم ﷺ جو صلوٰۃ کا شرف حاصل ہوا وہ اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام مومنوں کی طرف سے ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے خصائص حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے:

✿ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کیلئے فرمایا:

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

﴿سورۃ مریم﴾

ہم نے انکو بلند مکان کی رفعت بخشی اور ہمارے نبی کریم ﷺ "قاب قوسین" تک رفعت عطا فرمائی۔

حضرت نوح علیہ السلام کے خصائص:

حضرت نوح علیہ السلام کا معجزہ یہ ہے کہ ان کی دعا کو قبول کیا گیا اور ان کی قوم کو طوفان سے غرق کیا گیا لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی ایسی دعائیں بہت کثرت سے ہیں جو درجہ قبولیت کو فائز ہوئیں، ان میں سے ایک تو ان لوگوں پر بددعا ہے جنہوں نے دشمنی میں اپنی پشتوں پر ہتھیار باندھ رکھے تھے اور قحط سالی کے زمانے میں بارش کی دعا فرمانا اور آپ کی دعا کی برکت سے کثرت سے بارش ہونا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ہمارے نبی کریم ﷺ کی دعا حضرت نوح علیہ السلام کی دعا سے اس طرح زیادہ ہے کہ بیس سال کی مدت میں ہزارہا آدمی مسلمان ہوئے۔ اور فوج در فوج آپ کے دین میں لوگ داخل ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر سو آدمیوں سے کم لوگوں نے ان پر ایمان لانا قبول کیا بقیہ لوگ ایمان نہ لائے۔

﴿ابونعیم﴾

فائدہ:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے معجزات میں سے تمام حیوانات کا ان کی کشتی میں سوار ہونے کیلئے مسخر ہونا ہے، بلاشبہ ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے بھی ہر نوع کے حیوانات مسخر کیے گئے جیسا کہ گزشتہ متعلقہ مقامات میں بیان کیا جا چکا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ ہے کہ وہ زمین پر بخار کے اترنے کا سبب بنے اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے

جحفہ کی طرف نکال باہر کیا۔

حضرت ہود علیہ السلام کا شرف:

حضرت ہود علیہ السلام کو ہوا کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوا کے ذریعہ مدد فرمائی گئی جیسا کہ غزوۂ خندق میں گزر چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

❁ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ہوا سے مدد غزوۂ بدر میں بھی کی گئی تھی۔

حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مانند اونٹ کا آپ کی اطاعت کرنا عطا فرمایا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مثل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خصائص عطا ہوئے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات کا شرف عطا کیا گیا۔ اس کی نظیر و مانند بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا ہوئی جو آگ کے معجزات کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے اور مرتبہ خلت بھی عطا فرمایا گیا۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میری منزل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منزل جنت میں آمنے سامنے ہے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان مومن ہوتا ہے۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حضرت کعب مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن تمہارا آقا اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔

﴿ابونعیم﴾

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابوں میں پوشیدہ رکھا۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے جو آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے حجابات میں پوشیدہ رکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ."

﴿سورۂ یٰسین﴾

ترجمہ: ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں جو ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور جب ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں سے ڈھانپ دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

۞ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاِذَاقَرَاْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا"

﴿سورۂ اسرائیل﴾

ترجمہ: "اور جب آپ نے قرآن پڑھا تو ہم نے آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لائے آخرت میں چھپانے والا حجاب کر دیا۔"

﴿ابونعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور کی عصمت وحفاظت کے ضمن میں اور آپ کو مخفی رکھنے کے سلسلے میں بکثرت احادیث پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا اور اسے برہان وحجت سے مبہوت کر دیا۔

۞ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ" (سورۂ البقرہ) اسی طرح ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کے لیے واقع ہوا چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ابی بن خلف آیا اور مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار پر بوسیدہ ہڈی لایا اور اس نے اسے مسلتے ہوئے کہا:

"مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ"

﴿سورۂ یٰسین﴾

ترجمہ: "کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ درآں حالیکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہیں۔"

۞ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

"قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ"

﴿سورۂ یٰسین﴾

ترجمہ: "اے نبی فرمائیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا۔ یہ برہان ساطع ہے۔"

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے غضب میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی قوم کے بتوں کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ تین سو ساٹھ تھے اور وہ سب کے سب گر کر چکنا چور ہو گئے۔ اس معجزے کی حدیثیں فتح مکہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں بھیڑوں کا کلام کرنا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علباء بن احمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو خانہ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے پایا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا ہماری سرزمین میں آپ کو تصرف کرنے کا کیا حق ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے نامور بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ذوالقرنین نے کہا آپ دونوں اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل لائیں تو پانچ بھیڑیں اٹھیں اور انہوں نے کہا ہم سب شہادت دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نامور بندے ہیں اور ان دونوں کو اس کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کہا میں اس سے راضی ہوں اور میں نے اس امر کو تسلیم کیا۔

اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں متعدد حیوانوں نے کلام کیا ہے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ ہے جسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ ہم سے ہشام بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابوصالح رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوثی سے ہجرت کی اور نار نمرود سے باہر آئے تو اس زمانے میں ان کی زبان سریانی تھی لیکن جب آپ نے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان بدل دی اور وہ عبرانی زبان میں جب سے فرات کو عبور کیا گفتگو فرمانے لگے۔ نمرود نے ان کے تعاقب میں کچھ لوگوں کو بھیجا اور اس نے حکم دیا کہ جو سریانی زبان میں گفتگو کرتا ہے اسے نہ چھوڑا جائے۔ اور اسے میرے پاس لے آؤ تو وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے مگر انہوں نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی اور وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چل دیئے، کیونکہ وہ آپ کی لغت و زبان کو نہ پہچان سکے۔ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ان قاصدوں کے ضمن میں گزر چکی ہے جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف بھیجا تھا، وہ قاصد جب ان بادشاہوں کے ملک میں پہنچے تو وہ انہی لوگوں کی زبان میں گفتگو کرنے لگے جن کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں یہ ہے کہ جسے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ لینے تشریف لے گئے مگر انہیں غلہ فراہم نہ ہوسکا تو انہوں نے تھیلے میں کچھ سرخ ریت بھر لی اور اسے اٹھا کر گھر لے آئے۔ اہل خانہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ سرخ گندم ہے جب انہوں نے تھیلا کھولا تو سرخ گندم پائی جب اس گندم کے دانے کو بایا جاتا تو اس دانہ سے ایسی بالیں نکلتیں جس کی جڑ سے شاخ تک مسلسل دانوں سے بھری بالیں ہوتیں۔

بلاشبہ اس معجزے کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی واقع ہے جس کا تذکرہ اس مشکیزے کے باب میں پہلے گزر چکا ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو زادِ راہ کے طور پر عطا فرمایا تھا اور اس مشکیزے

کو پانی سے بھر کر دیا تھا اور جب ان اصحاب نے اس مشکیزے کو کھولا تو انہوں نے دودھ اور مکھن پایا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

وہ خصائص جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح پر صبر عطا فرمایا گیا۔ اس کی نظیر شق صدر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے بلکہ یہ شرف اس سے ابلغ ہے۔ اس لیے کہ شق صدر تو حقیقتاً واقع ہوا اور ذبح کا وقوع نہ ہوا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے عوض فدیہ عطا فرمایا گیا اسی طرح نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ذبح کے عوض فدیہ دیا گیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو آب زمزم عطا فرمایا گیا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو چاہ زمزم دیا گیا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عربیت عطا فرمائی گئی، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ عربی زبان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بطریق الہام عطا ہوئی۔

﴿حاکم﴾

اور اس کی نظیر میں محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ ہم سب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان ہیں باوجودیکہ آپ ہمارے درمیان سے کہیں باہر بھی تشریف نہیں لے گئے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان نابود ہو چکی تھی اس زبان کو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس لائے اور اسے انہوں نے مجھے یاد کرایا۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے مثل آپ ﷺ کو عطا کیے گئے:

حضرت ابوالحسن احمد بن محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نوح بن حبیب بذشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حامد بن محمود رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابومسہر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابن عبدالعزیز تنوخی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے کھا لیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کو بلایا اور اس سے فرمایا: کیا تو نے میرے قرۃ العین اور جگر گوشہ کو کھایا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے یہ گستاخی نہیں کی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ بھیڑیے نے کہا: میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور جرجان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جرجان کس مقصد سے جانا چاہتا ہے؟ بھیڑیے نے کہا: میں نے آپ سے پہلے نبیوں سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جو کوئی دوست یا کسی رشتہ دار سے ملاقات کرنے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس

سے ایک ہزار برائیاں محو فرماتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا کہ اس حدیث (بات) کو لکھ لو۔ اس پر بھیڑیے نے ان کو حدیث بیان کرنے سے انکار کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تو ان کو حدیث نہیں سناتا۔ بھیڑیے نے کہا: یہ سب نافرمان و گنہگار ہیں۔

﴿جرجانی امالی﴾

اس کی نظیر و مثل ہمارے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائی گئی کہ بھیڑیے نے کلام کیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دیئے گئے معجزات میں سے یہ ہے کہ ان کو اپنے فرزند کی جدائی کے ساتھ آزمایا گیا۔ اور انہوں نے اس حد تک صبر کیا کہ قریب تھا کہ غم سے وہ ہلاک ہو جائیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو فرزندوں کا درد دیا گیا اور بیٹوں میں کسی کو بچپن کے سوا زندہ نہ رکھا گیا مگر آپ نے رضا و تسلیم کو اختیار کیا، اس بنا پر آپ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر سے فائق رہا۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مانند آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن دیا گیا جو تمام انبیاء و مرسلین پر بلکہ تمام مخلوقات پر فائق تھا اور ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کو ایسا جمال عطا فرمایا گیا کہ کسی فرد بشر کو آپ جیسا جمال نہ ملا، کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا نصف حصہ دیا گیا اور ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام حسن عطا کیا گیا، اس کا تذکرہ اول کتاب میں گزر چکا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والدین کی جدائی اور ان کی مسافرت اور وطن سے دوری کے ساتھ آزمایا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل و کنبہ اور دوست واحباب اور وطن کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت فرمائی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر سے پانی کے چشمے ابلنے کا معجزہ دیا گیا۔ ایسا ہی معجزہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے واقع ہوا، جیسا کہ اول بعثت کے ضمن میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ آپ کی انگشتہائے مبارکہ کے درمیان سے پانی کے چشمے ابلے تھے۔

انگشتہائے مبارک سے پانی کا جاری ہونا زیادہ تعجب ہے۔ اس لیے کہ پتھر سے پانی کا نکلنا تو متعارف و معہود ہے لیکن گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہونا نہ متعرف ہے اور نہ معہود ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بادل کے سایہ کرنے کا معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو بھی عطا ہوا

چنانچہ اس ضمن میں متعدد حدیثیں پہلے بیان ہو چکی ہیں، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ دیا گیا۔
﴿ابونعیم﴾

اس کی نظیر ہمارے نبی کریم ﷺ کو ایک تو چوبی ستون کے رونے میں ہے اور دوسری نظیر جو اژدھے کی صورت میں ظاہر ہونے کی شکل میں ہے وہ اس اونٹ کے قصہ میں ہے جسے ابوجہل نے دیکھا تھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا کا معجزہ عطا ہوا اور اس کی نظیر وہ نور ہے جو حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بطور نشانی ظاہر ہوا۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے مثلہ ہونے کا خوف ظاہر کیا تو وہ فوراً ان کے کوڑے کی نوک پر منتقل کر دیا گیا۔ جیسا کہ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے باب میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا پھاڑ کر راستہ بنانے کا معجزہ دیا گیا بلاشبہ اس کی نظیر اسرار کے باب میں پہلے گزر چکی ہے کہ وہ دریا جو زمین و آسمان کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کیلئے پھاڑا گیا یہاں تک کہ آپ نے اسے عبور کیا اور آگے گئے۔

اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی نظیر میں وہ روایت بیان کیا ہے جو احیاء موتی کے باب میں علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے قصہ میں گزر چکی ہے اور آخر کتاب میں بھی آئے گی اور اس کی مانند بکثرت واقعات ہیں۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو من و سلویٰ عطا فرمایا گیا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی نظیر میں غنیموں کے حلال ہونے اور جم غفیر کا تھوڑے سے کھانے سے شکم سیر کر دینے کے واقعات ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم پر طوفان، ٹڈیاں، کھٹمل، مینڈک اور خون کی بد دعا کی۔

- اس کی نظیر میں نبی کریم ﷺ کی وہ بد دعائیں ہیں جو اپنی قوم پر قحط سالی کے ضمن میں ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی:

وَ عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ”بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ۔“

- اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے فرمایا:

وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ

﴿سورۂ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ”اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔“

- اور اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حق میں فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَا تَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو! تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا۔“

وہ خصائص جو حضرت یوشع علیہ السلام کی طرح آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یوشع علیہ السلام جب قوم جبارین سے جنگ کر رہے تھے تو ان کیلئے آفتاب کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ جیسا کہ شب معراج کے واقعات میں گزر چکا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز عصر فوت ہوئی تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی دعا سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لایا گیا۔

وہ خصائص جو حضرت داؤد علیہ السلام کی مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت داؤد علیہ السلام کو پہاڑوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا اور اس کی نظیر میں ہمارے نبی کریم ﷺ کو کنکریوں اور کھانوں کی تسبیح کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ اس کے باب میں پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو تمام حیوانات کی تسخیر کا معجزہ دیا گیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کے نرم ہونے کا معجزہ دیا گیا۔ بے شک ہمارے نبی کریم ﷺ کو پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں کے نرم ہو جانے کا معجزہ دیا گیا، چنانچہ غزوۂ احد میں جب مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کیلئے پہاڑ کی طرف اپنے سر مبارک کو جھکایا تا کہ آپ کا جسم اقدس مشرکوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو آپ کیلئے نرم کر دیا، یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک پہاڑ میں داخل ہو گیا اور یہ معجزہ اب تک ظاہر و باقی ہے لوگ اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ میں ایسی گھاٹیاں موجود ہیں جہاں سخت پتھر اور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز میں ان جگہوں پر آرام فرمایا تھا اور وہ پتھر آپ کیلئے نرم ہو گئے تھے یہاں تک کہ آپ کی پنڈلیوں اور بازوؤں کا نشان ان میں موجود ہے۔

اور یہ معجزہ مشہور ہے۔ یہ معجزہ زیادہ عجیب ہے۔ اس لیے کہ لوہے کو آگ نرم کر دیتی ہے مگر ایسی آگ کہیں نہیں کہ اس نے پتھر کو نرم کر دیا ہو۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو غار پر مکڑی کا جالہ تننے کا معجزہ دیا گیا، یہ معجزہ بھی ہمارے نبی کریم ﷺ سے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ ہجرت کے واقعہ میں غار ثور کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

﴿ابو نعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مانند آپ ﷺ کو عطا کیے گئے:

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا گیا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو ملک عظیم سے اعظم ہے وہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہوا عطا فرمائی گئی جو کہ صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینہ کی مسافت تک ان کو لے جاتی تھی اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو وہ چیز عطا فرمائی گئی جو اس سے اعظم ہے۔ وہ براق ہے جو پچاس ہزار برس کی مسافت کو تہائی رات سے کم کی مدت میں طے کر کے ایک ایک آسمان میں

حضور نبی کریم ﷺ کو لے گیا اور وہاں کے عجائب دکھائے اور جنت کی سیر کرائی اور دوزخ کا معائنہ کرایا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے جنات مسخر کیے گئے اور وہ ان سے بھاگتے تھے تو ان کو زنجیروں سے باندھ کر سزا دیتے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے پاس جنات کے وفود رغبت وشوق اور ایمان دار ہو کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے شیاطین ومردہ کو مسخر کیا گیا یہاں تک کہ آپ نے ارادہ فرمایا ان شیاطین کو جن کو آپ نے پکڑا تھا، مسجد کے ستونوں سے باندھ دیں، اس کا قصد پہلے بیان کیا چکا ہے۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولیوں کو جانتے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو تمام حیوانات کی بولیوں کا فہم عطا فرمایا گیا۔ مزید برآں یہ کہ درخت، پتھر اور عصا کی بات آپ ﷺ نے سمجھی۔ یہ تمام واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

وہ خصائص جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی مثل آپ ﷺ کو عطا ہوئے:

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو بچپن میں حکمت دی گئی اور وہ بغیر صدور معصیت رویا کرتے تھے اور مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس سے افضل شرف عطا فرمایا گیا، اس لیے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام بت پرستی اور جاہلیت کے زمانے میں نہ تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ اوثان اور جاہلیت کے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے باوجود آپ کو بت پرستوں اور شیطانی ٹولوں کے درمیان بچپن میں فہم و حکمت عطا فرمائی گئی اور آپ نے کبھی بھی بتوں پر دلچسپی نہیں لی، اور نہ ان بت پرستوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہوئے اور نہ آپ سے کبھی جھوٹی بات مسموع ہوئی۔ نہ بچوں کی مانند کھیل کود کی طرف میلانِ طبع ہوا، اور آپ ہفتوں مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ (صوم وصال کے دوران) فرمایا کرتے میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور آپ رویا کرتے تھے کہ آپ کے سینہ اقدس سے ہانڈی کے جوش مارنے کی مانند آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

﴿ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تو حصور تھے اور حصور تو اسے کہا جاتا ہے جو عورت کے پاس نہ گیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت ورسالت تمام مخلوق کی طرف ہے، اس لیے آپ ﷺ کو نکاح کرنے کا حکم فرمایا گیا تا کہ ساری مخلوق نکاح میں اقتداء کرے۔ اس لیے کہ نفوس کی پیدائشی خصلت ہی اس پر ہے کہ وہ شہوت کی حالت میں عورت کے پاس جائے۔

وہ خصائص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل آپ کو عطا ہوئے:

✿ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ لا اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًام بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ

وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ ؕ

ترجمہ: ''اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔''

ان امور کے نظائر ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے احیاء الموتی کے باب میں اور مریضوں کو شفایاب اور صحت مند کرنے کے بارے میں غزوہ بدر و احد کے باب میں اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ درست کرنے کے ضمن میں اور غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آشوب چشم کو لعاب دہن سے درست کرنے اور غیبی خبروں کے ابواب میں مذکور ہو چکے ہیں۔

۞ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کے معجزے کی نظیر میں کھجور کی ٹہنی کو لوہے کی تلوار سے بدل دینے کو قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذۡ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ هَلۡ یَسۡتَطِیۡعُ رَبُّکَ اَنۡ یُّنَزِّلَ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ

﴿سورۂ المائدہ﴾

ترجمہ: ''جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے؟''

۞ تو ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے اس کی نظیر یہ ہے کہ متعدد حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ آسمان سے آپ کیلئے طعام اترا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَهۡدِ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں۔''

اور آپ نے آغوش مادر میں لوگوں سے کلام فرمایا، تو اس کی نظیر ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے بعد ولادت ظہور معجزات کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو روئے زمین پر کوئی بت نہ رہا جو منہ کے بل نہ گرا ہو اور ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے اس کی نظیر باب ولادت پہلے میں ہو گزر چکی ہے۔

﴿حاکم﴾

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا جانا عطا ہوا تو اس کی نظیر میں یہ بات کہ ہمارے نبی

کریم ﷺ کی امت کے بہت سے لوگوں کیلئے واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ میان میں سے حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت خبیب اور حضرت العلاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کا تذکرہ گزشتہ ابواب میں کیا جاچکا ہے۔ ﴿ابونعیم﴾

نبی کریم ﷺ کے وہ خصائص جو کسی نبی کو عطا نہ ہوئے

ابوسعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ان فضائل کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے ایسے مخصوصی فضائل ساٹھ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی اور نے حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل کو اس طرح شمار کیا ہو، البتہ میں نے خود احادیث و آثار میں اس کی جستجو کی ہے اور میں نے مذکورہ تعداد کو پایا ہے، اور تین فضیلتیں اس کی مانند اس کے ساتھ پائی ہیں اور ان فضائل کو میں نے چار قسموں میں دیکھا ہے۔

ایک قسم تو وہ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں دنیا کے اندر مختص فرمائے گئے ہیں اور دوسری قسم فضائل کی وہ ہے جو آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں اور تیسری قسم وہ ہے جو آپ کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص کیے گئے ہیں اور چوتھی قسم وہ ہے جو آپ ﷺ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص کی گئی ہے، اب میں ان چار قسموں کو تفصیل کے ساتھ ابواب میں بیان کرتا ہوں۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے جو میثاق اللہ نے انبیاء علیہم السلام سے لیا، ان میں آپ مقدم تھے، اس کا ذکر پہلے آچکا ہے اور یہ کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے بلیٰ (ہاں) فرمایا تھا۔

اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور تمام مخلوقات کی تخلیق آپ ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ کہ آپ کا اسم شریف عرش، آسمانوں، جنتوں اور تمام ان چیزوں پر لکھا ہوا تھا جو ملکوت سموات میں ہیں اور یہ کہ فرشتے ہر گھڑی آپ کا ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ آپ کا اسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد میں اذانوں میں لیا جاتا رہا اور ملکوت اعلیٰ میں ذکر ہوتا رہا، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اور حضرت آدم علیہ السلام سے یہ وعدہ لیا کہ جو لوگ ان کے بعد ہوں وہ سب حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں آپ ﷺ کی نصرت کریں اور یہ کہ کتب سابقہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارتیں دی گئیں اور ان کتابوں میں آپ ﷺ کی نعت اور آپ کے اصحاب و خلفاء اور آپ ﷺ کی امت کی نعت بیان کی گئی اور یہ کہ ابلیس لعین کو آپ ﷺ کی ولادت کی وجہ سے آسمانوں سے روک دیا گیا اور یہ کہ ایک قول کے بموجب (بوقت ولادت) آپ ﷺ کا شق صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے پشت مبارک میں آپ ﷺ کے

قلب اطہر کے مقابل جہاں سے شیطان (انسانوں میں) داخل ہوتا ہے مہرت نبوت قائم کی گئی ہے اور یہ کہ آپ کے ایک ہزار نام ظاہر ہوئے، جو کہ اسماء الٰہی سے مشتق و ماخوذ ہیں اور یہ کہ اسماء الٰہی میں سے تقریباً ستر اسماء کے ساتھ آپ ﷺ کا اسم شریف رکھا گیا اور یہ کہ فرشتے سفر میں آپ ﷺ پر سایہ کرتے تھے اور یہ کہ عقل میں تمام انسانوں سے فائق تھے اور یہ کہ آپ کو تمام حسن و جمال دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو صرف نصف حسن دیا گیا تھا اور یہ کہ ابتدائے وحی میں آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا جاتا تھا اور یہ کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اس صورت میں جس پر ان کو پیدا کیا گیا تھا دیکھا۔

یہ تمام فضائل وہ ہیں جن کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث میں ذکر کیا ہے۔

اور یہ کہ آپ ﷺ کی بعثت کے سبب کہانت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا اور شہاب کی رمی کے ذریعہ خبریں سننے سے آسمانوں کی حفاظت کی گئی اور وہ فضائل ہیں جن کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث میں ذکر کیا۔

اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور یہ کہ (بعض) کافروں کیلئے تخفیف عذاب کیلئے آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی گئی جیسے کہ ابوطالب کے قصے میں اور دو قبروں کے قصے میں مذکور ہے اور یہ کہ لوگوں کو آپ پر غالب نہ آنے دینے کا وعدہ کیا گیا اور آپ کی عصمت و حفاظت فرمائی گئی، اور یہ کہ آپ ﷺ کو معراج ہوئی اور وہ خصوصیات جو اس کے ضمن میں ہیں جیسے ساتوں آسمانوں کا فرق اور اس بلندی تک جانا کہ آپ ﷺ قاب قوسین تک پہنچے اور آپ ﷺ کی رفعت اس مقام تک ہوئی جہاں نہ کوئی نبی و مرسل گیا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب اور یہ کہ آپ ﷺ کیلئے انبیاء علیہم السلام کو احیاء فرمایا گیا اور یہ کہ آپ ﷺ ان کے امام بن کر ان کو نماز پڑھائی اور یہ کہ آپ ﷺ نے جنت کی سیر کی اور دوزخ کا معائنہ فرمایا۔

یہ وہ فضائل ہیں جن کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

اور یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں اور آپ ایسے محفوظ رہے کہ "مازاغ البصر وما طغی" آپ ﷺ کی شان رہی۔ اور حق تبارک و تعالیٰ کی رویت سے آپ ﷺ دو مرتبہ مشرف ہوئے اور یہ کہ آپ ﷺ کے ساتھ فرشتوں نے قتال کیا۔

معجزہ قرآن کریم

اس باب میں نبی کریم ﷺ کی اس خصوصیت کا بیان ہے جو قرآن کریم کے معجزہ ہونے کے اظہار میں ہے اور یہ کہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے قرآن کریم تبدیل و تحریف سے محفوظ رہے گا۔ اور یہ کہ قرآن ہر شے کا جامع ہے اور وہ اپنے غیر سے بے نیاز ہے اور یہ کہ تمام کتب سابقہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ قرآن عظمت کے ساتھ ان سب پر مشتمل ہے اور یہ کہ قرآن حفظ کرنے والوں کیلئے آسان ہے اور یہ کہ قرآن تھوڑا تھوڑا ہو کر نازل ہوا اور یہ کہ اس کا نزول سات حرفوں پر ہے اور اس کے سات ابواب ہیں۔

(۱) زجر، (۲) امر، (۳) حلال، (۴) حرام، (۵) محکم، (۶) متشابہ، (۷) مثال
اور یہ کہ ہر لغت کے ساتھ ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔''

۞ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

﴿سورۂ الحجر﴾

ترجمہ: ''بے شک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔''

۞ اور ارشاد خداوندی ہے:

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ

﴿سورۂ حم﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔''

۞ اور رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

﴿سورۂ النمل﴾

ترجمہ: ''بے شک قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ وہ جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔''

۞ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

﴿سورۂ القمر﴾

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کیلئے آسان فرما دیا ہے تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟''

۞ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم لوگ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، اور ہم نے

اسے بتدریج رہ رہ کر، اتارا۔"

اور فرمان خداوندی ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ج كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: "اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتارا، ہم نے یوں ہی بتدریج اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس نبی کو اس کی مانند معجزہ دیا گیا جس پر بشر ایمان لائے بلاشبہ جو چیز مجھے عطا فرما فرمائی گئی ہے وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمایا اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں متبعین کے اعتبار سے تمام نبیوں سے ممتاز ہوں گا۔ یعنی میری امت سب سے زیادہ ہوگی۔

﴿بخاری﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ م بَيْنِ يَدَيْهِ

﴿سورہ حم السجدہ﴾

ترجمہ: "باطل کو اس طرف راہ نہیں۔"

کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شیطان کے دخل سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا نہ کوئی اس میں باطل کا اضافہ کرسکتا ہے اور نہ کوئی اس میں سے حق کو نکال سکتا ہے۔

﴿بیہقی﴾

ایک یہودی کا قرآن کی وجہ سے مسلمان ہونا:

حضرت یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ مامون کے پاس ایک یہودی آیا اور اس یہودی نے بہت اچھی گفتگو کی۔ پھر مامون نے اس یہودی کو اسلام کی دعوت دی، مگر اس نے انکار کیا جب ایک سال گزر گیا تو وہ یہودی ہمارے پاس مسلمان ہوکر آیا اور اس نے فقہ پر بہت اچھی گفتگو کی۔ مامون نے اس سے پوچھا تیرے اسلام لانے کا واقعہ کیا ہے؟

اس یہودی نے کہا: جب میں آپ کے پاس سے گیا تو میں نے چاہا کہ میں تمام دینوں کا امتحان لوں، چنانچہ میں نے پہلے توریت کو شروع کیا، اور اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں کمی و زیادتی کی، پھر میں ان نسخوں کو لے کر کنیسہ میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لیے۔ اس کے بعد میں نے انجیل کی طرف توجہ دی اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے جس میں میں نے کمی و زیادتی کی اور ان کو لے جا کر گرجا میں گیا تو انہوں نے وہ نسخے مجھ سے خرید لیے، پھر میں قرآن کی

طرف قصد کیا اور میں نے اس کے تین نسخے لکھے اور میں نے اس میں بھی کمی و زیادتی کی اور ان اوراق کو لے مسلمانوں کے پاس گیا تو مسلمانوں نے اسے بغور پڑھا جب انہوں نے اس میں کمی و زیادتی پائی تو انہوں نے ان ورقوں کو میرے منہ پر مار دیا اور نہیں خریدا، اس وقت میں نے جان لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے۔ تو یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا ہے۔

حضرت یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں اسی سال حج کو گیا تو میں حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا، اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا: اس واقعہ کی صداقت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا وہ کس جگہ ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد میں: "فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ (سورۃ المائدہ) تو اللہ تعالیٰ نے توریت وانجیل کی حفاظت ان امتوں کے ذمہ رکھی مگر انہوں نے اسے ضائع کر دیا لیکن قرآن کریم کے بارے میں فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ

﴿سورۃ المائدہ﴾

تو اللہ نے قرآن کریم کی حفاظت ہمارے ذمہ نہیں کی بلکہ اپنے ذمے رکھی اسلئے وہ ضائع نہیں ہوا۔

﴿بیہقی﴾

تمام آسمانی کتب کے علوم قرآن میں ہیں:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور کتابوں کے علوم چار کتابوں میں جمع فرمائے، وہ چار کتابیں توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید ہے۔ اسکے بعد توریت وانجیل وزبور کے علوم کو فرقان حمید میں جمع فرما دیا۔

﴿بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ قرآن پڑھے کیونکہ اس میں اولین وآخرین کا علم ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل فرمائے ہیں اور اس میں ہمارے لیے ہر چیز کو بیان کیا ہے لیکن ہمارے علوم جو کچھ قرآن کریم میں ہمارے لیے بیان کیے گئے اس سے قاصر ہے۔

﴿ابن جریر، ابن حاتم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل ہوتا تو وہ ذرہ رائی اور مچھر سے ضرور غافل ہوتا۔ (لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔)

﴿ابوالشیخ کتاب العظمۃ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کتابیں جو نازل ہوئی تھیں، وہ ایک ہی باب اور ایک ہی حرف یعنی مضمون پر نازل ہوتی تھیں اور قرآن سات ابواب اور سات

حرفوں پر نازل ہوا۔ اس میں زجر، امر، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال ہیں۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجھے پڑھایا اور میں اسے دہراتا رہا اور میں برابر زیادہ چاہتا رہا، وہ میرے لیے زیادہ کرتے رہے، یہاں تک کہ سات حرفوں تک منتہی ہوگیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن کو پڑھوں تو میں نے اس فرشتہ کو واپس بھیجا کہ میں دو حرفوں پر پڑھوں مگر میں نے پھر اپنی امت کی سہولت کیلئے اسے واپس بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اسے میری طرف بھیجا کہ میں سات حرفوں پر قرآن پڑھوں۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن ہر زبان (لغت عرب) کے ساتھ نازل ہوا ہے اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف، ابن جریر﴾

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی جز قرآن میں نہ ہو، کسی نے ان سے پوچھا رومی لغت کا کونسا جز قرآن میں ہے؟ فرمایا: "**قصرھن**" ہے جو "**قطعھن**" کے معنی میں ہے۔

﴿ابن المنذر تفسیر﴾

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تمام نازل کردہ کتابوں پر قرآن کریم کی فضیلت تمیں ایسی خصلتوں کے ساتھ ہے جو قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی رہے گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وہ معجزہ جو قیامت تک باقی و مستمر رہے گا وہ قرآن کریم ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات اپنے وقت کے ساتھ تھے۔ یہ خصوصیت شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص میں شمار کی ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہیں چنانچہ ایک قول کے بموجب ایک ہزار معجزات اور ایک قول کے بموجب تین ہزار معجزات تک ان کی گنتی پہنچتی ہے۔ اسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باوجود کثرت کے دوسرے معنی بھی رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کے معجزات میں وہ معنی نہیں ہیں جو اختراع اجسام کی طرف راہ

پاتے ہیں۔ بلاشک وشبہ یہ خصوصیت ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات میں ہی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بات کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام معجزات وفضائل جو جدا جدا ہر نبی کو دیئے گئے وہ سب کے سب حضور نبی کریم ﷺ کو عطا ہوئے اور آپ کے سوا کسی اور نبی میں وہ مجتمع نہیں ہیں بلکہ آپ ہر نوع کے معجزات کے ساتھ مختص ہوئے۔

حضرت ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے پتھروں کا سلام کرنا اورستونی چوب کا رونا بھی شمار کیا ہے اور فرمایا: اس کی مانند معجزہ کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے اور انہوں نے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی جاری ہونے کو بھی خصائص میں شمار کیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا خاتم النبیین ہونے کے ساتھ اختصاص:

اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت تمام نبیوں کے آخر میں ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے اور یہ کہ آپ کی شریعت آپ سے پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے اور یہ کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے عہد مبارک کو پائیں تو ان پر آپ کا اتباع واجب ہے۔

- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔''

- اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی اور ان پر محافظ وگواہ''

- اور ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: ''وہی اللہ ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔''

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں آیتوں سے آپ کی شریعت تمام آپ سے پہلی شریعتوں کے ناسخ ہونے پر استدلال کیا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس

آیا اور میرے ساتھ ایک کتاب تھی جو کسی اہل کتاب نے مجھے دی تھی، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کیلئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ بجز اس کے کہ وہ میرا اتباع کرتے۔

﴿ابونعیم﴾

سرکار دوعالم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی کتاب میں ناسخ ومنسوخ ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ط

﴿سورۂ البقرہ﴾

ترجمہ: ”جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔“

اور اس کی مثل تمام کتابوں میں ہے۔ اسی بنا پر یہود نسخ کا انکار کرتے ہیں اور نسخ میں بھید یہ ہے کہ گزشتہ تمام کتابیں وقعتہً واحدہ یعنی ایک دم ہی نازل ہوتی رہیں لہٰذا ان میں ناسخ ومنسوخ کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ ناسخ کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ نزول میں منسوخ سے متاخر ہو۔

نبی کریم ﷺ کو عرش کے خزانے سے عطا کیا گیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کو عرش کے خزانہ میں سے عطا فرمایا گیا اور اس میں سے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

(اس موضوع پر حدیث چند ابواب کے بعد آئے گی۔)

نبی کریم ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی:

نبی کریم ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کی طرف تھی اور یہ کہ آپ کے متبعین تمام نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور یہ کہ رسالت بالا جماع جنات کی طرف بھی ہے اور ایک قول کے مطابق فرشتوں کی طرف بھی، اور یہ کہ آپ کتاب الٰہی کو اتقان سے پڑھتے تھے باوجودیکہ لکھتے نہ تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ سبا﴾

ترجمہ: ”اے محبوب! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

﴿سورۂ الفرقان﴾

ترجمہ: ''بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہے۔''

پانچ مخصوص چیزیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں۔

(۱) ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی۔

(۲) اور ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بوقت ضرورت بنائی گئی، تو میری امت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اسے وہیں پڑھنی چاہیے۔

(۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا، اور یہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔

(۴) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

(۵) اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔

(۱) میرے لیے ساری زمین مسجد وطہور بنائی گئی، حالانکہ کسی نبی کیلئے جائز نہ تھا کہ وہ اپنی محراب میں پہنچے بغیر نماز پڑھے۔

(۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ مشرکین میرے سامنے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیتا ہے۔

(۳) اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف ہی مبعوث ہوتے تھے مگر مجھے جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

(۴) اور انبیاء کرام علیہم السلام پانچواں حصہ نکالا کرتے تھے اور آگ آکر اسے کھا لیا کرتی تھی، لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ میں اسے اپنی امت کے فقراء کے درمیان تقسیم کردوں۔

(۵) اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک سوال دیا گیا مگر میں نے اپنی دعا کو امت کی شفاعت کیلئے اٹھا رکھا ہے۔

﴿تاریخ بخاری، بزار، بیہقی، ابونعیم﴾

دس باتوں کی بشارت:

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو فرمایا؛ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا اظہار و بیان فرمائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی ہے تو انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی جو مجھ سے

پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں، اور وہ یہ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

(۲) اور یہ کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں جنات کو ڈراؤں۔

(۳) اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القاء فرمایا درآں حالیکہ میں امی ہوں، بلاشبہ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی گئی۔

(۴) اور چوتھے یہ کہ میرے لیے پچھلوں کے اور اگلوں کے گناہ بخشے گئے۔

(۵) اور یہ کہ مجھے الکوثر عطا فرمائی۔

(۶) میری مدد فرشتوں کے ساتھ کی گئی، اور مجھے نصرت عطا ہوئی۔

(۷) میرے دشمنوں پر رعب ڈالا گیا۔

(۸) میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا۔

(۹) میرے لیے ذکر کو اذانوں میں بلند کیا۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت مقام محمود پر فائز کرے گا۔ درآں حالیکہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے اور جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اٹھائے گا اور جنت میں میری شفاعت سے میری امت کے ستر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جنات نعیم کے اعلیٰ غرفہ میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا، میرے اوپر بجز ان فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی مخلوق نہ ہوگی اور مجھے غلبہ عطا فرمایا اور میرے لیے اور میری امت کیلئے غنیمت کو حلال بنایا باوجودیکہ ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ تھی۔

﴿ابن ابی حاتم، دارمی الرد علی الجہمیہ﴾

تمام زمین و آسمان والوں پر فضیلت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان والوں پر اور تمام نبیوں پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! وہ کون سی فضیلت ہے جو آسمان والوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا:

وَ مَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: ''اور ان میں سے جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔''

✿ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔''

گویا اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے لئے برأت ہے۔

لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور تمام نبیوں پر آپ ﷺ کی فضیلت کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

﴿سورۂ ابراہیم﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔''

مگر حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ

﴿سورۂ سبا﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرے والی ہے۔''

لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت انس و جن کی طرف ہے۔

﴿ابویعلیٰ، طبرانی، بیہقی﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہر اس شخص کا رسول ہوں جن کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اب اگر تمام لوگ میری دعوت قبول نہ کریں گے تو میں عرب کی طرف ہوں اور اگر تمام عرب قبول نہ کریں گے تو میں قریش کی طرف ہوں اور اگر تمام قریش قبول نہ کریں گے تو بنی ہاشم کی طرف ہوں اور اگر بنی ہاشم بھی قبول نہ کریں گے تو میں اپنی ذات کی طرف رسول ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تمام نبیوں سے متبعین میں زیادہ ہوں۔

﴿مسلم﴾

زیادہ امت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میری امت میرے ساتھ سیل رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے، اسی طرح میری امت لوگوں پر چھا

جائے گی۔ اس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی امتیں ہیں ان سب سے زیادہ امت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی تصدیق میری کی گئی ہے۔ بے شک کون نبی ایسا ہے بجز ایک کے کہ اس کی امت میں سے کسی نے اس کی تصدیق نہ کی۔

﴿مسلم﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جن وانس کے رسول ہیں:

اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انس وجن کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، البتہ فرشتوں کی جانب آپ کی بعثت میں اختلاف ہے اور وہ قول جسے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجیح دی ہے یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ اس قول پر وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جسے حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل زمین کی صفیں، آسمان والوں کی صفوں پر ہیں، جب زمین والوں کی آمین، آسمان والوں کی آمین سے موافقت کر جاتی ہے تو بندے کیلئے مغفرت ہوتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت رحمۃ اللعالمین ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت رحمۃ اللعالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: ''نہیں بھیجا ہم نے آپ کے سارے جہان کی رحمت کیلئے''

اور فرمایا:

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: ''اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ کافروں پر عذاب کرے جب تک کہ اے محبوب! تم ان میں ہو۔''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کیلئے رحمت اور متقین کیلئے ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مشرکوں پر عذاب کی دعا کیوں نہیں مانگتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے رحمت کیلئے بھیجا گیا ہے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو ایمان لے آیا اس کیلئے دنیا و آخرت میں رحمت تمام ہوگئی اور جو ایمان نہیں لایا وہ اس چیز سے محفوظ ہے جو دنیا میں جلد ہی خسف، مسخ اور قذف کی شکل میں نمودار ہو کیونکہ اس عذاب میں گزشتہ امتیں بھی مبتلا ہوئیں۔

﴿ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی﴾

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمائی:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَمۡرُکَ اِنَّهُمۡ لَفِیۡ سَکۡرَتِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ

﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: ''اے محبوب! تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور کوئی جان ایسی پیدا نہیں کی جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی حیات کی قسم یاد نہیں فرمائی مگر اس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

لَعَمۡرُکَ اِنَّهُمۡ لَفِیۡ سَکۡرَتِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ

﴿سورۃ الحجر﴾

یعنی ''وَحَیَاتِکَ یَا مُحَمَّد'' آپ کی حیات کی قسم اے محبوب!

﴿ابویعلی، ابن مردویہ، بیہقی ابونعیم، ابن عساکر﴾

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمزاد مسلمان ہوگیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتوں میں مجھے تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی ایک میرا ہمزاد کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی، یہاں تک کہ وہ ہمزاد مسلمان ہوگیا۔ راوی نے کہا: میں دوسری بات بھول گیا ہوں۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتوں میں مجھے حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی، ایک یہ کہ میرا شیطان یعنی ہمزاد کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا اور دوسری بات یہ کہ میری تمام ازواج میرے لیے مددگار بنیں، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی زوجہ ان کی خطا پر مددگار تھیں۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے

کوئی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک جن اس کا ہمزاد ہو اور ایک فرشتہ اس کا ہمزاد ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ہاں! میرے ساتھ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ جن ہمزاد مسلمان ہو گیا۔ اب وہ بھلائی کے سوا مجھے کوئی حکم دیتا ہی نہیں ہے۔

(طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

﴿مسلم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک کرتے ہوئے فرمایا کہ جن فضائل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ میرا فرزند ان سے افضل ہے وہ صاحب بعیر یعنی ناقہ سوار ہے ان کی زوجہ ان کیلئے ان کی دین پر مددگار ہوگی، جبکہ میری زوجہ میرے لیے خطا پر مددگار تھی۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرنے میں آپ کی بزرگی واحترام کی خاطر آپ ﷺ سے پہلے تمام نبیوں کو مخاطب کرنے سے بالکل مختلف رکھا۔ وہ یہ کہ گزشتہ امتیں اپنے نبیوں سے کہا کرتی کہ "رَاعِنَا سَمعکَ" یعنی اپنی بات سنانے میں ہمارے رعایت فرمائیے مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے نبی کریم ﷺ کو اس طرح مخاطب کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ لَا تَقُوْلُوْ رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسم مبارک کے ساتھ کہیں مخاطب نہیں فرمایا:

علماء کرام نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو آپ کے اسمائے مبارک کے ساتھ نہیں پکارا۔ بلکہ

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ، يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ - (سورۃ المائدہ)

يَآ اَيُّهَا الْمُدَثِّرُ، يَآ اَيُّهَا الْمُزَمِّلُ فرمایا بخلاف تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کیونکہ ان کو ان کے ناموں کیساتھ پکارا۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (سورۃ البقرہ)

يَا نُوْحُ اِهْبِطْ، يَآ اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (سورۃ ہود)

يٰمُوْسٰى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ - (سورۃ الاعراف)

يَا عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ (سورۃ المائدہ)

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (سورۂ ص)

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ - - - (سورۂ مریم)

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ - - - (سورۂ مریم)

نبی کریم ﷺ کا نام لے کر پکارنا امت کیلئے حرام ہے:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ امت پر حرام ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کے نام مبارک کے ساتھ پکارے بخلاف تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ ان کی امتیں ان کو ان کے نام سے پکارتی تھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کی تمثیل میں فرمایا:

قَالُوْا یَا مُوْسٰی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ

﴿سورۂ الاعراف﴾

ترجمہ: ''بولے اے موسیٰ! ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کیلئے اتنے خدا ہیں۔''

اور فرمان خداوندی ہے:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ

﴿سورۂ المائدہ﴾

ترجمہ: ''جب حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ ابن مریم''

اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضاً

﴿سورۂ النور﴾

ترجمہ: ''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارنا ہے۔''

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لوگ یا محمد! یا ابا القاسم کہہ کر حضور نبی کریم ﷺ کو پکارتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے اپنے نبی کی عظمت واحترام میں منع فرما دیا، پھر لوگ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ ﷺ کہنے لگے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یا محمد نہ کہو، بلکہ یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ کہو۔

(ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں اور ان کو سردار جانیں۔

﴿بیہقی﴾

مردے سے قبر میں آپ ﷺ کی بابت سوال ہوتا ہے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! قبر آزمائش کی جگہ ہے اور میری بابت تمہاری آزمائش ہوتی ہے اور میری بابت تم سے سوال ہوتا ہے، لہٰذا جب میت مرد صالح ہوتا ہے تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: ''**ما هذا الرجل الذى كان فيكم**'' وہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا تھا تو ہر مرد صالح جواب دیتا ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں۔ آخر حدیث تک۔

﴿امام احمد، بیہقی﴾

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل قبور سے جو سوال ہوتا ہے وہ اس امت کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبدالبر محدث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ مسئلہ کتاب ''البرزخ'' میں مبسوط ہے۔

آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملک الموت آپ سے اجازت لے کر حاضر ہوئے:

اس موضوع پر حدیث بھی ابواب الوفات میں آئے گی اور میں نے ''کتاب البرزخ'' میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بغیر اجازت لیے ملک الموت داخل ہوئے تھے۔

وصال کے بعد آپکی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرنا حرام ہے

✡ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول (ﷺ) کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کے بیبیوں سے نکاح کرو، بیشک یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔''

یہ بات کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ظالم و جابر بادشاہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس بادشاہ سے فرمانا کہ یہ میری (دینی) بہن ہے اور یہ کہ انہوں نے یہ چاہا کہ انہیں طلاق دیدیں تاکہ وہ جابر ان سے نکاح کرلے۔ یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے نہ تھی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اگر تم اس میں خوش ہو کہ جنت میں تم میری بیوی رہو تو میرے بعد دوسرے سے نکاح نہ کرنا، کیونکہ عورت اس شوہر کے ساتھ ہوگی جو دنیا میں اس کا آخری شوہر ہے۔

اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر حرام کیا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد وہ کسی اور سے نکاح کریں تاکہ وہ ازواج مطہرات جنت میں حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت کے شرف میں باقی رہیں۔

اس حرمت کی علت میں جو اقوال مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے میں غضاضۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے منصب شریف کو غضافتہ سے پاک ومنزہ فرمایا ہے اور یہ بھی حرمت کی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبرانور میں ہی زندہ ہیں۔ اسی لیے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے حرمت کی وجوہات میں ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ ان ازواج مطہرات پر وفات کی عدت واجب نہیں ہے۔

اور وہ عورتیں جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں جدا کر دیا جیسے مستعیذہ اور وہ عورت جس کی کوکھ میں سفیدی دیکھی تو ان عورتوں کے بارے میں کئی وجہ مذکور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو بھی نکاح کرنا حرام تھا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو منصوص قرار دیا اور ''کتاب الروضہ'' میں عموم آیت کے تحت اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ''من بعد'' سے ''بعدیت الموت'' مراد نہیں ہے، بلکہ بعدیت نکاح مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حرام نہیں ہے اور تیسرا قول جسے امام الحرمین اور رافعی رحمہم اللہ نے ''شرح الصغیر'' میں صحیح قرار دیا ہے۔ یہ ہے کہ فقط مدخول بہا مراد ہے چونکہ یہ مروی ہے کہ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے مں مستعیذہ سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اشعث کو رجم کرنے کا ارادہ کیا پھر انہیں معلوم ہوا کہ وہ عورت مدخول بہا نہ تھی تو وہ رجم سے باز رہے۔

اور علماء کرام کا اختلاف ان عورتوں کے بارے میں جاری ہے جن عورتوں نے جدائیگی کو اختیار کیا تھا لیکن امام الحرمین اور امام غزالی رحمہم اللہ کے نزدیک اس بارے میں اصح حلت ہے اور ایک جماعت نے اختیار کا فائدہ حاصل کرنے کی وجہ سے سے حلت پر قطعی حکم دیا ہے کیونکہ اختیار، دنیاوی زینت پر برقرار رہنے میں تھا، اور ان باندیوں کے بارے میں جن کو وطی کے بعد چھوڑ دیا تھا کئی اقوال ہیں۔ ان میں تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ باندی وفات کی وجہ سے جدا ہوئی ہے تو اسے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور اگر حیات میں اسے فروخت کر دیا ہے تو اسے حرام نہیں ہے۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کے دشمنوں کو اللہ خود جواب دیتا ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں وہ اپنی مدافعت خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو خود ہی جواب دیتے تھے۔

✿ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا:

يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ ---------- (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ''اے میری قوم! مجھ میں گمراہی نہیں۔''

اور حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا:

یَا قَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ ------------ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: ”اے میری قوم! مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ۔“

اس قسم کے اقوال و نظائر بہت ہیں مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کی طرف دشمنوں نے جس بات کی نسبت کی تھی اللہ تعالیٰ اس کی برأت کا خود والی ہوا اور آپ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ------ (سورۃ القلم)

ترجمہ: ”تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔“

اور رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰی ----- (سورۃ النجم)

ترجمہ: ”تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔“

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی -------------- (سورۃ النجم)

ترجمہ: ”اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔“

حضور خواہش سے نہیں فرماتے اور فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ --------------- (سورۃ یٰسین)

ترجمہ: ”ہم نے حضور کو شعر کہنا نہ سکھایا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت کی قسم یاد فرمائی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت پر قسم یاد فرمائی

چنانچہ فرمایا:

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○

﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: ”وہ حکمت والے قرآن کی قسم! بے شک آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔“

﴿ابونعیم﴾

آپ ﷺ دو قبلوں اور دو ہجرتوں کے جامع ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو قبلوں اور ہجرتوں کے درمیان جامع فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ کیلئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا گیا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کیلئے یہ بات نہ تھی بجز ایک کے۔ اس کی دلیل وہ قصہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان ہے۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا:

انی علی من علم اللہ لا ینبغی لک ان تعلم و انت علی علم اللہ لا ینبغی لی ان اعلمه

میں اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک علم پر ہوں جو آپ کیلئے مناسب نہیں ہے کہ آپ اس علم کو جانیں اور آپ ﷺ اللہ کے علم سے اس علم پر ہیں جو کہ میرے لیے مناسب نہیں ہے کہ میں اسے جانوں۔

﴿ابونعیم﴾

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے یہ بات حدیث سے استنباط کر کے کہا کرتا تھا بغیر اس کے کہ میں کسی عالم کے کلام سے جو کہ اس بارے میں ہے واقف ہوتا۔ اس کے بعد میں نے بدر بن الصاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے تذکرہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور میں نے اس کے شواہد میں وہ حدیث پائی جو اس چور کے بارے میں ہے جسے نبی کریم ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور دوسری حدیث اس نمازی کی ہے جس کے قتل کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا۔ یہ دونوں حدیثیں "**الا خبار بالمغیبات**" کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

مزید وضاحت:

بلاشبہ لوگوں پر اس کا سمجھا دشوار ہو گیا ہے حالانکہ اگر وہ غور و فکر کرتے تو ان کو ضرور واضح ہو جاتا کہ شریعت سے مراد ظاہری حکم ہے اور حقیقت سے مراد باطنی حکم۔

بلاشبہ علماء کرام نے اس کی صراحت کی ہے کہ اکثر انبیاء کرام علیہم السلام اس پر مبعوث ہوئے ہیں کہ وہ ظاہر کے ساتھ حکم کریں اور اس شے پر حکم نہ کریں جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اگر چہ وہ اس پر مطلع اور باخبر ہوں۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کی بعثت اس پر ہے کہ وہ اس پر حکم دیں اور جو امور باطنیہ اور اس کے حقائق سے متعلق ہیں اور جس پر ان کو اطلاع و خبر ہے، چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اس کے ساتھ مبعوث نہیں کیے گئے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بچہ کے قتل پر اعتراض کیا جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور ان سے کہا:

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ------------- (سورۃ الکہف)

ترجمہ: "بے شک تم نے بہت بری بات کی ہے۔

اسلئے کہ قتل نفس شریعت کے خلاف ہے تو اس کا جواب حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دیا کہ انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور کہا کہ یہ قتل میں نے اپنے ارادہ سے نہیں کیا ہے اور یہی مطلب ان کے اس کہنے کا ہے جو کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ ایسے اللہ کے علم میں سے اس علم پر ہیں۔ الخ

شیخ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح بخاری" میں فرمایا کہ علم سے مراد حکم کا نافذ کرنا ہے اور ان کے اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مناسب نہیں ہے کہ اس کا علم حاصل کریں تا کہ آپ اس پر حکم نافذ کریں۔ اس لیے کہ اس کے ساتھ عمل کرنا مقتضائے شریعت کے خلاف ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں

اسے حاصل کروں اور اس کے مقتضا پر عمل کروں، اس لیے کہ یہ بھی مقتضائے حقیقت کے منافی ہے۔ شیخ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس قاعدہ کے بموجب اس ولی کیلئے جائز نہیں جو نبی کریم ﷺ کا تابع ہے کہ جب حقیقت پر وہ مطلع ہو تو وہ بمقتضائے حقیقت اسے نافذ کرے، بلا شک وشبہ اس پر یہی واجب ہے کہ حکم ظاہر کو نافذ کرے۔ انتہی کلامہ

حضرت ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا کہ جمہور اس پر ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور ان کا علم ان امور باطنیہ کی معرفت تھی جس کی انہیں وحی کی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم ظاہر کے ساتھ حکم ہونا تھا۔

﴿حافظ ابن حجر "الاصابہ"﴾

حدیث میں دو علوم جن کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس سے مراد باطن اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور مفہوم مراد نہیں ہے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ حکم جس کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ ان کی شریعت تھی لہٰذا یہ سب شریعت ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کو ابتداء میں یہ حکم فرمایا گیا کہ ظاہر پر حکم فرمائیں اور اس باطن وحقیقت پر حکم نہ دیں جس کی آپ ﷺ کو اطلاع ہے جس طرح کہ اکثر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا۔

اس بنا پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نحن نحکم بالظاھر" تو ہم ظاہر پر حکم دیتے ہیں۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ "انما اقضی بالظاھر واللہ یتولی السرآئر" میں تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہوں باطنی حالات کا مالک خدا ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تو اسی پر فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ میں سنتا ہوں تو جس نے اپنے لیے دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا ہے تو وہ یہ جان لے کہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جہاں تک تمہارے ظاہر کا تعلق ہے تو وہ ہمارے ذمہ ہے لیکن جو تمہاری باطنی حالت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے رہ جانے والوں کی معذرت قبول فرماتے تھے اور ان کے باطنی حالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے تھے اور یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کے بارے میں فرمایا اگر میں بغیر دلیل و شہادت کے کسی کو رجم (سنگسار) کرتا تو ضرور اس عورت کو سنگسار کرتا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو یقیناً میرے لیے اور اس عورت کیلئے کچھ اور ہی معاملہ ہوتا۔

یہ تمام نظائر وشواہد اس بات کی مظہر ہیں کہ آپ کو دلیل اور شہادت یا اعتراف واقرار کے ساتھ ظاہر شریعت پر فیصلہ دینے کا حکم ہوا نہ کہ اس پر جو باطنی امور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو باخبر فرمایا اور اس کی حقیقتیں آپ پر آشکارا فرمائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے شرف کو اور زیادہ فرمایا اور آپ کو اجازت فرمائی کہ آپ باطن کے ساتھ حکم فرمائیں اور جن حقائق امور کی آپ کو اطلاع دی گئی ہے اس پر فیصلہ فرمائیں تو اس طرح آپ ان تمام معمولات کے جو انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے تھے اور اس خصوصیت

کے ساتھ جو حضرت خضر علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ نے خاص فرمائے جامع تھے اور یہ امر آپ ﷺ کے سوا کسی اور نبی میں جمع نہیں کیا گیا۔

اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے علم کے ساتھ کسی کے قتل کا حکم دے۔ بجز نبی کریم ﷺ کے۔ اس کی شاہد اس نمازی اور چور کی حدیث ہے جن کے قتل کرنے کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باطنی حالات پر آپ کو باخبر کر دیا تھا اور ان دونوں کے بارے میں آپ ﷺ کو علم ہو گیا تھا کہ واجب القتل ہیں۔ (اگرچہ ان کا قتل کچھ عرصہ بعد واقع ہوا۔)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کاش کہ یہ علماء کرام اس بات کو سمجھ سکتے جس کو انہوں نے نہیں سمجھا جس کی طرف میں نے آخر باب میں ان دونوں حدیثوں کے ساتھ استشہاد کیا ہے اگر وہ یہ بات سمجھ جاتے تو یقیناً جان لیتے کہ مراد فقط ظاہر اور باطن کے ساتھ حکم فرمانا ہے اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہ مسلمان کہہ سکتا ہے اور نہ کافر اور نہ کوئی مجنون و پاگل۔

بعض اسلاف رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک حقیقت کو نافذ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اچانک مر جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کو انہوں نے قتل کیا ہوتا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو ان کا یہ عمل اس امت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے بطریق نیابت ہوگا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے متبعین میں سے ہوں گے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ نبی کریم ﷺ کی شریعت کے ساتھ آپ کی نیابت میں حکم دیں گے۔ وہ آپ ﷺ کے متبعین اور آپ کی امت میں سے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے قریب کلام فرمایا:

شیخ عز الدین ابن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور اور وادی مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ہمارے نبی کریم ﷺ سے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کلام فرمایا اور آپ کو کلام دیت، محبت اور خلت کے درمیان جمع فرمایا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے فرمایا کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلت سے نوازا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور اے محمد ﷺ! میں نے آپ کو اپنی خلت اور محبت عطا فرمائی اور میں نے آپ سے بالمشافہ کلام کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

فضیلت مصطفیٰ ﷺ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

روح القدس سے پیدا کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو اصطفاء سے نوازا تو آپ کو کون سی فضیلت عطا کی گئی؟

اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب فرماتا ہے اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا اور اگر میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر کلام کیا اور اگر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا تو میں نے آپ کے نام کو تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان میں وہاں تک پہنچے کہ آپ سے پہلے کوئی مخلوق وہاں تک نہ پہنچی اور نہ کوئی مخلوق ساری کائنات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم میں نے پیدا کی اور میں نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، ناقہ، شمشیر، تاج، عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا فرمایا اور تمام شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے۔ حتیٰ کہ روز قیامت میرے عرش کا سایہ آپ پر دراز ہوگا اور حمد کا تاج آپ کے سر پر بندھا ہوگا اور آپ کا نام میں نے اپنے ساتھ ملایا تو جس جگہ بھی میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ضرور ہوگا اور میں نے دنیا کو اور اس کے رہنے والوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک جو آپ کی قدر و منزلت ہے سب اس کو پہچانیں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے شرف عطا فرمایا اور مجھے رویت عطا فرمائی اور مجھے مقام محمود اور حوض محمود سے فضیلت بخشی۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے شب معراج لے جایا گیا تو رب کریم اتنا قریب ہوا گویا میرے اور اس کے درمیان "**قاب قوسین او ادنی**" کی مانند فاصلہ تھا اور مجھ سے فرمایا:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ غم ہے کہ میں نے آپ کو آخر النبیین بنایا؟ میں نے عرض کیا: مجھے اس کا کچھ غم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ میں نے آپ کی امت کو آخر میں الامم بنایا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ رب العزت نے فرمایا: میں آپ کو آپ کی امت کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں نے اس کو اس لیے آخر الامم بنایا ہے کہ میں ان کے سامنے تمام امتوں کی فضیحت کروں گا اور دوسری امتوں کے سامنے انہیں فضیحت نہ دوں گا۔

﴿ابن عساکر﴾

شیخ عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کی وحی کے ساتھ کلام فرمایا اور وحی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) رویائے صادقہ، (۲) بغیر واسطہ کلام فرمانا، (۳) جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے کلام کرنا۔

خصائص متعددہ

ہرشی کا علم عطا ہوا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ سامنے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک اور پیچھے کی جانب ایک ماہ کی مسافت تک مشرکوں پر رعب ڈال کر نصرت فرمانا اور یہ کہ آپ کو جوامع الکلم سے نوازا اور یہ کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیں اور یہ کہ ہر شی کا علم دیا بجز پانچ چیزوں کے اور ایک قول کے بموجب ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا اور یہ کہ روح کا علم دیا اور یہ کہ دجال کے بارے میں آپ کو مطلع فرمایا جبکہ آپ سے پہلے کسی نبی کیلئے اس کو واضح نہیں کیا اور یہ کہ آپ کا اسم شریف احمد ﷺ رکھا اور یہ کہ آپ پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اتارا۔ اس آخری خصوصیت کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے گنایا ہے اور نبوت وسلطان کے درمیان آپ کو جمع فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کو زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے وہ چیز دی گئی ہے جو انبیاء میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی، اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں اور میرا نام احمد ﷺ رکھا گیا اور مٹی میرے لیے طہور فرما دی گئی اور امت کو اخیر الامم بنایا گیا۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ کی چھ خصوصیتیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ خصوصیتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا، (۲) میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی، (۳) میرے لیے غنیمتوں کو حلال بنایا گیا، (۴) میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا، (۵) مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا، (۶) اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کیا گیا۔

﴿مسلم﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ باتیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔ میری نصرت رعب کے ساتھ کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا۔

اور خصوصیتیں میرے ذہن سے جاتی رہیں اسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور دونوں خصوصیتوں کو بیان کیا کہ مجھے سفید وسیاہ اور سرخ کی طرف بھیجا گیا اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی آپ کے دشمنوں پر ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈال کر مدد کی گئی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سائب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ باتوں کی وجہ سے انبیاء پر مجھے فضیلت دی گئی، مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا اور میری شفاعت کو میری امت کیلئے ذخیرہ بنایا گیا اور ایک ماہ کی مسافت تک آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک پیچھے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنایا گیا اور میرے لیے غنیموں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ تھی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی اور مجھے نصرت عطا کی اور مقابل کے دشمنوں کے اوپر رعب ڈالا گیا اور مجھے سطوت وغلبہ اور ملک عطا فرمایا اور میرے لیے اور میری امت کیلئے غنیموں کو حلال بنا گیا جبکہ ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔

﴿ابونعیم﴾

امام غزالی نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ میں نبوت، ملک اور غلبہ جمع ہونے کے سبب آپ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل تھے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ دین و دنیا کی صلاح کو کامل تر فرمایا حالانکہ آپ کے سوا کسی نبی کیلئے تلوار اور ملک نہ تھا۔

﴿احیاء العلوم﴾

✿ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیۃ کریمہ

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔''

کے تحت روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ سے مخرج صدق ہے ہجرت کے ذریعہ مدینہ طیبہ میں جو مدخل صدق ہے داخل کیا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو علم تھا کہ یہ امر بغیر غلبہ وقوت کے ناممکن ہے تو آپ نے اس کا سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے ''سلطانا نصیرا'' آپ کو مخاطب فرمایا تا کہ کتاب اللہ اور اس کے

حدود و فرائض کو غلبہ و نصرت کے ساتھ نافذ کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو کیونکہ سلطان یعنی غلبہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی عزت ہے کہ اسے اپنے بندوں کے درمیان اس طرح قرار دیا ہے کہ اگر غلبہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو غارت کر دے اور قوی کمزور کو کھا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا فرمایا گیا۔ ایک دن میں محو استراحت تھا کہ اچانک زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے آگے رکھی گئیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے گئے، مگر تم لوگ زمین کے خزانوں کو نکالتے ہو۔

ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جوامع الکلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایسے امور کثیرہ کو جو آپ سے پہلے وحی میں لکھی جاتی تھیں عطا فرمائیں جو ایک امر یا دو امر یا اس کی مانند ہوتی تھیں۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا چاہتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک دن کوہِ صفا پر تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! آج رات آل محمد کیلئے نہ تو ایک مٹھی آٹا ہے اور نہ ایک مٹھی ستو۔

ابھی آپ کی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان سے دیوار گرنے کی مانند ایک آواز سنی اور آپ کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام آئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سن لی ہے جو کچھ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور مجھے آپ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر رہوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت اور سونے چاندی کا بنا کر آپ کے ساتھ چلاؤں، اگر آپ ایسا چاہیں تو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بندہ رہیں۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں اور یہ تین مرتبہ فرمایا۔

﴿طبرانی، بیہقی الزہد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آسمان سے وہ فرشتہ اترا جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا اور وہ فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ اس نے کہا: میں آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ

نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ اگر چاہیں تو نبی بندہ رہیں اور اگر آپ چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں، تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف نظر کی، انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں لہٰذا میں نبی بادشاہ کہتا تو یقیناً سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ابلق گھوڑے پر دنیا کی کنجیاں لائی گئیں اور اس گھوڑے پر جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس کی زین تھی۔

﴿احمد، ابن حبان ابونعیم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے پیشکش کی کہ بطحائے مکہ کو میرے لیے سونا کر دے، مگر میں نے عرض کیا: اے رب! نہیں میری خواہش یہ ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں، اور ایک دن کھانا کھاؤں تو جب میں بھوکا ہوں تو تیرے حضور تضرع (عاجزی) کروں اور تجھے یاد کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد کروں، اور تیرا شکر بجالاؤں۔

﴿ابن سعد، ابونعیم﴾

نرم بستر کو واپس لوٹا دیا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میرے پاس ایک انصاری عورت آئی اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کو دیکھا جو تہہ کی ہوئی عبا تھی۔ یہ دیکھ کر وہ چلی گئی اور اس نے میرے پاس صوف کا بھرا ہو بستر بھیج دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی اور آپ کا بستر دیکھ کر چلی گئی تھی، پھر اس نے یہ بستر میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بستر کو واپس کر دو، مگر میں نے اسے واپس نہ کیا، چونکہ مجھے یہ پسند تھا کہ یہ بستر میرے گھر میں رہے، یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم تین مرتبہ دیا اور فرمایا: اسے واپس کر دو، اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے چاندی کے پہاڑ چلاتا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

اسحٰق بن بشیر حضرت جویبر رحمہم اللہ علیہم سے انہوں نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ترکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقہ کے ساتھ عار دلائی اور انہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملال ہوا۔

اسی لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہ کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے پاس خازنِ جنت رضوان آئے اور ان کے ساتھ نور کی ایک تھیلی تھی جو چمک رہی تھی اور انہوں

نے عرض کیا: یہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف بغرض استشارہ نظر فرمائی اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے زمین کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع کو اختیار فرمائیں، چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے رضوان! مجھے دنیا کے خزانوں کی کوئی حاجت نہیں ہے پھر ندا کی گئی کہ آپ آسمان کی طرف اپنی نگاہیں اٹھائیں تو آپ ﷺ نے اوپر نگاہ اٹھائی دیکھا کہ عرش تک تمام دروازے مکشوف ہیں اور جنت عدن سامنے ہے اور آپ نے انبیاء علیہم السلام کے منازل اور ان کے بالا خانے ملاحظہ فرمائے اور آپ نے دیکھا کہ آپ کے منازل انبیاء کرام علیہم السلام کے منازل سے بلند ہیں، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں راضی ہوگیا۔ مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ رضوان لے کر آئے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ

﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: ''برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے بہت بہتر اسے کر دے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور اسحاق راوی کذاب ہے اور جویبر ضعیف ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ''فواتح الکلم، جوامع الکلم اور خواتم الکلم'' عطا فرمائے گئے۔

﴿مسند ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزوں کے سوا ہر شے کی کنجیاں دی گئیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (سورۃ لقمٰن)

﴿احمد، طبرانی﴾

✿ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا، مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا، مگر میرا حال یہ ہے کہ مجھ سے دجال کے معاملہ میں وہ شے بیان کی گئی ہے جو کسی سے بیان نہیں کی گئی۔ وہ یہ کہ دجال کانا یک چشم ہے اور تمہارے رب جسم و جسمانیات سے منزہ و مبرہ ہے۔

﴿امام احمد﴾

بعض علماء اسلام کا مذہب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزوں کا علم اور قیامت و روح کا علم بھی دیا گیا ہے، مگر یہ کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے خصائص کے سلسلے میں فرمایا کہ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ فاقہ کے ساتھ شب گزارتے اور صبح کو آپ کھانا کھائے ہوئے اٹھتے تھے اور یہ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ قوت میں آپ پر غالب ہوتا اور یہ کہ جب آپ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو آپ اپنی

انگشتہائے مبارک پھیلا دیتے اور ان کے درمیان سے پانی پھوٹا کرتا، یہاں تک کہ آپ ﷺ طہارت کر لیتے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں محبت، خلت، اور کلام کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ سے آپ سے کلام فرمایا جہاں کسی مخلوق کا گزر نہ ہوا، نہ مقرب فرشتہ کا نہ نبی و مرسل کا، اور یہ کہ زمین آپ کیلئے لپٹتی تھی۔

شرح صدر کی خصوصیات:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا شرح صدر ہوا اور یہ کہ آپ کے بوجھ کو دور کیا گیا اور یہ کہ آپ کے ذکر کو رفعت دی گئی اور یہ کہ آپ کے نام کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا گیا اور یہ کہ آپ کو اس حال میں مغفرت کا وعدہ دیا گیا جبکہ آپ زندہ چلتے پھرتے اور صحیح تھے اور یہ کہ آپ حبیب الرحمٰن سید ولد آدم اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم خلق تھے۔ ان صفات سے آپ تمام رسولوں اور فرشتوں سے افضل ہیں اور یہ کہ آپ کی امت آپ کے روبرو بالمشافہ پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ نے ان سب کو ملاحظہ فرمایا اور یہ کہ آپ ﷺ کی امت میں قیامت تک جو کچھ حوادث و واقعات رونما ہونے والے ہیں آپ کے سامنے پیش کیے گئے اور یہ کہ آپ بسم اللہ، سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورۂ بقر کی آخری آیتیں، مفصل اور سبع طوال کے ساتھ مختص ہوئے۔

✡ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝

﴿سورۂ الم نشرح﴾

ترجمہ: ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا، اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔''

✡ اور ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ

﴿سورۂ الفتح﴾

ترجمہ: ''تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔''

بسند جید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ کو چھ باتوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی جو کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں، میری وجہ سے گزشتہ آئندہ کے گناہ بخشے گئے اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا اور میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور قرار دیا گیا اور مجھے کوثر عطا ہوا اور رعب کے ساتھ میری نصرت فرمائی گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ تمہارا آقا روزِ قیامت صاحب لواء الحمد ہے اس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہیں سب ہوں گے۔

﴿بزار﴾

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفرت کی خبر سے نوازا اور کسی نبی کے بارے میں ایسا منقول نہیں ہے کہ ان کو اس

جیسی خبر دی گئی ہو، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کو خبر نہیں دی گئی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ عرصات محشر (موقف) میں نفسی نفسی نہیں گے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں آیۂ فتح کے تحت فرمایا کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے ان خصائص میں سے ہے کہ اس میں آپ کے سوا کوئی شریک نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں ایک عرض کی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات اس سے عرض کروں۔

میں نے عرض کیا: اے رب! مجھ سے پہلے بکثرت رسول ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تو وہ ہیں جو مردے زندہ کرتے تھے اور کچھ وہ ہیں جن کیلئے ہوا مسخر کی گئی تھی۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! کیا ہم نے آپ کو یتیم نہ پایا، سو ہم نے آپ کو اپنی آغوش رحمت میں لیا، کیا میں نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ نہ پایا، اور میں نے آپ کو اپنی راہ نہ دکھائی۔ کیا میں نے آپ کو اپنا محتاج نہ پایا، اور میں نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا، کیا میں نے آپ کا شرح صدر نہ فرمایا اور آپ ﷺ سے نبوت کا بوجھ میں نے نہ اٹھایا اور کیا میں نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہ فرمائی۔ میں نے عرض کیا: اے رب! بے شک تو نے یہ سب کیا۔

﴿طبرانی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم مقام ضجنان میں تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگ سواریوں کو دوڑا رہے تھے اچانک میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مجتمع ہو جاؤ تو میں نے لوگوں کے ساتھ اپنی سواری کو ہانکا یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" کی تلاوت فرما رہے تھے۔ تو جب جبرئیل علیہ السلام یہ سورت لے کر نازل ہوئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو مبارک ہو جب جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو تہنیت دی تو مسلمانوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ تہنیت پیش کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے آیہ کریمہ "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" (سورۂ الم نشرح) کے تحت نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا۔

﴿ابن جریر، ابن حاتم، ابویعلیٰ، ابن حبان، ابونعیم﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیہ کریمہ کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپ کے ذکر کو بلند کیا تو کوئی خطیب اور کوئی گواہی دینے والا اور نماز پڑھنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کہے: "اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله"

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابر آسمانی سے جس کا مجھے حکم دیا تھا جب میں اس سے فارغ ہوگیا تو میں نے عرض کیا: اے رب! مجھ سے

پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب ہی کا تو نے اکرام کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا، حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑوں کو مسخر کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا، اور شیاطین کو مسخر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کا اعزاز بخشا تو میرے لیے تو نے کیا کیا ہے؟

رب العزت نے فرمایا کہ میں نے ان تمام سے افضل آپ کو مرتبہ عطا نہیں فرمایا؟ وہ یہ کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ میرے ساتھ تمہارا ذکر ہوگا اور میں نے تمہاری امت کے سینوں کو کتاب خانہ بنا دیا کہ وہ قرآن علانیہ پڑھیں گے اور یہ فضیلت میں نے کسی امت کو عطا نہیں کی اور میں نے اپنے عرش کے خزانوں سے وہ کلمہ تم پر نازل کیا جو "لا حول و لا قوة الا باللہ" ہے۔

پہلے حدیث اسراء میں گزر چکا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے کہا تمام خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کی جس نے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے لوگوں کی طرف رسول بنایا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا اور اسے لوگوں کے نفع و ہدایات کیلئے پیدا کیا گیا اور میری امت کو درمیانی امت بنایا اور میری امت کو آخرین امم اور اولین امم کیا اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور مجھ سے میرے بوجھ کو دور فرمایا اور میرے لیے ذکر بلند یا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں فضائل کی وجہ سے آپ کو افضل کیا ؛ور اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے فرمایا: اے محبوب! مانگئے۔

اس آپ نے عرض کیا: تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور ان کو ملک عظیم دیا اور تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور تو نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کیلئے لوہے کو نرم کیا اور ان کیلئے پہاڑوں کو مسخر کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم دیا اور ان کیلئے انس وجن اور شیاطین و ہوا کو مسخر کیا اور ان کو ایسا ملک عطا فرمایا جو ان کے بعد کسی اور کیلئے سزاوار نہیں اور تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل کی تعلیم دی اور تو نے ان کو ایسا مسیحا بنایا کہ وہ مادرزاد اندھے اور مبروص کو اچھا کرتے تھے اور ان کی والدہ کو شیطان مردود سے پناہ دی اور اس کیلئے ان دونوں پر کچھ قابو نہ رہا، اس پر خالق کائنات رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

کہ میں نے تمہیں بھی خلیل بنایا اور توریت میں وہ خلت حبیب الرحمٰن کے نام سے مکتوب ہے اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا اور میں نے تمہاری امت کو ایسا بنایا کہ وہی آخر ہیں اور وہی اول ہیں اور میں نے تمہاری امت کو ایسا کیا کہ ان کیلئے خطبہ جائز نہیں، جب تک کہ وہ اس کی شہادت نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ اور میں نے تم کو اول النبیین تخلیق کیا اور آخر النبیین بعثت میں کیا اور میں نے تم کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) عطا فرمائی۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی کو میں نے عطا نہیں کی اور میں نے تم کو سورۂ بقر کی آخری آیتیں عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا فرمائیں جو میں نے تم سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیں اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی ہے۔ میرے

دشمنوں کے دلوں میں ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈالا اور میرے لیے غنیموں کو حلال کیا گیا جو کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی اور میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور طہور بنایا اور مجھے فواتح الکلام اور جوامع الکلام عطا فرمائے اور میری امت میرے سامنے پیش کی گئی تو تابع اور متبوع میں سے کوئی بھی مجھ سے پوشیدہ نہ رہا۔

﴿ابو نعیم﴾

مشاہدہ امت:

حضرت حذیفہ، اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رات اس حجرے کے قریب میرے سامنے میری امت کے اولین و آخرین پیش کیے گئے۔ اس پر راوی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے سامنے وہی لوگ پیش ہوئے ہوں گے جو پیدا ہو چکے اور وہ لوگ جو پیدا نہیں ہوئے وہ کیسے پیش ہوئے ہوں گے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ مٹی میں وہ تمام صورتیں میرے لیے بنائی گئیں، تم میں سے جوئی اپنے رفیق کو پہچانتا ہے اس سے زیادہ میں ہر ایک انسان کو پہچانتا ہوں۔

﴿طبرانی﴾

عظمت وفضیلت والی آیات:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک آیت ایسی نازل فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر میرے سوا نازل نہ ہوئی: وہ "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**" ہے۔

﴿دار قطنی، طبرانی اوسط﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت سے غافل ہیں۔ وہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی پر نازل نہ ہوئی مگر یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ آیت "**بسم اللہ الرحمن الرحیم**" ہے۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ کو عرش کے نیچے کے خزانے سے آیت الکرسی عطا فرمائی گئی جو کہ تمہارے نبی سے پہلے کسی عطا نہ ہوئی۔

﴿ابو عبیدہ فضائل القرآن﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آخری سورۂ بقرہ کی آیتیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے عطا ہوئیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔

﴿احمد، طبرانی، بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو کہ "**آمن الرسول**" سے آخر سورۃ تک ہیں بار بار پڑھو اور غور وفکر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ کو ان کے ساتھ برگزیدہ فرمایا ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت معقل بن یسار ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو فاتحہ الکتاب اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہیں اور وہ مفصل قافلہ ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا آپ کو دو ایسے نور کی بشارت ہے جن کو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا، وہ فاتحہ الکتاب اور خاتیم سورۂ بقرہ ہیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت واثلہ بن اسقع ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے توریت کی جگہ سبع طوال اور زبور کی جگہ کئی چھوٹی سورتیں اور انجیل کی جگہ سورۂ مثانی عطا کی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس ﷛ سے آیہ کریمہ "وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِی" کے تحت روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سات طویل سورتیں ہیں وہ نبی کریم ﷺ کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور حضرت موسیٰ ؑ کو ان میں سے دو دی گئیں۔

﴿ابن جریر، ابن مردویہ﴾

حضرت ابن عباس ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو سبع مثانی اور طوال دی گئیں اور حضرت موسیٰ ؑ کو ان میں سے چھ دی گئیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس ﷛ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِی" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سبع طوال ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ کو چھ دی گئیں، جب انہوں نے الواح کو گرایا تو ان میں سے دو اٹھالی گئیں اور چار باقی رہ گئیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابن عباس ﷛ سے ارشاد باری تعالیٰ "سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِی" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کیلئے یہ ذخیرہ کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کے سوا کسی نبی کیلئے یہ ذخیرہ نہ ہوئیں۔

﴿ابن مردویہ﴾

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کو خلیل اور حضرت موسیٰ ؑ کو نجی وکلیم بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنے عزب وجلال کی قسم ہے میں اپنے خلیل ونجی پر اپنے حبیب کو اختیار کروں گا۔

﴿بیہقی شعب الایمان، ابن عساکر﴾

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں ان کے رب کا حبیب ہوں۔

﴿احمد زوائد الزہد، ابونعیم﴾

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے اچانک ایک بدلی دیکھی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک فرشتے نے آکر سلام کیا۔ اس نے کہا: میں اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی برابر؛ اجازت مانگتا رہا، حتی کہ مجھے اس وقت اجازت ملی تو حاضر ہوا، میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے۔

﴿ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ روزِ قیامت بارگاہ الٰہی میں اکرم الخلق ہوں گے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بارگاہ الٰہی میں خدا کی قسم! تمام مخلوق میں ابوالقاسم ﷺ اکرم الخلق ہیں۔

﴿بیہقی﴾

خطاب خداوندی میں آپکے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق ہے

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ خطاب میں آپ کے اور تمام انبیاء کے درمیان فرق رکھا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام سے فرمایا:

"ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله"

﴿سورۃ ص﴾

✿ اور ہمارے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ:

"وما ينطق عن الهوى"

﴿سورۃ النجم﴾

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش کی تنزیہہ ونفی فرمائی یہ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدافعت میں فرمایا:

"ففررت منكم لما خفتكم"

﴿سورۃ الشعراء﴾

ترجمہ: تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جبکہ تم سے ڈرا

اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی مدافعت میں فرمایا:

"اذ یمکر بک الذین کفروا"

﴿سورۃ الانفال﴾

اور آپ کے نکلنے اور ہجرت کرنے کو احسن عبارات کے ساتھ کنایہ فرمایا۔ اسی طرح اپنے قول میں اخراج کو آپ کے دشمنوں کی طرف منسوب فرمایا۔ ارشاد ہے:

"اذ اخرجه الذین کفروا من قریتک التی اخرجتک"

اور آپ کے چلے جانے کا ذکر نہیں فرمایا جس میں یک گونہ سبکی ہے۔ انتہی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے سرگوشی پر صدقہ کا حکم:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جس نے آپ سے سرگوشی کی یہ فرض کیا کہ وہ اپنی سرگوشی کے سبب صدقہ کو پیش کرے۔ حالانکہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لیے یہ فرض نہیں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یایها الذین امنو اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوکم صدقه"

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تنہائی میں بات کرنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔"

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں نے بکثرت مسائل دریافت کیے۔ یہاں تک کہ اس پر آپ کو مشقت اٹھانی پڑی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے اسے کم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگوں نے بخل کیا اور مسئلہ کے دریافت کرنے میں باز رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ء اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوکم صدقت. فاذلم تفعلوا و تاب الله علیکم فاقیموا الصلوة و اتوا الزکوة و اطیعوا الله و رسوله. و الله خبیر بما تعملون.

﴿سورۃ المجادلہ﴾

ترجمہ: "کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔"

نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر وسعت رکھی اور ان پر تنگی نہیں فرمائی۔

سعید بن منصور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا جس نے نبی کریم ﷺ سے نجوی یعنی سرگوشی کی اس نے ایک دینار کا صدقہ پیش کیا اور جس نے سب سے پہلے اس حکم پر

حکم پر عمل کیا وہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔ اس کے بعد رخصت نازل فرمائی۔

"فاذلم تفعلوا و تاب الله علیکم."

﴿سورۃ المجادلہ﴾

تمام عالم کو اطاعت رسول کا حکم:

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر آپ کی اطاعت کو مطلق فرض کیا ہے۔ اس فرضیت میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء۔

۞ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا"

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔"

۞ اور فرمان خداوندی ہے:

ومن یطع الرسول فقد اطاع الله

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔"

۞ اللہ نے مطلق آپ کو قول و فعل کی پیروی کو بغیر استثناء کے لوگوں پر واجب کیا ہے۔ مزید فرمایا کہ:

لقد کان لکم فی رسول الله اسوۃ حسنة

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اسوۂ حسنہ ہے۔"

۞ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اقتدار میں استثناء فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

"قد کانت لکم اسوۃ حسنة فی ابراھیم والذین معه اذ قالوا لقومھم انا برء و منکم و مما تعبدون من دون الله کفرنا بکم وبدا بینا و بینکم العدواۃ و البغضاء ابدا حتی تومنوا بالله وحدہ الا قول ابراھیم"

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام اپنی کو کتاب میں اپنی طاعت، معصیت، فرائض، احکام وعدو وعید اور تعظیم و توقیر کے ذکر کے وقت شامل کیا۔

۞ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" ---------------------- ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو

پھر فرمایا:...... "وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ" ---- ﴿سورۃ الانفال﴾

۞ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور فرمایا:

"وَيُطِيعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" ---------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں

فرمایا:...... "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" ----- ﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: وہی لوگ مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

فرمایا:...... "بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" ---------------- ﴿سورۃ التوبۃ﴾

ترجمہ: بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے

فرمایا:...... "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ" ---------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: اور منادی پکار دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

اور فرمایا:...... "اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ" ---------------- ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار کو مانو۔

اور فرمایا:...... وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

ترجمہ: "جس نے اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کی۔"

فرمایا:...... وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ ---------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اور ان لوگوں نے نہ تو اللہ کے سوا کسی کو ٹھہرایا اور نہ اسکے رسول کے سوا۔"

فرمایا:...... يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ---------------------- ﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول سے ڈرتے ہیں۔"

فرمایا:...... مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ---------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔"

فرمایا:...... قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ---------------- ﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔"

فرمایا:...... فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ ---------------- ﴿سورۃ الانعال﴾

ترجمہ: "پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا۔"

فرمایا:...... مَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلٌ ---------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا۔"

فرمایا:...... سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ ------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "ہمیں اللہ فضل رحمۃ اللہ علیہ سے اور اس کا رسول دے گا۔"

فرمایا: ...... اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ------------ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیا۔"

فرمایا:...... كَذَبوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ---------------------- ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: ''وہ جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا۔''

فرمایا:...... اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِ ------------------ ﴿سورۂ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔''

اللہ نے آپ کے ایک ایک عضو مطہر کا بیان اپنی کتاب میں فرمایا:

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی، چنانچہ روئے تاباں کے بارے میں فرمایا:

قَدۡ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ فِى السَّمَآءِ

﴿سورۂ البقرہ﴾

ترجمہ: ''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔''

- اور آپ کی چشمانِ مبارک کے بارے میں فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ

﴿سورۂ الحجر﴾

ترجمہ: ''اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو آپ نہ دیکھ۔''

- اور آپ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا:

فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ

﴿سورۂ مریم﴾

ترجمہ: ''تو ہم نے قرآن تمہاری زبان پر یونہی آسان فرمایا۔''

- اور آپ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا:

وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔''

- اور آپ کے سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ○ وَوَضَعۡنَا عَنۡكَ وِزۡرَكَ ○ الَّذِىۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ○

﴿سورۂ الم نشرح﴾

ترجمہ: ''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔''

- آپ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا:

نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ

﴿سورۂ البقرہ﴾

ترجمہ: ''قرآن کو آپ کے قلب پر ہم نے نازل کیا۔''

اور آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

﴿سورۃ القلم﴾

ترجمہ: ''بے شک تمہاری خو بو (خلق) بڑی شان کی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد چار وزیروں کے ساتھ فرمائی ہے۔ وہ آسمان والوں میں سے ہیں۔ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام اور دو اہل زمین والوں میں سے، وہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔

﴿بزار طبرانی﴾

اور وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے تھے اور آپ کی پشت مبارک فرشتوں کیلئے صحابہ چھوڑ دیتے تھے۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

اور وہ بھی خصائص میں سے ہے جسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو سات رفیق دیئے گئے اور مجھے چودہ رفقاء دیئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا وہ کون رفقاء ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں حمزہ، میرے دونوں بیٹے، جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان، مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

﴿حاکم، ابن عساکر﴾

امام جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے بعد اپنی اہل بیت میں ایک مستجاب دعا چھوڑی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہم اہل بیت میں اپنے بعد دو مستجاب دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا تو ہمارے شدائد کیلئے ہیں اور دوسری دعا ہمارے حوائج و ضروریات کیلئے۔ وہ دعا جو ہمارے حوائج و ضروریات کیلئے ہے یہ ہے:

یا دائمالم یزل الهی و یا اله یا حیی یا قوم

اور وہ جو ہمارے حوائس و ضروریات کیلئے یہ ہے:

یا من یکفی من کل شیئی و لا یلفی منه شئیo یا الله رب محمد اقض عنیَ الدین

﴿دار قطنی المؤتلف﴾

حضور نبی کریم ﷺ کی کنیت کے مطابق کنیت رکھنا حرام ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی کنیت کے ساتھ اپنی کنیت رکھنا حرام ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے نام رکھنا بھی حرام ہے۔ یہ حرمت کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا: میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔ میری کنیت ابوالقاسم ہے۔ "اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ" اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے نام اور میری کنیت کو جمع نہ کرو۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بقیع شریف میں تشریف فرما تھے۔ کسی آدمی نے آواز دی: "یا اباالقاسم" نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا: میں نے آپ کو آواز دی ہے، اس وقت آپ نے فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو، مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو۔

﴿احمد﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک انصاری شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا، اس نے بچہ کا نام محمد رکھا، اس پر انصار غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ سے حکم دریافت کریں گے لہٰذا کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملہ رکھا، آپ نے فرمایا: انصار نے اچھا کیا۔ اس کے بعد فرمایا: میرے نام کے ساتھ نام رکھو، مگر میری کنیت کے ساتھ کنیت نہ رکھو، کیونکہ میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

﴿حاکم﴾

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ ابوالقاسم کنیت رکھے۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کچھ علماء اسلام ایسے ہیں جو اسم وکنیت کو جمع کرنے پر کراہیت پر محمول کرتے ہیں اور تنہا نام کو یا صرف کنیت رکھنے کو جائز کہتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب، حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کنیت رکھنے کے جواز میں ہے اور ممانعت، حضور نبی کریم ﷺ کی حیات کے ساتھ مختص ہے کیونکہ وہ مفہوم جو کسی کے پکارنے سے حضور نبی کریم ﷺ کے متوجہ ہونے پر ہوتی تھی زائل ہو گیا ہے۔ آپ کے بعد یہ گمان مفقود ہے۔

اور شیخ سراج الدین ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخصائص میں ہے کہ علماء کنارہ کش ہو گئے ہیں اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے نام پر نام رکھنے کو مطلقاً منع کیا ہے، ایسی صورت میں کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ آپ کی کنیت رکھی جائے۔ اسے شیخ زکی الدین منذری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان تمام بچوں کو جمع کیا جن کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر تھا اور ان سب کو ایک گھر میں بند کر دیا تا کہ ان سب کے نام بدل دیئے جائیں لیکن بچوں کے والدین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شہادت پیش کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عام طور پر بچوں کے نام اپنے نام پر رکھے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ان بچوں کو چھوڑ دیا۔

راوی حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ بھی ان بچوں میں تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو، اس کے بعد ان بچوں پر لعنت کرتے ہو۔

﴿بزار، ابن عدی، ابویعلیٰ، حاکم﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ۔ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے تین بچے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا بلاشبہ وہ جاہل ہے۔

(اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿طبرانی﴾

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ جہم بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابن جشیب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس نے میرے نام پر نام رکھا اور مجھ سے برکت کی امید رکھی تو اس کو برکت حاصل ہوگی اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔

صحابہ کو وسیلہ کی تعلیم:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت دیدے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو اس بات کو آخرت پر چھوڑ دے اور یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا پڑھو:

اللھم انی اسألک و اتوجه الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ھذہ فیقیضھا لی اللھم شفعه فی

چنانچہ اس نابینا نے ارشاد کے مطابق عمل کیا اور وہ بینا ہو کر اٹھا۔

﴿تاریخ بخاری، بیہقی الدلائل والدعوات، ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی حاجت سے آتا جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور اس کی حاجت

کی طرف نظر نہ فرماتے تھے تو وہ شخص عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: آفتابہ لاؤ اور وضوکرو۔ اس کے بعد مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو:

اللھم انی اسالک و اتوجه الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فیقضی لی حاجتی

یہ دعا پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اپنی ضرورت کی بات کرو۔ تو وہ شخص گیا۔ اور اس نے یہ عمل پڑھا۔ اسکے بعد وہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور دربان نے اس کا ہاتھ تھاما اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا: بتاؤ تمہاری کیا حاجت ہے؟

اس کے بعد وہ شخص ان کے پاس سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے جو کہ آپ نے میری حاجت میں رہنمائی فرمائی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے میری حالت پر غور کیا اور اس سے پہلے وہ میری طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اب نوبت آئی کہ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے کیا بات کہی ہے۔ میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آیا اور اس نے اپنی بصارت جانے کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو صبر کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں۔ مجھے کوئی لے کر چلنے والا نہیں ہے اور یہ بات مجھ پر بہت دشوار ہے۔

✡ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آفتابہ لاؤ اور وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو:

اللھم انی اسالک و اتوجه الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فیجلی لی عن بصری اللھم شفعه فی و شفعنی فی نفسی

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! ہم ابھی گئے نہ تھے کہ وہ شخص آیا اور اسے نابینائی کی شکایت نہ تھی۔

﴿بیہقی، ابونعیم المعرفہ﴾

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے یہ قسم دینا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو، اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم کے سردار ہیں اور یہ کہ آپ کے سوا کسی نبی، فرشتہ اور ولی کی اللہ پر قسم نہیں دی جا سکتی، کیونکہ کوئی مخلوق آپ کے درجہ میں نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جن کے ساتھ آپ کو مخصوص کیا گیا ہے تا کہ آپ کے درجہ اور مرتبہ کی رفعت پر آگاہی ہو۔ انتہیٰ

حضور نبی کریم ﷺ کے دیگر خصائص شریفہ

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ حضرت ابن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی یہ شان تھی کہ آپ پر خطا کا اطلاق جائز نہیں ہے اور آپ کے سوا دیگر انبیاء پر اس کا اطلاق جائز تھا۔ اس لیے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو آپ کی خطا کو جانے بخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام کے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطا سے معصوم و محفوظ رکھا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حق الامر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اجتہاد میں خطا تھی ہی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی دختران اور ازواج کو تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی صاحبزادیاں اور آپ کی ازواج مطہرات تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور آپ کی ازواج کا ثواب و عقاب دونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔''

✿ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے نبی کی بیبیو! جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے اور جو تم میں فرمانبردار ہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے، ہم اسے دونا ثواب دینگے اور ہم نے اس کیلئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتوں میں افضل مریم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

﴿ترمذی﴾

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سارے جہان کی عورتوں میں افضل مریم ہیں اور سارے جہاں کی عورتوں میں بہتر فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ

رضی اللہ عنہا اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں مگر مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے علاوہ۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کے سبب غضب کرتا ہے اور تمہاری رضا کے سبب خوش ہوتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! پارسائی کی زندگی اختیار کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر جہنم کو حرام کر دیا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں کو آپ کی ازواج پر فضیلت میں جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ حدیث ہے جسے ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کے ساتھ نکاح کیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار گروہ ہیں جن کو دونا اجر دیا جائے گا۔ ان میں ایک گروہ ازواج رسول ہیں، آخر حدیث تک۔

﴿طبرانی﴾

علماء نے فرمایا: دونا اجر آخرت میں ہوگا، اور ایک قول یہ ہے کہ ایک اجر دنیا اور دوسرا اجر آخرت میں ہوگا اور علماء نے دونے عقاب کے بارے میں اختلاف کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ ایک عقاب دنیا میں اور دوسرا عقاب آخرت میں ہوگا اور ان کے سوا دوسری عورتوں کا حال یہ ہے کہ جب دنیا میں عقاب ہو جائے گا تو آخرت میں عقاب نہ ہوگا۔ اس لیے کہ حدود کفارہ معصیت ہے اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دنیا میں دو حدیں ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی حکم ان لوگوں کے حدود کا ہے جنہوں نے ازواج مطہرات پر قذف رکھی کہ ان کو دنیا میں دونی سزا یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں گے۔

قاضی عیاض ''الشفاء'' بعض علماء سے نقل کیا ہے۔ یہ حدیث قذف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا کے ساتھ خاص ہے اگر کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر قذف کی تو اسے قتل کیا جائے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ جو کوئی قذف کرے گا، اسے قتل کیا جائے گا۔ صاحب تلخیص نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ'' (سورۃ الزمر) ترجمہ: ''اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔'' صاحب تلخیص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

لَقَدۡ كِدۡتَّ تَرۡكَنُ اِلَيۡهِمۡ

﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔''

آپکے اصحاب انبیا کے علاوہ تمام جہان پر فضیلت رکھتے ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر انبیاء و مرسلین کے سوا فضیلت دی ہے اور میرے اصحاب میں سے چار کو برگزیدہ کیا ہے۔

وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان چاروں کو میرے صحابہ میں افضل کیا۔ درآں حالیکہ میرے تمام صحابہ میں خیر رکھی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر برگزیدگی دی ہے اور میری امت کے چار قرنوں کو شرف عطا کیا۔ قرن اول، قرن دوم اور قرن سوم مسلسل ہیں اور قرن چہارم منفرد اکیلا ہے۔ جمہور نے فرمایا کہ تمام صحابہ اپنے تمام بعد والوں سے افضل ہیں۔ اگرچہ علم و عمل میں بعد والوں نے ترقی کی ہو۔

﴿ابن جریر کتاب السنۃ﴾

مکہ و مدینہ کی افضلیت:

نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کے دونوں شہر تمام شہروں سے افضل ہیں اور یہ کہ دجال و طاعون آپ ﷺ کے دونوں شہر میں داخل نہ ہوں گے اور یہ کہ آپ ﷺ کی مسجد تمام مسجدوں میں افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز پڑھنا، اس کے سوا کی مساجد سے بجز مسجد حرام کے ہزار درجہ افضل ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ایسا ہے گویا سو نمازیں پڑھیں۔

﴿احمد﴾

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! یقیناً شہر مکہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام زمینوں سے اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ اسی سے پیار ہے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے مجھے اپنی محبوب ترین سرزمین سے نکالا ہے اب تو مجھے ایسی سرزمین پر ٹھہرا جو تیرے نزدیک بہت ہی پیاری ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ دونوں کی فرشتے حفاظت کرتے ہیں اور ان کے ہر راستے پر فرشتہ مقرر ہے جو ان میں نہ طاعون کو داخل ہونے دیتا ہے اور نہ دجال کو۔

﴿احمد﴾

روضہ انور افضل البقاع ہے:

علماء اسلام نے فرمایا کہ شہر مکہ و مدینہ کے درمیان افضیلت میں نبی کریم ﷺ کے قبر انور کے سوا اختلاف رکھتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ کا روضہ مبارکہ بالا جماع افضل البقاع ہے، بلکہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ وہ عرش سے بھی افضل ہے۔

مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے چار باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) میں اور میری امت نمازوں میں اس طرح صفیں باندھتی ہیں جس طرح فرشتے صفیں باندھتے ہیں، (۲) پاک مٹی میرے لیے پاک کرنے والی بنی، (۳) میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ ہوئی اور (۴) میرے لیے غنایم کو حلال کیا گیا۔

﴿طبرانی﴾

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: استدلال کیا جاتا ہے کہ وضو کرنا اور اس امت کے خصائص میں سے ہے، اس لیے کہ حدیث صحیحین میں مروی ہے کہ میری امت روز قیامت اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے آثار وضو یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن و تاباں ہوں گے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال کو اس طرح روکا جاتا ہے کہ غرہ و تحجیل جس امر کے ساتھ مختص ہے وہ اصل وضو نہیں ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ میرا یہ وضو ان انبیاء کا وضو ہے جو مجھ سے پہلے گزرے اس رد کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے اور بر تقدیر ثبوت، ممکن ہے کہ وضو کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کے خصائص میں سے ہو نہ کہ ان کی امتوں کیلئے مگر اس امت کے خصائص میں وضو کرنا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس احتمال کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو توریت و انجیل ہیں۔ آپ کے ذکر ہونے کے باب میں گزر چکی ہے۔ اس روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی صفات میں سے ہے کہ وہ اطراف کا وضو کریں گے۔

(اس روایت کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امت محمدیہ پر فرض کیا گیا ہے اور وہ ہر نماز میں وضو کیا کریں جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا گیا تھا۔

﴿دارمی، بیہقی﴾

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ طبرانی نے ''اوسط'' میں اس سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے آفتابہ طلب فرمایا اور ایک ایک بار اعضا کو دھویا اور فرمایا: یہ وضو ان امتوں کا ہے جو تم سے پہلے گزری ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے تین تین بار اعضا کو دھویا اور فرمایا: یہ میرا وضو ہے اور میرے امتیوں کا

وضو ہے۔ اس روایت میں صراحت ہے کہ وضو کرنا گزشتہ امتوں کیلئے بھی تھا پھر اس میں ان کے مقابلہ میں ہمارے لیے جو خصوصیت ہے وہ تین بار اعضاء کا دھونا ہے جبکہ دوسرے نبیوں کیلئے صرف ایک مرتبہ تھا۔

عشاء کی نماز صرف آپ ﷺ ہی نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی:

حضرت عبید اللہ بن محمد بن عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول کی گئی تو وہ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی تو نماز فجر فرض ہوئی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ حضرت عزیز علیہ السلام کو جب اٹھایا گیا اور ان سے پوچھا کہ کتنا عرصہ آرام کیا؟ تو انہوں نے کہا: ایک دن اور انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا: یا کچھ زیادہ اور انہوں نے چار رکعت نماز پڑھی، اس طرح عصر کی نماز فرض ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی تو وہ اٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری میں قعدہ کر لیا تو اس طرح مغرب کی نماز کی تین رکعتیں فرض ہوئیں اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔

﴿امام طحاوی﴾

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز عشاء میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات چھا گئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا: تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پر تم ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے سوا لوگوں میں سے کوئی نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھے یا یہ فرمایا کہ تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جس نے اس گھڑی میں نماز پڑھی ہو۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی۔ اس کے بعد مسجد میں تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! تمہارے سوا اہل ادیان میں سے کوئی نہیں ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو۔

﴿احمد، نسائی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے نماز عشا میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی ہے، پھر حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: اس نماز میں تم تاخیر کیا کرو، کیونکہ تم اس نماز کے ساتھ تمام امتوں پر فضیلت دیئے گئے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔

﴿ابوداؤد، ابن ابی شیبہ المصنف، بیہقی﴾

آپ ﷺ کی چند دیگر مبارک خصوصیات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے دور رکھا۔ یہودیوں کیلئے سنیچر (ہفتہ) کا دن اور نصاریٰ کیلئے اتوار کا دن مقرر رہوا، پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا تو ہمیں جمعہ کے دن کی ہدایت دی تو اللہ تعالیٰ نے پہلے جمعہ پھر ہفتہ پھر اتوار کو پیدا کیا۔ اسی طرح وہ لوگ روز قیامت ہمارے تابع یعنی پیچھے ہوں گے، ہم دنیا میں تو آخر ہیں مگر روز قیامت اول ہیں۔ ان کیلئے تمام خلائق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿مسلم﴾

پانچ کلمات:

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب نے جو باتیں علماء بنی اسرائیل سے سنیں ان کو انہوں نے ہم سے اس طرح بیان کیا کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پانچ کلمات کے ساتھ بھیجے گئے تھے جو شخص ان کلمات پر عمل کرتا یہاں تک کہ وہ مرجاتا تو روز قیامت اس پر حساب نہ ہوتا۔ وہ پانچ کلمات یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، (۲) نماز پڑھیں، (۳) صدقہ دیں، (۴) روزہ رکھیں، (۵) اور اللہ کا ذکر کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ پانچ کلمات بھی عطا فرمائے اور ان کے ساتھ پانچ مزید عطا فرمائے: (۱) جمعہ، (۲) سمع، (۳) طاعت، (۴) ہجرت، (۵) اور جہاد۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب ہم سے کسی شے پر حسد نہیں کرتے، جتنا جمعہ پر وہ ہم سے حسد کرتے ہیں۔ جمعہ ایسا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور اہل کتاب اس سے گمراہ رہے اور ہم سے اس قبلہ پر حسد کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور وہ اس سے گمراہ رہے اور وہ امام کے پیچھے ہمارے آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے، جتنا وہ تم سے السلام علیکم کہنے اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود نے مسلمانوں سے ان تین چیزوں سے افضل چیز پر حسد نہیں کیا۔

(۱) سلام کا جواب دینا، (۲) صفوں کا قائم کرنا، (۳) اور مسلمانوں کو اپنے امام کے پیچھے فرض نمازوں میں آمین کہنا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تین چیزیں دی گئی ہیں: ایک صفوں میں نماز دی گئی، (۲) السلام علیکم دیا کیونکہ یہ اہل جنت کی تحیت ہے، (۳) اور آمین دیا گیا، تم سے پہلے کسی کو بھی آمین کہنا نہیں بتایا گیا۔ البتہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون علیہ السلام کو

آمین بتائی ہو، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دعا کررہے تھے تو حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر مجھے تین چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، تمام زمین ہمارے لیے سجدہ گاہ بنا گئی اور اس کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی اور ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی مانند بنایا گیا اور وہ آیتیں جو سورۂ بقرہ کی آخر میں ہیں عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے دی گئیں اور یہ چیزیں مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں اور نہ میرے بعد کسی کو عطا ہوں گی۔

﴿ابن ابی شیبہ، بیہقی، ابونعیم﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اقامت اور اذان عطا ہوئی:

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوعمیر بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے میری پھوپھی نے جو کہ انصار میں سے تھیں، خبر دار دی کہ لوگوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کیلئے اہتمام فرمایا کہ کس طرح لوگوں کو نماز کیلئے جمع کیا جائے۔ اس پر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے وقت جھنڈا نصب کیا جائے مگر یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی اور کسی نے بگل بجانے کا مشورہ دیا، مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بھی پسند نہ آئی اور آپ نے فرمایا: اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے پھر حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ اس حال میں واپس آئے کہ وہ اس کا اہتمام کررہے تھے، جو انہیں خواب میں اذان کے بارے میں دکھایا گیا تھا۔

نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ مختص ہے:

مفسرین کی ایک جماعت نے آیہ کریمہ "وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ" (سورۂ البقرہ) ترجمہ: "رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔" کے تحت ذکر کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اس ملت کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اس لیے بنی اسرائیل کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رکوع کے سلسلے میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ ہے۔ جسے بزار، طبرانی "اوسط" میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: پہلی نماز جس میں ہم نے رکوع کیا، وہ نماز عصر تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟ فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے قبل ظہر کی نماز پڑھی اور نماز پنجگانہ کی فرضیت سے قبل رات کی نماز میں وغیرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں تو وہ پہلے کی نماز نمازیں بغیر رکوع کے تھیں، یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ امم سابقہ کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں۔

ابن فرشتہ رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المجمع" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے تحت ذکر کیا کہ "جس نے ہماری نماز پڑھی، اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا وہ ہم میں سے ہے۔" انہوں نے "ہماری نماز" کے

ارشاد سے باجماعت نماز مراد لی ہے۔ اس لیے کہ انفرادی نماز تو ہم سے پہلے لوگوں میں موجود ہی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود نے ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا ہماری ان تین چیزوں پر انہوں نے حسد کیا۔ ''ایک سلام کہنا، دوسرا آمین کہنا، تیسرا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ'' کہنا ہے۔

﴿بیہقی﴾

آپ ﷺ نعلین کے ساتھ نماز پڑھنے میں مخصوص ہیں:

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی نعلینوں میں نماز پڑھو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔ ابوداؤد و بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی اپنی ''سنن'' میں بلفظ ''خالفوا الیھود'' کہ یہود کی مخالفت کرو کیونکہ وہ اپنے موزوں اور نعلینوں میں نماز نہیں پڑھتے۔'' روایت کیا ہے۔

✿ آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ ﷺ کیلئے محراب میں نماز پڑھنا مکروہ تھا باوجودیکہ ہم سے پہلے محراب میں نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ

﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ''تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔''

حضرت موسیٰ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک کہ وہ اپنی مسجدوں میں نصاریٰ کے مذابح کی مانند مذابح (طاق ومحراب) نہ بنائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت عبید ابن ابو الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ فرمایا کرتے تھے کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں مذابح یعنی طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ محرابوں سے اجتناب کرو۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ مسجدوں میں طاق ومحراب بنائے جائیں گے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ طاق (محراب) میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس کی مثل حسن، ابراہیم نخعی، سالم بن ابو الجعد اور ابوخالد والبی رحمہم اللہ سے روایت ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان محرابوں سے اجتناب کرو۔ حوقلہ یعنی "**لا حول ولا قوہ الا باللہ العلی العظیم**" کے بارے میں حدیث، شرح صدر اور رفع ذکر کے باب میں گزر چکی ہے۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی امت کو نہیں دی گئی۔ وہ مصیبت کے وقت "**انا للہ وانا الیہ راجعون**" کہنا ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو استرجاع نہیں دیا گیا، کیا تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ انہوں نے "**یا اسفی علی یوسف**" فرمایا تھا۔

﴿عبدالرزاق، ابن جریر فی التفسیر﴾

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے "المصنف" میں روایت کی، ہم کو معمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابان رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کے سوا کسی کو تکبیر یعنی "اللہ اکبر" نہیں دی گئی۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز سے نماز کا افتتاح کرتے تھے: فرمایا: توحید، تسبیح اور تہلیل سے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

خصائص امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں اور یہ کہ شرمندہ ہونا ان کیلئے توبہ ہے اور یہ کہ وہ اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کریں گے اور اس پر انہیں ثواب دیا جائے گا اور یہ کہ ان کیلئے دنیا میں ثواب میں تعجیل ہوگی باوجودیکہ آخرت میں ثواب کا ذخیرہ ہوگا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے اس کو قبولیت عطا ہوگی۔

ان تمام باتوں کے بارے میں احادیث کثیرہ توریت وانجیل میں امت محمد کے ذکر ہونے کے باب میں پہلے گزر چکی ہیں۔

فریابی حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت کو تین باتیں ایسی دی گئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کو نہیں دی گئیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ پیغام حق آپ نے پہنچا دیا۔ اب کوئی حرج نہیں اور آپ اپنی امت پر گواہ ہیں۔ آپ دعا کیجئے، آپ کی دعا قبول ہوگی۔" اور اس امت کیلئے فرمایا:

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ---------------- (سورۃ الحج)

ترجمہ: "اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔"

اور فرمایا: **لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ** -------------- (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: "تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔"

اور فرمایا: اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ---------------- (سورۃ المومن)

ترجمہ: ''تم مجھ سے دعا مانگو، تمہاری دعا قبول کروں گا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَا دَیْنَا ---------------- (سورۃ القصص)

ترجمہ: ''اور تم طور کے گوشے میں موجود نہ تھے جبکہ ہم نے ندا فرمائی''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا: اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم! پکارو تمہاری پکار قبول کی جائے گی۔ قبل اس کے تم مجھے پکارو اور تمہیں دیا جائے گا قبل اس کے تم مجھ سے مانگو۔

﴿نسائی، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ: ''وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْنَا دَیْنَا'' کے بارے میں استفسار کیا کہ وہ ندا کیا تھی؟ اور وہ رحمت کیا تھی؟

فرمایا: وہ کتاب تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے لکھی تھی۔ اس کے بعد وہ ندا کی گئی: اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی ہے۔ مجھ سے مانگنے سے پہلے میں نے تم کو دیا ہے اور مجھ سے مغفرت چاہنے سے پہلے میں نے تم کو بخش دیا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس حال میں مجھ سے ملے کہ وہ اس کی گواہی دیتا ہو کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔'' تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے۔

﴿احمد، حاکم﴾

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ لیلۃ القدر اس امت کے ساتھ خاص ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی کو زیادہ کرے) جو ہم سے پہلوں کیلئے یہ نہ تھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''الموطا'' میں فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی عمروں کو ان کی تخلیق سے پہلے دکھایا گیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چاہا دکھایا، تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم پایا اور وہ ان عملوں تک نہیں پہنچی جو ان کے سوا دوسری امتیں طویل عمر کی وجہ سے پہنچی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔

اس قول کے دیگر شواہد ہیں جن کو ہم نے ''التفسیر المسند'' میں بیان کیا ہے اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر ان سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ

''کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَo اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ''

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے، گنتی کے دن تھے۔''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم پر ہر مہینے کے تین دن کے روزے فرض کیے گئے تھے اور یہ اس سے پہلے لوگوں کا روزہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ'' کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے پہلے جو نصاریٰ تھے ان پر ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے اور ان پر فرض کیا گیا کہ وہ سونے کے بعد ماہ رمضان میں نہ کھائیں اور نہ پئیں اور نہ بیوی سے جماع کریں تو رمضان المبارک کے روزے نصاریٰ پر سخت گزرے اور انہوں نے مجتمع ہو کر گرمی و سردی کے موسم کے درمیان روزوں کو کر لیا اور انہوں نے کہا: ہم مزید بیس دن روزے رکھیں گے، تاکہ جو ہم نے تغیر و تبدل کیا ہے اس کا کفارہ بن جائے، پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ نصاریٰ نے کیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوقیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو واقعہ پیش آیا جو ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے طلوع فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کو حلال کر دیا۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو ان سے قبل امتوں کو نہیں دی گئیں۔ روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور افطار کے وقت تک فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور سرکش شیاطین مقید کیے جاتے ہیں تو وہ جس چیز کی طرف پہنچتے تھے رمضان المبارک میں اس کی طرف وہ نہیں پہنچتے اور رمضان المبارک میں ہر روز جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے بہت جلد اپنے صالح بندوں سے مؤنت و مشقت کو اٹھا دیا جائے گا اور اے جنت! تیری طرف وہ آئیں گے اور ان کیلئے ماہ رمضان کی آخر رات میں مغفرت ہوگی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: کیا وہ لیلۃ القدر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: نہیں بلکہ عمل کرنے والوں کی مزدوری اسی وقت دی جاتی ہے جب وہ اپنے عمل اور کام کو پورا کر لیتا ہے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے عیدالاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے بنایا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان جو فرق ہے وہ روزے سے قبل سحر کھانے کا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ غالب وظاہر رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود ونصاریٰ دیر لگاتے ہیں۔

﴿ابوداؤد، ابن ماجہ﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کیلئے ذبح تھا اور تم جو ہو تو تمہارے لیے نحر ہے، پھر انہوں نے پڑھا: "فَذَبَحُوْهَا" اور "فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ"

﴿ابن ابی حاتم، ابن المنذر﴾

الاربعہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے لحد ہے اور ہمارے سوا کیلئے شق ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق اہل کتاب کیلئے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے رایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عاشور کے روزے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا: گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: یہ گزشتہ اور آئندہ کے دو سالوں کا کفارہ ہے۔

﴿مسلم﴾

علماء کرام نے فرمایا کہ یوم عرفہ کے روزے کا مرتبہ اتنا ہی ہے کیونکہ یہ روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یوم عاشورہ کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت سے مرتبہ واجر میں دونی ہے۔

قریب قریب اسی کے مشابہ وہ روایت ہے جسے حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اس طعام میں برکت ہے جس کے پہلے وضو ہو۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طعام کی برکت اس وضو سے ہے جو اس کے پہلے اور اس کے بعد ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ قبل طعام وضو میں ایک نیکی ہے اور بعد طعام وضو میں دو نیکیاں۔

﴿حاکم تاریخ نیشاپور﴾

نماز میں کلام حرام اور روزے میں مباح امت کے خصائص سے ہے

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے مسلمان نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیا کرتے تھے جس طرح اہل کتاب نماز میں اپنی ضروریات کی باتیں کرلیتے تھے۔ یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی:

وَ قُوْمُوْ لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ (سورۃ البقرہ)

﴿سعید بن منصور فی السنن﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ:

وَ قُوْمُوْ لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: پہلے امتی نماز میں کلام کرتے ہیں لیکن اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس طرح قیام کرو کہ تم اللہ کے ہی مطیع ہو۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح ترمذی'' میں فرمایا: ہم سے پہلی امتوں کا روزہ اس طرح تھا کہ کھانے پینے کے ساتھ کلام کرنے سے بھی باز رہتے تھے وہ لوگ حرج میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے نصف زمانہ صوم کو جو کہ رات ہے حذف کر کے اور آدھے روزے کو جو کہ کلام سے رکنا تھا حذف کر کے رخصت عطا فرمائی اور اس امت کو روزے میں بات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کی امت خیر الامم ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت خیر الامم ہے اور یہ شرف آپ ﷺ کی وجہ سے ہے اور گزشتہ امتوں کے اعمال دوسروں کے سامنے ظاہر کر کے رسوا کیا جائے گا اور اس امت کا رسوا نہ کیا جائے گا اور یہ کہ اپنی کتاب الٰہی کو ان کے سینوں میں محفوظ کرنا مسلمانوں کیلئے آسان کر دیا ہے اور یہ کہ اس کا نام دو اسماء الٰہی سے مشتق کر کے رکھا گیا۔ ایک المسلمون دوسرے المومنون اور یہ کہ انکے دین کا نام اسلام رکھا گیا اور اس وصف کے ساتھ بجز انبیاء کے کوئی موصوف نہ ہوا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ''تم بہتر ہو، ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔''

اور فرمایا: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ" ﴿سورۃ القمر﴾

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کیلئے۔"

اور فرمایا: "هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ"

ترجمہ: "اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

امام احمد و ترمذی رحمہما اللہ نے حسن بتا کر اور ابن ماجہ و حاکم رحمہم اللہ نے اس بارے میں معاویہ بن حیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے آیت کریمہ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" کے تحت فرمایا: تم لوگ سترویں امت کو پورا کرنے والے ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب میں اکرم و بہترین ہو۔

حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی امت قبولیت دعا کے اندر اسلام میں اس امت سے زیادہ نہیں ہوئی اور اسی مقصد سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (سورۃ آل عمران)

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی حق ایک یہودی آدمی پر تھا قسم ہے ذات کی جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشر پر برگزیدہ کیا میں حق لیے بغیر تجھے نہ چھوڑوں گا اس پر یہودی نے کہا خدا کی قسم انہوں نے محمد ﷺ کو بشر پر برگزیدہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کے طمانچہ رسید کیا۔ وہ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور حضور ﷺ سے فریاد کی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم پر لازم ہے کہ اپنے طمانچے کے بدلے اسے راضی کرو اور یہودی سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودی! آدم صفی اللہ تھے، ابراہیم خلیل اللہ تھے، موسیٰ نجی اللہ تھے، عیسیٰ روح اللہ تھے اور میں حبیب اللہ ہوں۔

سن اے یہودی! تم اللہ تعالیٰ کے دو نام لیتے ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دو ناموں کے ساتھ میری امت کا نام رکھا۔ خدا کا ایک نام "السلام" ہے اور اس نے میری امت کا نام مسلمان رکھا اور خدا کا ایک نام المومن ہے اور اس نے میری امت کا نام مومن رکھا۔

سن اے یہودی! تم نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ دن ہمارے لیے محفوظ رکھا اور تمہارے لیے دوسرا دن اور نصاریٰ کے لیے اس کے بعد کا دن مقرر کیا۔ سن اے یہودی! تم لوگ دنیا میں پہلے ہو اور ہم آخر میں مگر روز قیامت ہم پہلے ہوں گے بلکہ انبیاء پر جنت حرام ہوگی جب تک کہ میں اس میں داخل نہ ہوں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہوگی جب تک میری امت میں داخل نہ ہو جائے۔

﴿مسند ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ المصنف﴾

اور وہ حدیث کہ "ان کی کتابیں ان کے سینے میں ہوں گی" توریت و انجیل میں ان کے تذکرے کے باب میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ حدیث کہ وہ آخر الامم ہیں آگے آ رہی ہے۔

عمامہ اور تہبند باندھنا:

رسول اللہ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ عمامہ میں شملہ چھوڑیں گے اور یہ کہ آپ درمیان کمر تہبند باندھیں گے اور دونوں باتیں فرشتوں کی علامت ہے۔ اس بارے میں احادیث، توریت وانجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ ان حدیثوں کے لفظ یہ ہیں: "ویاتزرون علی اوساطھم"

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ والد۔ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس طرح تہبند باندھو جس طرح میں نے فرشتوں کو باندھے دیکھا ہے۔ فرشتے اپنے رب کے حضور اپنی آدھی پنڈلی تک تہبند باندھے ہوئے تھے۔

﴿دیلمی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم عمامہ باندھنے کو لازمی کرلو اور اس کا کنارہ اپنی پشت کے پیچھے چھوڑ دو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے عمامہ باندھا اور ان کے عمامہ کا کنارا عشر درخت کے پتے کی مانند چھوڑا، پھر فرمایا: میں نے فرشتوں کو عمامہ باندھے دیکھا ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

ابن تیمیہ نے بیان کیا کہ شملہ چھوڑنے کی اصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنے رب کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس جگہ کا اکرام شملہ چھوڑ کر فرمایا لیکن عراقی نے کہا: میں نے اس کی اصل نہیں پائی۔

امت محمدیہ سے وہ بوجھ دور کر دیا گیا جو دوسری امتوں پر تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت سے اس بوجھ کو دور کیا گیا جو ان سے پہلی امتوں پر تھا اور آپ کی امت سے بکثرت ان شدتوں کو دور فرمایا جو ان سے پہلی امتوں پر سختیاں تھیں اور ان پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی اور خطا ونسیان اور وہ باتیں جن کو وہ برا جانیں، ان سے ان کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور دلی خیالات کا مواخذہ اٹھالیا گیا اور یہ کہ جو کوئی برے عمل کا قصد کرے تو وہ گناہ نہ لکھا جائے گا اور بلکہ (نہ کرنے کے سبب) ایک نیکی لکھی جائے گی اور جو نیکی کا قصد کرے تو ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور یہ کہ توبہ کی قبولیت میں جان کی ہلاکت کو ان سے اٹھالیا گیا اور یہ کہ موقع نجاست کے کاٹنے اور زکوٰۃ میں چوتھائی مال دینے کا حکم اٹھالیا گیا اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگیں گے ان کی وہ دعا قبول کی جائے گی اور یہ کہ ان کیلئے قصاص و دیت کے درمیان اختیار شروع کیا گیا اور یہ کہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی اور یہ کہ غیر ملت اسلام میں نکاح کی رخصت دی گئی اور باندی سے

نکاح کرنے اور وطی کے سوا حائض سے مخالطت رکھنے اور جس پہلو سے چاہیں بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دی گئی اور شرمگاہ (ستر) کے کھولنے اور تصویر اور نشہ پینے کو حرام کیا گیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''دین میں تم پر تنگی نہیں رکھی گئی۔''

اور فرمایا: یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا ہے۔''

اور فرمایا: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا

﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: ''اے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں، اے رب! ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا کہ تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔''

اور فرمایا: وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ

﴿سورۃ الاعراب﴾

ترجمہ: ''اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔ ان سے ان کا بوجھ اٹھایا اور وہ پابندیاں جو ان پر تھیں۔''

اور فرمایا: وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔''

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ

﴿سورۃ الحج﴾

ترجمہ: ''دین میں تم پر تنگی نہیں رکھی گئی۔''

تو کیا ہم پر کوئی حرج نہیں اگرچہ ہم زنا کریں یا چوری کریں، انہوں نے کہا: ہاں حرج ہے، لیکن وہ بوجھ جو بنی اسرائیل پر تھا تم سے اٹھالیا ہے۔

﴿ابن ابی حاتم تفسیر﴾

فریابی نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا اور نہ ہی کسی رسول کو بھیجا اور نہ ان پر کتاب نازل کی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل کی:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: "اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ تم سے اس کا حساب لے گا۔"

تو امتیں اپنے اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس آئیں اور کہا: ہم سے اس کا مواخذہ ہوگا جو ہمارے دلوں میں وسوسہ اور خیالات پیدا ہوتے ہیں اور جن کو ہمارے اعضا نے عملی صورت میں دی ہے تو وہ کفرو انکار کر کے گمراہ ہو جاتے۔ جب ہمارے نبی کریم ﷺ پر یہ حکم نازل ہوا تو مسلمانوں پر اتنا گراں گزرا جتنا ان سے پہلی امتوں پر سخت گزرا تھا اور وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! جو وسوسے اور خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ہمارے اعضاء نے عملی صورت نہیں دی کیا ہم سے ان کا بھی مواخذہ اور احتساب ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ سنو! اور اطاعت کرو اور اپنے رب کے بنو تو اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے حدیث نفس یعنی دلی وسوسے کو اٹھا دیا جب تک اعضا ان پر عمل نہ کریں تو جو نیکی کریں گے ان کو اجر ملے گا اور جو بدی کریں گے ان کو وبال انہی پر ہوگا۔

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ

﴿سورۃ البقرہ﴾

تو مسلمانوں کے دلوں میں اس سے وہ شے داخل ہوئی جو کسی شے سے داخل نہ ہوئی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنا حال عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہو! ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور ہم نے تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا القا فرمایا اور "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" آخر سورۃ تک نازل ہوئی۔

﴿مسلم، ترمذی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری خاطر میری امت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تجاوز فرمایا جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پر عمل نہ کریں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء ونسیان اور ہر وہ چیز جس سے وہ کراہت کریں معاف کیا ہے۔

﴿احمد، ابن حبان، ابن ماجہ﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا ونسیان اور ہر وہ عمل جس کو وہ برا جانیں درگزر فرمایا ہے۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ اس سجدے میں آپ کے جان قبض کر لی گئی ہے پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا اور کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔ میں نے عرض کیا:

اے رب! تو نے پیدا کیا اور تیرے بندے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ اور میں نے اس سے وہی عرض کیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تیسری مرتبہ مشورہ فرمایا اور میں نے اس سے وہی عرض کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: میں تمہاری امت کے معاملے میں ہرگز تم کو رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری امت کے ستر ہزار ہوں گے اور ان میں سے ہزار ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

اس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور مجھے عطا فرمایا کہ میرے سبب سے میرے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے گا اور میں زندہ صحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری امت رسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوض کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے اور میرے حوض میں بہہ کر آتی ہے اور یہ کہ مجھے قوت، نصرت، رعب عطا فرمایا جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں گا اور میری امت کیلئے غنیمت حلال کی گئی اور ہمارے لیے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہار تشکر کیلئے سجدہ ادا کیا۔

﴿احمد، ابوبکر شافعی الغیلا نیات، ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ان کے سامنے بنی اسرائیل کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔

اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا کوئی شخص گناہ کرتا تو دوسرے دن صبح کے وقت اس کے دروزے کی چوکھٹ پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا، مگر اے مسلمانو! تمہارے گناہوں کا کفارہ وہ قول ہے جسے تم کہتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی جو دنیا و مافیہا سے زیادہ مجھے محبوب ہے وہ یہ ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (سورۂ آل عمران)

﴿ابن منذر فی التفسیر، بیہقی﴾

ابن جریر حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کاش ہمارے گناہوں کے کفارے ایسے ہی ہوتے جیسے بنی اسرائیل کیلئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہیں عطا فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ بنی اسرائیل کی تو یہ حالت تھی کہ

جب ان میں کوئی گناہ کرتا تو وہ اپنے دروازوں پر اسے اور اس کے کفارہ کو لکھا پاتا، اب اگر وہ اس کا کفارہ دیتا تو دنیا میں اس کیلئے ذلت ہوتی تھی اور اگر اس کا کفارہ نہ دیتا تو آخرت میں اس کیلئے رسوائی ہوتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ ط قُلْ ھُوَ اَذًی لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ ج فَاِذَا تَطَھَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے۔ تو عورتوں سے الگ رہو، حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہولیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے، ستھروں کو۔“

پنج گانہ نماز اور جمعہ سے جمعہ تک، ان گناہوں کے کفارے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے قصے میں جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، روایت ہے۔ فرمایا: ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہمارے گناہوں کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا: ایک دوسرے کا قتل کرنا تو انہوں نے چھریاں ہاتھ میں لے لیں اور ہر ایک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنی ماں کو قتل کرنے لگا اور وہ پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کس کو قتل کر رہا ہے۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹ دیں تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے انکار کیا تو اسے اس کی قبر میں عذاب دیا گیا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پر پیشاب لگ جائے تو اسے قینچی سے کاٹ دیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے کہا: قبر کا عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے ہے۔

میں نے کہا: تو جھوٹ کہتی ہے۔ یہودیہ نے کہا: میں صحیح کہتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب پیشاب جسم یا کپڑے کو لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہیے۔

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے یہودیہ! تو نے سچ کہا۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی کی حالت یہ تھی کہ جب ان کو کوئی عورت حائضہ ہوتی تو وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے پیتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ میل جول رکھتے تھے، اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: ''اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرلے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کے ساتھ سب کچھ معاملات رکھو، بجز مجامعت کے۔ یہ سنکر یہود نے کہا: یہ شخص کیا چاہتا ہے۔ ہمارے دین کی کوئی بات بھی نہیں چھوڑتا مگر یہ اس میں ہمارے خلاف حکم دیتا ہے۔

تفسیر کی کتابوں میں ہے کہ نصاریٰ حائضہ سے مجامعت کرتے تھے اور وہ حیض کی پروانہیں کرتے تھے اور یہود کی حالت یہ تھی وہ ہر شے میں ایسی عورتوں کو جدا رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں کے درمیان میانہ روی کا حکم فرمایا۔

﴿احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ﴾

ابوداؤد، حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب عورتوں کے پاس ایک پہلو سے آتے تھے اور یہ طریقہ زیادہ پوشیدہ تھا اور انصار کے ایک قبیلہ نے بھی ان کے اس فعل کو اختیار رکھا تھا اور وہ اس گمان میں تھے کہ اہل کتاب اپنے سوا ہر علم میں بڑھ چڑھ کر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو''

﴿ابوداؤد، حاکم﴾

قرۃ الھمد انی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودی عورت کو بٹھا کر جماع کرنے کو مکروہ جانتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ

﴿سورۃ البقرہ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رخصت دی کہ عورتوں کی فروج میں جس طرح چاہے جیسے چاہے سامنے سے یا پیچھے سے جماع کرسکتے ہیں۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہم پر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا، حج وعمرہ کرنا ہے۔

﴿ابونعیم المعرفہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کیلئے رہبانیت تھی۔ اس امت کی رہبانیت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

﴿احمد، ابویعلی﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے سیاحت کی اجازت دیجئے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کی سیاحت فی سبیل اللہ جہاد ہے۔

﴿ابوداؤد﴾

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمارہ بن غزیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حضور میں سیاحت کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے سیاحت کو جہاد فی سبیل اللہ اور اس تکبیر کے ساتھ بدل دیا ہے جو ہر بلندی پر کہی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس امت کی سیاحت روزہ ہے۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں مقتولین کے بارے میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت کا حکم نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِا لْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْئٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ”تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو، آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت اور جس کیلئے اس کے بھائی کی طرف سے معافی ہو۔“

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے۔

اور رحمت اس حکم میں ہے جو تم سے پہلوں پر فرض کیا گیا تھا۔

﴿بخاری﴾

ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل پر قصاص کا لینا اور دینا فرض تھا اور ان کے درمیان کسی جان اور زخم میں دیت نہ تھی۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ﴿سورۃ المائدہ﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے

دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔"

مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ سے تخفیف فرمائی اور ان کی طرف سے قتل نفس و جراحت میں دیت کو قبول فرمایا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ﴿سورۃ البقرہ﴾

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: توریت والوں میں قتل پر قصاص تھا یا عفو۔ اس میں دیت کا حکم نہ تھا اور انجیل والوں پر صرف عفو ہی تھا۔ اس کا انہیں حکم دیا گیا اور اس امت کیلئے قتل میں عفو اور دیت ہے۔ وہ ان میں سے جو چاہیں ان کیلئے حلال ہے یہ حکم ان سے پہلی امتوں کیلئے نہ تھا۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت وکیع رضی اللہ عنہ نے انہوں نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت لیث رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی اس امت کو وسعت دی ہے ان میں سے نصرانیہ عورت اور باندی سے نکاح کرنا ہے۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

توریت میں امت محمدیہ کی خصوصیت:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کلام کیلئے اپنے قریب بلایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو "خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" ہے۔ وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور منکر (برائی) سے روکے گی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں ایسی امت پاتا ہوں جن کے سینوں میں ان کی کتاب ہوگی اور وہ اسے پڑھیں گے اور ان سے پہلی امتیں انہیں دیکھ کر اپنی کتابوں کو پڑھیں گی اور وہ ان کو حفظ کریں گے تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ان کی پچھلی کتابوں پر ایمان رکھے گی۔ گمراہ پیشواؤں سے جنگ کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ کانے کذاب دجال سے جنگ کرے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں توریت میں پاتا ہوں کہ ایک امت اپنے صدقات کو خود ہی استعمال کرے گی اور ان سے پہلی امتیں ایسی ہوں گی کہ جب وہ اپنے صدقات نکالیں گی تو اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا اور وہ آگ اسے کھا جائے گی اور جس کا صدقہ قبول نہ ہوگا اسے آگ نہ کھائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے توریت میں پایا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ جب وہ بدی کا قصد کرے

گی تو اسے نہ لکھا جائے گا اور اگر اس بدی کو عمل میں لے آئے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا اور جب ان میں سے کوئی نیکی کا قصد کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ عمل میں لے آیا تو اس کیلئے دس گنا سے سات سو گنا تک نیکی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ایک امت ایسی ہوگی کہ ان کی دعائیں قبول کی جائیں گی اور وہ اپنی دعاؤں میں مستجاب ہیں تو اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد مجتبیٰ ﷺ کی ہے۔

﴿بیہقی﴾

زبور میں امت محمدیہ کی خصوصیت:

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف زبور میں وحی فرمائی کہ تمہارے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لانے والے ہیں جن کا نام احمد و محمد ﷺ ہوگا۔ وہ نبی صادق ہیں۔ میں ان پر کبھی غضب نہ فرماؤں گا اور نہ وہ میری کبھی نافرمانی کریں گے اور میں نے اپنی معصیت کرنے سے پہلے ہی ان کی مغفرت کر دی ہے۔ ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشوں گا۔ ان کی امت مرحومہ ہے۔ میں اس امت کو اتنا زیادہ عطا فرماؤں گا جتنا میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے۔

میں اس امت پر وہ کچھ فرض کروں گا جو انبیاء و مرسلین پر میں نے فرض کیا ہے اور وہ امت روز قیامت اس حال میں آئے گی ان کا نور، انبیاء علیہم السلام کے نور سے مشابہ ہوگا۔ یہ اس لئے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ میری خوشنودی کی خاطر تمام نمازوں کیلئے وضو کریں جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر فرض کیا تھا اور میں ان کو غسل جنات کا حکم دوں گا جس طرح کہ میں نے ان سے پہلے انبیاء کو حکم دیا ہے اور میں ان کو جہاد کا حکم دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے رسولوں کو حکم دیا ہے۔

اے داؤد علیہ السلام! میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے ان کو چھ باتیں ایسی عطا کی ہیں کہ ان کے سوا کسی امت کو عطا نہیں کیں، میں ان کو خطا و نسیان اور ہر گناہ پر جس کو انہوں نے بغیر قصد و ارادہ کے ارتکاب کیا ہوگا مواخذہ نہ کروں گا۔ جب وہ اپنے گناہ کی مجھ سے مغفرت چاہیں گے تو میں ان کو بخش دوں گا اور وہ جس عمل کو اپنی خوش دلی کے ساتھ آخرت کیلئے کریں گے تو میں ان کو ان کا ثواب خوب بڑھا چڑھا کر بعجلت دوں گا اور میرے پاس ان کیلئے کئی گنا اجر و ثواب موجود ہوگا جو اس سے افضل ہوگا اور جب وہ بلاؤں میں صبر کرتے ہوئے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ کہیں گے تو میں ان کو صلوٰۃ و رحمت اور وہ ہدایت عطا کروں گا جو نعمتوں والی جنتوں کی طرف لے جائے گی اور اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں قبول کروں گا یا تو وہ قبول دعا کا اثر جلد ہی دنیا میں دیکھ لیں گے یا اس دعا کے باعث ان سے برائیوں کو دور کروں گا یا تو ان کیلئے آخرت میں ذخیرہ کر کے رکھوں گا۔ وہ حدیثیں

جوان کی نیکی و بدی کے بارے میں ہیں توریت وانجیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے گزر چکی ہیں۔

﴿بیہقی﴾

امت محمدیہ بھوک اور غرقاب سے ہلاک نہیں ہوگی:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ آپ کی امت بھوک اور غرق سے ہلاک نہ ہوگی اور یہ کہ اس امت پر ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا کہ ان کی پہلی امتوں پر عذاب ہوا اور کوئی دشمن ان پر اس طرح مسلط نہیں کیا جائے گا کہ وہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے اور یہ کہ یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی اور اس سے یہ بات پیدا ہوگی کہ اس امت کا اجماع حجت ہوگا اور یہ کہ اس امت کا اختلاف رحمت ہوگا جبکہ ان سے پہلوں کا اختلاف ان پر عذاب تھا۔

حضرت ثوبان سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو مجتمع کیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے دیکھا کہ میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک میرے لیے زمین کو مجتمع کیا گیا اور مجھے سرخ وسفید خزانے دیئے گئے اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ وہ اس امت کو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے بجز ان کی اپنی جانوں کے تو اس نے مجھے یہ تمام باتیں عطا فرمائیں۔

﴿مسلم﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ میری امت کو بھوک وقحط سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ میری امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے تو اس نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے دعا کی کہ امت آپس میں نہ لڑے مگر میری یہ بات واپس کر دی گئی۔

﴿ابن ابی شیبہ﴾

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلمنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ وقت عطا فرمایا جو رحمت سے بھرپور ہے اور مجھے مختار کل بنایا تو ہم زمانے میں آخر ہیں مگر روز قیامت سابق واول ہیں۔

اور میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں۔ روز قیامت میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے اور ان تین چیزوں سے نجات دی ہے (۱) وہ قحط عام میں مبتلا نہ ہوگی۔ (۲) کوئی دشمن ان کا استیصال نہ کرے گا۔ (۳) یہ امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

﴿داری، ابن عساکر﴾

حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے

دعا کی کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ یہ امت ان قحطوں سے ہلاک نہ ہو جن قحطوں سے ان سے پہلی امتیں ہلاک کی گئی تھیں تو یہ بات بھی مجھے عطا ہوئی اور میں نے اس سے سوال کیا کہ کوئی دشمن ان پر غالب نہ ہو تو یہ بات مجھے عطا ہوئی اور میں نے سوال کیا کہ اس امت کو شیعوں کے ساتھ یعنی مختلف گروہوں کے ساتھ مخلوط نہ کرے۔ اس طرح کہ بعض کو بعض سے خطرہ ہو۔ اور ایک دوسرے کو سختی کا مزہ چکھائیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا کی پیشکش سے روک دیا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

﴿حاکم﴾

شیخ نصر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الحجۃ'' میں اس کے راوی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

حضرت اسمٰعیل بن ابوالمجالد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبداللہ! ہم ایک کتاب لکھتے ہیں اور اس کتاب کو سارے جہان میں پھیلاتے ہیں تاکہ اس پر یہ ساری امت اور تمام ملت یکجا ہو جائے۔ حضرت مالک بن انس نے کہا: اے امیر المومنین! علماء کا اختلاف، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے ہر عالم میں اسی کا اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے اور ہر عالم اسی ہدایت پر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کیلئے چاہا ہے۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ امتیں، سو امتیں تھیں جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتیں تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی مگر میری امت کے پچاس آدمیوں کی ایک امت ہے، جب وہ کسی بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیتی ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

﴿ابویعلی﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کیلئے خیر کی گواہی چار مسلمان دیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے عرض کیا: اگر تین آدمی گواہی دیں تو؟ فرمایا: خواہ تین ہی دیں، پھر میں نے عرض کیا: اگر دو مسلمان گواہی دیں تو؟ فرمایا: خواہ دو ہی مسلمان گواہی دیں۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں حضور سے عرض نہ کیا۔

﴿بخاری، ترمذی، نسائی﴾

امت محمدیہ کیلئے طاعون رحمت اور شہادت ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کیلئے طاعون رحمت و شہادت ہے، جبکہ ان سے پہلوں پر عذاب تھا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طاعون ایسا مہلک مرض ہے جسے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا اور ان لوگوں پر بھیجا جو تم سے پہلے گزرے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بتایا کہ یہ ایک عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کیلئے رحمت بنا دیا ہے تو کوئی بندہ نہیں ہے کہ اس پر طاعون واقع ہوا اور وہ اپنے شہر میں صبر اور استقامت کے ساتھ ٹھہرے اور وہ جانتا ہو کہ اسے کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے پہنچنا لکھا ہو تو اسے ایک شہید کے برابر اجر ملے گا۔
﴿بخاری﴾

امت محمدیہ کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور ان میں قطب، اوتاد، نجباء اور ابدال ہوں گے اور یہ کہ ان ہی کا ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نماز پڑھائے گا اور یہ کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ استغناء طعام میں تسبیح کے ساتھ فرشتوں کے قائم مقام ہوں گے اور یہ کہ وہ دجال سے مقاتلہ کریں گے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر زمانے میں میری امت کے ساتھ سابقین ہوں گے۔

﴿ابونعیم حلیۃ الاولیاء﴾

ابدال، اوتاد، اقطاب:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین سو آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں چالیس آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سات آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تین آدمی ایسے ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک آدمی

ایسا ہے جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کے سبب زندہ کرتا، مارتا، بارش اتارتا، نباتات وغیرہ اگاتا اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی حال میں یہ زمین ایسے چالیس آدمیوں سے خالی نہ رہے گی، جو مثل حضرت خلیل الرحمٰن ہوں گے، انہیں کے سبب تم پر بارش ہوتی ہے اور انہیں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے، جب ان میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں تیس ابدال خلیل الرحمٰن کی مانند ہیں ان میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو لے آتا ہے۔

﴿مسند احمد﴾

حضرت ابوزناد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زمین کے اوتاد تھے، اب نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں سے چالیس آدمیوں کو ان کے قائم مقام خلیفہ بنایا ان کو ابدال کہا جاتا ہے۔ جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس کا خلیفہ پیدا کر دیتا ہے، تو یہ لوگ زمین کے اوتاد ہیں، میں نے یہ بحث اپنی مستقل تالیف میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ حق پر غالب وظاہر رہے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں تو ان کا امام عرض کرے گا کہ آگے بڑھیے وہ فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو، تم میں سے بعض امراء بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اس امت کو مکرم بنایا ہے۔

﴿ابویعلی﴾

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی مانند ایک حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ اس امت کا امیر کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ فرمائیں گے نہیں کیونکہ تم میں سے کچھ لوگ بعض امراء پر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان سے مکرم کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

﴿بخاری﴾

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رنج ومشقت کا ذکر فرمایا جو دجال کے سامنے ہوگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس دن کون سا مال بہتر ہوگا۔ فرمایا: وہ طاقتور بچہ جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا۔ درآں حالیکہ کھانا نہ ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے

عرض کیا: اس دن مسلمانوں کا طعام کیا ہوگا؟ فرمایا: تسبیح اور تکبیر و تہلیل۔
﴿احمد﴾

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے اس کی مانند حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس چیز سے بچائے گا جس کے سبب فرشتوں کو تسبیح سے بچایا۔
﴿امام احمد﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس مانند حدیث روایت ہے۔ اور وہ حدیث جو دجال سے مقابلہ کرنے کے سلسلے میں مسلمانوں کی توصیف میں ہے توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔
﴿حاکم﴾

امت محمدیہ کو "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ" سے خطاب کیا گیا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو قرآن کریم میں "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ" کے ساتھ مخاطب کیا گیا، جبکہ تمام امتوں کو ان کی کتابوں میں "یَا اَیُّھَا الْمَسَاکِیْنَ" کے ساتھ پکارا گیا اور یہ کہ آسمان میں فرشتے ان کی اذانوں کی آواز سنتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں اور یہ کہ یہ امت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بولتے ہیں اور ہر نشیب میں اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ کہ کسی کام کرنے کے وقت "انشاء اللہ میں کروں گا" کہتے ہیں اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو تہلیل کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو تسبیح کرتے ہیں اور ان کے سینوں میں اپنا قرآن ہے اور ان کے سبقت لے جانے والے ہر امر میں سابق ہیں اور ان کے میانہ رو ناجی ہیں اور ان کے ظالم لوگ (بالآخر) مغفور ہیں اور ان میں کا ہر شخص رحمت کیا ہوا ہے اور وہ ہر تنگ کے جنتی کپڑے پہنیں گے اور وہ نماز کیلئے آفتاب کی نگہداشت رکھیں گے اور وہ درمیانی امت اور اللہ تعالیٰ کے تزکیہ کے سبب انصاف پسند ہیں اور جب وہ تنگ کرتے ہیں تو فرشتے موجود ہوتے ہیں اور ان پر وہ فرض ہوا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض ہوا، وہ وضو، غسل، جنابت، حج اور جہاد ہے۔ اور نوافل کا ثواب وہ دیا گیا جو انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوا۔ اکثر ان ہی کی خصوصیات توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں ان آثار کے ضمن میں جس میں آپ کا وصف اور آپ کی امت کا وصف ہے پہلے گزر چکی ہیں۔

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ﴿سورۂ فاطر﴾

ترجمہ: "پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ برگزیدہ بندے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کو ان کا وارث بنایا ہے۔ ان میں جو ظالم ہیں ان کی (بالآخر) مغفرت کی گئی ہے اور ان میں جو میانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا اور ان میں سبقت لے جانے والے بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب مذکورہ آیہ کریمہ سے استدلال کرتے تو فرماتے کہ آگاہ رہو کہ ہمارے سابقین ہر امر میں سابق ہیں اور ہمارے میانہ "رو، ناجی" ہیں اور ہمارے ظالم، ان کیلئے مغفرت ہے۔

(اور اسے ابن لابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔)

امت محمدیہ عمل میں کم اور اجر میں کثیر ہوگی:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت عمل میں تو گزشتہ امتوں میں سے کم ہوگی مگر اجر میں اکثر ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مدت حیات ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تم سے پہلے امتیں گزری ہیں، اتنی ہے جتنی عصر سے غروب آفتاب تک کی مدت ہوتی ہے توریت والوں کو توریت دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب نصف دن ہوا تو وہ عاجز ہوگئے۔ اور ہر ایک کو اجر میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انہوں نے نماز عصر تک عمل کیا، پھر وہ عاجز ہوگئے اور انہیں اجرت میں ایک ایک قیراط دی گئی۔ اس کے بعد ہمیں قرآن دیا گیا تو ہم نے غروب آفتاب تک عمل کیا اور ہمیں دو دو قیراط اجرت میں عطا ہوئی۔

اس پر دونوں کتابوں والوں نے عرض کیا: اے ہمارے رب! ان لوگوں کو تو نے دو دو قیراط دیئے۔ اور ہمیں ایک ایک قیراط دیا باوجودیکہ ہمارے اعمال ان سے زیادہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہاری اجرت دینے میں کسی چیز کا تم پر ظلم کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ بات تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو میرا فضل ہے میں جس کو جتنا چاہوں اسے دوں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات جتنے زیادہ ظاہر ہوں گے ان کی امت کا ثواب اتنا ہی زیادہ کم ہوگا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ ثواب کسی کی تصدیق کی نسبت کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان کا واضح ہونا اور ان کے اسباب کا ظاہر ہونا اور محنت ومشقت اور اس میں غور و فکر کا کم ہونا اس کمی کا موجب ہے۔ فرمایا: مگر اس امت کا حال یہ ہے کہ باوجویکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اظہر ہیں مگر تمام امتوں ے مقابلے میں ہمارا ثواب زیادہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے حق میں فرمایا:

وَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤی اُمَّۃٌ یَّہۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَ بِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ ﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا"

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

وَ مِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّۃٌ یَّہۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَ بِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ

ترجمہ: ”اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں۔“

امت محمدیہ کو علم اول اور علم آخر دیا گیا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت کو علم اول اور علم آخر دیا گیا اور آپ کی امت پر علم کے خزانے کھولے گئے اور آپ کی امت کو اسناد حدیث، انساب، اعراب اور تصنیف کتب کا علم دیا گیا اور اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی مانند ہیں۔ یہ حدیث کہ ”میں الواح میں ایسی امت پاتا ہوں جن کو علم اول اور علم آخر دیا گیا ہے۔“ توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت شفی بن ماتع اصبحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس امت پر ہر شے کھولی گئی ہے حتی کہ ان پر زمین کے خزانے کھولے گئے، آخر حدیث تک حضرت ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثقہ سے ثقہ کا نقل کرنا یہاں تک کہ وہ مع الاتصال نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہی مخصوص کیا ہے۔ دیگر تمام ملتیں اس سے محروم ہیں۔

﴿تاریخ ابوزرعہ﴾

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ”التقریب“ میں فرمایا کہ اسناد حدیث اس امت کی ہی خصوصیت ہے۔ اور بوعلی جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین چیزوں کے ساتھ خاص کیا ہے، ان سے پہلی امتوں کو وہ عطا نہ ہوئیں۔ وہ اسناد، انساب اور اعراب ہے۔ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ترمذی میں زیادہ تصنیف و تحقیق میں اس امت کی کاوشیں اس حد تک پہنچی ہیں کہ گزشتہ امتوں میں وہ بالکل نہیں ہے اور تفریح وتدقیق میں اس امت کی درازی کی ہمسری کوئی امت نہیں کر سکتی۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس امت کا ایمان تین دن سے زیادہ کسی امر میں تکلیف نہ اٹھائے گا۔

یہاں تک کہ اس پر کشادگی وفراخی آ جائے گی۔

﴿عبداللہ بن احمد زوائد الزہد﴾

سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کیلئے زمین شق ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کیلئے زمین شق ہوگی اور صعقہ سے سب سے پہلے آپ افاقہ پائیں گے اور یہ کہ آپ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں محشور ہوں گے اور یہ کہ آپ براق پر اٹھائے جائیں گے اور یہ کہ موقف میں آپ کے نام کے ساتھ اذان دی جائے گی اور یہ کہ آپ کے موقف میں جنت کے عظیم حلوں میں سے حلے پہنائے جائیں گے اور آپ کا مقام عرش کی داہنی جانب ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اولادِ آدم کا

سردار ہوں گا اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام لوگ غشی میں ہوں گے، سب سے پہلے میں ہی افاقہ پاؤں گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی طلوع ہونے والی فجر نہیں ہے مگر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اترے ہیں اور وہ اپنے بازوؤں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر رکھتے ہیں اور اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ کیلئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں اور آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے، جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، جب قیامت ہوگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔

﴿ابن مبارک، ابن ابی الدنیا﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام انبیاء چار پایوں پر اٹھیں گے اور میں براق پر اٹھوں گا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ناقہ پر اٹھیں گے وہ محض اذان اور شہادت حق کے ساتھ ندا کریں گے یہاں تک کہ جب وہ "**اشهد ان محمد الرسول الله**"، کہیں گے تو تمام اولین وآخرین کے مسلمان ان کی گواہی دیں گے تو جن کی شہادت قبول کی جائے گی وہ قبول ہوگی اور جن کی شہادت روکی جائے گی۔ وہ رد ہوگی۔

﴿طبرانی، حاکم﴾

حضرت کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت صالح علیہ السلام کیلئے ثمود کا ناقہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنی قبر کے پاس اس پر سوار ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ ناقہ ان کو محشر میں پہنچائے گی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ عضباء پر سوار ہوں گے۔ فرمایا نہیں، اس پر میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر سوار ہوں گا، مجھ کو اس کے ساتھ اس دن تمام انبیاء پر خاص کیا جائے گا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی اونٹنی پر سوار ہوں گے اور وہ اس کی پشت پر اذان دیں گے تو جب انبیاء اور ان کی امتیں "**اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله**"، سنیں گی تو کہیں گی ہم بھی اس پر گواہی دیتے ہیں۔

﴿ابن زنجویہ فضائل الاعمال﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت کے حلوں میں سے ایک حلہ مجھے دیا جائے گا پھر میں عرش کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا میرے سوا مخلوق میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اس جگہ کھڑا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جسے حلہ پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر وہ عرش کی طرف منہ کر کے بیٹھیں گے اس کے بعد میرا جوڑا لایا جائے گا اور میں اسے پہنوں گا اور میں عرش کی داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی نہ کھڑا ہوگا اس مقام پر اولین وآخرین مجھ پر غبطہ کریں گے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جسے جنتی حلہ پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر میرے لیے لایا جائے گا اور میں اس جنتی حلہ کو پہنوں گا کوئی بشر اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکے گا۔

﴿بیہقی الاسماء الصفات﴾

حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کا سردار ہوں جبکہ اٹھائے جائیں جبکہ وہ وارد ہوں گے تو میں ان سے پہلے وارد ہوں گا اور میں ان کو بشارت دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہونگے اور میں ان کا امام ہوں گے جب کہ وہ سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان سے زیادہ قریب بیٹھنے والا ہوں گا جبکہ وہ جمع ہوں گے۔ میں کھڑا ہوں گا اور کلام کروں گا میرا رب میری تصدیق فرمائے گا۔ میں شفاعت کروں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرے گا میں سوال کروں گا اور وہ مجھے عطا فرمائے گا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ باہر آنے والے لوگوں میں، میں پہلا شخص ہوں گا جبکہ وہ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا قائد ہوں گا جبکہ وہ بلائے جائیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا جبکہ وہ خاموش رہیں گے اور میں ان کا شافع ہوں گا جبکہ وہ روک لیے جائیں گے اور میں ان کی بشارت دینے والا ہوں جبکہ وہ مایوس ہوں گے اور لواء الحمد میرے دوسرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں اپنے رب کے حضور والا حضرت آدم علیہ السلام سے اکرم ہوں گا، یہ فخریہ نہیں، ایک ہزار ایسے خادم میرے گرد ہوں گے گویا وہ لؤلؤ مکنوں ہیں۔

﴿دارمی، ترمذی، ابویعلی، بیہقی، ابونعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ مقام محمود پر فائز ہونگے اور دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے اور آپ کے دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا اور یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا سب آپ کے پرچم کے نیچے ہوں گے اور یہ کہ آپ اس دن امام الانبیاء، ان کے خطیب اور ان کے قائد ہوں گے اور یہ کہ آپ اول شافع اور اول مشفع ہوں گے اور آپ ہی وہ شخص ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کو سجدہ کا حکم ہوگا اور آپ ہی سب سے پہلے اپنے سر کو سجدہ سے اٹھائیں گے اور آپ سے تبلیغ پر گواہ طلب نہ کیا جائے گا۔ جبکہ تمام نبیوں سے تبلیغ پر گواہ طلب کیے جائیں گے اور مقدمات کے

فیصلہ میں شفاعت عظمٰی کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے اور ایک قوم کو بغیر حساب جنت میں داخل کرانے میں شفاعت کے ساتھ آپ ہی مخصوص ہوں گے۔ اور جو موحدین مستحق نار ہو گئے ہوں گے جہنم میں ان کو نہ داخل کرنے کی آپ شفاعت کریں گے۔ اور جنت میں لوگوں کے درجات کی بلندی کیلئے آپ شفاعت کریں گے، اور جو کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان پر تخفیف عذاب کی شفاعت کریں گے اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے آپ شفاعت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿سورۂ اسرائیل﴾

ترجمہ: "قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔"

یوم قیامت شفاعت مصطفٰی ﷺ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ ان دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا اور ہر ایک پکارنے والے کی آواز سنے گا اور سورج قریب ہوگا اور لوگوں کو اتنا کرب و غم پہنچے گا کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گے اور نہ اس کا تحمل کر سکیں گے۔ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے تم دیکھتے نہیں کہ کس حال میں ہو اور کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ تم اس شخص کو کیوں نہیں تلاش کرتے جو تمہاری شفاعت تمہارے رب سے کرے تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے سب کے باپ آدم علیہ السلام موجود ہیں۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے اے آدم علیہ السلام! آپ ابو البشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ میں اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اپنے رب کے حضور شفاعت کیجئے آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کو کتنی شدید تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ بے شک! آج میرے رب کا غضب عظیم ہے۔ ایسا غضب اس سے پہلے کبھی نہیں کیا اور نہ اس جیسا کبھی آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میرے رب نے مجھے ایک درخت سے منع فرمایا تھا، مگر مجھ سے حکم عدولی ہوئی "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" مجھے اپنے فکر ہے، مجھے اپنی ہی فکر ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔"

پھر وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے نوح علیہ السلام! آپ روئے زمین کی طرف اول المرسلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عبد شکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کسی حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے بلاشبہ میرے رب نے آج بڑا غضب فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے کیا نہ آئندہ کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میری ایک دعائے خاص تھی جس کو میں نے اپنی قوم کی ہلاکت پر مانگ لیا "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے پاس جاؤ تو وہ سب ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل زمین کی جانب نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمار ہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے، بلاشبہ میرے رب نے آج بڑے غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ اس جیسا غضب نہ اس سے پہلے اور نہ آئندہ کرے گا پھر وہ اپنے کذبات کا ذکر کر کے فرمائیں گے: "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ برگزیدہ فرمایا اور اپنے ساتھ کلام فرما کر لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمار ہے کہ کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف پہنچ رہی ہے؟ وہ فرمائیں گے: بلاشبہ! رب نے آج بڑا غضب فرمایا، ایسا غضب تو نہ پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کبھی کرے گا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک جان کو ہلاک کیا جس کے ہلاک کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ "نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْ هَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔

اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے وہ کلمہ ہیں جسے مریم کی جانب القا فرمایا اور اس کی روح ہیں اور آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات کی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ ملاحظہ نہیں فرمار ہے کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت اور تکلیف کا سامنا ہے؟ وہ فرمائیں گے: بلاشبہ میرے رب نے آج اس غضب کا اظہار کیا ہے کہ اس جیسا نہ پہلے غضب کیا اور نہ اس کے بعد کرے گا اور وہ اپنی کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے مگر یہ کہیں گے کہ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تو وہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے۔

اور عرض کریں گے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول، خاتم النبیین اور

غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ ﴿سورۃ الفتح﴾

ہیں۔ اپنے رب کے حضور آپ ہماری شفاعت کیجئے آپ ملاحظہ نہیں فرمار ہے کہ ہم کسی حال میں ہیں اور ہمیں کیسی شدت و تکلیف کا سامنا ہے۔

تو اس وقت میں کھڑا ہوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے حضور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد وثناء کا اظہار فرمائے گا اور مجھے الہام فرمائے گا اور میں ایسی حمد وثنا کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے ایسی حمد وثناء کی کشائش نہ ہوئی اور فرمایا جائے گا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

"ارفع راسک، سل تعطه و اشفع تشفع"

آپ اپنا سر اٹھائیے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت، اے رب! میری امت۔ اے رب! میری امت۔

فرمایا جائے: اے محمد ﷺ! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں کی داہنی جانب سے داخل کر دیں۔ درآں حالیکہ آپ کی امت ان دروازوں کے سوا جنت کے دوسرے دروازوں میں بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہوگی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازوں کے دوپٹ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ہجر یا مکہ اور بصریٰ کے درمیان ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام مسلمان جمع کیے جائیں گے اور اس دن کیلئے خاص اہتمام کیا جائے گا، وہ کہیں گے کاش ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کرنے والا کوئی ہوتا اور وہ ہمیں اس جگہ کی سختیوں سے راحت بخشتا تو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے:

اے آدم علیہ السلام! آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کیلئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شے کے اسماء کا علم سکھایا اور آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ہم اس جگہ کی سختیوں سے راحت پائیں، وہ ان سے فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کیلئے نہیں ہوں اور وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے، جس کی وجہ سے وہ اپنے رب سے حیا کریں گے اور وہ کہیں گے: تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اول رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو روئے زمین کی طرف مبعوث فرمایا۔ پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنی اس لغزش کو یاد کریں گے جو بغیر علم کے انہوں نے رب سے سوال کیا تھا، اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے وہ فرمائیں گے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا ہے اور ان کو توریت عطا فرمائی ہے۔ تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور ان سے اس جان کا ذکر کریں گے جو بغیر نفس کے ہلاک کیا تھا، اس بنا پر اپنے رب سے حیا کریں گے۔ فرمائیں گے: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔

وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں لیکن تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ

غَفَرَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنْبِہٖ وَ مَا تَاَخَّرَ

''اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں کے گناہ اور آپ کے پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں۔''

تو میں اٹھوں گا اور مسلمانوں کی دو صفوں کے درمیان جاؤں گا یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اذن چاہوں گا، جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھایئے، کہئے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اور مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اس تحمید کے ساتھ حمد کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد میں دوبارہ بارگاہ رب میں حاضر ہوں گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا: اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے کہئے سنا جائے گا۔ مانگئے وہ عطا کیا جائے گا اور شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اس کے بعد تیسری مرتبہ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر مجھے چاہے سجدے میں رکھے گا۔ اس کے بعد فرمایا جائے گا: اے محمد ﷺ! سر اٹھایئے کہئے سنا جائے گا۔ مانگئے وہ عطا کیا جائے گا شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس تحمید کے ساتھ اس کی حمد کروں گا جس کی وہ مجھے تعلیم فرمائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

اسکے بعد میں چوتھی مرتبہ بارگاہ میں رب العزت میں حاضر ہوں گا اور میں عرض کروں گا اب وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن پاک نے روکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں جو کے دانے، برابر خیر ہے، اس کے بعد وہ جہنم سے نکالے جائیں گے جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں گندم برابر خیر ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے، جنہوں نے "لا الہ الا اللہ" کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر خیر ہے۔
﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کھڑا انتظار کر رہا ہوں گا کہ کب لوگ صراط سے گزرتے ہیں۔

اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یہ انبیاء کی جماعت ہے جو اے محمد ﷺ! آپ کے پاس آئی ہے وہ سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تمام امتوں کے درمیان سے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہے اس غم کو چھانٹ دے جس میں وہ لوگ مبتلا ہیں۔ تو لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ پسینہ میں دہانوں تک غرق ہوں گے، لیکن مومن کی حالت ایسی ہوگی جیسے زکام کی حالت ہوتی ہے اور کافروں کی حالت یہ ہوگی کہ ان کو موت ڈھانپے گی۔

اس وقت فرماؤں گا آپ انتظار کیجئے یہاں تک کہ میں فارغ ہوکر آؤں ، پھر نبی کریم ﷺ جائیں گے اور عرش کے نیچے قیام کریں گے اور آپ کو وہ تقرب حاصل ہوگا، جو نہ کسی برگزیدہ فرشتہ کو ملا اور نہ نبی ورسول کو۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا تم میرے محبوب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو آپ اپنا سر اٹھایئے مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور ننانوے میں سے ایک انسان کو نکالوں گا، اس طرح میں برابر اپنے رب کی بارگاہ میں آتا جاتا رہوں گا اور میں جہاں کھڑا ہوں گا، شفاعت ہی کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ اذن عطا فرمائے گا کہ اے محمد ﷺ! آپ اپنی امت کے ہر اس شخص کو جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس نے صرف ایک دن اخلاص کے ساتھ ”لا الہ الا اللہ“ کی شہادت دی ہو اور وہ اسی ایمان خالص پر مر گیا ہو نکال کے جنت میں داخل کر دیں۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کیلئے ایک دعا ہوتی تھی جس کو انہوں نے دنیا میں پورا کرالیا مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کیلئے اٹھا رکھا ہے اور میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کیلئے زمین شق ہوگی۔ یہ فخر نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ فخر یہ نہیں۔ آدم اور ان کے ماسوا تمام میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں۔ لوگوں پر قیامت کا دن طویل ہوگا۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچنا چاہیے وہ ابوالبشر ہیں تاکہ وہ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں، اور ہمارا فیصلہ کرائیں مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں تمہارے کام کا نہیں ہوں، میں جنت میں اپنی لغزش کی بنا پر باہر کیا گیا ہوں، آج کے دن اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے، لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ اور وہ اول الانبیاء ہیں۔

تو وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں کیونکہ میں نے اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو وہ ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

اے ابراہیم علیہ السلام! ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارا فیصلہ کرائیے مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں اور وہ اپنے تین کذبات کا ذکر فرمائیں گے اور فرمائیں گے: خدا کی قسم! میں نے ان کے ساتھ مجادلہ نہیں کیا، مگر دین خدا سے کہ ہم شدید اضطراب میں ہیں، ایک قول تو یہ کہ ”انی سقیم“ میں علیل ہوں دوسرا قول یہ کہ ”بل فعلہ کبیر ھم ھذا“ بلکہ یہ فعل ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے اور تیسرا قول جو اپنی بیوی کے بارے میں ہے جبکہ وہ بادشاہ ظالم کے پاس پہنچی تھیں کہ میں نے کہا: یہ میری بہن ہے۔ آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم لیکن تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس

جاؤ، وہ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت سے برگزیدہ فرمایا، اوران کو اپنے کلام سے نوازا ہے۔

تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت سے سرفراز کیا ہے اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں، میں نے ایک جان کو بغیر جان کے ہلاک کیا ہے، آج مجھے اپنے سوا کسی کی فکر نہیں ہے لیکن تم عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے، مگر وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں گے، لوگوں نے مجھے اللہ کے سوا معبود ٹھہرالیا تھا آج مجھے اپنے سوا کسی کا غم نہیں ہے اور سنو! جب سامان اپنی ہی صندوق میں محفوظ اور اس پر مہر لگی ہو تو بتاؤ کیا کوئی قدرت رکھتا ہے کہ صندوق کے بیچ میں ہاتھ ڈالے بغیر اس کی مہر توڑے؟ لوگ کہیں گے نہیں تو وہ فرمائیں گے بلاشبہ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بے شک آج وہ جلوہ افروز ہیں۔ بے شک انہیں کی وجہ سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخشے جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو وہ سب میرے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے:

یارسول اللہ ﷺ! اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرائیے اور میں فرماؤں گا کہ آؤ ”انا لھا“ میں ہی اس کام کیلئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہے گا اور جس سے راضی ہوگا اذن عطا فرمائے گا جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی خلق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائے گا تو منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد ﷺ! کہاں ہے ان کی امت تو تم ہی آخرین اور ہم ہی اولین ہیں، ہم آخرالامم ہیں اور ہم حساب کیے جانے والوں میں اول ہیں اور تمام امتیں ہمارے لیے ہمارا راستہ چھوڑیں گی اور ہم اس شان سے گزریں گے کہ وضو کے اثر سے ہمارے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے، تمام امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ ساری امت انبیاء ہوتی اور ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے اور میں دروازے کے زنجیر پکڑ کر دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا، کہا جائے گا: کون ہے؟

میں فرماؤں گا محمد ﷺ اور میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گا۔ وہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا اور میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ کسی نے مجھ سے پہلے ان محامد سے اس کی حمد نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی اس کے ساتھ اس کی حمد کریگا اور فرمایا جائے گا:

اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھائیے مانگئے وہ آپ کو دیا جائے گا۔ کہئے سنا جائے گا اور شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا:

اے میرے رب! میری امت، میری امت، میری امت! فرمایا جائے گا ہر اس شخص کو نکال لیجئے جن کے دل میں اتنا اتنا مثقال ایمان ہے۔ اس کے بعد دوبارہ حاضر ہوں گا اور سجدہ کر کے وہی عرض کروں گا جو پہلے کیا تھا۔ فرمایا جائے گا:

اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَ قُلْ یُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَشْفَعْ تُشَفَّعْ

میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اور پہلے طبقے سے کم ہے اسے نکال لیجئے۔ اس کے بعد میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور ویسا ہی عرض کروں گا۔ فرمایا جائے گا:

اِرْفَعْ رَاْسَکَ وَ قُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَشَفِّعْ تُشَفَّعْ

اور میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت! میری امت، میری امت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں پہلوں سے اتنے اتنے مثقال ایمان ہے اسے نکال لیجئے۔

﴿احمد، ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کیلئے تین سونے کے منبر ہوں گے اور وہ ان منبروں پر تشریف رکھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا اس پر نہ بیٹھوں گا اور میں اپنے رب کے حضور اس خوف سے کھڑا رہوں گا اور میرا رب مجھے تو جنت میں بھیج دے اور میری امت کا کوئی شخص باقی رہ جائے، تو میں عرض کروں گا:

اے رب! امتی، امتی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں آپ کی امت کے بارے میں کیا کروں؟ میں عرض کروں گا: اے رب! ان کا حساب جلد تر ہو، تو میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ مجھ کو ان مردوں کے نامہ اعمال دیئے جائیں گے جن کو اس نے جہنم کی طرف بھیجا ہوگا۔ مالک داروغہ جہنم عرض کرے گا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنے کی رحمت سے آپ کی امت کا ایک شخص بھی باقی نہیں رہنے دیا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام لوگ روز قیامت پنجوں کے بل چلیں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے دوڑے گی۔ وہ کہیں گے: اے فلاں! ہماری شفاعت کیجئے۔ اے فلاں! ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں تک کہ وہ شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ختم ہوگی تو وہ دن ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ آفتاب بہت نزدیک ہوگا یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا۔ اس دوران تمام لوگ فریاد وفغان کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے مگر وہ فرمائیں گے میں اس کا مجاز نہیں پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے: میں اس کا مجاز نہیں، آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اور آپ شفاعت کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور آپ چلیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازے کی زنجیر تھامیں گے تو اس دن اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر مبعوث فرمائے گا اور سارا مجمع آپ ہی کی تعریف وتوصیف کرتا ہوگا۔

﴿بخاری﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور کسی جان کو بات کرنے کی مجال نہ ہوگی، سب سے پہلے جس کو پکارا جائے گا وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ اور آپ کہیں گے:

لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَ الْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ وَ الشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ وَ لْمَھْدِیُ مَنْ ھَدَیْتَ وَ عَبْدُکَ بَیْنَ یَدَیْکَ وَ بِکَ وَ اِلَیْکَ لَا مَنْجاً مِنکَ اِلَّا اِلَیْکَ تَبَارَکْتُ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ

اور اس وقت آپ شفاعت کریں گے اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً ﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''قریب ہے کہ تمارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔''

﴿بزار، بیہقی البعث﴾

روزِ قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ روز قیامت آفتاب کو بیس سال کی گرمی دی جائے گی پھر وہ لوگوں کی کھوپڑیوں کے بہت قریب ہوگا حتی کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے قریب ہوگا اور لوگوں کو پسینہ آئے گا۔ یہاں تک کہ پسینہ ٹپک کر زمین میں قد کے برابر آجائے گا اور وہ بلند ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ غرغر کریں گے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حال ہوگا کہ لوگ غق غق کریں گے۔

جب وہ لوگ اپنے اس حال کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے کہیں گے: تم نہیں دیکھ رہے کہ کس حال میں ہو؟ چلو اپنے ابولاباء حضرت آدم علیہ السلام کے حضور میں آؤ اور اپنے رب کے حضور اپنی شفاعت کے طالب ہو۔ تو وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے باپ! آپ وہ ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں اپنی طرف سے روح پھونکی، اور اپنی جنت میں آپ کو ٹھہرایا، اٹھئے اور اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ بلاشبہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں، مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں پھر وہ لوگ کہیں گے بتائیے ہم کس کے پاس جائیں، فرمائیں گے: تم بندۂ شاکر کے پاس جاؤ۔

تو وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: یا نبی اللہ! آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بندہ شکر گزار بنایا اور آپ ملاحظہ فرمار ہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اب رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، مگر وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں۔ لوگ کہیں گے: بتائیے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے: تم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے خلیل اللہ علیہ السلام! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں تو وہ کہیں گے بتائیے اب ہم کس کے پاس جائیں؟ تو وہ فرمائیں گے: تم موسیٰ علیہ السلام

کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ ان کو سرفراز فرمایا۔

تو وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس کام کا نہیں ہوں، تو وہ کہیں گے بتایئے اب ہم کہاں جائیں؟ وہ فرمائیں گے: تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے پاس جاؤ تو وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

اے کلمۃ اللہ! اے روح اللہ علیہ السلام! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، مگر وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں ہو، وہ کہیں گے: پھر بتایئے ہم کس کے پاس جائیں وہ فرمائیں گے: تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں آج فتح شفاعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں وہی آج کے دن امن دینے والے اور ستودہ صفات تشریف فرما ہیں، وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے:

یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی وہ مقدس ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فتح باب شفاعت آپ کے سپرد فرمایا ہے اور آپ کی وجہ سے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کیے ہیں اور آج کے دن آپ ہی امن عطا کرنے والے تشریف فرما ہیں اور آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ فرمائیں گے:

کہ میں ہی تمہارا مددگار، باب شفاعت کا مالک ہوں، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجمع کو چیرتے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچیں گے اور دروازے کی زنجیر پکڑ کر جو کہ سونے کی ہوگی دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ کہا جائے گا: آپ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، تو آپ کیلئے دروازہ کھل جائے گا۔ یہاں تک کہ رب العزت کے حضور قیام فرمائیں گے اور سجدے میں اذن طلب کریں گے اور آپ کو اذن دیا جائے گا پھر سجدہ کریں گے اس وقت ندا فرمائی جائے گی:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو وہ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے، شفاعت قبول کی جائے گی۔ دعا کیجئے قبول ہوگی، پھر آپ اپنا سر اٹھائیں گے اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ امتی امتی عرض کریں گے اور ہر اس شخص کی جس کے دل میں رائی کے دانے یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا شفاعت کریں گے تو یہ ہے وہ مقام محمود۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابن ابی عاصم السنۃ﴾

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرمائے گا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا تو مسلمان کہیں گے ہمارا رب ہمارے مابین فیصلہ کر کے تو فارغ ہو گیا ہے اب کون ہے جو ہماری شفاعت ہمارے رب کے حضور کرے۔

اور وہ لوگ کہیں گے: آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے ان

سے کلام کیا ہے تو وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: ہمارے رب نے ہمارا فیصلہ کر دیا اور وہ حکم سے فارغ ہو گیا ہے، اب آپ اٹھئے اور ہمارے رب سے شفاعت کیجئے وہ فرمائیں گے: تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

تو وہ سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے، پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے، پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو فرمائیں گے اور وہ حضرتت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ میرے پاس حاضر ہونے کو فرمائیں گے۔

چنانچہ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا کہ میں اس کے حضور کھڑا ہوں اور میرے جلوس کی جگہ سے ایسی خوشبو مہکے گی کہ کسی نے کبھی ایسی نہ سونگھی ہوگی۔ یہاں تک کہ میں رب تعالیٰ کے حضور پہنچوں گا اور وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے میرے پاؤں کے ناخنوں تک میرے لیے نور ہی نور ہوگا۔

﴿طبرانی الکبیر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے حضور برابر شفاعت کرتا رہوں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! ہر اس شخص کیلئے جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا ہے، میری شفاعت قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ کام نہ آپ کا ہے اور نہ کسی اور کا۔ قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی اپنی رحمت سے کسی "لا الہ الا اللہ" کہنے والے کو جہنم میں باقی نہ رکھوں گا۔

﴿ابن بی عاصم السنۃ﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کسی نبی و رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے مجھ سے وہ دعا مانگی جسے میں نے انہیں خاص طور پر دی تھی تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی مجھ سے مانگئے میں آپکو وہ عطا فرماؤں گا مگر میں نے عرض کیا: میری دعا روز قیامت اپنی امت کیلئے شفاعت کرنا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شفاعت کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کہوں گا: اے میرے رب! میری وہ شفاعت جسے میں نے تیرے حضور محفوظ کیا ہے۔ رب العزت فرمائے گا: ہاں! میرے پاس محفوظ ہے تو اللہ تعالیٰ میری بقیہ تمام امت کو جہنم سے نکالے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اپنی آدھی امت کو جنت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے امت کیلئے شفاعت کو اختیار کیا ہے اور میں جانتا

ہوں کہ امت کیلئے شفاعت زیادہ وسیع ہے اور وہ شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے بغیر فوت ہوا ہو۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں دوزخ کے معائنہ کیلئے جاؤں گا اور اس کے دروازے پر دستک دوں گا اور میرے لیے وہ کھولا جائے گا اور میں اس کے اندر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد ایسی کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نہ کی ہوگی اور نہ کوئی میرے بعد کرے گا۔ اس کے بعد میں دوزخ سے ہر اس آدمی کو نکالوں گا جس نے اخلاص کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہا ہوگا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں چار چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ ہم سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئیں۔ میں نے اپنے رب سے پانچ چیزوں کا سوال کیا۔ اس نے مجھے بھی عطا فرما دی، وہ پانچویں چیز کیا ہی اچھی چیز ہے: (۱) ہر نبی اپنی اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا وہ اپنی قوم سے تجاوز نہیں کرتا تھا، مگر مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا۔ (۲) اور یہ کہ ہمارا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے ہم سے خوف کھاتا ہے۔ (۳) اور یہ کہ تمام زمین ہمارے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۴) اور یہ کہ ہمارے لیے غنیمت حلال کی گئی، اور ہم سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ ہوئی۔ (۵) اور یہ کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ میری امت کا کوئی بندہ جو اس کی توحید کا اقراری ہو اس سے نہ ملے گا مگر یہ کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں: (۱) مجھے سرخ وسیاہ (عرب وعجم) کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (۲) ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) میرے لیے تمام زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (۵) اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ کیونکہ ہر نبی نے شفاعت کو مقدم رکھا ہے۔ (یعنی دنیا میں اس نے مانگ لی ہے) مگر میں نے اپنی شفاعت کو موخر کیا ہے وہ شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو میری امت میں اس حال میں فوت ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہ ہوئی پھر راوی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مانند حدیث بیان کی۔

مگر انہوں نے پانچویں چیز میں کہا کہ مجھ سے فرمایا جائے گا: سوال کیجئے وہ آپ کو عطا ہوگا تو میں نے اپنی دعا کو جو روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کیلئے ہوگی اٹھا رکھا ہے، تو انشاء اللہ میری وہ دعا ہر اس شخص کو پہنچے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت میرے بعد جس چیز سے دوچار ہوگی وہ ایک دوسرے کا خون بہانا ہے اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہیں تو میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ روز قیامت مجھے شفاعت کا ان کے درمیان والی بنا دے تو اس نے قبول فرمایا۔

﴿احمد، طبرانی اوسط، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کہ

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

﴿سورۂ ابراہیم﴾

ترجمہ: ''تو جس نے میرا ساتھ دیا تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کہ:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

﴿سورۂ المائدہ﴾

ترجمہ: ''اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب وحکمت والا۔''

کو تلاوت کر کے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کہ کہ ''امتی، امتی'' اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ روئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میرے حبیب کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے۔

﴿مسلم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی: (۱) مجھے سرخ و سیاہ کی طرف بھیجا گیا، بلاشبہ ہر نبی اپنی قوم کی طرف ہی بھیجے گئے تھے۔ (۲) اور ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ (۳) اور میرے لیے غنیمت کھانے کو حلال کیا گیا، حالانکہ مجھ سے پہلے کوئی اسے نہیں کھاتا تھا۔ (۴) اور میرے لیے تمام زمین پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی اور کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اسے ایک دعا دی گئی اور اس نے اس کے مانگنے میں عجلت کی مگر میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کیلئے موخر کیا ہے اور وہ دعا انشاء اللہ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

﴿بزار، طبرانی اوسط﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛ میں نے

انسانی بچوں کے کھیل کود کے بارے میں اپنے رب سے سوال کیا کہ ان کو عذاب نہ دیا جائے تو وہ مجھے عطا فرمایا گیا۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا؛ وہ خوردسال (چھوٹے) بچے ہیں، اس لیے کہ ان کے اعمال مثلاً کھیل کود وغیرہ بغیر قصد وارادہ کے ہوتے ہیں۔

﴿ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں امام النبیین، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا صاحب ہوں گا یہ فخر یہ نہیں ہے۔

﴿احمد، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں، میں نے اسے واپس کر کے عرض کیا: اے رب میری امت پر آسانی فرما تو وہ دوبارہ آیا کہ میں دو حرف پر قرآن پڑھوں، میں نے عرض کیا: اے رب! میری امت پر آسانی فرما، تو وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آئے تو میں سات حرفوں پر قرآن پڑھو اور آپ کیلئے ہر پھیرے کے عوض جسے میں نے پھیرا ایک سوال کی اجازت دیتا ہوں جسے آپ مجھ سے مانگیں۔ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور دوسری اور تیسری قیامت کے دن کیلئے اٹھا رکھی ہے جس دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہوگی حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں روز قیامت سید الناس ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے نہ ہو اور وہ کشادگی کا انتظار کریں گے میرے ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ میں چلوں گا میرے ساتھ لوگ چلیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا، پوچھا جائے گا کون ہے؟

میں کہوں گا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے گا آپ کا آنا مبارک ہو اور جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور رحمت الٰہی سے حصہ حاصل کروں گا۔

﴿حاکم، بیہقی کتاب الرؤیۃ﴾

روایت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، آپ کو کیا عطا ہوا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اولاد آدم روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی، اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے دروازے کو کھلواؤں گا۔

﴿ابونعیم، ابن عساکر﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قائد المرسلین ہوں، یہ فخر یہ نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں، یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخر یہ نہیں۔

﴿تاریخ بخاری، طبرانی اوسط، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کچھ اصحاب نبی بیٹھے حضور نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے تذکرہ کر رہے تھے کہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل اللہ بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور تیسرے نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام اس کے کلمہ اور اس کے روح ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صفی فرمایا۔ اسی دوران حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا: میں نے تمہاری باتیں سنی ہیں، بے شک ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں، وہ اسی لائق تھے اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ اسی کے لائق تھے اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا، وہ اسی کے لائق تھے اور میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخر یہ نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلواؤں گا اور یہ فخر یہ نہیں اور اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے فقراء مؤمنین ہوں گے۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں اکرم الاولین والآخرین ہوں، اللہ تعالیٰ کی جناب میں اور یہ فخر یہ نہیں بلکہ اظہار واقعہ ہے۔

﴿دارمی، ترمذی، ابو نعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے جن وانس اور سرخ سیاہ بھیجا گیا ہے اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا جو دیگر نبیوں کیلئے حلال نہ تھیں اور میرے لیے تمام زمین مسجد اور طہور بنائی گئی اور میرے مقابل ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے مدد کی گئی، اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں جو کہ عرش کے خزانوں میں سے تھیں اور مجھے ان کے ساتھ مخصوص کیا گیا اور انبیاء کو نہیں۔

اور مجھے توریت کی جگہ ''مثانی'' اور انجیل کی جگہ ''مئین'' اور زبور کی جگہ ''حٰمٓ'' دی گئیں اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی اور مجھ سے زمین شق ہوگی اور میں دنیا و آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی اور میری امت سے زمین شق ہوگی یہ فخر یہ نہیں۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں یہ فخر یہ نہیں۔ روز قیامت جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی یہ فخر یہ نہیں۔ اور میں ہی باب شفاعت کو کھولوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں جنت کی طرف سابق الخلق ہوں گا۔ یہ فخر یہ نہیں اور میں امام ہوں گا اور میری امت میرے نقش قدم پر ہوگی۔

﴿ابو نعیم﴾

نبی کریم ﷺ سے نسبت قیامت میں بھی قائم رہے گی:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت کہ روز قیامت تمام سبب ونسب منقطع ہو جائیں گے صرف حضور نبی کریم ﷺ ہی کا سبب ونسب باقی اور قائم رہے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میرے سبب ونسب کے سوا ہر سبب ونسب منقطع ہے لہٰذا ان سے حدیث کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا کہ روز قیامت آپ کی امت آپ کی طرف منسوب ہوگی اور تمام نبیوں کی امتیں ان کی طرف منسوب نہ ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ اس دن آپ کے ساتھ جو نسبت کی جائے گی اس سے مخلوق کو نفع پہنچے گا اور کوئی نسبت نفع نہ دے گی۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ سب سے پہلے پلصراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے درِ جنت پر دستک دیں گے

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی پل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے آپ ہی باب جنت پر دستک دیں گے اور سب سے پہلے آپ ہی اس میں داخل ہوں گے اور آپ کے بعد آپ کی صاحبزادی اور یہ کہ ان کے سر مبارک کے ہر بال اور ان کے چہرے سے نور تاباں ہوگا اور اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نگاہیں بند کر لیں تا کہ آپ کی صاحبزادی صراط سے گزر جائیں توریت وانجیل میں آپ کے ذکر کے باب میں نور کی حدیث گزر چکی ہے اور اس ضمن میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم کے اوپر پل نصب کیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اسے عبور کروں گا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا: اے اہل محشر! اپنی نگاہوں کو بند کر لو تا کہ سیدہ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ گزر جائیں تو وہ دو سبز چادریں اوڑھے گزریں گی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی پس پردہ سے ندا کرے گا کہ اپنی نگاہیں بند کر لو اور اپنے سروں کو جھکا لو کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد مصطفیٰ ﷺ جنت کی طرف صراط سے گزریں گی۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے میں ہی جنت کے دروازے پر دستک دوں گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا۔ خازنِ جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں فرماؤں گا: محمد ﷺ تو وہ کہے گا: مجھے آپ ہی کیلئے حکم دیا گیا کہ میں آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت سب سے پہلا شخص میں ہوں گا کہ مجھ سے زمین شق ہوگی اور یہ فخریہ نہیں ہے اور مجھے لواء الحمد دیا جائے گا، یہ فخریہ نہیں ہے اور میں روز قیامت سید الناس ہوں گا یہ فخریہ نہیں ہے اور روز قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ یہ فخریہ نہیں ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

بسند حسن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت انبیاء پر حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں، اور جنت تمام امتوں پر حرام کر دی گئی ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ یہ فخریہ نہیں اور جنت میں سب سے پہلے میرے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوں گی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں مریم علیہا السلام کی ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو کوثر عطا فرمایا گیا:

آپ ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کوثر و وسیلہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور یہ کہ آپ کے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں اور یہ کہ آپ کا منبر جنت میں بلند ترین جگہ پر ہوگا اور آپ کی قبر انور اور آپ کے منبر کے درمیان باغ جنت میں سے ایک باغ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ

ترجمہ: ”ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے بکثرت خصائص سے نوازا گیا ہے جن کو میں فخر سے نہیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میرے اگلوں اور میرے پچھلوں کے گناہ بخشے ہیں اور میری امت کو خیر الامم بنایا ہے اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور مجھے حوض کوثر دیا گیا، جس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو وہی کلمات

کہو جو موذن کہتا ہے اس کے بعد مجھ پر درود بھیجو، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے وسیلہ سے مانگو کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے۔ جو کسی کیلئے سزاوار نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کیلئے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے وسیلہ سے دعا کرے گا، اس پر میری شفاعت حلال ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ روز قیامت جنات نعیم کے اس اعلیٰ غرفہ میں مجھے رفعت عطا فرمائے گا جس کے اوپر جملۃ العرش کے سوا کچھ نہیں ہے۔

﴿دارمی کتاب الرد علی الجہمیہ﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے منبر کے پائے جنت کی زمین میں نصب ہیں۔

﴿بیہقی﴾

(اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ابو واقدی لیثی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ منبر جنت کی بلند جگہوں میں سے ایک جگہ ہے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دنیا میں آخر اور آخرت میں اول ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کی امت دنیا میں تو آخر ہے اور روز قیامت اول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے فرمائے گا اور یہ امت موقف میں بلند پشتہ پر ہوگی اور امت اس حال میں آئے گی کہ آثار وضو چمکتے دمکتے ہوں گے اور دنیا و برزخ میں ان کی سزا میں عجلت کی جائے گی تا کہ قیامت کے دن یہ پاک صاف ہو کر آئیں۔ یہ امت اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور اس سے جب نکلیں گی تو بغیرہ گناہ کے ہوں گے۔ ان کے گناہ مومنوں کے استغفار کے سبب نابود کر دیئے جائیں گے، ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے، ان کی ذریت اور ان کا نور ان کے آگے دوڑتا ہوگا اور اس امت کے لوگوں کی پیشانیوں پر سجدوں کا نشان ہوگا اور ان کے لئے انبیاء کی مانند دو نور ہوں گے اور وہ لوگ میزان میں تمام سے وزنی ہوں گے اور ان کیلئے وہ ہوگا جو انہوں نے خود سعی کی اور وہ جو ان کیلئے سعی کی گئی بخلاف تمام امتوں کے۔

نور کی حدیث تو توریت و انجیل میں آپ کے تذکرہ کے باب میں پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہم لوگ دنیا والوں میں آخر ہیں اور روز قیامت ہم لوگ اول ہیں تمام مخلوق سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ

تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ایک امت اور ایک ایک نبی کر کے اٹھائے گا۔ یہاں تک کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت موقف میں آخری ہوگی، اس کے بعد جہنم پر پل صراط نصب کیا جائے گا۔ اس کے بعد منادی پکارے گا: کہاں ہیں احمد ﷺ اور ان کی امت؟

یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کی امت، خواہ وہ نیک ہو یا گنہگار چلے گی اور وہ صراط کو تھام لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کی آنکھیں چوپٹ کر دے گا تو وہ صراط کے داہنے اور بائیں جہنم میں گر پڑیں گے اور نبی کریم ﷺ اور تمام صالحین گزر جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ فرشتے ہوں گے جو جنت میں ان کو ان کی منازل میں ٹھہرائیں گے، جو آپ کی داہنی جانب اور بائیں جانب ہوں گے حتیٰ کہ ان کا سلسلہ آپ کے رب تک منتہی ہو جائے گا اور حضور نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی داہنی جانب کرسی رکھی جائے گی، اس کے بعد منادی پکارے گا: کہاں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت آخر حدیث تک۔

﴿حاکم﴾

یوم قیامت میں اور میری امت سب سے اونچے پشتہ پر ہوگی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اور میری امت تمام لوگوں سے اونچے پشتہ پر ہوگی، لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو یہ تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

﴿ابن جریر، ابن مردویہ﴾

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت تمام لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں اور میری امت ایک بلند چوٹی پر ہوں گی اور اللہ تعالیٰ مجھے سبز حلہ پہنائے گا، اس کے بعد مجھے اذن دیا جائے گا تو جو خدا مجھ سے کہلوانا چاہے گا میں کہوں گا: یہی وہ مقام ہے جس کا نام مقام محمود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کو روز قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایلہ سے عدن سے زیادہ بعید ہے۔ میں لوگوں کو اس طرح سے اس طرح ہٹاؤں گا جس طرح کہ آدمی، راہ گزر کے اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹاتا اور دور کرتا ہے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ہمیں پہنچان لیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ تم لوگ میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ تمہارے اعضا اثر وضو سے چمکتے دمکتے ہوں گے، تمہاری یہ نشانی ایسی ہوگی کہ تمہارے سوا کسی اور میں نہ ہوگی۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت سب سے پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی سب سے پہلے سجدے سے اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے سامنے کی طرف نظر کروں گا اور تمام امتوں کے درمیان اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اپنے پیچھے بھی اسی طرح پہچان لوں گا اور اپنے داہنے اور بائیں جانب بھی اسی طرح پہچان لوں گا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان جو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک ہوگی، کس طرح پہچان لیں گے؟ فرمایا: آثار وضو سے ان کے اعضا چمکتے دمکتے ہوں گے، ان کے سوا کسی امت میں یہ بات نہ ہوگی اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور میں اس طرح پہچان لوں گا کہ ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہوگی۔

﴿احمد، بزار﴾

بسند صحیح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اپنی امت کو تمام امتوں کے درمیان ضرور پہچان لوں گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے؟

فرمایا: میں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور سجدوں کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان ہوگا اور اس طرح پہچانوں گا ان کے نور ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔

﴿احمد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت! امت مرحومہ ہے، اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر اپنی قبروں سے نکلے گی تو ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا، ان کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کر دیں گے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت کسی سے حساب نہ لیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا۔ مسلمان اپنی قبر میں اپنے اعمال کو دیکھے گا۔

﴿احمد﴾

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مومن کا حساب قبر میں ہی ہو جائے گا تاکہ کل میدان حشر میں اسے آسانی ہو اور قبر میں ہی اسے پاک وصاف کر دیا جائے گا تاکہ قبر سے نکلے تو اس کا بدلہ چکا دیا گیا ہو۔

حضرت عبداللہ بن یزید ابن انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: بے شک اس امت کا عذاب اس کی دنیا میں ہی کر دیا گیا ہے۔

﴿طبرانی اوسط، حاکم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ امت مرحومہ ہے ان پر عذاب نہیں ہے مگر یہ کہ خود اپنے اعمال کے بدلے عذاب میں ڈالے جائیں۔

﴿ابویعلی، طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ امت مرحومہ ہے اس کا عذاب اپنے ہاتھوں کے سبب ہے، تو جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان مرد کو ایک مشرک دیا جائے گا کہ یہ مرد مشرک جہنم سے بچنے کیلئے تیرا فدیہ ہے۔

﴿ابن ماجہ، بیہقی البعث﴾

حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ امت محمد یہ میزان میں تمام لوگوں سے وزنی ہوگی، ان کی زبانیں ایسے کلمہ کے ساتھ فرمانبردار ہوئی ہیں جو کہ ان سے پہلے لوگوں پر بھاری تھا: وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" ہے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: "اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔"

کی تفسیر میں روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے صحیفوں میں ان کی امتوں کیلئے تھا، لیکن اس امت کے بارے میں ہے کہ اس کیلئے وہ ہے جو اس نے عمل کیا، اور وہ جو اس کیلئے عمل کیا گیا۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت ہر ایک سے پہلے جنت میں داخل ہوگی اور اس امت کی خطاؤں کو بھی معاف کر دیا جائے گا اور یہ امت تمام امتوں سے پہلے ہے، جن سے زمین شق ہوگی، پہلی اور تیسری حدیث قریب میں پہلے گزر چکی ہے اور تیسری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسرار میں گزر چکی ہے۔

ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہونگے:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار تو بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ تعداد آپ کے سوا کسی نبی کی امت کیلئے ثابت نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا: مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئی ہیں، کوئی نبی تو میرے سامنے سے اس طرح گزرے کہ ان کے ساتھ صرف ایک آدمی تھا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو آدمی تھے اور کوئی نبی اس طرح کہ ان کے ساتھ ایک بھی امتی نہ تھا اور کوئی نبی اس حال میں گزرے کہ ان کے ساتھ جم غفیر تھا۔

جب میں نے اس مجمع کثیر دیکھا تو خواہش کی کہ یہ میری امت ہو، مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر کہا گیا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں نے اتنا عظیم مجمع

دیکھا کہ اس نے افق کو گھیر رکھا تھا، مجھ سے کہا گیا: ادھر دیکھئے اور ادھر دیکھئے تو میں نے بڑا عظیم مجمع دیکھا اس وقت مجھ سے کہا کہ یہ سب آپ کی امت ہے اور ان میں ساٹھ ستر ہزار امتی ایسے ہیں جو بے حساب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھ سے میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور نہ ان پر عذاب ہوگا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے اور ان ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ میرے رب کی جانب سے تین حیثیتیں ہوں گی۔

﴿ترمذی﴾

حضرت عمر بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار افراد ایسے ہوں گے جن پر کوئی حساب نہ ہوگا اور وہ جنت میں داخل کیے جائیں گے، میں نے اپنے رب سے مزید اضافے کا سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا کہ ستر ہزار میں ہر فرد کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! کیا میری امت اس تعداد تک پہنچ گی؟ فرمایا: یہ تعداد تو میں آپ کیلئے اہل عرب میں سے ہی مکمل کر دوں گا۔ اس سے پہلے توریت و انجیل میں آپ کے تذکرے کے باب میں غلتان بن عاصم کی حدیث اندر گزر چکی ہے کہ یہ خصوصیت توریت میں آپ کے صفات میں مذکور ہے۔

﴿طبرانی، بیہقی ''البعث''﴾

یوم قیامت امت محمدیہ انبیاء کی گواہی دے گی:

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو عادل حکام کے مرتبہ میں رکھا ہے اور وہ تمام لوگوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے رسولوں نے ان کو تبلیغ رسالت کی ہے۔ یہ آپ کی ایسی خصوصیت ہے کہ کسی نبی کیلئے ثابت نہیں ہے۔ انتھی

✿ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّ سَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: ''اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ فرمائیں گے:

ہاں میں نے تبلیغ رسالت کی، پھران کی امت بلائی جائے گی اوران سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں تبلیغ رسالت ہوئی اس پروہ جواب دیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا یا نہ کوئی نبی آیا، پھرحضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا جائے گا کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اوران کی امت، تو اس معنی میں اللہ کا یہ ارشاد:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّ سَطًا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وسط'' سے مراد عدل ہے تو تم بلائے جاؤ گے اور تبلیغ رسالت پر ان کی گواہی دو گے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔

﴿بخاری، ترمذی، نسائی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روز قیامت کوئی نبی اس حال میں آئیں گے کہ ان کے ساتھ ایک امتی ہوگا اور کوئی نبی اس حال میں کہ ان کے ساتھ دو امتی مرد یا اس کے کچھ زیادہ ہوں گے اوران سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم کو تبلیغ رسالت ہوئی؟ اور وہ کہیں گے: ہاں ہوئی، پھران کی قوم بلائی جائے گی اوران سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں احکام پہنچے وہ جواب دیں گے: نہیں۔ اس وقت انبیاء سے فرمایا جائے گا کون ہے جو تمہاری گواہی دے کہ تم نے تبلیغ رسالت کی؟ تو وہ کہیں گے: امت محمدیہ ہے۔ پھرامت محمدیہ کو بلایا جائے گا اور وہ گواہی دے گی کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی پھرامت محمدیہ سے کہا جائے گا کہ تم نے کیسے جانا کہ انہوں نے تبلیغ رسالت فرمائی؟ وہ عرض کرے گی ہمارے پاس ہمارا نبی ایک کتاب لایا اوراس کتاب نے ہمیں خبر دی۔ ہے کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی ہے اور ہم نے اسکی تصدیق کی ہے۔ فرمایا: جائے گا تم نے سچ کہا، تو اسی مفہوم میں یہ آیت کریمہ ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّ سَطًا

فرمایا وسط سے عدل مراد ہے۔

﴿احمد، نسائی، بیہقی﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت پر جہنم کی گرمی ایسی ہی ہوگی جیسے حمام کی گرمی۔

﴿طبرانی اوسط﴾

ان خصائص کا ذکر جنکے ساتھ آپ اپنی امت کے ذریعہ سے مختص ہیں

فقہائے امت نے اس نوع کو اپنی تصانیف میں مستقلاً ذکر کیا ہے لیکن ہمارے اصحاب شوافع نے اپنی فقہ کی کتابوں میں باب النکاح کے ضمن میں ذکر کیا ہے مگر انہوں نے تمام وکمال ذکر نہیں کیا، اب میں انشاء اللہ اس جگہ ایسا تمام وکمال بیان کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جس پر اضافہ ممکن نہ ہوگا۔

واضح رہنا چاہیے کہ میں ہر بات کو بیان کروں گا جسے کسی عالم نے کہا ہو اور وہ حضور نبی کریم ﷺ

کے خصائص میں سے ہو، خواہ ہمارے اصحاب نے کہا ہو یا نہیں، خواہ صحیح کہا ہو یا نہیں؟

کیونکہ ایسے اقوال کا جمع کرنا ان لوگوں کا طریقہ ہے جو علماء کے کلام تتبع (تلاش) کرنے والے ہوتے ہیں اور استیعاب اقوال کرتے ہیں، اگرچہ وہ جاہل لوگ جو فہم کلام سے قاصر ہوتے ہیں جب اس قسم کے کلام کو دیکھتے ہیں تو اس کے مورد پر انکار میں جلد بازی کر جاتے ہیں۔

قسم در واجبات:

ان واجبات کے ساتھ آپ ﷺ کے مخصوص ہونے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تقرب و درجات میں اضافہ ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ میرے حضور کی طرف تقریب چاہنے والے حضرات جس چیز کو میں نے فرض کیا ہے اس کی ادائیگی کی مانند کسی اور چیز سے میرا تقرب ہرگز تلاش نہیں کریں گے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر نوافل کے ثواب کے برابر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ نماز تہجد (رات کی نماز) وتر، فجر، نماز چاشت، مسواک اور قربانی آپ پر واجب تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ ﴿سورۂ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ''تو نماز تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کیلئے نماز تہجد فرض تھی مگر تمہارے لیے فضیلت ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے سنت وتر، مسواک اور نماز تہجد۔

﴿طبرانی اوسط، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے وہ نفل ہیں:

(۱) قربانی، (۲) وتر، (۳) چاشت کی دو رکعتیں۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے تطوع ہیں: قربانی (یا سحری) وتر اور فجر کی دو رکعتیں۔

﴿دار قطنی، حاکم﴾

ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے فجر کی دو رکعتوں اور وتر کا حکم دیا گیا ہے اور تمہارے ذمہ چاشت کی نماز نہیں ہے۔

﴿احمد، بزار﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مجھے چاشت کی دو رکعتوں کا حکم دیا گیا ہے اور

تمہارے لیے ان کا حکم نہیں ہے اور مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے اور وہ تم پر فرض نہیں کی گئی ہے۔

﴿احمد، مسند عبید﴾

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یہ ہے کہ قربانی مجھ پر فرض کی گئی اور تم پر یہ فرض نہیں کی گئی۔

تیسری سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ تین چیزیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں اور وہ تمہارے لیے نفل ہیں: (۱) وتر، (۲) فجر کی دو رکعتیں، (۳) چاشت کی دو رکعتیں۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کیلئے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ طاہر ہوں یا غیر طاہر اور جب آپ پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ سے حدث کے سوا وضو کرنے کا حکم اٹھا لیا گیا۔

﴿ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی﴾

فائدہ:

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر وتر پڑھے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اگر آپ پر یہ واجب ہوتا تو سواری پر یہ فعل جائز نہیں ہوتا۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ یہ واجب جو کہ آپ کے ساتھ خاص تھا وہ سواری پر صرف آپ کے ساتھ ہی خاص تھا۔

فائدہ:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور اشراق کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور چاشت کی نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے اور ظہر سے پہلے نماز پڑھی ہے مگر وہ تم پر واجب نہیں ہے، یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ وہ نماز جو زوال کے وقت پڑھتے تھے وہ آپ پر واجب تھی اور آپ کے خصائص میں سے تھی۔

﴿بیہقی﴾

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں اس سند کے ساتھ جس میں نوح ابن مریم ہے اور وہ وضاع حدیث میں ۔ ے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مجھ پر وتر فرض ہے اور وہ تمہارے لیے نفل ہے اور قربانی مجھ پر فرض ہے اور وہ تمہارے لیے نفل ہے اور جمعہ کے دن غسل مجھ پر فرض ہے اور تمہارے لیے نفل ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مشورہ واجب کر دیا گیا تھا:

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: ”اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (سورۂ آل عمران) نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں مشورہ سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے اسے رحمت قرار دیا ہے۔

﴿ابن عدی، بیہقی الشعب﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ مدارات کا حکم دیا ہے، جس طرح کہ مجھے اقامت فرائض کا حکم دیا ہے۔

﴿حکیم ترمذی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے مشورہ فرمانے سے زیادہ ہو۔

﴿ابن ابی حاتم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو اپنا قائم مقام بناتا تو ضرور ابن ام عبد رضی اللہ عنہ کو میں خلیفہ بناتا۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے فرمایا اگر تم دونوں کسی مشورے میں ہم خیال ہو گئے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔

﴿احمد﴾

حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سوال اللہ تعالیٰ سے دو باتوں میں اشارۃً عرض کیا۔ آپ نے میری وہ دونوں باتیں قبول فرمائیں۔ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں گیا تو لشکر اسلام نے پانی کے پیچھے پڑاؤ کیا۔

اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اس جگہ وحی سے قیام فرمایا ہے یا اپنی رائے سے فرمایا اے حباب! اپنی رائے سے قیام کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آپ چشمہ کو اپنے عقب میں لیجئے اگر ہم مضطر ہوئے تو پانی کی طرف مضطر ہوں گے۔ تو نبی کریم ﷺ نے میری عرض کو قبول فرمایا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ دو باتوں میں سے آپ کو جو بات زیادہ محبوب ہو اختیار فرمائیں۔ کیا آپ دنیا میں اپنے اصحاب کے ساتھ رہنا پسند فرماتے ہیں یا اپنے رب کی طرف اس مقام میں جو جناب نعیم سے ہے جن کا آپ سے وعدہ فرمایا گیا ہے جانا پسند فرماتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے اس میں مشورہ فرمایا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نے آپ کا ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ اور آپ کا ہمارے دشمنوں کے عیوب کی خبریں دیتے رہنا اور اللہ تعالیٰ سے ان پر ہماری نصرت کے لیے دعا فرماتے رہنا اور آسمانی خبروں کو ہمیں پہنچاتے رہنا زیادہ پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب رضی اللہ عنہ کیا بات ہے کہ تم نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اسی کو اختیار فرمائیں جو آپ کا رب

آپ کے لیے پسند فرمائے تو نبی کریم ﷺ نے میری عرض کو شرف قبول بخشا۔

﴿حاکم﴾

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ہم لوگ اہل حرب ہیں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ چشموں کو عبور کر جائیں۔ مگر ایک چشمہ کو چھوڑ دیں۔ اس پر ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے قریظہ اور نضیر کے دن صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ محلات کے درمیان قیام فرمائیں اور ان لوگوں کی خبریں ان سے منقطع فرمادیں تو رسول اللہ ﷺ نے حباب رضی اللہ عنہ کی رائے کو قبول فرمایا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبدالحمید بن ابی عبس بن ابی عبس رضی اللہ عنہ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کون ہے وہ جو ابن الاشرف پر میری مدد کرے؟ چونکہ ابن الاشرف نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے قتل کردوں؟

کچھ دیر خاموش رہ کر فرمایا تم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے مشورہ لو۔ پس میں ان کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے سن کر فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی مدد سے کام انجام تک پہنچادو۔

﴿حاکم﴾

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جن امور میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے ان میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ حضور صرف انہیں باتوں میں فرمایا کرتے تھے جو حرب اور دشمن کی ایذا رسانی کے سلسلے میں ہوتی تھیں اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ دنیا اور دین کی باتوں میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ آپ امور دین میں اس لیے مشورہ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں احکام کی علتوں اور اجتہاد کے طریقوں پر آگاہی ہو۔

نبی کریم ﷺ کو دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا:

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر دشمنوں پر صبر کرنا واجب تھا۔ اگر چہ ان کی تعداد زیادہ ہی ہو۔ اور یہ کہ منکر (برائی) کو بدلنا آپ پر واجب تھا۔ اور کسی خوف سے اسے ساقط کرنا جائز نہ تھا۔ بخلاف آپ کے سوا ان دونوں باتوں میں کسی امتی کے۔

یہ دونوں وجوب اس بنا پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حفظ وعصمت کا وعدہ آپ سے فرمایا ہے۔ دشمن آپ تک کسی حال میں برے ارادہ سے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مسلمان قرض دار فوت ہو جائے اور وہ تنگدست ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی آپ پر واجب تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مال چھوڑا تو وہ مال چھوڑا تو وہ مال اس کے اہل کے لیے ہے۔ اور جس نے قرض یا زمین چھوڑی تو وہ مجھ پر واجب ہے۔ اور زمین میری طرف منتقل ہوگی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس شخص کی میت لائی جاتی تھی جس پر قرض ہوتا تھا۔ آپ دریافت فرماتے کیا اس نے ادائے قرض کے لیے کوئی مال چھوڑا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرماتے کہ تم اپنے رفیق کی نماز جنازہ پڑھ لو اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کا سلسلہ جاری کر دیا تو کھڑے ہو کر فرماتے میں مسلمانوں کی اپنی جانوں سے زیادہ اولیٰ واحق ہوں۔ تو جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس نے قرض چھوڑا ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ پر اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا:

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دینا واجب تھا۔ اور اپنی اختیار کردہ ازواج کو روک کر رکھنا اور ان کے طلاق کی تحریم واجب تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کے گرد آپ کی ازواج بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی بات ضرور کروں گا ممکن ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تبسم فرمائیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کاش کہ آپ ملاحظہ فرماتے کہ زید کی بیٹی کمر کی بیوی نے مجھ سے ابھی نفقہ مانگا تھا مگر میں نے اس کی گردن دبوچ لی تھی۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ یہ ازواج بھی جو میرے گرد ہیں مجھ سے نفقہ مانگتی ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور دونوں نے کہا کہ تم نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو فی الحال آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اختیار کو نازل فرمایا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو مجھے پسند ہے تم اس کے جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ بات ہے؟ پھر حضور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

"یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردان الحیوۃ الدنیا و زینتھا"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور

آرائش چاہتی ہو۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لوں گی؟ ہرگز نہیں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔

﴿احمد، مسلم، نسائی﴾

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے فرمایا کہ "نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی بیوی مہروں میں ہم سے زیادہ گراں نہ ہوگی۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف سے اس قول سے غیرت کی اور آپ کو حکم فرمایا کہ ان ازواج سے کنارہ کش رہیں تو نبی کریم ﷺ نے ان سے انتیس دن کنارہ کشی رکھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کو اختیار دیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اختیار دیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ازواج کو اختیار دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی ابتدائی فرمائی۔ تو عامریہ عورت کے سوا سب نے نبی کریم ﷺ کو اختیار کیا۔ اس عامریہ عورت نے اپنی قوم کو اختیار کیا۔ اس کے بعد وہ عامریہ عورت کہا کرتی تھی کہ میں شقیہ، بدبخت ہوں وہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی اور اسے بیچا کرتی تھی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے ازواج مطہرات کے پاس آنے کے لیے اجازت لیا کرتی تھی۔ اور ان سے مانگا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ میں بدبخت شقیہ ہوں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو سب نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: "ترجی من تشاء منھن" ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو"

راوی نے کہا ان نو ازواج مطہرات کے سوا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا دیگر بیویوں سے تزوج آپ پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا۔

﴿ابن سعد﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان تمام راویوں نے آیات کریمہ "لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ" (سورۃ الاحزاب) ترجمہ: "انکے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں۔" کے تحت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسکے بعد مزید نکاح کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بعد نکاح نہ کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک رحلت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جتنی چاہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا

حلال نہ کر دیا گیا۔ بجز ان عورتوں کے جو ذی محرم ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ'' اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس اور عطاء بن یسار اور محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب ''ترجی من تشاء منھن'' (سورۃ الاحزاب) نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جو آپ چاہتے تھے وہ آیت کریمہ جلد نازل فرمائی ہے۔ علماء اسلام کا اختیار دینے کے نکتہ میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غیرت، سینہ میں عداوت پیدا کرتی ہے۔ اور دل میں نفرت ابھارتی ہے اور اعتقاد کو کمزور کرتی ہے۔ اس بنا پر آپ نے ان کو اختیار دیا۔

﴿ابن سعد﴾

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی اور فقر کے درمیان اختیار دیا تو آپ نے فقر کو اختیار فرمایا اور اپنے لیے صبر کو پسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے صبر اختیار کر لینے پر آپ کو حکم فرمایا کہ ازواج کو اختیار دے دیں تا کہ ان کے لیے فقر وضرر پر جبر ونا گواری نہ رہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اختیار دینے میں ان ازواج کا امتحان تھا۔ تا کہ وہ اپنے رسول اللہ ﷺ کے لیے خیر النساء ہو جائیں۔ کتاب الروضہ وغیرہ میں علماء نے فرمایا جب ازواج کو اختیار دیا گیا تو ان سب نے آپ کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حسن کارکردگی پر ان کو جنت کی بشارت دی۔

چنانچہ فرمایا: ''فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما'' (سورۃ الاحزاب)

''ترجمہ: تو بے شک تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار رکھا ہے۔'' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر ان کے اوپر مزید تزوج کو اور ان کے عوض دیگر عورتوں سے بدل دینے کو حرام فرمایا۔ چنانچہ فرمایا: ''لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ'' (سورۃ الاحزاب) مطلب یہ ہوا کہ ان کے عوض دیگر ازواج کو بدل قرار نہ دیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔ تا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ترک تزوج سے ان پر احسان ہو چنانچہ فرمایا:

''یایھا النبی انا احللنالک ازواجک''

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے غیب بتانیوالے (نبی) ہم نے حلال فرمائیں تمہارے لیے تمہاری بیویاں''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک رحلت نہ فرمائی جب تک کہ آپ کے لیے عورتوں سے تزوج حلال نہ ہوا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

﴿احمد، ترمذی، ابن حباب، حاکم﴾

علماء کا اس میں اختلات ہے کہ کیا آپ کے لیے تمام عورتیں حلال ہوئیں۔ یا صرف مہاجر عورتیں۔ کیونکہ ظاہر آیت دونوں وجھوں پر دلالت کرتی ہے۔ ان دونوں وجھوں کو ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل

کیا ہے۔ بروجہ دوم یہ بھی آپ کی ایک خصوصیت ہے کیونکہ آپ پر وہ عورت حرام کر دی گئی جس نے ہجرت نہیں کی۔ اس قول تائیدوہ روایت کرتی ہے جسے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ام ہانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لیے حلال نہ ہوئی اس لیے کہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔

اور علماء نے پہلی وجہ کو ترجیح دی ہے۔ اس لیے کہ اس میں امت سے نکاح کرنے میں زیادہ گنجائش ہے۔ لہٰذا یہ جائز نہ ہوا کہ غیر مہاجرہ، مہاجرہ عورتوں سے ناقص رہیں اور یہ کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا، بعد میں واقع ہوا ہے۔ حالانکہ وہ مہاجرات میں سے نہ تھیں۔ پہلی وسعت آپ کے منافی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اس سے قبل کتابیہ عورت سے نکاح نہ فرمایا تھا۔ باوجودیکہ وہ آپ کی امت کیلئے مباح ہے اور دوسری شق کا اس طرح جواب دیا گیا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے سبب یہ وجہ قابل ترجیح ہے تو واقعہ یہ ہے کہ یہ نکاح آیت کے نازل ہونے سے پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے ان سے نکاح خیبر میں ۷ ہجری میں کیا ہے۔ اور یہ آیت نو ہجری میں نازل ہوئی ہے۔ اصحاب شوافع نے فرمایا کہ آپ کیلئے ازواج میں تغیر وتبدل مباح کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود آپ نے ایسا نہ کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا: یہ تحریم دائمی ہے اور وہ منسوخ نہ ہوئی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے نزدیک دونوں وجہوں میں سے ایک وجہ یہ ہے جس کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الام" میں تصریح فرمائی اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ قطعی حکم کیا ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ پر ان عورتوں کو طلاق دینا حرام تھا جنہوں نے آپ کو اختیار کیا جس طرح کہ ان عورتوں کا روکے رکھنا آپ پر حرام تھا جو آپ سے اعراض کرتی ہیں۔ ہمارے اصحاب شوافع نے اس عورت کے بارے میں جس نے آپ سے جدائیگی کو اختیار کیا دو وجہیں نقل کی ہیں۔ ایک وجہ یہ کہ وہ عورت جس نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی آپ پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام کر دی گئی ہے اور وہ عورت آخرت میں آپ کے ازواج میں سے نہ ہوگی۔ اِس بنا پر یہ بات بھی آپ کے خصائص میں سے شمار ہوتی ہے، اس لیے کہ آپ کی امت میں سے جس کسی نے اپنی عورت کو جب اختیار دیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو ہم اسے طلاق قرار دیں گے، وہ عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام نہ ہوگی۔ (گویا اس سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔)

منقول ہے کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جب آپ کسی چیز کو دیکھیں اور وہ چیز آپ کو اچھی طرح معلوم ہو، تو آپ پر واجب ہے کہ آپ لبیک فرمائیں کیونکہ عیش تو آخرت کا ہی عیش ہے۔ اسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ پر ادائے فرض صلوٰۃ کامل طور پر واجب تھا، جس میں کوئی خلل نہ ہو، اسے ماوردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ وحی کی حالت میں آپ سے دنیا ساقط ہو جاتی تھی،

لیکن نماز، روزہ اور تمام احکام دینی آپ سے ساقط نہ ہوتے تھے۔ اسے حضرت ابن القاص رضی اللہ عنہ نے تلخیص میں قفال رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا اور اسے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "زوائد الروضہ" میں نقل کیا ہے اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر جزم کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے جس نفل کو شروع فرمایا اسے پورا کرنا آپ پر لازم تھا۔ اسے روضہ میں نقل کیا ہے اس کی اصل بھی روضہ ہی میں منقول ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ آپ بنفس نفیس لوگوں میں تشریف فرما ہوتے اور ان سے گفتگو فرماتے ہوئے مگر مشاہدہ حق میں مستغرق رہتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو اتنے علوم و معارف عطا کیے گئے جو تمام لوگوں کو نہیں دیئے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اس چیز سے مدافعت فرمائیں جو احسن ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے قلب اطہر پر غین ہوتا تو آپ روزانہ ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار فرماتے۔

ان تمام خصائص کو ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصحاب شوافع میں سے ہیں، اپنی تلخیص میں ذکر کیا اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا۔

جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشافی" میں ایک وجہ نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں امامت اذان سے افضل ہے، بخلاف آپ کے سوا کے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو و غلط پر قائم نہیں رہتے۔ بجز آپ کے سوا کے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وجہ اس کی مستحق ہے کہ اسے قطعی قرار دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے سوا میں اقامت و اذان کے درمیان افضلیت میں اختلاف کی گنجائش ہے۔

محرمات کا فائدہ آپ کا اعزاز و اکرام فرمانا ہے تاکہ آپ لغو باتوں سے پاک و منزہ رہیں اور مکارم اخلاق پر گامزن رہیں، اور اس لیے بھی کہ محرکات کے ترک کا اجر، مکروہات کے ترک سے زیادہ ہے۔

صدقہ و زکوٰۃ کا مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کی آل پر حرام ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ زکوٰۃ و صدقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و غلام پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے غلاموں پر حرام ہے۔

حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ صدقات لوگوں کی کثافت اور میل ہیں اور یہ صدقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حلال نہیں کیے گئے۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن بسیر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ قبول نہیں کرتے تھے۔
﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے اہل پر صدقہ حرام کیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ کے گھر والوں کے سوا کسی اور گھر سے کھانا آتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے تھے اگر وہ ہدیہ کہا جاتا تو کھا لیتے اور اگر صدقہ کہا جاتا تو نہ کھاتے تھے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ارقم زہری رضی اللہ عنہ کو صدقات کی وصولی پر عامل مقرر فرمایا تو انہوں نے حضرت ابو رافع غلام مولائے نبی کریم ﷺ سے ساتھ چلنے کی خواہش کی۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو رافع رضی اللہ عنہ! مجھ پر اور میری آل پر صدقہ حرام ہے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ اس میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے۔ قوم کے غلام انہی میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔

﴿احمد﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے درخواست کریں کہ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ صدقات پر عامل مقرر فرما دیں تو انہوں نے یہ درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہاتھوں کے دھوون پر تمہیں عامل مقرر نہیں کر سکتا۔
﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت عبدالمالک بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! بلاشبہ صدقہ لوگوں کا میل ہے تو تم نہ اسے کھاؤ نہ اس پر عامل بنو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس غرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان صدقات پر ہمیں عامل مقرر فرما دیں۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے سکوت فرمایا اور اپنا سر مبارک حجرے کی چھت کی طرف اٹھا کر دیکھتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم مکرر عرض کریں تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پس پردہ ہماری طرف اشارہ فرمایا گویا وہ ہمیں آپ سے گفتگو کرنے سے منع فرما رہی تھیں، پھر حضور نبی کریم ﷺ

نے متوجہ ہو کر فرمایا صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کیلئے حلال نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ لوگوں کا میل ہے۔

﴿مسلم، ابن سعد﴾

علماء اسلام نے فرمایا کہ چونکہ صدقہ لوگوں کا میل تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصب شریف کو اس سے منزہ پاک رکھا اور یہ حکم آپ کی وجہ سے آپ کی آل پر بھی جاری فرمایا، اس لیے کہ صدقہ ایسا رحم کھا کر دیا جاتا ہے جو کہ صدقہ لینے والے کی ذات پر مبنی ہے اور صدقہ کے عوض اس غنیمت کو بدل قرار دیا جو کہ بطریق عزت و شرف لیا جائے اور غنیمت میں لینے والے کی عزت اور دینے والے کی ذلت و پستی ہوتی ہے۔

علماء سلف کا اختلاف ہے کہ کیا اس حکم پر انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے ساتھ شریک ہیں یا صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی بات کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور دوسری بات کو حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔

پھر یہ کہ زکوٰۃ اور نفلی صدقہ، نبی کریم ﷺ کی نسبت میں برابر ہیں، لیکن آپ کی آل کے بارے میں اصحاب شوافع کا مذہب یہ ہے کہ نفلی صدقات ان پر حرام نہیں ہیں البتہ زکوٰۃ حرام ہے اور ایک وجہ میں ہمارے نزدیک نفلی صدقہ بھی ان پر حرام ہے یہی مالکیوں کا مذہب ہے اور تیسری وجہ میں خاص ان کی ذوات پر تو نفلی صدقہ بھی حرام ہے لیکن رفاہ عام کے ذریعہ نہیں جیسے مساجد، چشمے اور کنوئیں وغیرہ۔

ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالفرح سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''امالی'' سے نقل کیا ہے کہ کفارہ اور نذر ہاشمی کو دینے میں دو قول ہیں اور اس بارے میں زکوٰۃ پر ہاشمیوں کو عامل بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس میں دو وجہ ہیں۔ اصح یہی ہے کہ یہ بھی ممنوع ہے اور اس مخالفت میں احادیث سابقہ صریح ہیں۔

حضرت عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ ان سے ایک شخص نے بیان کیا کہ قبیلہ کے دو بوڑھے آدمی تھے، ان دونوں کا بیٹا چلا گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا۔ ان دونوں بوڑھوں نے مجھ سے کہا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے اس لڑکے کو مانگو، اگر وہ انکار فرمائیں اور فدیہ طلب کریں تو آپ کو فدیہ دے دو۔ تو میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے اس لڑکے کو مانگا تو آپ نے فرمایا: وہ موجود ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ، میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! فدیہ حاضر کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ہم آل محمد جو کہ اولاد اسماعیل سے ہیں، ہمارے لیے زیبا نہیں ہے کہ ہم کسی کی جان کی قیمت کھائیں۔ یہ حکم اس حدیث میں مذکور ہے۔ میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس حکم پر خبردار کیا ہو۔

﴿احمد﴾

ہر وہ حلال چیز جس میں بو ہے اس کا کھانا آپ کو منع ہے:

حضرت جابرہ بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کھانا تناول فرماتے تو بچا ہوا کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کھانے میں حضور نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھا کرتے تھے۔

ایک دن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آج میں نے کھانے میں انگلیوں کے نشان نہیں دیکھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کھانے میں لہسن تھا، انہوں نے عرض کیا: کیا لہسن حرام ہے۔ فرمایا: نہیں، لیکن تم لوگ میری مثل نہیں ہو۔ میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔

﴿احمد، حاکم﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک ہانڈی سبزی اور دال کی لائی گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں خاص قسم کی بو پائی۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کی تو دال وغیرہ کے بارے میں آپ کو خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: اس ہانڈی کو صحابہ کے پاس لے جاؤ، جب صحابہ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے اسے کھانا گوارا نہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کھاؤ، چونکہ میں اس ذات سے ہم کلام ہوتا ہوں جس سے تم لوگ نہیں ہوتے۔ (یعنی فرشتہ سے)

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو، میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

بسند حُسن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر میں چاہتا تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے، میرے پاس وہ فرشتہ آیا اگر میں اسے روک لیتا تو کعبہ کے برابر ہوتا۔ اس نے کہا: آپ کا رب آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ ﷺ سے فرماتا ہے۔ آپ ﷺ کو اختیار ہے چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں یا نبی بندہ تو جبرئیل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں، تو میں نے کہا کہ میں نبی بندہ رہنا چاہتا ہوں۔

﴿ابن سعد، ابو یعلیٰ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس کے بعد آپ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے ہیں اس طرح کھانا تناول کرتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وہ فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی آپ کے پاس نہ آیا تھا۔ اس کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے اور اس فرشتہ نے عرض کیا: اور جبرئیل علیہ السلام خاموش رہے کہ آپ کا رب آپ کو اختیار دیتا ہے کہ آپ یا تو نبی بادشاہ یا نبی بندہ جو پسند فرمائیں رہنا قبول کریں تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا، گویا آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مشورہ چاہا تو جبرئیل نے تواضع کی طرف اشارہ کیا۔

اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یقین سے کہتے ہیں کہ جب سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کبھی کھانا ٹیک لگا کر نہیں تناول کیا، حتی کہ آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجا۔ اس کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے، اس فرشتہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے آپ نبی بندہ ہوں چاہے آپ نبی بادشاہ ہوں۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف توجہ فرمائی گویا ان سے مشورہ چاہا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار کریں۔ آپ نے فرشتہ سے فرمایا: میں نبی بندہ رہنا پسند کرتا ہوں تو اس کلمہ کے فرمانے کے بعد آپ نے ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں کیا، حتی کہ آپ اپنے رب سے ملاقی ہو گئے۔

﴿طبرانی، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ اس وقت تکیہ لگا کر کھانا تناول فرما رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ وضع بادشاہوں کے کھانا کھانے کی ہے تو حضور نبی کریم ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس حال میں آئے کہ نبی کریم ﷺ تکیہ لگا کر کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نعمت سے تکیہ لگاتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ مستوی ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد کبھی آپ کو تکیہ لگائے نہیں دیکھا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بندہ ہی ہوں۔ اسی طرح کھاتا ہو جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح پیتا ہوں جس طرح بندہ پیتا ہے۔

﴿ابن عدی، ابن عساکر﴾

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس جگہ ٹیک لگانے سے مراد اس ہیئت پر بیٹھنا ہے کہ جو بستر آپ ﷺ کے نیچے بچھا ہوا تھا۔ اس سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس مفہوم کو بیہقی، ابن وجیہہ اور قاضی عیاض رحمہم اللہ نے ثابت کیا ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ ایک پہلو پر جھکنا مراد ہے۔

کتابت اور شعر گوئی نبی کریم ﷺ پر حرام تھی

۞ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ -------------------- ﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: ”وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبر دینے والی کی۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كُنتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ○ ---------------------- ﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: ''اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ ---------------------- ﴿سورۃ یٰسین﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق تھے۔''

حضرت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں لکھا پاتے تھے کہ محمد ﷺ اپنے ہاتھ سے کتابت نہ کریں گے اور نہ کتاب دیکھ کر پڑھیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا كُنتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ ---- ﴿سورۃ العنکبوت﴾

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان دونوں کی تحریم کا قول اس وقت متوجہ ہو جاتا ہے جبکہ ہم کہیں کہ آپ ﷺ میں دونوں خوبیاں احسن طریق پر تھیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الروضہ'' میں اس کا تعاقب کیا ہے اور کہا کہ ان دونوں کی تحریم ممتنع نہیں ہے، اگر چہ آپ بخوبی لکھ اور پڑھ نہ سکیں اور تحریم سے مراد ان دونوں کی طرف توصل کرنا ہوگی، حق و صواب یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ بخوبی لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ بعض علماء اس کے برعکس گئے ہیں اور وہ قضیہ کی حدیث سے تمسک و استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لکھا: ''**هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله**'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کتابت کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عوف بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ نے قرأت بھی کی اور کتابت کی۔ اس کی سند ضعیف اور ہے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔ حافظ ابوالحسن ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرا گمان یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رحلت نہ فرمائی جب تک حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ (راوی حدیث) نے پڑھ لکھ نہ لیا۔ مطلب یہ کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سمجھ دار تھے۔

ابومسعود دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اطراف'' قضیہ حدیبیہ کے سلسلے میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تحریر کو تھاما باوجویکہ آپ بخوبی لکھ نہیں سکتے تھے مگر آپ نے ''رسول اللہ'' کی جگہ ''محمد ﷺ'' لکھا۔ عمر بن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا: نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن اپنے ہاتھ سے لکھا۔ باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے اس سے قبل کتابت نہ کی تھی اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہیں کہ کتابت کا علم اسی لمحہ

آپ کو حاصل ہوا، اور اس قول کو محدثین کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ ان میں ابوذر ہروی، ابوالفتح نیشاپوری، قاضی ابوالولید لخمی اور قاضی ابوجعفر سمنانی اصول رحمہم اللہ ہیں۔

حضرت ابوالولید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کے موکدترین معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ نے بغیر سیکھے کتاب فرمائی اور آپ ﷺ کو حروف میں امتیاز نہ تھا لیکن آپ نے اپنے دست اقدس میں قلم لیا اور اس سے لکھا، باوجود یہ کہ آپ ﷺ کو امتیاز نہ تھا لیکن جب تحریر دیکھی تو وہ حسب مراد ظاہر و واضح تھی۔

اور انہیں محرمات میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ پر شعر گوئی حرام تھی۔ جیسا کہ حدیث دلالت کرتی ہے جسے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جو کچھ کیا ہے مجھے کوئی پروانہیں ہے۔ خواہ میں نے تریاق پیا ہو یا تعویذ لٹکایا ہو یا میں نے اپنے دل سے شعر کہا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جبکہ صحابہ مسجد کی تعمیر کرر ہے تھے۔ یہ فرمایا:

هذا الحمال لا حمال خيبر
هذا ابر ربنا واطهر

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ ﷺ نے ازخود کبھی کوئی شعر نہیں کہا، البتہ پہلے کسی شاعر نے جو کہا: اسے آپ ﷺ نے نقل کیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عباس بن مرداس سے فرمایا: تمہارا اپنے اس شعر کی بابت کیا رائے ہے۔

اصبح نهبی و نهب العبيد
بين الاقوع الله و عيينه

اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ نہ تو شاعر ہیں اور نہ شعر کو نقل کرنے والے اور نہ یہ بات آپ ﷺ کے شایان شان ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے تو ''بین عینیہ والاقرع'' کہا ہے۔

علماء نے فرمایا وہ روایت جو رجز کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا: ''هل انت الا اصبع دميت'' یا اس کے سوا اور کوئی آپ کے مقولہ وغیرہ تو یہ اس پر محمول ہیں کہ آپ ﷺ نے بالقصد کبھی شعر نہ کہا۔ شعر تو اسی کو کہا جاتا ہے جو بالقصد کہا جائے۔ یہی حال ان آیات موزونہ کا ہے، جو قرآن کریم میں ہیں کیونکہ ان کو شعر گوئی کے قصد سے نہیں کہا گیا۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ ﷺ پر جس طرح کتابت حرام تھی اور جس طرح آپ پر شعر گوئی حرام تھی، اسی طرح آپ پر شعر کی نقل بھی حرام تھی۔

حربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی شاعر کا پورا شعر نقل کیا ہو بلکہ یا

تو شعر کا ابتدائی حصہ نقل کیا ہے جیسا کہ البید نے کہا: "الا کل شیئی ما خلا اللہ باطل" یا آخری حصہ نقل فرمایا جیسے کہ طرفہ کا قول ہے: "و یا تیک بالا خبار من لم تزود" لیکن آپ ﷺ نے اگر کبھی کوئی پورا شعر پڑھا ہے تو اس میں تغیر کر دیا ہے جیسے کہ عباس بن مرداس کا شعر ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کوئی شعر مرتب نہیں فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

جسم اقدس پر اسلحہ لگا کر آپ ﷺ کیلئے ان کا اتارنا حرام تھا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یوم اُحد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے مذبوحہ گائے دیکھی ہے تو میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ محفوظ زرہ تو مدینہ منورہ ہے اور مذبوحہ گائے جنگ وقتال ہے۔ اب اگر تم چاہو تو مدینہ منورہ میں مقیم رہو، اگر دشمن ہم پر چڑھ آئے تو ہم مدینہ میں ان سے جنگ کریں گے اس پر لوگوں نے کہا: خدا کی قسم! زمانہ جاہلیت میں وہ ہم پر نہیں چڑھے تو اب یہ عہد اسلام میں ہم پر چڑھ آئیں گے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب تمہیں اختیار ہے اور وہ لوگ چلے گئے پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے جسم پر اسلحہ آویزاں کر لیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا: ہم نے کیا کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کی رائے مبارک کی خلاف ورزی کی، پھر وہ سب آئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہی کو اختیار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب مجھے اختیار نہیں، کیونکہ نبی کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ جب وہ زرہ پہن لے تو اسے بغیر جنت کے اتار دے۔

﴿امام احمد، ابن سعد﴾

آپ ﷺ کی یہ خصوصیت کہ احسان کے بدلہ زیادتی چاہنا آپ پر حرام تھا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَکۡثِرُ ﴿سورۃ المدثر﴾

ترجمہ: "اور زیادہ لینے کیلئے کسی پر احسان نہ کرو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ فرمایا کہ کسی کو اس طرح عطیہ نہ دو کہ اس سے بہتر کی خواہش رکھو۔ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

﴿ابن جریر﴾

ابن ابی حاتم حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ

وَمَاۤ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا ﴿سورۃ الروم﴾

کے تحت روایت کی ہے۔ فرمایا: وہ زیادتی حلال ہے جو کوئی شے ہدیہ میں دی جائے اور اس کے عوض اس سے بہتر کی توقع رکھی جائے۔ اس میں نہ اسے نفع ہے اور نہ اس پر نقصان۔ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس سے منع فرمایا گیا۔

آپ ﷺ یہ خصوصیت کہ لوگ جس چیز سے نفع اٹھاتے ہیں ان کی طرف نگاہ دراز کرنا آپ پر حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ﴿سورۃ الحجر﴾

اس حکم کو رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ''الایضاح'' سے نقل کیا ہے اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اصل الروضہ'' میں اور ابن القاضی نے ''التلخیص'' میں جزم کیا ہے۔

آپ کی ہی خصوصیت تھی کہ جو عورت آپ کو اختیار نہ کرے اسے روکنا آپ پر حرام تھا۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جون کی بیٹی جب نبی کریم ﷺ کے حرم میں داخل ہوئی تو آپ اس کے قریب گئے۔ اس عورت نے کہا: ''اعوذ باللہ منک'' اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے بہت بڑی ہستی کی پناہ لی ہے تو اسے گھر چلی جا۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بات آپ کے خصائص میں سے ہے اور اس سے انہوں نے سمجھا کہ آپ پر ہر اس عورت سے نکاح حرام تھا جو آپ کی صحبت کو برا جانے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی کو نکاح کا پیغام بھیجتے اور وہ نامنظور کرتے تو دوبارہ پیام نہ دیتے تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو پیام دیا۔ اس نے کہا میں اپنے باپ سے مشورہ کرلوں اور وہ اپنے باپ سے ملی اور اس کے باپ نے اسے اجازت دیدی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ سے کہا کہ میرے باپ نے اجازت دیدی ہے مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے سوا اور عورت کو اپنا ہمبستر بنالیا ہے۔
﴿ابن سعد﴾

کتابیہ سے نکاح نبی کریم ﷺ پر حرام تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الناسخ'' میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ'' کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ: ''النساء'' سے مراد کتابیہ عورتیں ہیں۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے آیہ کریمہ ''لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ'' (سورۃ الاحزاب) کے تحت روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ عورتیں خواہ یہودیہ ہوں یا نصرانیہ انہیں سزاوار نہیں ہے کہ وہ امہات المومنین ہوں۔ اصحاب نے کہا اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ازواج امہات المومنین آخرت میں آپ کے ساتھ جنت میں آپ درجہ میں ساتھ ہوں گی اور اس وجہ سے بھی ممانعت کی گئی۔ آپ اس سے بزرگ تر ہیں کہ آپ کا پانی کافرہ کے رحم میں واقع ہو اور اس وجہ سے بھی کہ کافرہ عورت آپ کی صحبت کی ناپسند کرتی ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے عورتوں کی اباحت میں مہاجرہ ہونے کی شرط لگائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے ''اَلّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ'' (سورۃ الاحزاب) لہٰذا جب کہ آپ پر وہ

عورتیں حرام ہیں جو مسلمان ہیں مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی ہے تو غیر مسلمہ عورت تو بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔

ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ شوافع میں سے ہیں کہا اگر آپ کتابیہ عورت سے شادی کرتے تو آپ کی کرامت کی وجہ سے اسے اسلام کی ہدایت مل جاتی۔

بعض اصحاب شوافع رحمہم اللہ کتابیہ باندی سے صحبت کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں لیکن اس میں اصح قول یہ ہے کہ حلال ہے۔

ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحاوی'' میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی ریحانہ سے اس کے اسلام لانے سے پہلے تمتع فرمایا۔ علی ہذا القیاس کیا آپ کو اس کے مابین اختیار تھا کہ اس باندی کو اسلام لانے تک روکے رکھیں یا وہ اپنے دین پر قائم رہے تو آپ اسے اپنے سے جدا کر دیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ہاں آپ کو روکے رکھنا حلال تھا تا کہ وہ آخرت میں آپ کی زوجات میں ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ روکے رکھنا تو جائز تھا لیکن آخرت میں وہ آپ کی زوجات میں نہ ہوگی۔ اس لیے کہ جب ریحانہ پر عرض اسلام کیا گیا تو اس نے انکار کیا پھر بھی وہ آپ کی ملک میں برابر رہی اور آپ استمتاع پر قائم رہے۔

غیر مہاجرہ عورت سے آپ کا نکاح حرام تھا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ مسلمان عورت جس نے ہجرت نہیں کی اس سے نکاح کرنا آپ پر حرام تھا۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بتا کر اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصناف النساء سے منع کیا گیا تھا بجز ان عورتوں کے جو مومنہ اور مہاجرہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''لَایَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ''

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''ان کے بعد اور عورتیں حلال نہیں۔ اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال'' اور آپ کے لیے مومنہ جوان عورت اور مومنہ عورتیں اگر وہ اپنے نفس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کریں تو حلال کی گئیں اور ہر وہ عورت جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہو حرام کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔''

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں

جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کیلئے نہیں۔"

ان کے سوا ہر قسم کی عورتیں آپ پر حرام کی گئیں۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ بروایت اصح مسلمہ باندی سے نکاح کا حرام ہونا ہے۔ اس لیے کہ باندی سے نکاح کرنا گناہ کے خوف کے ساتھ مشروط ہے اور نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اور باندی سے نکاح کر جائز ہونا مہر نہ دینے کی قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے ہے اور آپ کا نکاح فرمانا مہر کا محتاج نہیں ہے اور اس لیے بھی آپ پر باندی سے نکاح کرنا حرام تھا کہ باندی سے نکاح کرتا ہے تو اس سے اس کا بیٹا آزاد ہو گیا اور آپ کا منصب اس سے منزہ پاک ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے اسے جائز رکھا ہے اس نے باندی کے حق میں گناہ کے خوف کو شرط رکھا ہے۔ اسی طرح عدم ادائیگی مہر کو مشروط رکھا ہے اس تقدیر پر آپ کے لیے جائز ہوگا کہ آپ ایک سے زیادہ جاندی (ر) رکھ سکیں بخلاف امت کے اور اگر باندی سے آپ کے نکاح کو فرض کیا جائے تو جو بچہ اس سے پیدا ہوگا وہ آزاد نہ ہوگا اور بچے کی قیمت اس کے مالک کے لیے لازم نہیں آئے گی۔ برقول اصح کیونکہ آزادی ناممکن ہے۔

رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر نبی کریم ﷺ کے حق میں نکاح غرور کو فرض کیا جائے تو بچے کی قیمت آپ پر لازم نہیں آئے گی۔ ابن الرفعہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المطلب" میں کہا کہ نکاح غرور اور اس سے وطی کرنے کے امکانی تصور کے بارے میں نظر ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ وطی شبہ حرام ہے اور ہاتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس میں گناہ لازم نہیں آتا تو وہ جائز رکھتا ہے کہ اس سے آپ کی برتر جانب کو محفوظ رکھا جائے اور یہ جائز جانتا ہے کہ یہ کہا جائے یہ آپ کے لیے جائز ہے اس لیے کہ بالا جماع امت گناہ اسی طرح آپ سے مفقود جس طرح نسیان مفقود ہے۔

✿ آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ کنکھیوں سے اشارہ کرنا حرام تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن چار آدمیوں کے سوا تمام لوگوں کو امن دیا ان چار میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح ہے اور اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس پناہ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ بیعت کے لیے حاضر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین مرتبہ اس پر نظر ڈالی۔ ہر بار آپ نے انکار کیا۔ تیسری مرتبہ کے بعد اس سے بیعت لی۔

اس کے بعد آپ نے اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا مرد رشید نہ تھا کہ وہ اس کی طرف کھڑا ہوتا جب کہ میں نے اسے دیکھا اور اس کی بیعت سے اپنے ہاتھوں کو کھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مرد رشید اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے نہیں جانا کہ آپ کیا چاہتے

تھے؟ آپ نے کیوں اپنی چشم مبارک سے اشارہ نہ فرمایا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کی خیانت کرے۔

﴿ابوداؤد، نسائی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے مرسلاً اس کی مثل روایت کیا۔ اسکے آخر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اشارہ کرنا خیانت وچوری ہے کسی نبی کیلئے جائز نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ''خائنۃ الاعین'' یہ ہے کہ مباح کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا جائے خواہ قتل کے لیے ہو یا مارنے کے لیے۔ برخلاف اس کے جو ظاہر ہے اور جس کی طرف حال اشارہ کرتا ہو۔ یہ آنکھ سے اشارہ کرنا آپ کے سوا کسی کے لیے حرام نہیں ہے بجز امر ممنوع کے۔ اس کے ساتھ صاحب التلخیص نے اس پر استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے جنگ میں دھوکہ دینا جائز نہ تھا۔

المعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس قول کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشہور ہے کہ نبی کریم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اس کے غیر کے ساتھ کنایہ کرتے تھے۔ یہ بات صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ رمز و کنایہ پر رمز و کنایہ کرنے والے پر عیب لگاتے ہیں۔ بخلاف امور عظمیہ کے ابہام اور پوشیدہ رکھنے کے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے الدلائل میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوتے وقت فرمایا مجھ سے لوگوں کو دور کردو کیونکہ کسی نبی کے لیے جائز نہیں ہے کہ جھوٹی بات کہے۔

چنانچہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کوئی پوچھتا تم کون ہو تو وہ فرماتے ہیں متلاشی ہوں اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ تمہارے ساتھ کون ہے تو کہتے ہادی ہیں جو میری رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے امور خاصہ میں بھی توریہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اس میں جھوٹ نہ تھا۔ بلاشبہ وہ یک گونہ توریہ تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ راہ خیر میں آپ میری ہدایت فرماتے ہیں۔ لیکن اس کو کذب اس بنا پر نام دیا گیا کہ یہ صورۃً کذب تھا۔ حقیقۃ کذب نہ تھا۔ اس سے وہ حدیث واضح ہو جاتی ہے جو شفاعت کے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ میں نے تین کذب بولے ہیں۔ حالانکہ یہ سب توریے تھے لہٰذا یہ ظاہر ہے کہ اس سے منع کیا جانا انبیاء علیہ السلام کے خصائص سے ہے۔ اس وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نفس پر ان توریوں کو کذب سے شمار کیا۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے کہ جب آپ ﷺ تکبیر کی آواز سنیں تو ان پر غارت گری کرنا حرام تھی اس بات کو انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جسے شیخین رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر جہاد فرماتے تو ہمارے ساتھ مل کر جنگ نہ کرتے۔ جب تک کہ صبح نہ ہو جاتی اور آپ اذان کی آواز سننے کے منتظر رہتے۔ اگر آپ اذان کی آواز سن لیتے اپنے ہاتھوں کو روک لیتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے تھے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ایک وہ ہے جسے قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ آپ پر حرام تھا کہ مشرکوں کی اعانت قبول فرمائیں۔

حضرت حبیب یساف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ایک جانب تشریف لے گئے تو میں اور میری قوم کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہم مکروہ جانتے ہیں کہ ہماری قوم جنگ میں آئے البتہ ہم آپ کے پاس ان کے ساتھ جنگ میں آئیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں مسلمان ہو گئے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں کیونکہ ہم مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

قضاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''القاضی'' میں نبی کریم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظلم وستم پر گواہی نہیں دیتے تھے۔ شیخین رحمہما اللہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور میں نے اس تالیف کو صاف لکھا ہے۔

نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ نے جن امور کو مباح فرمایا انکی تفصیل

آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ بعد عصر نماز آپ ﷺ پر مباح تھی:

کتاب الروضہ کے مصنف نے ''الروضہ'' میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بعد ظہر کی دو رکعتیں فوت ہو گئیں۔ تو آپ ﷺ نے بعد نماز عصر قضا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے بعد عصر ان دونوں رکعتوں پر مواظبت فرمائی۔ اس پر مداومت فرمانے میں آپ کی خصوصیت کے تحت دو وجہ بیان کی ہیں۔ ان دونوں میں اصح وجہ ہے کہ یہ آپ کے ساتھ خاص تھی۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو نبی کریم ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ ان کی عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر کسی کام نے آپ کو ان کے پڑھنے سے باز رکھا تو آپ نے ان کو بعد عصر پڑھا۔ اس بعد آپ نے اسے برقرار رکھا چونکہ نبی کریم ﷺ کی عادت شریفہ تھی جب کوئی نماز پڑھتے تو اسے قائم رکھا کرتے تھے۔

﴿مسلم، بیہقی﴾

بسند صحیح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے وہ نماز پڑھی ہے جسے آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خالد رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے باز رکھا جسے میں بعد ظہر پڑھا کرتا تھا۔ اس

وقت میں نے ان کو پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے جب یہ قضا ہو جائے تو کیا ہم اسے ادا کیا کریں؟ فرمایا تمہیں ضرورت نہیں ہے۔

﴿احمد، ابویعلی، ابن حبان﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود تو بعد نماز عصر پڑھتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور خود صوم وصال (مسلسل روزے) رکھا کرتے تھے اور دوسروں کو صوم وصال سے منع فرمایا کرتے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دو رکعتیں ایسی تھیں جن کو رسول اللہ ﷺ ظاہر و باطن کسی حال میں ترک نہ فرمایا کرتے تھے وہ دو رکعتیں قبل صبح اور دو رکعتیں بعد عصر کی ہیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

آپ ﷺ نماز کی حالت میں صغر سن بچی کو گود میں لیے رہتے تھے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نماز کی حالت میں چھوٹی بچی کو آغوش میں لیے لیا کرتے تھے۔ یہ ان حدیثوں میں ہے جن کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو امامہ بنت زینب جو کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی بیٹی تھی آغوش میں لیے رہا کرتے تھے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھا لیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے اسے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح بخاری" میں نقل کیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

غائب کی نماز جنازہ پڑھنا حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے اور اسی اختصاص پر نجاشی کی نماز جنازہ کو محمول کیا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غائبانہ نماز جنازہ آپ کے سوا دوسروں کے لیے جائز اور درست نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن دوسروں کو اس سے منع فرمایا:

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے جیسا کہ صحیحین حدیث میں آیا ہے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کو جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا ہے اور جابر جعفی متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں کی جاسکتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ شخص جانتا ہے جس نے اس کے

ساتھ حجت لی ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں ہے کیونکہ یہ مرسل ہے اور اس لیے کہ اس میں راوی ایسا ہے جس نے روایت کرنے سے لوگ اعراض کرتے ہیں۔

﴿دار قطنی، بیہقی﴾

صوم وصال آپ ﷺ کے لیے مباح تھا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ صوم وصال سے اجتناب کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اس حدیث کے معنی میں اختلاف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت مراد ہے اور آپ کے پاس جنت سے کھانا پینا آتا ہے اور جنتی غذا کھانے سے روزہ کا افطار نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا مجاز مراد ہے کہ آپ میں کھانے پینے والوں کی طاقت پیدا کی جاتی ہے پھر یہ کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صوم وصال آپ کے حق میں مباحات میں سے ہے اور امام الحرمین نے فرمایا کہ صوم وصال آپ کے حق میں قربت وعبادت ہے۔

اس جگہ ایک لطیفہ ہے جس پر صاحب مطلب نے خبردار کیا ہے وہ یہ کہ صوم وصال کے مباح ہونے میں آپ کی خصوصیت، آپ کے تمام امت کے اعتبار سے ہے نہ کہ افراد امت کے اعتبار سے۔ اس لیے بکثرت صالحین ایسے ہوئے ہیں جن کے لیے شہرت ہے کہ وہ صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ صاحب المطلب نے کہا کہ اور ممانعت جو ہے اس کا تعلق بحسب جمیع امت ہے۔ انتہی۔

فائدہ:

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں فرمایا کہ اس حدیث کے ساتھ اس روایت کے بطلان پر استدلال کیا جاسکتا ہے جس میں یہ وارد ہے کہ آپ بھوک سے اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھا کرتے تھے اسلئے کہ جب آپ صوم وصال رکھتے تھے تو آپ کا رب آپ کو کھلاتا اور پلاتا ہے اور عدم صوم وصال کی حالت میں آپکو بھوکا چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ آپ کو اپنے شکم اقدس پر پتھر باندھنے کی ضرورت لاحق ہوجائے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث میں جو لفظ حجر معنی پتھر آیا ہے حقیقت میں وہ لفظ حجز (زا کے ساتھ) ہے جس کے معنی تہبند کے کنارے کے ہیں۔ مگر تحریر میں را کے ساتھ لکھا گیا۔

آپ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے کلام میں طویل زمانہ گزرنے کے بعد استثناء فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ." ﴿سورۃ الکہف﴾

ترجمہ: "اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا میں کل یہ کروں گا۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کی یاد کرو جب تو بھول جائے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کبھی آپ استثناء فرمانا فراموش کر دیتے تو جب یاد آتا آپ استثناء کر لیتے اور انہوں نے فرمایا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی۔ ہم میں سے کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ استثناء کرے مگر یہ کہ اپنی قسم کے ساتھ فوراً ہی استثناء کو شامل کرے۔

﴿طبرانی، ابن ابی حاتم﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جیسا کہ شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کے لیے یہ جائز تھا کہ آپ خود کو اور اپنے رب کو ایک ضمیر میں جمع فرمائیں۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ ''ان یکون اللہ و رسولہ احب سواھما'' اور آپ کا یہ اشارہ کہ ''ومن یعصھما فانہ لایضر الا نفسہ'' اور یہ بات آپ کے سوا پر ممنوع ہے جیسا کہ آپ نے اس خطیب سے فرمایا۔ جس وقت کہ اس نے یہ کہا ''من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غوی'' خطیب سے فرمایا۔ تم کو یہ کہنا چاہیے تھا ''ومن یعص اللہ و رسولہ'' علماء نے فرمایا کہ یہ بات آپ کے سوا کے لیے ممنوع ہے۔ آپ کے لیے نہیں۔ اس لیے کہ آپ کے سوا جو کوئی جمع کرے گا تو اس میں برابری کے اطلاق کا وہم پیدا ہو گا۔ بخلاف آپ کے، کیونکہ آپ کا منصب ہی ایسا ہے کہ آپ کے طرف ایسا وہم راہ ہی نہیں پا سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ شاذلی طریقہ کے شیخ الصوفیہ شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''التنویر'' فرمایا انبیاء علیہم السلام کی شان یہ ہے کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔ وہ صرف اسی کی شہادت دیتے ہیں جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کے لیے ودیعت فرمائے۔ وہ مختلف اوقات میں وہی خرچ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خرچ کرتا ہے اور اس کو اس کے محل کے سوا میں خرچ سے باز رکھتے ہیں اور اس لیے بھی ان پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں کہ زکوٰۃ ان لوگوں کے لیے طہارت ہے جو چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن پر طہارت واجب ہو چکی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی عصمت کی وجہ سے ناپاکی سے پاک و منزہ ہیں۔

آپ کیلئے فئی کے چار خمس اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اموال فے میں سے چار خمس اور اموال غنیمت میں سے پانچواں حصہ آپ کا ہے اور یہ کہ تقسیم غنیمت سے پہلے غنیمت وغیرہ میں سے باندی وغیرہ جو پسند آئے اپنے لیے خاص فرما لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ.

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: ''جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔

.. اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے“

اور فرمایا

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْئٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ.

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ:”اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس فے میں اس چیز کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ کے سوا کسی کو عطا نہ ہوا۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ.

﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ:”جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے، تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔“

تو یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا۔آپ اپنی اہل کا خرچ اس سے سال بھر تک کرتے تھے اور جو مال باقی رہ جاتا اسے آپ لے کر اللہ تعالیٰ کے مال میں شامل کردیتے تھے۔اسی پر آپ نے اپنی تمام عمر عمل فرمایا پھر جب نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کہ ابوداؤد و حاکم رحمہما اللہ نے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لیے بجز خمس کے تمہاری غنیمت میں سے اتنا بھی حلال نہیں ہے اور خمس لینا تمہارے حق میں مردود ہے۔

﴿احمد، بخاری، مسلم﴾

حضرت عمر بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بنوقریظہ غلام بنائے گئے اور وہ غلام رسول اللہ ﷺ کے حضور میں پیش ہوئے تو ان میں ریحانہ بنت زید بن عمرو تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ریحانہ کو جدا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ وہ علیحدہ کرلی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر غنیمت میں آپ کو اختیار حاصل تھا۔تقسیم سے پہلے اپنے لیے جو چاہتے خاص فرمالیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

یزید بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ایک بدوی صحابی شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھا کر اسے عطا فرمائی کہ

”من محمد رسول اللہ الی بنی زھیر بن اقیس، انکم ان شھدتم ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ وادیتم الخمس من المغنم وسھم النبی وسھم الصفی، انتم امنون بامان اللہ و رسولہ.“

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سہم الصفی (یعنی تقسیم سے قبل نبی کا خالص پسند فرمانا) صحیح آثار میں مشہور ہے اور اہل علم کے درمیان معروف ہے اور اہل سیر کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسی سہم الصفی میں سے تھیں اور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ سہم الصفی آپ کے ساتھ خاص تھا اور رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شمشیر ذوالفقار رحمۃ اللہ علیہ اسی سہم صفی میں سے تھی۔

چراگاہ کا اپنی ذات کے لیے خاص فرمالینا آپ کے لیے مباح تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ حِمیٰ یعنی چراگاہ کا اپنے لیے خاص فرمانا ہے اور جس زمین کو آپ نے چراگاہ بنالیا وہ نہ ٹوٹے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**لا حمی الا للہ ولرسولہ**'' چراگاہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے نہیں۔

اصحاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس زمین کو چاہیں جس میں کھیتی نہ ہو اپنے جانوروں کے لیے چراگاہ بنالیں یہ اختیار آپ ہی کو ہے۔ دیگر تمام آئمہ (خلیفہ وقت) کے لیے یہ اختیار قطعاً جائز نہیں ہے البتہ ان آئمہ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لیے چراگاہ منتخب کر دیں۔ ایک قول یہ ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ بر تقدیر جواز ان آئمہ کے لیے جو بعد میں آئیں یہ جائز ہوگا کہ وہ چراگاہ کہ منسوخ کر دیں۔ لیکن جس قطعہ زمین کو رسول اللہ ﷺ نے بطور چراگاہ اپنے لیے مقرر فرمایا اسے کوئی نہیں بدل سکتا اور نہ اس کی حالت میں تغیر کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس کا خاص مالک بنایا تھا۔ آپ اس میں جس طرح چاہیں تصرف فرمائیں۔

اور آپ نے بیت المقدس کے ایک گاؤں کو اس کی فتح سے پہلے تمیم داری اور اس کی اولاد کو بطور جاگیر عطا فرمایا تھا اور وہ جاگیر آج تک ان کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ بعض حاکموں نے ان کو پریشان کرنے کا ارادہ کیا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جنت کی زمین جاگیر میں عطا فرماتے تھے۔ یہ تو دنیاوی زمین ہے۔ یہ تو زیادہ اولیٰ ہے کہ کسی کو جاگیر اور اجارہ میں دی جائے۔

﴿بخاری﴾

مکہ میں جنگ کرنا، قتل کرنا اور بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا آپ کیلئے مباح تھا:

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتال کرنا اور وہاں قتل کرنا اور بغیر احرام کے داخل ہونا اور بعد امان کے قتل کرنا آپ کے لیے مباح کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ.

﴿سورۃ البلد﴾

ترجمہ: ''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ مکرمہ میں اس شان سے

داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود (عمامہ) تھا۔ جب آپ نے خواتارا تو ایک شخص نے آکر بتایا ابن حنظل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کردو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اسے حرم نہیں بنایا لہٰذا کسی آدمی کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے حلال نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ اسے یہ حلال ہے کہ مکہ کا کوئی درخت کاٹے۔ اب اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال سے اجازت چاہے تو کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجازت دی اور تمہارے لیے اس نے اجازت نہیں دی ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اس شان سے داخل ہوئے کہ بغیر احرام کے آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ کے لیے امان دینے کے بعد قتل کرنا جائز تھا۔

﴿مسلم﴾

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس قول میں خطا کی ہے کیونکہ علماء نے فرمایا جس ذات مقدس پر آنکھ کے اشارے کو حرام کیا ہو اس کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ امن دینے کے بعد قتل کرے۔

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ فرمائیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اپنے علم کے ذریعہ فیصلہ دیں اور اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے حکم فرمائیں اور اس کی شہادت قبول فرمائیں جو آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے شہادت دے اور آپ اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے خود شہادت دیں۔ آپ ہدیہ کو قبول فرمائیں۔ بخلاف آپ کے سوا دیگر حکام کے کہ ان کے لیے ہدیہ جائز نہیں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ قضائے بالعلم (ذاتی علم سے فیصلہ فرمانے) کے باب میں ہندہ زوجہ ابوسفیان کی حدیث لائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ سے فرمایا کہ تم اپنے شوہر کے مال میں سے اس قدر مال لے سکتی ہو جو اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے کفایت کر سکے اور وہ معروف (بھلائی) کے ساتھ ہو۔ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے نفس کے حکم کے باب میں اور وہ شہادت قبول کرنے کے باب میں جس نے آپ کے حق میں گواہی دی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حدیث لائے ہیں جو آگے آرہی ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کہ یہ جائز رہا تو یہ بھی جائز ہے کہ آپ اپنی اولاد کے لیے بھی حکم فرمائیں اور قبول ھدیہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

روزہ کی حالت میں بوس وکنار آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ غضب کی حالت میں آپ کے لیے حکم فرمانا

اور فتویٰ دینا مکروہ نہ تھا۔ اس لیے کہ آپ پر غضب کی حالت میں وہ خوف نہیں تھا جو ہم پر خوف ہوتا ہے۔
نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مسلم'' میں لقطہ کی حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر کیا کہ آپ نے اس بارے میں فتویٰ دیا۔ درآں حالیکہ آپ اتنے غضب میں تھے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ تھے۔
آپ کے خصائص میں یہ ہے کہ روزے کی حالت میں قوت شہوت کے باوجود بوسہ لینا جائز تھا۔ درآں حالیکہ یہ بات آپ کے سوا پر حرام ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسے لیا کرتے تھے۔ تم لوگوں میں کون شخص اپنی حاجت کا مالک ہوسکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت کے مالک تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں مباشرت یعنی بوس و کنار کرتے تھے اور آپ اپنی حاجت کے تم سے زیادہ مالک تھے۔

﴿مسلم، ابن ماجہ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیا کرتے اور ان کی زبان چوسا کرتے تھے۔

﴿بیہقی﴾

حالت احرام میں خوشبو لگانا آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لیے احرام کے بعد ہمیشہ خوشبو میں رہنا جائز تھا۔ یہ مالکیوں کے مذکورات میں ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ گویا کہ میں نبی کریم ﷺ کے جوڑوں میں احرام کی حالت میں تراوٹ دیکھتی تھی۔ مالکیہ نے کہا کہ احرام کے بعد خوشبو کی مداومت آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ یہ دواعی نکاح میں سے ہے اس لیے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ اپنی حاجت کے لوگوں سے زیادہ مالک تھے اس لیے آپ ایسا کرتے تھے اور اس لیے بھی کہ آپ کو خوشبو محبوب کی گئی ہے تو آپ کو خوشبو کی اجازت دی گئی اور اس لیے بھی کہ وحی لانے کی وجہ سے فرشتوں سے آپ کی صحبت رہتی تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حالت جنابت میں مسجد میں قیام آپ کے لیے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ جنابت کی حالت میں ٹھہرنا آپ کے لیے جائز تھا۔ اور سیدھے لیٹ کر سونے کے سبب آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا اور شرم گاہ کے چھونے سے دو وجہوں میں سے ایک وجہ میں وضو نہیں ٹوٹتا تھا اور یہ وجہ میرے نزدیک اصح ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ سے فرمایا میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں ٹھہرے۔

﴿ترمذی، بیہقی﴾

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے سوا اور تمہارے سوا کسی کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس مسجد میں جنبی ہو۔

﴿بزار﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین خوبیاں ایسی دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ عرب کے سارے اونٹ مجھے دیئے جانے سے زیادہ محبوب ہوتی۔

(۱) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر دی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں ان کا اس حال میں رہنا کہ ان کے لیے وہ چیز حلال ہوئی جو میرے لیے مسجد میں حلال نہ ہوئی۔

(۳) خیبر کے دن علم دیا جانا۔

﴿ابو یعلی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنبی کا حالت حائض میں اس مسجد میں آنا حلال نہیں ہے بجز رسول اللہ ﷺ اور علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ الزہرہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابو حازم اشجعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ پاکیزہ مسجد بنائیں جس میں وہ اور ہارون علیہ السلام کے سوا کوئی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ پاکیزہ مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں فرزند کے سوا کوئی نہ ٹھہرے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا مسجد میں تمہارے لیے وہ چیز حلال ہے جو میرے لیے حلال ہے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ جنبی کے لیے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ حائض کو۔ بجز محمد ﷺ اور میری ازواج اور علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں مسجد کو نہ

حائض کے لیے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ جنبی کے لیے۔ البتہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال ہے۔
﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات میں وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ سو گئے یہاں تک کہ میں نے خرخراہٹ کی آواز سنی اس کے بعد موذن آیا اور آپ اٹھ کر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدے کی حالت میں سو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد کھڑے ہو کر اپنی نماز تمام فرمایا کرتے تھے۔

﴿بزار﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے لیٹ کر سو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگتی پھر آپ اٹھ کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس کی علت یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں سوتیں اور آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔

﴿ابن ماجہ، ابو یعلیٰ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: ''اے خدا میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ مجھ سے اپنے عہد کے خلاف معاملہ نہ کرنا'' بلاشبہ میں ایک بشر ہی ہوں تو جس مسلمان کو میں ایذا پہنچاؤں، یا اسے برا کہوں یا اس پر لعنت کروں یا اسے کوڑے ماروں تو میرے اس عمل کو اس کے حق میں تزکیہ، رحمت اور قربت دار بنا دینا اور اس کے سبب روز قیامت اپنی طرف اسے تقرب بنا۔
﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا اس آدمی کی حفاظت کرنا مگر وہ غافل ہو گئیں اور وہ آدمی بھاگ گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ قطع کرے۔ یہ سن کر انہوں نے فریاد کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ اپنی امت کے جس انسان پر اللہ تعالیٰ سے بددعا کروں تو تو اس کے حق میں اس بددعا کو مغفرت قرار دینا۔

﴿امام احمد﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خدا جاہلیت کے زمانے میں جس شخص پر میں نے لعنت کی ہو اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے لہٰذا تو اس کو اس (لعنت) کے حق میں اپنے حضور قربت قرار دینا۔

﴿طبرانی﴾

مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کر دے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ جس شخص سے چاہیں بقوت اس کا کھانا

اس کا پینا لے لیں اور مالک پر دے دینا واجب ہے۔ اگر چہ وہ محتاج ہو اور اس پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر اپنی جان قربان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ" ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔"

علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ظالم آپ کی طرف قصد کرے تو ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس وقت حاضر ہے اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں قربان کر دے۔ جس طرح کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے احد میں اپنی جان سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی اور اگر نبی کریم ﷺ کسی عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہیں تو اس پر واجب ہے کہ قبول کرے اگر وہ بے شوہر ہو اور آپ کے سوا پر حرام ہے اس عورت سے نکاح کا پیام دے اور اگر وہ عورت شوہر والی ہے تو اس کے شوہر پر واجب ہے کہ اسے طلاق دے دے تاکہ نبی کریم ﷺ اس سے نکاح کر لیں۔

✡ جیسا کہ پہلے اس آیت کے تحت گزر چکا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ."

﴿سورۃ الانفال﴾

اسی آیت کے ساتھ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی استدلال کیا ہے۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے قصہ میں طلاق دینے کے واجب ہونے کے سبب یہی استدلال کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن ہے اس قصے میں یہ حکمت ہے کہ شوہر کی جانب سے اپنی بیوی کو چھوڑنے کی تکلیف کے ذریعہ ان کے ایمان کا امتحان مقصود ہو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے بیوی، اس کے بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بشری آزمائشوں کے ذریعہ اور گوشہ چشم کے اشارے سے منع کرنے کے ذریعہ اور ضمیر کی ان باتوں کے ذریعہ جو مخالف اظہار ہیں آپ کی آزمائش ہے۔

چار عورتوں سے زیادہ بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا آپکے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا آپ کے لیے مباح تھا اس پر سب کا اجماع ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ

مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمائی اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے۔"

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ جتنی عورتوں

سے چاہیں نکاح کریں یہ فریضہ ہے اور جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں یہ ان سب کی سنت ہے چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں آیہ کریمہ

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَالَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّ هَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کے لیے نہیں۔"

کے تحت فرمایا وجودیکہ حضور نبی کریم ﷺ کی متعدد ازواج تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا جن کے شوہر نہیں ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے نکاح حلال کیا اس دن آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیاں، پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں موجود تھیں۔

علماء نے فرمایا جبکہ آزاد کو غلام پر اس بنا پر فضیلت دی گئی کہ غلام کیلئے جتنی عورتیں رکھنا مباح ہے اس سے زائد آزاد عورتوں کو نکاح میں لاسکتا ہے تو نبی کریم ﷺ کیلئے واجب ہونا چاہیے کہ آپ کی تمام امت زیادہ سے زیادہ جو کہ چار ہیں ازواج رکھنے کی فضیلت رکھتی ہے۔ امت کے کثرت مباح چاہنے کے سبب آپ کیلئے اس سے اکثر بیبیاں مباح ہونی چاہئیں۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کیلئے ننانوے ازواج حلال کیں اور انہوں نے اس ضمن میں بہ کثرت فوائد بیان کیے ہیں۔ ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ یہ محاسن باطنی کی نقل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ محاسن ظاہر و باطن میں مکمل تھے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ اس شریعت کی نقل ہے جس پر لوگوں کو اطلاع نہ تھی۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ قبائل کو حضور نبی کریم ﷺ اپنا سسرال بننے کا شرف عطا فرمادیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے اعداد کی طرف سے جو اذیت و تکلیف پہنچے ازواج کی کثرت کے سبب شرح صدر رہے اور پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بارگاہِ رسالت کے تحمل کے باوجود کثرت ازواج پر قائم رہنے میں جو تکلیف کی زیادتی ہے وہ آپ کی ریاضت ومشقت کیلئے اعظم ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آپ کے حق میں نکاح کرنا عبادت ہے۔

علماء اسلام نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ایسے وقت میں نکاح فرمایا جس وقت ان کے باپ حضور نبی کریم ﷺ کے دشمن تھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے

ایسے وقت میں نکاح کیا جبکہ ان کا باپ اور ان کا چچا اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا، اب اگر یہ ازواج آپ کے اس باطنی احوال سے مطلع نہ ہوتیں کہ آپ اکمل الخلق ہیں تو یقیناً طبائع بشریہ اس کی مقتضی ہوتیں کہ وہ عورتیں اپنے ماں باپ اور اپنے خاندان کی طرف مائل ہو جاتیں اور آپ کے حبالۂ عقد میں کثرت کے ساتھ ازواج تھیں جو آپ کے معجزات اور آپ کے باطنی کمالات کے اظہار و بیان کیلئے تھیں جس طرح کہ ظاہری معجزات و کمالات کو مردوں نے جانا پہچانا تھا۔

بغیر ولی اور گواہ کے آپ کیلئے نکاح مباح تھا:

حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں اور بغیر گواہ و مہر کے نکاح نہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کے نکاح کیلئے ان میں سے کوئی شرط نہیں تھی۔

﴿بیہقی﴾

اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو بھی لائے جسے مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس وقت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنایا تو لوگوں نے کہا اگر آپ ان کا پردہ کرائیں گے تو وہ آپ کی زوجہ ہوں گی اور اگر ان کا پردہ نہ کرایا تو وہ ام ولد ہوں گی، چنانچہ جب آپ نے انہیں رسوا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کا پردہ کرایا گیا۔ اس سے لوگوں نے جانا کہ آپ نے ان سے نکاح فرمایا ہے۔ اس حدیث سے دلالت کی وجہ ظاہر ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

علماء اسلام نے فرمایا: امت کے نکاح میں ولی کا اعتبار اسی مقصد سے ہے کفارت یعنی ہم نسبی کی محافظت کی جائے مگر نبی کریم ﷺ اکفا سے بالاتر ہیں اور امت کے نکاح میں گواہوں کا اعتبار اس لیے ہے کہ نکاح سے انکار نہ کیا جا سکے اور نبی کریم ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ نکاح سے انکار نہ کریں گے اور اگر عورت سے انکار کرے گی تو اس کی بات آپ کے خلاف اثر انداز ہوگی ہی نہیں۔

عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مہذب'' میں فرمایا ایسی منکرہ عورت آپ کی تکذیب کی بنا پر کافرہ ہو جائے گی اور رسول اللہ ﷺ کا کسی عورت سے نکاح فرمانا اپنی ذات کی جانب سے تھا۔ اور آپ طرفین کی جانب سے بغیر عورت کے اذن اور اس کے ولی کے اذن کے والی تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ''

﴿سورۃ الاحزاب﴾

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کیلئے عورت اللہ تعالیٰ کے حلال قرار دینے کی وجہ سے حلال تھی۔ آپ بغیر عقد کے اسے نواز سکتے تھے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جبکہ یہ بات آپ کیلئے جائز ہے تو یہ بات بھی آپ کیلئے جائز ہوگئی کہ بغیر عورت سے مشورہ لیے اس کا عقد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا نبی

کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پر تفاخر کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھی کہ تم سب کو تو تمہارے گھر والوں نے بیاہا ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر بیاہا ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اور زینب کو میری طرف سے پیام دو تو وہ گئے اور ان کو پیام پہنچایا، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں کچھ نہیں کروں گی جب تک کہ میں اپنے خدا سے مشورہ نہ کرلوں، پھر وہ نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں، اور آیات کریمہ نازل ہوئی اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ بغیر اذن کے ان کو سرفرازی بخشی۔

﴿مسلم﴾

✿ بیہقی حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ:

وَ تُخفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔''

کی تفسیر میں روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم دے دیا تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے حبالہ عقد میں آئیں گی۔ قبل اس کے کہ آپ ان سے تزوج فرمائیں۔ چنانچہ جب آپ کے پاس حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کی شکایت لے کر آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَ اتَّقِ اللّٰہَ وَ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔''

✿ اس پر زید نے عرض کیا:

قَدْ اَخْبَرْتُکَ اِنِّیْ مُزَوِّجُکَھَا وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ

حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کا شرف:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نبی کریم ﷺ کی ازواج میں کسی کے مانند نہیں ہوں، ان سب سے مہروں کے ساتھ نکاح کیا ہے اور ان کا نکاح ان کے ولیوں نے کیا ہے لیکن میرا نکاح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کیا ہے اور قرآن میں نازل کیا ہے جسے تمام مسلمان پڑھیں گے نہ اسے کوئی بدل سکتا اور نہ پھیر سکتا ہے۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ زینت بنت جحش رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے۔ انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا ہے کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور ان کے ساتھ قرآن گویا ہوا اور نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج سے اس وقت فرمایا جبکہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھے۔ ''تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ

سے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں۔" تو آپ نے ان کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔

﴿ابن سعد، ابن عساکر﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین باتوں پر ناز ہے اور تینوں باتیں آپ کی ازواج میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ایک یہ کہ میرا جد اور آپ کا جد ایک ہے۔ دوسرے یہ کہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا۔ تیسرے یہ کہ سفیر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہے۔

﴿ابن جریر﴾

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس حضور نبی کریم ﷺ کیلئے ہبہ فرما دیا تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا نکاح لفظ ہبہ اور بغیر مہر کے ابتداءً اور انتہاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ وَ بَنٰتِ عَمِّکَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَ بَنٰتِ خَالِکَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّ هَبَتْ نَفْسَهَا اِنْ اَرَادَ لِنَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ"

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: "اے غیب بتانے والے (نبی) ہم نے تمہارے لیے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم مہر دو اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے امت کیلئے نہیں۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ام شریک رضی اللہ عنہا نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو قبول نہ فرمایا اور ام شریک رضی اللہ عنہا نے کسی سے نکاح بھی نہ کیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سے وہ عورتیں مراد ہیں جنہوں نے اپنا نفس نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا اور آپ نے بعض عورتوں کو سرفراز فرمایا اور بعض کو امید میں رکھا اور جنہوں نے آپ کے نکاح نہ کیا، ان میں سے ام شریک رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کیلئے ہبہ کرنا حلال نہیں ہے اور یہ کہ کیا آپ کی طرف سے بھی لفظ ہبہ کو قبول کرنا کافی ہے۔ جیسا کہ عورت کی طرف سے لفظ ہبہ کہنا کافی ہوتا ہے یا آپ کی طرف سے لفظ نکاح شرط ہوتا ہے اس میں دو وجہیں ہیں۔ اصح وجہ دوسری ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ظاہر ہے: ''اَنْ یَّسْتَنْکِحَهَا'' لہٰذا آپ کی جانب نکاح اعتبار کیا جائے گا۔

﴿سعید بن منصور، بیہقی﴾

ازواج مطہرات کے درمیان عدم تقسیم آپ کیلئے مباح تھا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ اپنی ازواج کے درمیان عدم تقسیم مباح تھا۔ یہ بات دو قولوں میں سے ایک قول میں ہے۔ اور یہی مختار ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

✿ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُؤْیٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی کچھ گناہ نہیں۔''

محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازواج کی تقسیم کے درمیان فراخی دی گئی تھی۔ ان کے درمیان جس طرح چاہیں تقسیم فرمائیں۔

✿ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ

﴿ابن سعد﴾

بعض علماء نے کہا کہ آپ وجوب قسمت میں، لوازم پر دورہ فرماتے تھے اور یہ بات وجوب قسمت کے منافی ہے اور ابن القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ آپ پر یہ واجب تھا پھر یہ حکم مذکورہ آیت سے منسوخ ہوگیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ازواج کے نفقہ کے وجوب میں بھی دو وجہیں دی ہیں۔ حضرت نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وجوب کو صحیح کہا ہے۔ اس تقدیر پر نفقہ کا اندازہ نہیں کیا جائے۔ بخلاف آپ کے غیر کے۔ ان کیلئے اندازہ کیا جانا ضروری ہے۔

حالت احرام میں آپ کیلئے نکاح کرنا جائز ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح کیا، اس میں ایک وجہ ہے جسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ آپ کیلئے آپ کے غیر کی متعدد عورت سے نکاح کرنا اور عورت اور اس کی بہن اور اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور اس کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع فرمانا بھی جائز تھا لیکن اصح یہی ہے کہ ان تمام صورتوں میں منع ہے۔ اور اس کی

شاہد وہ حدیث ہے جو صحیحین میں بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔ اور آپ ﷺ کا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمانا جبکہ انہوں نے اپنی بہن کو آپ پر پیش کیا تھا کہ یہ میرے لیے حلال نہیں ہے اور تم میرے حضور اپنی بیٹیوں اور اپنی بہنوں کو پیش کرو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

یہ بات صحیح ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے چھ یا سات سال کی عمر کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف گئے ہیں جسے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھی۔ اور یہ بات باپ کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح بالغ ہونے سے پہلے کر دے۔ اس بات کو ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ ''الخصائص'' میں لائے ہیں اور انہوں نے کہا: یہ غریب و نادر ہے۔ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور نے کہا ہے ہمیں اس کا علم نہیں ہے اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ باپ کی ولادت سے نابالغہ کا نکاح ہر ایک کیلئے جائز ہے اور یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے نہیں ہے بلکہ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

باندی کی آزادی اس کا مہر قرار دیں یہ آپ کیلئے جائز ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ اپنی باندی کو آزاد کر کے اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر قرار دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا: ان کی جان ان کا مہر ہے۔

﴿بیہقی﴾

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا عمل تو کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل قائم نہیں فرمائی کہ یہ فعل آپ کے ساتھ اور آپ کی امت کیلئے جائز ہیں، لہٰذا امت کیلئے ابھی ایسا کرنا مباح ہے کیونکہ اس میں آپ کی تخصیص کے وجود پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول میرے نزدیک مختار ہے۔ یہی مذہب امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ کا ہے۔

اجنبی عورتوں کو دیکھنا اور تنہائی میں تشریف رکھنا آپ کیلئے جائز تھا:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اجنبی عورتوں کی طرف آپ کا دیکھنا اور تنہائی میں ان کے ساتھ تشریف رکھنا مباح تھا۔

حضرت خالد بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا

نے کہا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس میرے گھر اس حال میں تشریف اس وقت میری شادی ہو چکی تھی اور آپ میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جس طرح ہم تم بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث میں جو مفہوم ہے وہ اس پر محمول ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نزول سے پہلے کا ہے یا یہ بات ہے کہ کسی ضرورت سے دیکھنا جائز ہو۔ یا یہ کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو دیکھنا جائز ہو۔ واللہ اعلم

﴿بخاری﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دلائل قویہ سے ہمیں جو بات واضح ہوئی ہے یہ ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اس کی طرف نظر کرنے کا جواز نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اور وہ جواب صحیح ہے جو ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے نزدیک خواب استراحت فرمائی اور وہ آپ کے سر مبارک کو آراستہ کرتی تھیں باوجودیکہ آپ دونوں کے درمیان نہ محرمیت تھی اور نہ زوجیت۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کے ''الخصائص'' میں مذکور ہے اور انہوں نے ام حرام رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی ہے۔ جن علماء نے علم انساب کا احاطہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان محرمیت نہ تھی۔ اسے حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بات ام حرام رحمۃ اللہ علیہ کی بہن ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھی۔ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں۔ اس بنا پر کہا جائے گا کہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے تھا اور بعض مشائخ شافعیہ نے بھی اس کا ادعا کیا ہے۔ انتہی

جس عورت کا جس سے چاہیں آپ نکاح کر دیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ عورتوں میں سے جس کو چاہیں جس کے ساتھ چاہیں اس کی رضامندی سے اور ان کے والدین سے اور ان کے والدین کی رضا حاصل کیے بغیر خود بجبر نکاح کر دیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن نہیں ہے جب تک کہ میں اس کے نزدیک دنیا اور آخرت میں احق نہ ہوں، اور وہ روایت نقل کی ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پاس عورت آئی اور اس نے اپنا

نفس آپ پر پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے عورتوں کی حاجت نہیں ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس عورت کو میرے ساتھ بیاہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جتنا قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں نے اس عورت کا عقد تیرے ساتھ کر دیا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقد کا پیام دیا تو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی، ابھی حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ میرے لیے اس عقد پر راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اس صورت میں میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

﴿ابن جریر﴾

حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو اپنا پیام نکاح دیا مگر اس عورت نے ان سے نکاح کرنا قبول نہ کیا پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے اس عورت سے پوچھا تو اس کا انکار کیا، یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا وہ خبر صحیح ہے جو مجھے پہنچی ہے کہ تم فلاں عورت کا ذکر کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: صحیح ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس عورت کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا پھر وہ عورت ان کے گھر پہنچ گئی۔

﴿ابن سعد﴾

مذکورہ صورت میں آپ کو حق حاصل ہے کہ اپنی بیٹیوں کے سوا دیگر چھوٹی لڑکیوں کا نکاح فرمادیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمارہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں جب نبی کریم ﷺ عمرۃ القضاء میں تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: آپ ان سے نکاح فرمالیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو صغیرہ اور غیر صغیرہ کے نکاح کرنے میں وہ حق حاصل ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں او اسی بنا پر عمارہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے میں آپ ولی ہوئے اور ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ولی نہ ہوئے۔

حضرت سلمہ بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیام

نکاح دیا اور انہوں نے کہا: میرا کوئی ولی موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ تمہارا نکاح کر دے تو ان کے بیٹے نے ان کا نکاح کر دیا، حالانکہ وہ اس وقت چھوٹے تھے بالغ نہ تھے۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: نکاح کے باب میں نبی کریم ﷺ کو وہ حق حاصل تھا جو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی طلاق کا انحصار تین میں نہیں ہے۔ یہ دو قولوں میں سے ایک قول پر ہے جس طرح کہ آپ کی ازواج کی گنتی کا انحصار نہیں اور بروجہ حصر اگر آپ ایک طلاق دیں تو وہ تین واقع ہوں گی تو کیا وہ مطلقہ عورت دوسرے شوہر سے خلوت صحیحہ کرنے کے بعد حلال ہوگی؟ اس میں دو قول ہیں: ایک قول میں تو حلال ہو جائے گی اس سبب سے کہ آپ کے غیر پر آپ کی ازواج ہونے میں آپ خاص ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ عورت کبھی آپ کیلئے حلال نہ ہوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حرام کر دیا مگر وہ آپ پر حرام نہ ہوئی اور نہ آپ پر کفارہ لازم ہوا۔ یہ اس صورت میں ہے جو مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: علت یہ ہے کہ آپ مغفور ہیں اور آپ کے سوا آپ کی امت میں سے کوئی جب اپنی باندی کو اپنے پر حرام کر لے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمانا آپ کے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور کسی کیلئے دوسرے کی طرف سے بغیر اس کی اجازت کے قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سینگوں والا دنبہ عیدگاہ میں ذبح کر کے دعا کی: اے اللہ! یہ میری طرف سے قربانی ان کیلئے ہے جو میری امت میں سے قربانی نہ کر سکیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو دنبوں کی قربانی دی اور ایک کو ذبح کر کے دعا مانگی: اے اللہ! یہ محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس کی امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے توحید اور میری تبلیغ کی گواہی رکھی۔

﴿حاکم﴾

بسند صحیح حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر امت کیلئے قربانی دینے کو ہم نے لازم کیا ہے اور انہوں نے قربانی دی اور اس کو ذبح کیا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قربانی دیا کرتے تو آپ دو سفید و سیاہ اور سینگوں والے دنبے خریدا کرتے تھے اور جب آپ خطبہ و نماز سے فارغ ہو جاتے تو ایک کو ذبح

کر کے کہتے: اے اللہ! یہ قربانی میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے تیری توحید اور میری تبلیغ کی گواہی دی۔ اس کے بعد دوسرا دنبہ لایا جاتا اور آپ ﷺ اسے ذبح کر کے دعا کرتے: اے اللہ! یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی قربانی ہے۔ اس کے بعد دونوں کو مساکین کو کھلاتے اور ان دونوں میں سے خود بھی اور آپ کے اہل خانہ بھی کھایا کرتے تھے، پھر ہم برسوں مقیم رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے قرض اور مشقت کی کفایت فرمائی۔ اب بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو قربانی نہ دیتا ہو۔

ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نے طعام الفجارۃ تناول فرمایا باوجویکہ آپ اس سے منع فرماتے تھے مگر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا کہ وہ امت کیلئے مباح ہے اور ممانعت ثابت نہیں ہے۔

ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ جو شخص آپ کو برا کہے یا آپ کو گالی دے آپ کو حق ہے کہ اسے قتل کر دیں اور یہ حکم قضاء لنفسہ کی طرف راجع ہے۔

وہ کرامات جو ذات اقدس ﷺ کے ساتھ خاص تھیں

حضور نبی کریم ﷺ کا ترکہ ورثاء پر تقسیم نہیں ہوگا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہماری میراث کوئی نہ پائے گا۔ جو کچھ ہم چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ بلاشبہ آل محمد ﷺ اس مال میں سے کھائیں گے۔ خدا کی قسم! میں (ابوبکر) نبی کریم ﷺ کے ترکہ میں سے ذرہ بھر تغیر نہیں کروں گا وہ اسی حال پر برقرار رہیں گے جس حال پر نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں تھے اور میں اس میں وہی عمل کروں گا جو نبی کریم ﷺ اسکے ساتھ عمل فرماتے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے ورثاء درہم ودنیا کو باہم تقسیم نہ کریں جو کچھ میں چھوڑوں گا میرے بعد وہ میری ازواج کا نفقہ ہے اور عاملوں کی اجرت ہے کیونکہ وہ صدقہ ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم راضی نہیں کہ تم میری طرف سے بمنزلہ حضرت ہارون علیہ السلام کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہو، بجز اس کے کہ نہ نبوت، اور نہ وراثت ہے۔

﴿طبرانی﴾

فائدہ:

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ خصائص ہیں، جن سے ہمارے نبی کریم ﷺ مختص تھے۔ بخلاف تمام انبیاء علیہم السلام کے وہ

وارث ہوئے تھے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ ﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: ''اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا۔''

اور حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا:

فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ

﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: ''تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرے کام اٹھائے وہ میرا جانشین ہوا اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔''

اس صورت میں آپ کی یہ صوصیت ان خصائص میں شامل کی جائے گی جن کے سبب آپ تمام انبیاء کرام سے ممتاز ہیں، بایں ہمہ صحیح وصواب وہ ہے جس پر تمام علماء ہیں وہ یہ کہ حکم تمام انبیاء کیلئے تھا۔ اس وجہ سے کہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: ''انا معاشر الانبیاء لانورث'' ہم گروہ انبیاء سے کوئی میراث نہیں پاتے اور مذکورہ دونوں آیتوں کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں نبوت و علم کی وراثت مراد ہے نہ کہ مال و جائیداد کی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امت کے علماء انبیاء کے وارث ہیں، اس لیے کہ انبیاء کے درہم و دینار کی وراثت کوئی نہیں پاتا۔ وہ صرف علم کے ہی وارث ہوتے ہیں تو جس نے علم حاصل کیا، اس نے بھرپور دولت حاصل کر لی اور انہوں نے اس حکمت میں کہ انبیاء کا مال میراث میں تقسیم نہیں کیا جاتا، کئی وجوہ بیان کیے ہیں۔

ان وجوہ میں سے یہ ہے کہ انبیاء کے قرابت داران کی موت کی تمنا نہ کریں ورنہ وہ اس تمنا میں ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء کے ساتھ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ان کو دنیا سے رغبت تھی اور وہ اپنے ورثاء کیلئے دنیا جمع کرتے تھے اور ایک وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ اسی بنا پر امام الحرمین اس طرف گئے ہیں کہ ان کا مالک ان کی ملک پر باقی ہے ان کی طرف سے ان کے اہل پر خرچ کیا جائے گا جس طرح کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں خرچ کرتے تھے کیونکہ آپ زندہ ہیں، اسی سبب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے آپ کے اہل اور آپ کے خدام پر خرچ کرتے تھے اور اسی جگہ پر صرف کرتے تھے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں صرف فرماتے تھے۔

﴿ابن ماجہ﴾

اور نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس کی ملکیت آپ سے جاتی رہی اور وہ تمام مسلمانوں پر صدقہ ہے اس کے ساتھ ورثاء کی تخصیص نہیں ہے، اس بات سے بعض علماء نے ایک اور خصوصیت اخذ کی ہے وہ یہ کہ آپ کیلئے اپنے تمام مال کو اپنی وفات کے بعد صدقہ کر دینے کو مباح کیا گیا۔ بخلاف آپ کی امت کے اور ان کو تہائی مال پر پابند کر دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات امہات المومنین ہیں

ازواجِ مطہرات کا امہات المومنین ہونا، ان سے نکاح کرنے اور ان کے احترام وطاعت کرنے میں ہے نہ کہ ان کی طرف دیکھنے یا کسی اور بات میں ہے۔

✪ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ

﴿سورۃ الاحزاب﴾

اور یہ قرات کی گئی ہے کہ "وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ" حضور نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے باپ ہیں اور یہ ازواج مرد، مسلمانوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی۔ اس لیے کہ مائیں ہونے کا فائدہ مردوں کے حق میں ہے اور وہ فائدہ نکاح ہے جو کہ عورتوں کے حق میں مفقود ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ان کو یا امی کہہ کر مخاطب کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ہم تم مردوں کی مائیں ہیں اور تم عورتوں کی مائیں نہیں ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم تم سے سب مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

اسی روایت سے علماء کی ایک جماعت حجت پکڑتی ہے۔ اس لیے کہ احترام وتعظیم کا فائدہ عورتوں میں بھی موجود ہے۔

بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تمام مرد عورت کے حرمت وتعظیم میں باپ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کو ان کے پردوں میں ان کے جثہ کو دیکھنا اور ان سے بالمشافہ بات کرنا حرام ہے۔

✪ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعاً فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

ترجمہ: "اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔"

"کتاب الروضہ" میں رافعی اور بغوی رحمہم اللہ کے اتباع میں علماء نے فرمایا کہ کسی کیلئے یہ حلال نہیں ہے کہ ان سے کچھ پوچھے مگر یہ کہ پردے کے پیچھے سے ہو۔ لیکن ان کے سوا عورتوں کا مسئلہ تو جائز ہے کہ ان سے بالمشافہ کچھ پوچھے۔

قاضی عیاض ونوی رحمہم اللہ نے "شرح مسلم" میں فرمایا کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے چھپانے

میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات مخصوص کر دی گئی ہیں۔ ان پر حجاب فرض ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، ان کیلئے شہادت یا کسی اور وجہ سے ہاتھوں اور چہروں کا کھلنا جائز نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ چادر وغیرہ میں اپنے جثوں کو ظاہر کریں اور ان پر فرض ہے کہ وہ پردہ نشین رہیں۔ بجز حوائج ضروریہ مثلاً بول و براز وغیرہ کیلئے باہر نکلنے کے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ازواج مطہرات جب لوگوں کیلئے بیٹھتیں تو پردے کے اس طرح بیٹھتی تھیں اور جب وہ باہر نکلتیں تو پردہ کر کے اپنے جثوں کو پوشیدہ کر کے نکلتیں اور جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ان کی نعش کے اوپر ان کے جثہ کی پردہ پوشی کا گہوارہ بنایا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حجاب کے فرض ہونے کے بعد اپنی کسی حاجت سے باہر نکلیں چونکہ وہ عظیم الجثہ عورت تھیں کسی پر وہ مخفی نہ رہتی تھی ہر ایک دن کو پہچان جاتا تھا، چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے کہا: اے سودہ! آگاہ ہو، خدا کی قسم! تم ہم پر مخفی نہیں رہ سکتیں، تم اپنے حال پر غور کرو کہ تم کیسے باہر نکلتی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ فوراً واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس میں شانہ تھا اور اسے تناول فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی حاجت سے باہر نکلی تو مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ یہ کہا۔ اسی لمحہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل فرمائی درآں حالیکہ وہ شانہ آپ کے دست ہی میں تھا اور اسے رکھا نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی حاجت سے باہر جانے کی اجازت دیدی ہے۔

﴿بخاری﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سن میں جس میں انہوں نے وفات پائی، مجھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ بھیجا، وہ سب پردہ کیے ہوئے تھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے آگے آگے چلتے تھے اور کسی کو ان کے قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے مگر یہ کہ وہ دور سے دیکھے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے حالانکہ وہ ازواج ہودج میں تھیں اور وہ دونوں کو گھاٹیوں میں لے جاتے اور کسی کو ان کے گزرنے نہ دیتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ام معبد بنت خالد بن حنیف رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں دیکھا ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کی ازواج کو حج کرایا اور میں نے دیکھا کہ وہ ازواج ہودجوں میں تھیں اور ہودج کے اوپر اطلس کے سبز پردے پڑے ہوئے تھے اور وہ عورتوں کے جھرمٹ میں تھیں، ان کے آگے آگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر چل رہے تھے، جب کوئی ان سے قریب ہوتا تو

باآواز بلند کہتے: ''الیک الیک'' اپنی طرف ہو، اپنی طرف ہو، ان کے پیچھے پیچھے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ تھے وہ بھی ایسا ہی کرتے جاتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تھے جو آدمی ان کے سامنے سے آتا وہ اسے ایک طرف ہٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بہت دور تک ہٹ جاتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج کو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا واجب اور ان کو باہر نکلنا حرام تھا، اگرچہ حج یا عمرہ کیلئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ'' (سورۃ الاحزاب) ترجمہ: ''اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا: یہی حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام ازواج حج کرتی تھیں مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہ کرتی تھیں، وہ کہتی تھیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمیں کوئی سواری حرکت نہ دے گی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حج وعمرہ کرلیا ہے اب میں اپنے گھر میں بیٹھی رہوں گی، جیسا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ صرف حج ہے اس کے بعد رکنا ظاہر ہوگا تو انہوں نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا: تم میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھے گی اور کوئی ظاہر میں ایسا کام نہ کرے گی جو فحش ہو اور اپنے بوریہ پر ہمیشہ بیٹھی رہے گی اور آخرت میں میری زوجہ ہوگی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ربیعہ ابوعبدالرحمٰن، حضرت ابوجعفر رحمہم اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو حج وعمرہ سے منع کیا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو حج وعمرہ سے منع کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخری سال آیا تو ہمیں اجازت دی گئی اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ہم نے ان سے اجازت مانگی تو انہوں نے فرمایا: جو تم مناسب سمجھتی ہو

وہ کرو۔ تو ہم نے سب حج کیا، بجز دو عورتوں کے، وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں، باوجودیکہ ہم خوب پردہ کرتی تھیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابوسفیان عینیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج معتدات کے معنی میں تھیں چونکہ معتدہ کیلئے گھر میں ہی رہنا ہے تو ان کیلئے گھروں میں ہی رہنا تھا جب تک وہ زندہ رہیں وہ خود اپنی ذاتوں کی مالک نہ تھیں۔

نبی کریم ﷺ کا بول و براز اور خون پاک وطاہر تھا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں، ان کے پاس ایک طشت ہے اور کچھ اس میں ہے وہ پی رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے محبوب جانا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا خون میرے پیٹ میں محفوظ رہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی جانب سے تمہارے لیے افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کو افسوس ہے تم کو جہنم کی آگ نہ چھوئے گی مگر اتنا کہ اللہ تعالیٰ نے قسم یاد کی۔

﴿الفطر یف تصنیف، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک قریشی جوان سے پچھنے لگوائے جب وہ جوان پچھنے لگانے سے فارغ ہوا تو وہ خون اٹھا کر لے گیا اور اسے پی لیا۔ اس کے بعد وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا تیرا بھلا ہو تو نے کیا کیا؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسے زمین میں بہانے سے بہتر جگہ رکھ دیا ہے اور وہ میرے پیٹ میں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جا تو نے اپنے کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

﴿ابن حبان الضعفا﴾

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون میرے بیٹے کو دیا اور اس نے اسے پی لیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے بیٹے سے پوچھا تم نے اس خون کا کیا کیا؟ اس نے کہا: میں نے مکروہ جانا کہ آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا: لوگوں کو تم سے بھلا ہو اور تم کو لوگوں سے بھلا ہو۔

﴿دار قطنی﴾

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور مجھ سے فرمایا: اس خون کو پوشیدہ کر دو تو میں گیا اور اسے پی لیا۔ پھر میں آ گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اسے پوشیدہ کر دیا ہے، فرمایا: کیا پی لیا ہے؟ میں نے

عرض کیا: ہاں! پھر حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، خثیمہ، بیہقی، طبرانی﴾

بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے خون دیا اور فرمایا: اسے پوشیدہ کردو تو میں نے جا کر اسے پی لیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو مجھ سے فرمایا: تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: اسے پوشیدہ کردیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید تم نے اسے پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں میں نے اسے پی لیا ہے۔

﴿بزار، ابویعلیٰ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یوم احد مجروح (زخمی) ہوئے تو میرے والد آپ کے قریب پہنچے اور انہوں نے اپنے منہ کے ذریعہ آپ کے چہرے کے خون کو صاف کیا اور اسے پی گئے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اس بات کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے خون میں میرا خون مخلوط ہے تو اسے چاہیے وہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو دیکھے اور ابن سکن وطبرانی رحمہم اللہ نے ''اوسط'' میں اس طرح روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے اور اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

﴿حاکم﴾

حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ اٹھ کر پیالہ کی طرف گئے اور اس میں پیشاب فرمایا۔ پھر رات کو میں اٹھی تو مجھے پیاس محسوس ہوئی اور میں نے پیالہ میں جو تھا اسے پی لیا، پھر جب صبح ہوئی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا آگاہ ہو جاؤ اب کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا۔

✿ اور ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کیا کہ آج کے بعد کبھی بھی تمہارے پیٹ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔

﴿ابویعلیٰ، حاکم، دارقطنی، طبرانی، ابونعیم﴾

بسند صحیح، حضرت حکیمہ بنت امیمہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے ان کی والدہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں آپ بول شریف فرمایا کرتے تھے اور وہ آپ کے تخت کے نیچے رکھا رہتا تھا، آپ نے اٹھ کر اسے تلاش کیا تو وہ پیالہ آپ کو نہ ملا۔ آپ نے اس کے بارے میں استفسار فرمایا اور کہا کہ وہ پیالہ کہاں ہے؟ صحابہ نے بتایا اسے تو برہ رضی اللہ عنہا نے پی لیا ہے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں اور وہ ان کے ساتھ سرزمین حبشہ سے آئی تھیں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہوگئی۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابورافع رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے غسل فرمایا تو میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا اور میں نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے بدن کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دے گا۔

﴿طبرانی اوسط﴾

نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک:

ہماری شافعی اصحاب نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک بالاجماع طاہر ہیں کیونکہ اس میں وہ اختلاف جاری نہیں ہے جو لوگوں کے بالوں میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن جب بالوں کا حلق فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ موئے ہائے مبارک کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کچھ حاصل کر لیے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر آپ کے موئے ہائے مبارک میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ دنیا اور مافیہا سے مجھے زیادہ محبوب ہوتا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

نبی کریم ﷺ کیلئے بیٹھ کر نماز نفل پڑھنا کھڑے ہو کر پڑھنے کے مانند ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے لئے بیٹھ کر نفلی نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے کھڑے ہو کر پڑھنا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیٹھ کر آدمی کی نماز آدھی نماز ہے پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا: مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ کر مرد کی نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔ درآں حالیکہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک سنا، لیکن میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں۔

﴿مسلم، ابوداؤد﴾

نبی کریم ﷺ کا عمل آپ کیلئے نافلہ ہے:

۞ حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا عمل آپ کیلئے نافلہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان سے کسی نے نبی کریم ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے عمل کی مانند عمل کرو گے؟ کیونکہ آپ کی شان یہ ہے:

قد غفر له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر

آپ کا عمل آپ کیلئے نافلہ تھا، آپ کو عمل کی احتیاج نہ تھی جس طرح کہ ہم کو عمل کی احتیاج ہے۔ آپ کا عمل آپ کیلئے اول تا آخر اجر و ثواب میں زائد ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "نَافِلَةً لَّكَ" کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک وہ نبی کریم ﷺ کیلئے خاص زائد تھا۔

﴿احمد، طبرانی﴾

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ "نَافِلَةً لَّکَ" کے تحت روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نافلہ کسی کیلئے نہیں ہے، صرف نبی کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خاص نافلہ تھا۔ کیونکہ آپ کی شان ہے کہ لہٰذا جو عمل فرض کے آپ نے کیا وہ اس وجہ سے نافلہ ہے کہ آپ کفارہ ذنوب میں نافلہ ادا نہیں کرتے تھے۔ آپ کے سوا تمام امت فرائض کے سوا جو نوافل ادا کرتے ہیں وہ کفارہ ذنوب کیلئے کرتے ہیں، ان کیلئے نافلہ نہیں ہے۔ نافلہ تو صرف نبی کریم ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔

اور مفسرین نے "نَافِلَةً لَّکَ" کے تحت فرمایا، مطلب یہ ہے کہ یہ فرائض کے ثواب پر آپ کیلئے خاص زیادہ ہے۔ بخلاف آپ کے سوا تہجد پڑھنے والوں کے۔ کیونکہ وہ اس کمی ونقصان کی تلافی کرتے ہیں جو فرائض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خلل ونقصان حضور نبی کریم ﷺ کے فرائض میں راہ پاتا ہی نہیں کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔

﴿بیہقی﴾

نماز پڑھنے والا نماز میں آپ کو "السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" کہہ کر مخاطب کرتا ہے:

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا آپ کو نماز میں "**السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ**" کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ آپ کے سوا کسی آدمی کو نماز میں مخاطب نہیں کر سکتا اور یہ کہ نماز پڑھنے والے پر واجب ہے کہ آپ کی ندا کو قبول کرے جبکہ آپ اسے بلائیں اور اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

حضرت ابوسعید المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو آواز دی اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، پھر وہ نماز تمام کر کے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ جبکہ میں نے تمہیں آواز دی تھی۔ اس نے کہا: نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْ لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَا کُمْ

﴿سورۃ الانفال﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جب نبی کریم ﷺ تمہیں بلائیں۔"

اس کے بعد فرمایا: میں نے تمہیں قرآن اعظم کی سورۃ نہیں سکھائی۔ راوی نے کہا گویا کہ میں اسے بھول گیا تھا یا بھلا دیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون سی سورت ہے، جو آپ نے مجھ سے فرمائی تھی۔ وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" ہے وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

﴿بخاری﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے عہد مبارک میں جس نے آپ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا، اس کا جمعہ باطل ہو گیا اور یہ کہ کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ بغیر آپ کی اجازت کے آپ کی مجلس مبارک سے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ۔ ''ایمان والے وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کیلئے جمع کیے گئے ہوں۔''

حضرت مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کسی شخص کیلئے سزاوار نہ تھا کہ وہ مسجد سے نکلے مگر نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت حاصل کر کے یہ جمعہ کے دن اس کے بعد جبکہ آپ خطبہ شروع فرمائیں اور جب کوئی باہر جانے کا ارادہ کرتا تو وہ نبی کریم ﷺ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتا اور آپ اسے اجازت عطا فرما دیتے۔ بغیر اس کے کہ وہ شخص کلام کرے۔ اس لیے اگر وہ شخص کلام کرتا تو ان لوگوں میں سے ہو جاتا جن کیلئے ارشاد تھا جس نے نبی کریم ﷺ کے خطبہ دینے کی حالت میں کلام کیا اس کا جمعہ باطل ہو گیا۔

﴿ابن حاتم﴾

نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کفر ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ کے غیر پر جھوٹ بولنا ہے اور یہ کہ جس نے آپ پر جھوٹ بولا، اس کی توبہ اس کے بعد کبھی قبول نہیں کی جائے گی، اگر چہ وہ توبہ کرے۔

اور یہ کہ ابو محمد شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب آپ پر جھوٹ بولنے کے سبب کافر ہو جائے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ کسی پر جھوٹ بالا جائے تو جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وغیرہ نے فرمایا: آپ پر جھوٹ بولنا کبائر میں سے ہے اور بر قول صحیح اس کا فاعل کافر نہ ہوگا۔ یہی جمہور کا قول ہے مگر جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کافر ہو جائے گا۔ اب اگر وہ اس سے توبہ کرلے تو ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جن میں امام احمد صیرفی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے علماء کہتے ہیں کہ کبھی اس سے روایت قبول نہ کی جائے گی، اگر چہ اس کا حال اچھا ہو جائے۔ بخلاف آپ کے سوا پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ کے اور وہ ان میں سے ہوگا جو ہر قسم کے فسق سے توبہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہ کذاب اس قسم کا ہوگا جو مخالف اس کذب کے ہے جو نبی کریم ﷺ کے غیر پر ہے۔ یہی قول فن حدیث میں معتمد ہے جیسا میں نے ''شرح التقریب'' میں اور ''شرح الفیۃ الحدیث'' میں بیان کیا ہے اگر چہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف کو ترجیح دی ہے۔

مجلس نبوی کے آداب

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کے سامنے تقدیم کرنا اور آپ کی آواز سے اونچی آواز کر کے بولنا اور بلند آواز کے ساتھ آپ سے کلام کرنا اور حجروں کے اس طرف سے آپ کو پکارنا اور دور سے آپ کو چیخ کر بلانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔''

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُ لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ○

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ارکات نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ○

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ آوازیں پست کرتے ہیں پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا، ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

﴿سورۃ الحجرات﴾

ترجمہ: ''بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

✿ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: "رسول کے پکارے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔"
کے تحت فرمایا روایت کا مطلب یہ ہے کہ دور سے "یا اباالقاسم" کہہ کر نہ پکارو لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے الحجرات میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (سورۃ الحجرات)

﴿ابونعیم﴾

علماء کی ایک جماعت نے کہا اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی قبرانور کے پاس رفع صورت مکروہ ہے۔اس لیے کہ آپ کی حرمت بعد وفات اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حرمت آپ کی حیات میں ہے۔

ابن حمید سے روایت ہے کہ ابوجعفر المنصور نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا، اس وقت ابوجعفر خلیفہ کے ساتھ پانچ سو شمشیر بند موجود تھے۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز اونچی نہ کرو۔کیو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھایا ہے اور فرمایا: "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ" (سورۃ الحجرات) اور ان مسلمانوں کی اللہ نے مدح فرمائی جو آواز پست رکھتے ہیں چنانچہ "اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ" (سورۃ الحجرات) اور بے ادب لوگوں کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ فرمایا: "اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ" (سورۃ الحجرات) بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا احترام بعد وفات بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حیات مبارکہ میں ہے، یہ سن کر خلیفہ نے آپ کے آگے فروتنی کی۔

گستاخ رسول کافر ہے اسے قتل کر دیا جائے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ جس نے آپ کی اہانت کی وہ کافر ہو گیا اور جس نے آپ کو گالی دی یا برا کہا وہ قتل کیا جائے گا۔

بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔اس پر میں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی گردن ماردوں؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کیلئے نہیں ہے۔

﴿حاکم بیہقی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: کسی کو گالی دینے کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا بجز نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والے کے۔

﴿ابن عدی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے کی ام ولد رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کثرت سے بدگوئی کرتی اور آپ کو گالی دیتی تھی۔ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کر دیا۔

﴿بیہقی﴾

نبی کریم ﷺ، اہل بیت اور صحابہ کی محبت واجب ہے

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی محبت اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے اصحاب کی محبت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ”تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں جب تک کہ میں اس کے والدین اور اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے نزدیک محبوب نہ ہوں اور ابن المقلن رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الخصائص“ میں یہ ہے کہ آپ کی امت پر واجب ہے کہ آپ کو اعلیٰ درجات محبت سے محبوب رکھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم قریش کے کچھ لوگوں سے ملا کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوتے تو اپنی بات کو قطع کر دیتے تھے، ہم نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا اور عرض کیا: وہ لوگ باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب وہ مجھے دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں اور اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ اٹھے اور اللہ کی حمد وثنا کی جو آپ کی یا اس کی شان کے لائق تھی اور فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو باتیں کرتے ہوتے ہیں اور جب میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو اپنی بات ختم کر دیتے ہیں۔

خدا کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک کہ وہ لوگ میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا میں اور ان لوگوں سے جو میرے قرابت دار ہیں میری وجہ سے محبت نہ رکھیں۔

﴿ابن ماجہ، حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت براء ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے انصار کو محبوب رکھا، اس کو اللہ نے محبوب رکھا اور جس نے انصار سے بغض رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہوگی اور آپ کے غیر کی بیٹیوں کی اولاد اس کی طرف منسوب نہ ہوں گی نہ کفاءت میں اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز میں۔

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کے بیٹوں کا عصبہ (ولی) ہوتا ہے مگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کا عصبہ میں ہوں۔ میں ہی ان دونوں کا ولی اور عصبہ ہوں۔

﴿حاکم﴾

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس باب میں آپ کے قول لائے ہیں جو امام حسن کے حق میں ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور آپ کا وہ قول لائے ہیں جو آپ نے حضرت علی ﷺ سے اس وقت فرمایا جب کہ امام حسن ﷺ پیدا ہوئے کہ تم میں میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ اسی وقت فرمایا: جبکہ امام حسین پیدا ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی صاحبزادیوں کی موجودگی میں ان پر کوئی عورت نکاح میں نہ لائی جائے۔

حضرت المسور بن مخرمہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے) کہ بنی ہاشم بن مغیرہ کے لوگوں نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو علی ابن ابی طالب ﷺ سے بیاہ کر دیں تو میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا اور میں اجازت نہ دوں گا مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب ﷺ اس کا ارادہ رکھیں کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لیں، بلاشبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو بات انہیں ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز انہیں ایذا دیتی ہے وہ مجھے ایذا دیتی ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ بات بعید نہیں ہے کہ آپ کی بیٹیوں پر دوسری شادی کرنے کی ممانعت آپ کے خصائص میں سے ہو۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حارث بن ابی اسامہ حضرت علی بن حسین ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت علی بن ابی طالب ﷺ نے ارادہ کیا کہ وہ ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیام دیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی پر عدو اللہ (دشمن خدا) کی بیٹی بیاہ کر لائے۔

﴿حارث ابن ابی اسامہ﴾

حضرت ابوحنظلہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت علی ﷺ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیام نکاح دیا جب یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے ان کو ایذا

دی، اس نے مجھے ایذا دی۔ یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عبیداللہ بن ابورافع رضی اللہ عنہ حضرت المسور رضی اللہ عنہ سے رایت کرتے ہیں۔ حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کی بیٹی کیلئے ان کو پیام دیں۔

اس پر حضرت المسور رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی نسب، کوئی سبب اور کوئی دامادی آپ سے زیادہ نہیں ہے لیکن چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس بات سے وہ ناخوش ہوتی ہے اس سے میں ناخوش ہوتا ہوں اور جس بات سے وہ خوش ہوتی ہیں وہ بات مجھے خوشی پہنچتی ہے کیونکہ آپ کے حبالہ عقد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے اگر میں اپنی بیٹی کو ان پر آپ سے بیاتا ہوں تو یہ ان کی ناخوشی کی بات ہوگی۔

قاصد ان کا یہ عذر قبول کر کے چلا گیا۔

﴿احمد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت حارث رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا جس نے میرے خاندان میں تزوج کیا، یا میں نے اسکے خاندان میں تزوج کیا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے مانگا ہے کہ میں اپنی امت کے جس خاندان میں تزوج کروں یا میں اپنی امت کے جس خاندان سے تزوج کر کے لاؤں، وہ جنت میں میرے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عطا فرمایا۔

﴿مسند حارث بن ابی اسامہ، حاکم﴾

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کیلئے پیام نکاح دیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان سے بیاہ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم لوگ مجھ کو ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے پر مبارک باد نہ دو گے؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا: روز قیامت ہر سبب و نسب قطع ہو جائے گا بجز اس کے جو میرے سبب اور نسب سے متعلق ہے تو میں نے محبوب جانا کہ میرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سبب اور نسب ہو جائے۔

﴿ابن راہویہ، حاکم، بیہقی﴾

حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام اسباب و دامادی کے رشتے منقطع ہو جائیں گے مگر میری دامادی کا رشتہ منقطع نہ ہوگا۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

سرکارِ دو عالم ﷺ کے چند دیگر خصائص

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں یہ ہے کہ آپ کی مہر کے نقش کو دوسری مہروں پر نقل کرنا حرام اور نادرست ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگشتری کی مہر کو بنوایا اور اس پر "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا: میں نے انگشتری بنوائی ہے اور اس میں وہ نقش کندہ کرایا ہے جو کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ نقش کندہ کرائے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انگشتری بنوائی اور اس میں "محمد رسول اللہ" نقش کرایا اور فرمایا: کوئی شخص میری انگشتری کے نقش کو اپنی انگشتری میں نقش نہ کرائے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو اور اپنی انگشتریوں میں عربی نقش نہ کراؤ۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا کہ عربی سے مراد "محمد رسول اللہ" ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی انگشتری کی مانند "محمد رسول اللہ" کندہ نہ کراؤ۔

﴿تاریخ بخاری﴾

نمازِ خوف آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے خوف کی نماز ہے۔ ایک جماعت کے مذہب میں ہے جن میں امام یوسف تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "اے محبوب! جب تم ان میں تشریف فرما ہو۔"

اسلئے اس جماعت نے قید لگائی ہے کہ مسلمانوں میں نبی کریم ﷺ کا تشریف فرما ہونا ضروری ہے۔ اسکو مقید کرنے میں حکمت اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ کوئی شے اس کی ہمسری نہیں کر سکتی اور اس فضیلت کی وجہ سے نظم صلوٰۃ میں تفسیر اس حد تک ہے کہ آپ سے انفرادیت حاصل نہیں ہوتی۔ آپکے سوا دیگر آئمہ اس مقام میں نہیں ہیں لہٰذا جماعت میں دوسرے امام کا بدلنا ضروری ہے۔

آپ ﷺ ہر کبیرہ وصغیرہ (ارادی اور غیر ارادی) گناہ سے معصوم ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ہر کبیرہ وصغیرہ گناہ سے خواہ قصداً ہو یا سہواً معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ

﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخش دے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔''

اس کی تفسیر میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تبلیغ سے متعلق تمام امور میں معصوم ہیں اور تبلیغ کے سوا کبائر اور ایسے صغائر رذیلہ جوان کے مرتبہ کو گرانے کے موجب ہوں صغائر پر مداومت سے معصوم ہیں۔ ان چار امور پر سب کا اجماع ہے اور ان صغائر میں جوان کے رتبے کو گرانے کے موجب نہ ہوں اس میں اختلاف ہے، چنانچہ معتزلہ اور بہت سے علماء کا مذہب اس کے جواز میں ہے لیکن مذہب مختار میں ممانعت ہے۔ اس لیے کہ تمام امتیں ان کی اقتداء کے ساتھ ہر اس چیز میں مامور ہیں جوان سے صادر ہو، خواہ وہ قول ہو یا فعل۔ بھلا انبیاء سے غیر مناسب چیز کیسے صادر ہوگی؟ جبکہ اس میں ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کسی نے ایسے صغائر کو ان کیلئے جائز رکھا ہے۔ اس نے کسی دلیل اور کسی نص سے جائز نہیں رکھا ہے۔ یہ بات اس آیت سے ثابت ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے آیہ کریمہ کے ماقبل اور مابعد کے ساتھ غور کیا ہے اور میں نے اس میں پایا ہے کہ سوائے ایک وجہ کے اس میں اور کوئی احتمال ہی نہیں ہے اور وہ وجہ نبی کریم ﷺ کی عظمت و بزرگی ہے۔ بغیر اس بات کے اس جگہ گناہ کا تصور کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس آیت میں تمام اقسام کی نعمتوں کو گھیر لیا جائے جو کہ اللہ کی جانب سے آخرت میں اپنے بندوں پر ہوں گے۔ اور تمام اخروی نعمتیں دو قسم کی ہیں ایک سلبی جو کہ گناہوں کی مغفرت ہے اور دوسری ثبوتی ہیں جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے، اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے:

وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے۔''

- اور تمام دینوی نعمتیں دو قسم کی ہیں، ایک دینی نعمتیں اس طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں یہ اشارہ کیا ہے:

وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے۔''

- اور دوسری دنیاوی نعمتیں وہ اس فرمان میں ہے:

وَ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْراً عَزِيزاً ﴿سورۃ الفتح﴾

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔''

اس طرح نبی کریم ﷺ کے مرتبہ عالی کی تعظیم ان تمام انواع واقسام کی نعمتوں کے ساتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف انعام فرمایا اور جدا جدا کر کے آپ کے غیر کو عنایت فرمایا، اس جگہ منظم فرما دیا ہے۔ اسی بناء پر اس امر کو اس فتح مبین کی غایت قرار دیا ہے۔ جس کو اس نے معظم ومفخم قرار دیا

ہے اور اس کی اسناد اپنی طرف نون عظمت کے ساتھ کی ہے اور اس کو اپنے "لَکَ" کے قول کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کیلئے خاص بنایا ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حکمت کی طرف ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سبقت لے گئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ اس آیت کا مفہوم و مراد اس حکمت کے سوا اور ہے ہی نہیں کہ اس سے حضور کی عظمت و بزرگی مراد ہے اور قطعی و یقینی طور پر گناہ مراد ہے ہی نہیں۔ اس کے بعد ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بر تقدیر جواز ذنب، کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا اظہار ہوا ہی نہیں ہے، اس کے خلاف کیسے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ آپ کی شان عالی یہ ہے کہ

وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿سورۃ النجم﴾

ترجمہ: "اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے تو وہ نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔"

اب رہا آپ کا فعل تو صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ آپ کا اتباع اور آپ کی پیروی ہر اس فعل میں کی جائے جس کو آپ نے کیا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اچھا ہو یا بڑا۔ صحابہ کرام کا اس میں ذرہ بھر نہ توقف ہے اور نہ بحث حتی کہ وہ اعمال جو آپ سر اور خلوت میں کرتے، صحابہ کرام ان کو معلوم کرنے اور ان پر عمل کرنے کے حریص رہتے تھے خواہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ سے علم ہوتا یا علم نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کے جو احوال ہیں، ان میں جو کوئی غور وفکر کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے شرم کرے گا کہ اس کے خلاف اس کے دل میں کوئی خطرہ آئے۔ انتہیٰ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے اجازت عطا فرماتے ہیں کہ جو میں آپ سے سنوں اسے لکھ لیا کروں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں لکھ لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: کیا رضا (خوشی) اور غضب کی ہر بات کو فرمایا ہاں؟ کیونکہ یہ مناسب نہیں ہے کہ میں رضا و غضب میں حق کے سوا کوئی بات کہوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں حق کے سوا فرماتا ہی نہیں۔ بعض اصحاب نے عرض کیا: آپ تو ہم سے ظرافت بھی فرماتے ہیں، اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں فرماتا۔

﴿ابن عساکر﴾

نبی کریم ﷺ فعل مکروہ سے منزہ و پاک ہیں

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ فعل مکروہ سے پاک و منزہ ہیں۔ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع" میں فرمایا کہ عصمت کی وجہ سے آپ کا فعل غیر محرم ہے اور نزاہت کی وجہ سے

آپ کا فعل غیر مکروہ ہے اور وہ فعل جو ہمارے حق میں مکروہ ہے اور اسے آپ نے کیا ہے تو وہ بیان جواز کیلئے کیا ہے، لہٰذا وہ فعل تبلیغ رسالت کی وجہ یا تو آپ کے حق میں واجب ہے یا وہ فضیلت ہے اور اس فعل پر آپ کو واجب یا فضیلت کا ثواب دیا جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے خصائص میں سے یہ ہے کہ ان کو عارضہ جنون لاحق نہیں ہوتا، البتہ اغماء یعنی بے ہوشی ممکن ہے، اس لیے کہ جنون نقص وعیب ہے اور اغماء مرض اور شیخ ابوحامد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان پر طویل زمانے تک بے ہوشی بھی جائز نہیں ہے، اسی کے ساتھ حواشی الروضہ میں ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کیا ہے اور امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ وہ اغماء جو انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے جائز مانا گیا ہے، اس میں ایسی بے ہوشی نہیں ہے جیسے عام لوگوں کو ہوتی ہے، وہ صرف ظاہری حواس کیلئے درد والم کا غلبہ ہے بس نہ کہ دل پر۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان عالی میں وارد ہوا ہے کہ ان کی چشمان مبارک سوتی ہیں اور ان کا دل بیدار رہتا ہے جبکہ ان کے قلوب کی حفاظت کی گئی ہے اور ان کو اس نیند سے بچایا گیا ہے جو اغماء سے بہت خفیف ہے تو اغماء سے بطریق اولیٰ حفاظت کی گئی ہوگی۔ انتہیٰ

یہ نکتہ بہت نفیس وعمدہ ہے اور مشہور یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو احتلام ممتنع ہے۔ جیسا کہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الروضہ میں فرمایا ہے۔ اس کی دلیل اول کتاب میں بیان ہو چکی ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان پر نابینائی بھی جائز نہیں رکھی گئی ہے۔ اس لیے کہ یہ نقص وعیب ہے اور کبھی کوئی نبی نابینا نہ ہوا اور وہ حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نابینا ہو گئے تھے تو یہ ثابت نہیں ہے۔ اب رہا حضرت یعقوب علیہ السلام کی کم بصری (کم دیکھنا) تو وہ ایک پردہ تھا جو زائل ہو گیا۔

خواب میں دیدار نبوی ﷺ برحق ہے

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا خواب وحی ہے اور جو کچھ خواب میں آپ دیکھیں وہ حق ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے اپنی خواب اور بیداری میں جو دیکھا وہ حق ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیہ کریمہ:

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا ﴿سورۂ یوسف﴾

ترجمہ: ''نے گیارہ تارے دیکھے۔''

کے تحت روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انبیاء کے خواب وحی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ خواب میں آپ کو دیکھنا حق ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اس نے مجھی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ ﴿بخاری، مسلم﴾

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا دیکھنا صحیح ہے اور وہ افکار پریشاں کا نتیجہ نہیں ہے اور علماء متاخرین نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا اور بعض علماء نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں کہ خواب میں آپ کو دیکھنا صحیح ہے اور شیطان کو اس سے روک دیا گیا ہے اور وہ آپ کی صورت میں تصور ہو سکے تا کہ وہ خواب میں آپ کی زبان پر کذب نہ کہے، جس طرح کہ بیداری میں اس کو روک دیا گیا ہے کہ آپ کے اکرام کی خاطر وہ آپ کی صورت کو اختیار نہ کر سکے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح مسلم'' میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کسی ایسے فعل کا حکم دے رہے ہیں جو آپ کی طرف سے مستحب ہے یا آپ کے کسی منہی علیہ یعنی ممنوع عمل سے منع فرما رہے ہیں یا کسی ایسے فعل کی طرف سے ہدایت فرما رہے ہیں جو اصلاح کرنے والا ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اس کیلئے مستحب یہ ہے کہ جس بات کا آپ نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے۔

اور ''فتاویٰ حناطی'' میں ہے کہ اگر کسی نے نبی کریم ﷺ کو اپنے کسی خواب میں ایسی صفت پر دیکھا جو منقول ہے اور اس نے کسی حکم کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا اور آپ نے اس کے مذہب کے خلاف فتویٰ دیا اور وہ فتویٰ نہ تو کسی نص کے خلاف ہے اور نہ اجماع کے تو اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) وہ شخص اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ساتھ عمل کرے، اس میں فرمان الٰہی قیاس پر مقدم ہے۔ (۲) وہ شخص خوابی فتوے پر عمل نہ کرے، اس لیے کہ قیاس دلیل و حجت ہے اور خواب پر اعتماد بھروسہ نہیں تو محض خواب کی وجہ سے دلیل کو نہ چھوڑا جائے گا۔

استاذ ابواسحاق اسفرائن رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الجدل'' میں ہے کہ اگر کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے اسے کسی بات کا حکم فرمایا تو کیا جب وہ بیدار ہو جائے تو اس کا بجالانا اس پر واجب ہے؟ تو اس میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ بجالانا منع ہے کیونکہ خواب دیکھنے والے کا ضبط معدوم ہے۔ رویت میں شک نہیں ہے۔ اس لیے کہ خبر نہیں قبول کی جاتی مگر اسی سے جو ضابطہ اور مکلف ہے اور سونے والا اس کے برخلاف ہے اور فتاویٰ قاضی حسین میں اس کی مثل ہے۔ اس فتاویٰ میں یہ ہے کہ اگر وہ تیسویں شعبان کی رات کو دکھایا گیا اور خبر دی گئی کہ کل رمضان المبارک کا دن ہے تو کیا اس پر روزہ فرض ہے اور قاضی شریح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ''روضۃ الاحکام'' میں ہے کہ اگر کسی نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ فلاں کا فلاں پر اتنا واجب ہے تو کیا سامع کیلئے واجب ہے کہ اس کی شہادت دے تو اس میں بھی دو قول ہیں۔

درود وسلام کی فضیلت:

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ درود وسلام کی فضیلت آپ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ

عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔

﴿مسلم﴾

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے ساتھ ستر درودیں بھیجے گا تو بندے کو چاہیے کہ اتنا ہی رکھے یا زیادہ سے زیادہ درود کہے۔

﴿احمد﴾

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے کیا اس سے خوش ہیں کہ آپ کی امت کا جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

﴿حاکم﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: جس نے آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

﴿بزار، ابویعلیٰ﴾

حضرت قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس نے نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس سے دس بدیاں مٹائے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

حضرت سعد بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا جس نے مجھ پر صدق دل کے ساتھ ایک مرتبہ درود شریف بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر د رحمتیں بھیجے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اس کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔

﴿الاصبہانی الترغیب﴾

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ

نے فرمایا: جس نے مجھ پر درود پڑھا تو فرشتے اس پر برابر صلوٰۃ بھیجتے رہیں گے جب تک وہ درود پڑھتا رہے تو بندے کو اختیار ہے چاہے اس سے کم کرے یا زیادہ کرے۔

﴿احمد، ابن ماجہ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت تمام لوگوں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ نزدیک ہوگا جو مجھ پر درود پڑھنے میں ان سے زیادہ ہوگا۔

﴿ترمذی، ابن حبان﴾

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

﴿امام احمد، ترمذی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا، اس نے جنت کے راستے میں خطا کی۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مجلس کے لوگ ایسے بیٹھے ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا جائے تو وہ لوگ مخمصہ کی حالت میں ہیں اگر خدا چاہے تو ان پر عذاب کرے اور اگر چاہے تو انہیں بخش دے۔

﴿ترمذی﴾

حضرت ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں تو میں اپنا درود آپ کیلئے کس تعداد میں رکھوں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: آدھا، فرمایا: جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی، فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرو گے تو وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اپنے سارے وقت میں آپ پر درود پڑھوں گا۔ فرمایا: اس وقت تمہاری ہمت تمہیں کفایت کرے گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

﴿ترمذی، حاکم﴾

حضرت یعقوب بن زید طلحہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا آیا اور اس نے کہا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس پر ایک کے بدلے دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی دعا کا آدھا وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر تو چاہے تو بڑھا لے۔ اس نے کہا: میں دو تہائی وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں۔ فرمایا: اگر اور بڑھا لے تو اچھا ہے۔ اس نے کہا: اپنی دعا کا سارا وقت آپ کیلئے خاص کرتا ہوں، فرمایا:

اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے غم میں کفایت کرے گا۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے روبرو آپ کا ذکر ہو اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

﴿بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ لوگ میرا ذکر کریں اور مجھ پر درود نہ بھیجیں اور انہوں نے جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے بلاشبہ اس نے جنت کی راہ میں خطا کی۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے تزکیہ ہے۔

﴿قاضی اسماعیل، اصبہانی الترغیب﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے کفارہ ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت خالد بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا، اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی قوم نہیں ہے جو بیٹھیں پھر وہ اٹھ جائیں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھیں مگر یہ کہ ان پر روز قیامت حسرت و افسوس ہوگا جبکہ وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ ثواب کو نہ دیکھیں گے۔

﴿قاضی اسماعیل، بیہقی شعب الایمان﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت اس کے احوال اور اس کے مواطن سے تم میں وہ شخص زیادہ نجات پانے والا ہوگا جو دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا اگرچہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے میرے حق میں کافی تھے لیکن اس نے مسلمانوں کو اس کے ساتھ خاص کیا تاکہ ان کو اس پر ثواب دیا جائے۔

﴿اصبہانی الترغیب﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا غلام کو آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا جانوں سے زیادہ افضل ہے، فرمایا کہ فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے افضل ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھ کو شتر سوار کے پیالہ کی مانند نہ بناؤ، کیونکہ شتر سوار اپنے پیالہ میں پانی بھر کر رکھ لیتا ہے، جب اسے پینے کی ضرورت ہوتی ہے تو پی لیتا ہے یا وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو وضو کر لیتا ہے، ورنہ اسے بہا دیتا ہے لیکن تم لوگ مجھے اول دعا، درمیان دعا اور آخر دعا میں رکھو۔

﴿بزار، اصبہانی﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی دعا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ اور آل محمد پر درود بھیجتا ہے تو اس وقت وہ حجاب پھٹ جاتا ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور اگر اس نے درود نہ پڑھا تو وہ دعا لوٹ آتی ہے۔

﴿اصبہانی﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس کا کوئی کلمہ او پر نہیں جاتا جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

﴿ترمذی﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر وہ دعا جس کے اول میں درود نہ پڑھا جائے وہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

﴿قاضی اسماعیل﴾

بسند جید حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت دس مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اور شام کو دس مرتبہ پڑھا تو اسے روز قیامت میری شفاعت میسر آئیگی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعۃ المبارک کے دن جمعہ کی رات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو تو جس نے اس پر عمل کیا میں اس کیلئے روز قیامت گواہ اور شفیع ہوں گا۔

﴿بیہقی، شعب الایمان﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ''حدیث الرویا'' میں روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کا ایک شخص دیکھا کہ وہ صراط پر اس طرح کانپ رہا تھا جس طرح کھجور کانپتی ہے تو اس کے پاس وہ درود آیا جو اس نے مجھ پر بھیجا تھا اور اس کا کانپنا ختم کر دیا۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجے گا وہ عرش کے زیر سایہ ہوگا۔

﴿دیلمی﴾

بسند حسن حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ورات میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے حضور پیش کیا جائے گا

اور درود گزار منزلت میں مجھ سے بہت نزدیک ہوگا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عرش کی فراخی میں ایک جگہ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے ہوگی اور وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ گویا کہ وہ کھجور کے سبز درخت کی مانند طویل نظر آئیں گے اور وہ اپنی ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے، جس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور وہ ہر اس اولاد کو دیکھتے ہوں گے جس کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو حضرت آدم علیہ السلام جب یہ منظر دیکھتے ہوں گے کہ اچانک وہ دیکھیں گے کہ ایک امت محمدیہ کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام آواز دیں گے: اے محمد! اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے لبیک یا ابوالبشر علیک السلام۔ وہ کہیں گے: وہ مرد آپ کی امت کا ہے، اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے تو میں اپنی کمر باندھ کر تیزی کے ساتھ فرشتوں کے پیچھے جاؤں گا اور فرماؤں گا اے میرے رب کے قاصد! ٹھہر جاؤ۔

وہ فرشتے کہیں گے ہم وہ درشت خو اور سختی کرنے والے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس میں نہیں کرتے جو وہ ہمیں حکم فرمائے اور ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ہوتا ہے تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں سے مایوس ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک پر اپنا بایاں ہاتھ رکھیں گے اور اپنا چہرہ انور عرش کے روبرو فرمائیں گے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے:

اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میری امت کے حق میں مجھے رسوا نہ کرے گا تو عرش کے پاس سے ندا آئے گی: اے فرشتو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور اس بندے کو مقام کی طرف واپس لے جاؤ، پھر میں اپنی آغوش سے سفید چمکتا ہوا کاغذ کا پرزہ نکالوں گا جو انگلی کے پورے کے برابر ہوگا اور اسے میں ترازو کے پلڑے میں رکھوں گا اور میں کہوں گا: ''بسم اللہ'' تو نیکیاں، بدیوں پر وزنی ہو جائیں گی۔

اس وقت ندا ہوگی: ''سَعِدَ وَ سَعِدَ جَدُّهٗ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ'' یہ سعید ہوگیا اس کی سعی سعید ہوگئی اور اس کا وزن بھاری ہوگیا۔ اس وقت میں فرماؤں گا: اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ، تاکہ میں اس بندے سے جو اس کے رب کے نزدیک عزت والا ہے استفسار کرلوں۔ اس پر وہ بندہ اکرم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرے گا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔

آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے اور آپ کا خلق کتنا اچھا ہے۔ آپ کون ہیں کہ آپ نے میرے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کیا اور میرے آنسوؤں پر آپ نے رحم فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ تیرا درود ہے جو تو مجھ پر پڑھتا تھا۔ اس نے تیری اس ضرورت کو پورا کر دیا جس کا تو حاجت مند تھا۔

﴿ابو عبداللہ نمیری فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ''لا الٰہ الا و ان محمدا عبدہ و رسول'' کی شہادت دے پھر وہ مجھ پر درود شریف بھیجے، جس وقت اس نے یہ کہا: تو اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

﴿الاصبہانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کتاب میں مجھ پر درود لکھے گا اور جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا، فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے رہیں گے نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ درود اس کیلئے ہمیشہ جاری رہے گا۔

﴿الاصبہانی﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: اے موسیٰ علیہ السلام! کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ روزِ قیامت تمہیں تشنگی نہ ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! محمد ﷺ پر بکثرت درود بھیجا کرو۔

﴿الاصبہانی﴾

ابوعلی الحسن بن عینیہ رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر سونے کے رنگ سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے ان کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اے میرے فرزند! میں نبی کریم ﷺ کی حدیث کی کتاب کے وقت ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا کرتا تھا یہ میرے اس لکھنے کے سبب مکتوب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کا منصب شریف آپ کیلئے دعا میں رحمت کی دعا مانگنے سے بزرگ تر ہے۔ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک ہو تو وہ ''رحمتہ اللہ'' کہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ''من صلی علی'' (جس نے مجھ پر درود پڑھا) اور ''من ترحم علی'' (جس نے مجھ پر رحمت کی دعا کی) نہیں اور نہ آپ نے ''من دعا لی'' (جس نے میرے لیے دعا مانگی) فرمایا ہے اگرچہ درود وصلوٰۃ کے معنی رحمت ہیں لیکن اس لفظ صلوٰۃ کو آپ کی تعظیم کیلئے خاص کیا گیا ہے، لہٰذا اس لفظ کے سوا کسی اور لفظ کی طرف عدول نہ کیا جائے گا اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی کر رہا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

﴿سورۃ النور﴾

ترجمہ: ''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔''

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح بخاری'' میں فرمایا: وہ بحث عمدہ ہے اور اسی کی مانند قاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکیہ سے اور صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعیہ سے نقل کیا ہے اور ابوالقاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ شارح الارشاد نے فرمایا کہ لفظ رحمت کو صلوٰۃ کی طرف مضاف کر کے کہنا جائز ہے اور محض لفظ رحمت کہنا جائز نہیں ہے اور الذخیرہ میں جو کہ حنفی کتب میں سے ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ چونکہ لفظ رحمت میں نقص کا وہم ہوتا ہے۔ اسلئے یہ مکروہ ہے کیونکہ رحمت اکثر اسی فعل کیلئے ہوتی ہے جس پر ملامت کی جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کیساتھ جس پر چاہیں صلوٰۃ فرمائیں، آپ کے سوا کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ استعمال کرے، بجز نبی یا فرشتہ کے اوپر۔

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں

جب کوئی قوم اپنے صدقات لاتی تو آپ "اللھم صل علیھم" کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے، چنانچہ جب میرے والد اپنا صدقہ لائے تو آپ نے فرمایا: "اللھم صل علیھم آل ابی اوفی"

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر اور میرے شوہر پر صلوٰۃ فرمائیے، تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "صلی اللہ علیک و علی زوجک"

﴿ابن سعد، قاضی اسماعیل، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی پر تمہارا صلوٰۃ کہنا درست نہیں ہے۔ صرف نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجی جائے، لیکن مسلمان مرد و عورت کیلئے استغفار کی دعا کی جائے۔ ہمارے اصحاب شوافع نے کہا کہ ابتداءً غیر انبیاء پر صلوٰۃ کا استعمال مکروہ ہے اور ایک قول کے بموجب حرام ہے۔

﴿قاضی اسماعیل، بیہقی﴾

شیخ جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سلام معنی میں الصلوٰۃ کے ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں لفظوں کو ملایا ہے لہٰذا غیر انبیاء کے غائب پر سلام نہ بھیجا جائے (یعنی علیہ السلام نہ کہا جائے) اور بر سبیل خطاب لفظ سلام کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے خواہ زندہ مسلمان کیلئے ہو، خواہ میت مسلمان کیلئے۔

اختیارات مصطفیٰ ﷺ

حضرت عمارہ بن خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے چچا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اسے اپنے پیچھے آنے کیلئے فرمایا تا کہ قیمت ادا کر دی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ تیز رفتاری سے چلے اور وہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا، لوگ اعرابی کے پاس سامنے سے گزرنے لگے اور اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے، ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ یہاں تک کہ کسی نے گھوڑے کی قیمت اس اعرابی سے اس قیمت سے زیادہ سے زیادہ لگائی جس پر اس نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ جب اس کی قیمت زیادہ لگی تو اس اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کو آواز دی اور اس نے کہا: اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہیں تو اسے خرید لیں، ورنہ میں اسے فروخت کیے دیتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے جب اس اعرابی کی آواز سنی تو کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ وہ اعرابی آپ کے پاس آگیا۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی نے کہا: خدا کی قسم! نہیں۔ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے کہا کہ بے شک میں نے اس کو تجھ سے خرید لیا ہے۔ یہ سن کر لوگ مجمع ہونے لگے اور وہ نبی کریم ﷺ اور اعرابی کے گرد اکٹھے ہوگئے اور دونوں اصرار کرنے لگے اور وہ اعرابی کہنے لگا: آپ گواہ لائیے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے

آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور مسلمانوں میں سے جو آتا وہ اس اعرابی سے کہتا تجھ پر افسوس ہے نبی کریم ﷺ نہیں فرماتے مگر حق۔ یہاں تک کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کا مراجعت فرمانا سنا اور اعرابی کا یہ اصرار سنا کہ کوئی گواہ لایئے جو اس کی گواہی دے کہ میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑے کو فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے روبرو آئے فرمایا: کس بنا پر گواہی دیتے ہو؟ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی تصدیق کی بنا پر اور نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی ایک شہادت کو دو شخصوں کی شہادتوں کے برابر اور دو کے قائم مقام مقرر کر دی۔

﴿ابوداؤد، نسائی﴾

حضرت نعمان بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ اعرابی نے فروخت کیئے جانے سے انکار کیا تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا: اے اعرابی! میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے خزیمہ رضی اللہ عنہ ہم نے تو تم کو گواہ نہیں بنایا تم کیسے گواہی دیتے ہو۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کی تصدیق آسمانی خبروں پر کرتا ہوں تو میں تصدیق اس اعرابی پر کیوں نہ کروں پھر نبی کریم ﷺ نے ان کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دے دیا۔

اسلام میں کسی مرد کیلئے یہ جائز نہ ہوا کہ اس کی شہادت دو آدمیوں کی شہادت قرار دی گئی ہو۔

﴿مسند ابن ابی اسامہ﴾

بجز حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خزیمہ! جس کے حق میں گواہی دیں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی صرف ایک گواہی درست اور کافی ہے۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت براابن عاذب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے گا اور ہماری طرح قربانی دے گا تو اس کی قربانی ہو جائے گی، اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ بکری کا گوشت ہے یہ سن کر ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ! میں نے نماز کی طرف نکلنے سے پہلے قربانی کر لی ہے اور میں جانتا ہوں آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے عجلت کی اور خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ بکری کا گوشت ہے۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس دو ماہ کا اونٹ کا بچہ ہے اور وہ بکریوں کے گوشت سے اچھا ہے تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کرے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تمہارے لیے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی کیلئے دو ماہ کا بچہ کافی نہ ہوگا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ام عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ جب یہ آیہ کریمہ:

يَا يُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ

ترجمہ: ''اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی، اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جس اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں۔''

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ

﴿سورۃ الممتحنہ﴾

نازل ہوئی تو انہوں نے کہا: عام لوگوں کو نوحہ گری کی عادت تھی۔ اس پر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس حکم سے فلاں خاندان مستثنیٰ فرما دیجئے کیونکہ وہ جاہلیت میں میری مدد کرتے تھے، اب ضروری ہے کہ میں ان کی مدد کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فلاں خاندان مستثنیٰ ہے۔

﴿مسلم﴾

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ استثناء ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے خاص فلاں خاندان کے بارے میں رخصت چاہنے پر مخصوص ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اختیار ہے عموم میں سے جو چاہیں خاص فرما دیں۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سہلہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کی بابت ذکر کیا کہ وہ ان کے گھر میں آتا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اسے اپنا دودھ پلا دو، تو انہوں نے اس کو دودھ پلا دیا، حالانکہ وہ غلام مرد کبیر تھا اور اس کے بعد وہ جنگ بدر میں حاضر ہوا ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات نے اس کا انکار کیا کہ کوئی شخص ایسی رضاعت کی بنا پر ان میں سے کسی کے پاس اندر آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت نبی کریم ﷺ کی طرف سے سالم رضی اللہ عنہا کیلئے خاص تھی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

اور ایک روایت میں ہے کہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کیلئے خاص تھی اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ رخصت صرف حضرت سالم رضی اللہ عنہ کیلئے تھی۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم تین دن تک سوگ کے کپڑے پہنو، اس کے بعد تم جو چاہے کرو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حلال ہونے سے پہلے اپنے صدقے کی عجلت (جلدی ادا کرنے) کے واسطے دریافت کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ان کو رخصت فرمائی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حکم بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی جانب سے دو سال کے صدقہ میں عجلت فرمائی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سعید بن منصور حضرت ابوالنعمان ازدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کا ایک سورۂ قرآنی پر نکاح کر دیا اور فرمایا: تمہارے بعد کسی کیلئے سورۂ قرآنی مہر نہ ہوگا۔ یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں غیر معروف راوی ہے اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے اور ابن عوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مانند روایت کی ہے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آتیں تو وہ "السلام علیکم" کہا کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اجازت عطا فرمائی کہ وہ صرف "السلام" کہا کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان میں لکنت تھی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت منذر ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تیز کلامی ہوئی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ جیسی جرأت آپ نے نبی کریم ﷺ پر کی ہے مجھ میں وہ جرأت نہیں ہے کہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے نام اور حضور نبی کریم ﷺ کی کنیت اس بچہ کو عطا کر دی ہے، اس کے بعد میری امت میں سے کسی کیلئے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت منذر ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے رخصت تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے بعد میرا کوئی فرزند پیدا ہوا تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

﴿ابن سعد﴾

نبی کریم ﷺ جسکے درمیان چاہتے مؤاخات فرماتے اور انکے درمیان وراثت قائم کرتے:

حضرت علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ ﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: ''اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا۔''

کے تحت روایت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے درمیان نبی کریم ﷺ نے مؤاخات کی گرہ لگائی تھی جب کوئی قریبی رشتہ بیچ میں نہ آتا جو ان کے درمیان حائل ہو جاتے تو وہ ان کو ان کا حصہ دیتے تھے۔ انہوں نے کہا: یہ بات آج مفقود ہے۔ یہ جماعت ان خاص لوگوں کی تھی جن کے درمیان نبی کریم ﷺ نے مؤاخات قائم کی تھی اور وہ بات منقطع ہوگئی اور یہ امر کسی کیلئے جائز نہ ہوگا، صرف نبی کریم ﷺ کیلئے ہی اختیار تھا آپ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مؤاخات فرمائی تھی اور آج کسی کے درمیان مؤاخات نہیں ہے۔

﴿ابن جریر﴾

مسجد نبوی ﷺ کی محراب نمازی کیلئے محراب کعبہ کی طرح ہے:

ہمارے اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں نماز پڑھے تو اس کے حق میں نبی کریم ﷺ کی محراب، کعبہ کی مانند ہے۔ اس سے عدل و انحراف کسی حال میں اجتہاد کے ذریعہ جائز نہیں ہے اور یہی حکم ان تمام مقامات کا ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی ہے اور اس باب میں تیامن و تیاسر یعنی دائیں اور بائیں میں اجتہاد جائز نہیں ہے۔ بخلاف تمام شہروں کے کہ ان میں تیامن و تیاسر میں اجتہاد جائز ہوگا۔ یہ قول اصح وجوہ پر ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نسبت سے آپکی ازواج، اہلبیت اور اصحاب کو شرف عطا ہوا

وہ شرافت و بزرگی جس کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی وجہ سے آپ کی اولاد، آپ کی ازواج، آپ کی اہل بیت، آپ کے اصحاب اور آپ کے قبیلہ کو مشرف فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا○

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔''

اور فرمان خداوندی ہے:

وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِھَآ اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ○

﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: ''اور جو تم میں فرمانبردار ہے اللہ اور اس کے رسول کا اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا اجر دیں گے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے گھر میں آیت نازل ہوئی:

"اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں فرزندوں کو بلوا کر فرمایا کہ یہ لوگ میرے اہل بیت (نسب) ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آسمان کے ایک فرشتے نے خالق عالم اللہ رب العالمین سے اجازت چاہی کہ مجھے آکر سلام کرے تو اس نے آکر مجھے بشارت دی کہ سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا "سید النساء اہل جنت" ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو حجابات کے اس طرف سے منادی ندا کرے گا: اے اہل حشر! اپنی نگاہوں کو نیچے کرلو تاکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گزر جائیں اور وہ اس حال میں گزریں گی کہ ان کے جسم پر دو سبز چادریں ہوں گی۔

﴿حاکم﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے غضب کرنے سے غضب فرماتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ نساء اہل جنت میں ہیں بجز مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔

﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تم خوش نہیں کہ تم سیدۃ نساء عالم اور سیدۃ نسا مومنین اور اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

﴿حاکم﴾

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے جو ان کی بقیہ رضاعت کو تمام کرے گی اور فرمایا: ابراہیم علیہ السلام صدیق وشہید ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ان کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی ایک دایہ ہے اور اگر ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے تو وہ یقیناً صدیق و نبی ہوتے اور ان کے ماموں قبطی لوگ آزاد ہو جاتے اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسن وحسین رضی اللہ عنہم جنتی جوانوں کے سردار ہیں، سوائے دو خالہ کے بیٹوں کے۔

﴿ابن سعد﴾

(حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: حسن وحسین رضی اللہ عنہم جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

﴿حاکم﴾

حسین رضی اللہ عنہ کی جبرئیل مدد کر رہے ہیں:

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس حسن وحسین رضی اللہ عنہم نے کشتی لڑی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حسن رضی اللہ عنہ! جلدی کرو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ حسن رضی اللہ عنہ کی مدد فرماتے ہیں۔ گویا وہ آپ کو حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کر رہے ہیں اور میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں حسن رضی اللہ عنہ کی مدد کروں۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے بازوؤں میں دو تعویذ تھے۔ ان میں جبرئیل علیہ السلام کے بازوؤں کے پروں میں سے چھوٹے پر تھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کو جہان کی عورتوں میں سے چار عورتیں کافی ہیں۔ (۱) مریم، (۲) آسیہ (فرعون کی بیوی)، (۳) خدیجہ (۴) اور فاطمہ رضی اللہ عنہما۔

﴿احمد، حاکم﴾

اہل بیت کی دشمنی جہنم کا باعث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تم میں جو قائل ہے وہ ثابت قدم رہے، اور جو گمراہ ہے اسے ہدایت دے اور جو جاہل ہے اسے علم دے اور یہ دعا کی ہے: ''تم کو سخی، بہادر، رحم دل بنائے۔'' اگر کسی شخص نے رکن اور مقام کے درمیان صف بستہ ہو کر نماز پڑھی اور روزے رکھے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اہل بیت محمد مصطفیٰ ﷺ بغض وعداوت رکھے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہ رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

﴿حاکم﴾

اہل بیت کشتی نوح کی طرح ہیں:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: آگاہ رہو، بے شک میرے اہل بیت کی مثال تم میں سفینہ نوح کی مانند ہے، تو جو اس میں سوار ہو، اس نے نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا غرق ہو گیا۔

﴿ابویعلی، بزار، حاکم﴾

کتاب اللہ اور اہل بیت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں تم دو وزنی چیزیں چھوڑ رہا ہوں: (۱) کتاب اللہ، (۲) میری اہل بیت۔

﴿ترمذی، حاکم﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمین والوں کیلئے ستارے غرق سے امان ہے اور میری اہل بیت، میری امت کیلئے اختلاف سے امان ہے اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرے گا تو ان میں اختلاف رونما ہو جائے گا وہ شیطانی گروہ بن جائے گا۔

(اور ابویعلی وابن شیبہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔)

﴿حاکم﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے میری اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے جو ان میں سے توحید اور میری تبلیغ کے ساتھ ثابت قدم رہے گا اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا۔

﴿حاکم﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے نوجوانوں کے سردار ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ حارث عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور ابوسفیان نبی کریم ﷺ کے چچا کے فرزند ہیں۔

﴿حاکم﴾

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر شخص اپنے بھائی کیلئے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے مگر بنی ہاشم کسی کیلئے نہیں کھڑے ہوں گے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو مگر حسن یا حسین رضی اللہ عنہم ان دونوں کی اولاد کیلئے۔

﴿ابن عساکر﴾

فضائل صحابہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ قسم

ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو ان کے کسی ایک کی فضیلت، کو نہ پائے گا اور نہ ان کی نصف فضیلت کو۔

﴿ابن ماجہ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے راہ خدا میں خرچ کرے اور بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں میں خرچ کرے تا کہ میرے صحابی کو کسی شخص کے دن کی ایک گھڑی کی فضیلت کو حاصل کر سکے تو وہ کبھی اسے حاصل نہ کر سکے گا۔

﴿طیالسی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں، جب ستارے غائب ہو جاتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

﴿مسند ابن ابی عمر﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی مانند ہے، جس سے لوگ رستہ کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو جس کسی صحابی کے قول کے ساتھ تم لوگ عمل کرو گے تم ہدایت پا جاؤ گے۔

﴿مسند عبد بن حمید﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی مانند ہے کیونکہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۔

﴿ابو یعلیٰ، بزار﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد میرے صحابہ سے ضرور لغزش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزش کو ان کے سابقہ اعمال کے سبب جو میرے ساتھ کیے ہیں بخش دے گا اور میرے بعد کے لوگ اس لغزش پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں منہ کے بل اوندھا ڈالے گا۔

﴿ابن منیع، طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے قرابت داروں اور میرے صحابہ کو کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے ان کے حق میں میری حفاظت کی تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ ہوگا اور جس نے ان کے حق میں میری حفاظت نہ کی، اللہ تعالیٰ اس سے جدا ہو جائے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ جدا ہو جائے قریب ہے کہ وہ اسے گرفت میں لے لے۔

﴿ابن منیع﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی نہیں مگر میری امت میں اس کا نظیر ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میری نظیر

ہیں اور جو اس سے خوش ہوتا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھے تو اسے چاہے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے جو کوئی جس شہر میں فوت ہوگا تو وہ اس شہر کے مسلمانوں کو قائد اور ان کا امام اور روز قیامت ان کا نور ہوگا۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میرا کوئی ایک صحابی جس شہر میں فوت ہوگا وہ ان کیلئے نور ہوگا اور اللہ تعالیٰ روز قیامت اس صحابی کو اس شان سے اٹھائے گا کہ وہ اس شہر والوں کا سردار ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اہل بدر پر چھ تکبیریں اور اصحاب نبی پر پانچ تکبیریں اور دیگر تمام لوگوں پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہتے تھے۔

﴿دار قطنی﴾

الحسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ابوالزاہریہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حلیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کو وہ چیز عطا کی گئی ہے جو لوگوں میں سے کسی کو عطا نہ ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب عادل ہیں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے تمام صحابہ عادل ہیں۔ اس پر ان علماء کا اجماع ہے جو معتبر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی عدالت پر بحث نہیں کی جائے گی۔ جس طرح کہ راویوں کی عدالت سے بحث کی جاتی ہے اور اس بحث کے نہ کرنے کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فرمایا: **"خیر القرون قرنی"**

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ جس نے ایک لحظہ کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، اس کیلئے صحابیت ثابت ہے۔ بخلاف صحابی کے ساتھ تابعی کے۔ تابعی کیلئے اسم تابعی اس وقت تک ثابت نہ ہوگا، جب تک کہ اس نے صحابہ کے ساتھ طویل زمانے تک صحبت نہ رکھی ہو۔ یہ تعریف اہل اصول کے نزدیک اصح قول پر ہے۔ یہ فرق و امتیاز، منصب نبوت کی عظمت اور اس کے نور کا ہے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان اعجاز تھی کہ احمق و نادان اعرابی پر آپ کی محض ایک نظر مبارک پڑتی تو وہ حکمت اور دانائی کی باتیں کرنے لگتا تھا۔

اور حضور نبی کریم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی حدیث مبارک کے عاملین کے چہرے میں تروتازگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے رہتی ہے: **"نضر الله امرا اسمع مقالتی فوعاها فاداها الی من الم یسمعها"** اللہ تعالیٰ اور اس شخص کے چہرے کو تروتازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے محفوظ رکھا اور اس شخص کو پہنچایا جس نے اسے سنا نہ تھا۔ اور یہ علماء حدیث حفاظ اور امراء المومنین کے ساتھ ملقب ہو کر مخصوص ہوتے ہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حافظ ایسا لقب ہے جس کے ساتھ علماء حدیث تمام علماء کے درمیان مختص ہوئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے خدا! میرے خلفاء پر رحمت نازل فرما۔" کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا: "وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے جو میری حدیث اور میری سنت کو روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔"

﴿طبرانی﴾

بعد وصال معجزات کا ظہور

نبی کریم ﷺ نے وصال کی خود خبر دی:

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم کو یہ زعم ہے کہ میں تم سب کے بعد وفات پاؤں گا آگاہ رہو میں تم سب سے پہلے وفات پاؤں گا اور تم میرے بعد وفات پاؤ گے اور خبردار! کیا تم ایک دوسرے کو ہلاک کرو گے۔

﴿احمد، ابویعلی، طبرانی﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر ماہ رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو بیس دن اعتکاف فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے مگر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے رحلت فرمائی تو وہ دو مرتبہ انہوں نے دور کرایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے راز میں باتیں فرمائیں اور فرمایا: جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ ہر سال ایک مرتبہ قرآن پاک کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ دور کیا، اور میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ ہے کہ میری رحلت کا وقت آگیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اس تکلیف میں بلایا جس میں آپ نے رحلت فرمائی اور ان سے راز میں کچھ باتیں کیں تو وہ رونے لگیں۔ اس کے بعد ان کو پھر بلایا اور راز میں باتیں کیں اور وہ ہنسنے لگیں، میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ سے مجھے خبر دی کہ میں اپنی اس تکلیف میں رحلت کر جاؤں گا۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ خبر دی کہ میں ان کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے آکر ملوں گی تو یہ سن کر ہنسنے لگی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

کو اپنے مرض میں بلایا اور ان سے راز کی کچھ دیر باتیں فرمائیں اور وہ رونے لگیں اس کے بعد ان سے کچھ دیر اور راز میں باتیں فرمائیں اور وہ ہنسنے لگیں، پھر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: مجھے پہلی مرتبہ تو یہ خبر دی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال ہر رمضان المبارک میں ایک مرتبہ قرآن کا دور کراتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا ہے اور مجھے خبر دی کہ کوئی نبی نہیں ہوا، اس کے بعد نبی آیا اور اس نے نصف عمر اس کے ساتھ گزاری اور نصف عمر اس کے بعد گزاری اور فرمایا:

اے بیٹی! مسلمان عورتوں میں سے کوئی عورت مصیبت میں تم سے اعظم نہیں ہے تو تم صبر میں ادنیٰ عورت نہ ہونا اور دوسری مرتبہ جو مجھ سے راز میں گفتگو کی تو اس میں مجھے خبر دی کہ میں آپ کی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کے ساتھ ملوں گی اور فرمایا: تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو، بجز اس کے جو مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا سے تعلق رکھتی ہو، اس بنا پر میں ہنسنے لگی۔

﴿طبرانی، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی خبر ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جتنا کہ تم نے بتایا۔

﴿بخاری﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ایک بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار کرنے کو فرمایا تو اس بندے نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

ہم سب نے ان کے رونے کو حیرت و تعجب سے دیکھا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اس نے جو اختیار کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ اختیار کرنے والے بندے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس خبر کے جاننے میں ہم سب سے اعلم تھے، پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم روؤ نہیں، تمام لوگوں میں سے جس نے اپنی صحبت اور اپنے مال سے مجھے امن سے رکھا ہے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ان کو بناتا لیکن میرے اور ان کے درمیان اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں کھلنے والے کسی دروازے کو باقی نہ رکھا جائے، اور اسے بند کر دیا جائے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو باقی رکھا جائے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ایک مرد کو اس کے رب نے اختیار دیا کہ چاہے تو وہ جتنی چاہے دنیا میں زندگی گزارے اور دنیا میں عیش کرے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہو جائے تو اس مرد نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے اموال اور اپنی اولاد کو قربان کر دیں گے۔

﴿بیہقی﴾

بطریق حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا، ام درہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں باہر تشریف لے گئے کہ آپ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی پھر آپ نے منبر شریف پر چڑھ کر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یقیناً میں اس لحہ حوض کوثر پر کھڑا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دیدیا، اس بندے نے اسے اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کرنے لگے: بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اور اپنی جان و مال قربان کر دیں گے۔

﴿واقدی، بیہقی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ان لفظوں تک روایت کیا ہے کہ میں اس گھڑی حوض کوثر پر بالیقین کھڑا ہوں۔

﴿ابن ابی شیبہ المصنف﴾

حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ حضرت ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم نے ایک رات مجھے جگا کر فرمایا: اے ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ! مجھے حکم دیا گیا کہ ان بقیع والوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں، تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ آپ بقیع میں تشریف لائے اور دست اقدس اٹھا کر ان کیلئے استغفار فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا: تمہیں مبارک ہو جس امن کی حالت میں تم نے صبح کی ہے اور جس امن کی حالت میں لوگوں نے صبح کی، اب وہ وقت آ گیا کہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند فتنے برپا ہوں گے ان فتنوں کے آخر اول فتنوں کے تعاقب میں آ رہے ہیں آخری فتنہ پہلے فتنوں سے بہت بڑا ہے۔ اے ابو مویہبہ رضی اللہ عنہ! مجھے دنیا کے خزانوں اور اس میں ہمیشہ رہنے کی کنجیاں دی گئیں، اس کے بعد جنت کی اور اس کے بعد لقاء رب کے درمیان مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی لقا کو اختیار کیا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے، جب صبح ہوئی تو آپ کو اس تکلیف کی ابتدا ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم سے جدا فرمایا۔

(حضرت ابن سعد نے اس کی مانند حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام سے حدیث روایت کی ہے۔)

﴿احمد، ابن سعد، دارمی، حاکم، بیہقی، طبرانی﴾

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور مجھے خزانے عطا کیے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں زندہ رہ کر وہ سب کچھ دیکھوں جو میری امت پر فتوحات ہوں گی یا میں تعجیل کو اختیار کروں تو میں نے تعجیل کو اختیار کیا ہے۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سالم بن الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خواب کی حالت میں مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں، اس کے بعد تمہارے نبی کو اچھے راستہ کی طرف بھیجا گیا، اور تم کو دنیا میں چھوڑ دیا گیا ہے کہ تم سرخ و زرد اور سفید حلوے کھاؤ۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں۔ خدا کی قسم! میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں تم سے اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم سے اس کا خوف ہے کہ تم (دنیا کے بارے میں) ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔

﴿بخاری﴾

حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کوئی نبی مبعوث نہ ہوا مگر یہ کہ اس نبی نے جو اس کے بعد ہوا، اس نے اس کی نصف عمر گزاری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس سال گزارے۔

﴿ابن سعد، ابن راہویہ﴾

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''المطالب العالیہ'' میں فرمایا: اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے چالیس سال گزارے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو اس سے پہلے تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں چالیس سال گزارے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہ فرمایا مگر اس نبی نے اپنی زندگی کی آدھی عمر اس نبی کے ساتھ گزاری جو ان سے پہلے نبی تھا۔

﴿تاریخ بخاری﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب بھی آپ میرے حجرے کے سامنے سے گزرتے تو میری طرف کوئی کلمہ ایسا فرماتے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ایک دن گزرے تو کوئی کلمہ ارشاد نہ فرمایا، پھر میں نے اپنے سر پر پٹی باندھ لی اور اپنے بستر پر سو گئی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا: میرے سر میں درد ہے۔ فرمایا: میرے سر میں بھی درد ہے۔ یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ آپ رحلت فرمانے والے ہیں۔

﴿احمد، ابن سعد، ابو یعلیٰ، بیہقی﴾

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین مضبوط رسیوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھنچ رہی ہے۔ میں نے اپنا یہ خواب نبی کریم ﷺ

سے بیان کیا تو فرمایا: یہ تمہارے بھتیجے کی وفات کی خبر ہے۔

﴿بزار﴾

نبی کریم ﷺ نے وفات کے دن اور مقام کی خبر دیدی تھی:

وہ خبر جو نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات کے دن اور اپنی جگہ کے بارے میں فرمائی۔

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پیر کے دن کا روزہ کبھی ترک نہ کرنا کیونکہ میں پیر کے دن پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی اور پیر کے دن میں نے ہجرت کی اور پیر کے دن ہی میرا وصال ہو۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے نبی کریم ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ پیر کے دن نبوت کا اعلان کیا، پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے باہر آئے، پیر کے دن مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ پیر کے دن مکہ فتح ہوا، اور پیر کے دن وفات پائی۔

﴿احمد، بیہقی﴾

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ مقام ہجرت ہے اور اس کی زمین میری آرام گاہ ہے۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ میری ہجرت کا مقام ہے اور یہیں میری وفات ہے اور اسی جگہ سے میرا حشر ہوگا۔ اور انہوں نے حضرت عطار بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل مرسلاً روایت کی ہے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی:

حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت کے اعزاز و تکریم کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی عطا کی گئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے رحلت فرمائی فرماتے تھے کہ میں اس لقمہ کی تکلیف ہمیشہ پاتا رہا ہوں جسے میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اور اب اس زہر کی وجہ سے رگ جاں کٹ رہی ہے۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

حضرت اُم بشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اپنے نفس شریف پر آپ کس چیز کی نسبت فرماتے ہیں، بلاشبہ میں اپنے بیٹے کیلئے اس کھانے کی نسبت کرتی ہوں جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بھی اس کے سوا کسی اور چیز کی طرف نسبت نہیں کرتا اس وقت رگِ جاں منقطع ہو رہی ہے۔ ﴿حاکم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت بشر بن البراء رضی اللہ عنہ کی والدہ، نبی کریم ﷺ کے پاس اس مرض میں آئیں، اس وقت آپ کو بخار تھا، انہوں نے چھو کر عرض کیا: میں نے جتنا بخار آپ میں پایا ہے، اتنا میں نے کسی میں نہیں پایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اتنا ہی اجر زیادہ ہوتا ہے جس قدر کہ ہم پر تکالیف زیادہ ہوتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: لوگ آپ کو ذت الجنب یعنی نمونیہ کا مرض گمان کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ شیطان کا کچوکہ ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ جو لقمہ میں نے کھایا تھا اور جسے تمہارے بیٹے نے بھی یوم خیبر کھایا تھا، میں ہمیشہ اس کی تکلیف پاتا رہا ہوں، یہاں تک کہ اس وقت اس سے رگِ جاں قطع ہو رہی ہے۔ اس بنا پر نبی کریم ﷺ کی وفات، شہادت کی وفات ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نو مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات شہادت کی ہے تو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک مرتبہ یہ قسم اٹھاؤں کہ آپ شہید نہیں کیے گئے اور حقیقت الامر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منصب نبوت پر سرفراز فرمایا اور آپ کو شہید بھی بنایا۔

﴿احمد، ابن سعد، ابو یعلیٰ، طبرانی، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہم آپ پر ذات الجنب کا خوف رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ذات الجنب کو مجھ پر مسلط کرے۔

(ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ فرمایا: یہ بیماری شیطان کے اثر سے پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ مجھ پر اسے مسلط کرے۔

﴿ابن اسحاق، ابن سعد، بیہقی﴾

مرض الموت کے واقعات

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے سر کو باندھ دو تاکہ میں مسجد میں جاؤں تو میں نے آپ کے سر مبارک پر پٹی باندھی۔ اس کے بعد آپ مسجد کی طرف تشریف لے چلے، اس طرح کہ آپ کے دونوں قدم مبارک زمین پر نشان چھوڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے منبر پر جلوس فرمایا، اس کے بعد فرمایا:

اما بعد

''اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ تمہارے درمیان سے میرے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ گیا ہے تو جس کسی شخص کی کمر پر میں نے کوڑا مارا ہے تو وہ مجھ سے بدلہ لے لے اور جس کسی سے میں نے مال لیا ہے تو یہ میرا مال موجود ہے اسے چاہیے کہ اس میں سے لے لے اور جس کسی کو میں نے آبرو کی گالی دی ہے تو یہ میری آبرو موجود ہے اسے چاہیے کہ بدلہ لے لے اور کوئی کہنے والا ہرگز یہ نہ کہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی جانب سے کوئی اندیشہ ہے کیونکہ کینہ و دشمنی نہ تو میری شان سے ہے اور نہ میرے اخلاق سے۔''

اس کے بعد فرمایا: سنو! جو اپنے آپ میں کچھ محسوس کرتا ہے تو وہ کھڑا ہو جائے تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اس پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں یقیناً منافق ہوں اور میں یقیناً بخیل ہوں اور میں یقیناً بزدل ہوں اور میں یقیناً بہت سونے والا ہوں اور میں یقیناً جھوٹ بولنے والا ہوں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ! اسے ایمان و صدق نصیب فرما اور اس سے نیند کی کثرت اور اس کے دل کا بخل دور کر دے اور اس کی بزدلی کو شجاعت سے بدل دے۔''

حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد میں نے اس شخص کو کئی معرکوں میں دیکھا ہے اور ہم میں سے کوئی شخص اس سے زیادہ کا سخی نہ تھا اور نہ اس سے زیادہ بے خوف تھا اور نہ نیند میں اس سے برتر تھا۔

پھر ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی انگلی سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جا کر انتظار کرو۔ یہاں تک کہ میں وہاں پہنچوں۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اس عورت کے پاس تشریف لائے اور ایک ٹہنی اس کے سر پر رکھی اور اس کیلئے دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت کیلئے حضور نبی کریم ﷺ نے جو دعا فرمائی ہے اس دعا کے اثر کو پہنچاتی ہوں، وہ عورت مجھ سے کہا کرتی کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنی نماز اچھی طرح پڑھو۔

﴿ابن سعد، ابویعلیٰ، طبرانی، ابونعیم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس پر نبی کریم ﷺ کی تکلیف سے بڑھ کر تکلیف ہو۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم اقدس کو چھوڑ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو بخار تو بہت شدید ہے۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے مجھے اتنا بخار ہے جتنا کہ تم میں سے مردوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تو آپ کیلئے اجر بھی دونا ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ پر بخار کی اتنی شدید حرارت ہے کہ ہم میں سے کسی کو نہ تھا کہ بخار کی گرمی کی بنا پر آپ کے جسم اقدس پر زیادہ دیر ہاتھ رکھ سکیں۔ یہ حال دیکھ کر ہم سبحان اللہ کہنے لگے۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام سے بلا میں اشد کوئی شخص نہ ہوتا جس قسم کی بلا میں شدت ہم انبیاء پر ہوتی اتنا ہی ہمارے لیے اجر میں زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی یہ شان تھی کہ اگر چیچڑی چپٹ جاتی تو وہ چھوٹتی یہاں تک کہ وہ ان کو قتل کر دیتی اور کسی نبی کی یہ حالت تھی کہ وہ برہنہ رہتے اور اتنا کپڑا موجود نہ ہوتا کہ وہ ستر کر سکتے بجز عبا کے جس کو وہ پہنتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بخار تھا میں نے اپنا ہاتھ آپ کی چادر شریف کے اوپر رکھا تو بخار کی گرمی چادر کے اوپر سے میں نے پائی۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اسے آپ سے شدید تر بخار ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔

﴿احمد الزہد﴾

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ علیل ہوئے اور آپ پر مرض نے شدت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اتنی استطاعت نہ رہے گی کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی عرض کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تم تو وہی عورتیں ہو جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا، بالآخر حضور نبی کریم ﷺ کا قاصد آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نماز پڑھانے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے تبدیلی حکم کے بارے میں بار بار عرض کیا اس بار بار کے عرض کرنے پر مجھے کسی بات نے برانگیختہ نہیں کیا بجز اس کے کہ میرے دل میں یہ واقع نہیں ہوا کہ آپ کے بعد لوگ اس شخص کو ہمیشہ محبوب رکھیں گے جو آپ کے مصلے پر کھڑا ہوگا اور نہ میں یہ گمان رکھتی تھی کہ جو شخص بھی آپ کے مصلے پر کھڑا ہوا، لوگ اسے برا کہیں گے اور میں نے یوں ہی چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس حکم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور کی طرف پھیر دیں۔

﴿بخاری﴾

حضرت محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی علالت کے زمانے میں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں پھر نبی کریم ﷺ نے شدت میں کمی پائی تو آپ باہر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، انہیں پتہ نہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے شانوں پر رکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹے اور نبی کریم ﷺ ان کی داہنی جانب بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کبھی کوئی نبی اس وقت تک قبض نہیں کیا گیا جب تک کہ اسکی امامت اسکی امت کے کسی شخص نے نہ کی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آخری نماز جس کو نبی کریم نے جماعت کے ساتھ ایک چادر میں لپٹ کر پڑھی تھی۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی تھی۔

﴿بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نماز دوشنبہ کی فجر کی تھی اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ نے رحلت فرمائی۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے، اس وقت آپ نزع کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا: اے شداد! کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: مجھ پر دنیا تنگ ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کوئی اندیشہ نہیں، آگاہ رہو عنقریب شام فتح ہوگا اور بیت المقدس فتح ہوگا اور تم اور تمہارے اولاد انشاء اللہ ان میں امام ہوگی۔

﴿طبرانی﴾

حضرت عمر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر مرض کی جس دن ابتدا ہوئی وہ بدھ کا دن (چہار شنبہ) تھا اور اس مرض کی طوالت آپ کی رحلت تک تیرہ دن رہی۔

﴿ابن سعد﴾

وہ معجزات و خصائص جو رحلت کے وقت رونما ہوئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک قبض نہ کیا گیا جب تک کہ جنت میں اس نبی کے مقام کو اسے نہ دکھا دیا گیا۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا کہ وہ اور چاہے تو رہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر مرض کا نزول ہوا تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری تھی جب افاقہ ہوا تو

آپ نے اپنی نگاہ مبارک حجرے کی چھت کی طرف جمائی اور فرمایا: "**اللهم الرفیق الاعلیٰ**" اس وقت میں نے پہچان لیا کہ وہی بات ہے جسے آپ نے ہم سے صحت کی حالت میں فرمایا تھا۔

﴿بخاری، مسلم﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک رحلت نہ فرمائیں گے جب تک کہ آپ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے چنانچہ آپ اس مرض میں علیل ہوئے جس مرض میں آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کو پست آوازی کا عارضہ لاحق ہوا، اس وقت میں نے سنا۔

آپ فرما رہے تھے:

مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا

﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: "جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

تو میں نے گمان کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی روح قبض کر کے اس کے ثواب کو دکھایا جاتا ہے پھر اس کی روح کو واپس اس کی طرف کر کے اسے اختیار دیا جاتا ہے تو میں نے آپ کی یہ بات سن کر یاد رکھی جس وقت کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میں دیکھ رہی تھی۔

یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک ایک طرف جھک گئی اور میں نے گمان کیا کہ آپ نے وصال فرمایا اور میں نے اس کی کیفیت کو پہچانا اور میں آپ کی طرف دیکھتی رہی۔

یہاں تک کہ آپ نے سر مبارک اٹھا کر نظر فرمائی۔ اس وقت میں نے دل میں کہا: خدا کی قسم! آپ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے چنانچہ آپ نے فرمایا:

"مع الرفیق الاعلی فی الجنۃ"

﴿احمد، ابن سعد، ابونعیم﴾

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں اس کو اس طرح روایت کی کہ آپ میرے پھیپھڑے اور میری گردن کے درمیان قبض کیے گئے اور گمان رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی آپ کی روح کو واپس کر دے گا۔

وہ کہتی ہیں کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا رہا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حرکت فرمائی، اس وقت میں نے دل میں کہا اگر آج آپ کو اختیار دیا گیا تو آپ ہرگز ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔

نبی کریم ﷺ کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تو آپ عافیت کا سوال ضرور فرماتے

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حکم بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحریث رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی شکایت (مرض) لاحق ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ضرور کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ مرض جس میں آپ نے وفات پائی لاحق ہوا، تو آپ نے شفا کی بالکل دعا نہ مانگی اور آپ خود کو فرماتے: اے نفس! تیرا کیا حال ہے؟ تو ہزار پناہ کی جگہ میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔
﴿ابن سعد، بیہقی﴾

راوی نے بیان کیا کہ آپ کے اس مرض میں آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو شفا دے دوں اور آپ کی کفایت کروں اور آپ چاہیں تو میں آپ کو وصال دے دوں، اور آپ کے سبب مغفرت کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اختیار میرے رب ہی کو ہے وہ جو چاہے میرے ساتھ کرے۔

حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کو ابھی تین دن باقی تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے اکرام و تفضیل اور خاص آپ کیلئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت فرماتا ہے جس کو زیادہ جانتا ہے۔

فرماتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور خود کو مکروب پاتا ہوں پھر جب دوسرا دن آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے دن آپ سے کہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔

پھر جب تیسرا دن آیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس نازل ہوئے ملک الموت ساتھ تھے اور ان دونوں کے علاوہ وہ فرشتہ تھا جو ہوا میں رہتا ہے۔ وہ فرشتہ نہ کبھی آسمان کی طرف چڑھا اور نہ کبھی زمین پر اترا۔ اس کا نام اسماعیل ہے وہ ستر ہزار فرشتوں پر مقرر ہے اور ان میں سے ہر فرشتہ ستر ہزار فرشتہ پر حاکم ہے تو ان سب سے آگے جبرئیل علیہ السلام ہوئے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کیلئے بھیجا ہے اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل علیہ السلام! میں خود کو مکروب پاتا ہوں۔ اس کے بعد ملک

الموت نے دروازے پر اجازت چاہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی انہوں نے اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی شخص کے پاس آنے کی جازت چاہیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو اجازت دے دو تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو مجھے حکم فرمائیں، اس میں آپ کی اطاعت کروں۔ اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے قبض کروں اور اگر آپ مجھے اپنی روح کے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم یہ کرو گے؟ ملک الموت نے کہا: ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، اس پر عمل کروں۔

اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ''**السلام علیک یا رسول اللہ**! یہ میرا زمین پر اترنا آخری ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اس وقت آنے والا لوگوں کے پاس آیا اس کی آہٹ تو لوگوں نے سنی مگر اس کا جسم کسی کو نظر نہ آیا۔ اس نے کہا: ''**السلام علیک یا اھل البیت و رحمۃ و برکاتہ**'' بے شک ہر جانے والے کا ایک درجہ رفعت ہے لہٰذا تم سب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید وابستہ رکھو کیونکہ مصیبت زدہ وہی شخص ہے جو ثواب سے محروم ہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی لقا کا مشتاق ہے تو آپ کی لقا سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی دنیا سے آپ کے معاد کی طرف مزید اپنی قرابت و کرامت میں لے جانا چاہتا ہے اور اس روایت کو ابن سعد و شافعی رحمہم اللہ نے اپنی ''سنن'' میں اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے واحد علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے متصلاً روایت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کے پاس آپ کے مرض میں ملک الموت آئے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں تھا اور انہوں نے اجازت چاہی اور عرض کیا: ''**السلام علیک و رحمۃ و برکاتہ**'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوٹ جاؤ، ہم تم سے بے پرواہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالحسن کرم اللہ وجہہ الکریم! تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ملک الموت ہے اور یہ ادب کے ساتھ داخل ہونا چاہتے ہیں پھر جب وہ اندر آئے تو عرض کیا: آپ کا رب آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ ملک الموت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی

اہل بیت پر سلام نہیں کیا اور نہ آپ کے بعد سلام کریں گے۔

﴿طبرانی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آئے اور انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! وہ آخری کلمہ کیا تھا جسے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات تم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو، تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کہا: انبیاء کرام علیہم السلام کا آخری لفظ یہی ہوتا ہے۔

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی آخری وصیت جس وقت کہ آپ رحلت فرما رہے تھے: "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" تھی اور یہ وصیت فرمائی کہ باندی اور غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اس وقت آپ کے سینے میں غرغر ہو رہا تھا مگر آپ کی زبان مبارک ان کلمات کا افاضہ کر رہے تھے۔

﴿بخاری، مسلم﴾

جسد ظاہری سے روح پاک کے خروج کے وقت واقعات

بسند صحیح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے سینے اور میری گردن کے درمیان قبض کیے گئے، جب آپ روح مقدس باہر آئی تو اس سے زیادہ طیب خوشبو کبھی نہ پائی۔

﴿بزار، بیہقی﴾

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بعد وفات بوسہ لیا اور فرمایا: آپ کی حیات بھی کتنی پاکیزہ ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی طیب ہے۔

(اور ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی۔)

﴿بیہقی﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے سینہ اقدس پر وفات کے دن رکھا تو کئی جمعہ مجھ پر گزر گئے میں کھانا کھاتی ہوں اور وضو کرتی ہوں مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہ گئی۔

﴿بیہقی﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی وفات میں شک کیا۔ بعض کہنے لگے آپ کی وفات ہوگئی اور بعض کہنے لگے آپ نے وفات نہ پائی تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا پھر کہا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ کیونکہ آپ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت اٹھالی گئی ہے تو یہ وہ بات تھی جس

سے لوگوں نے پہچانا کہ آپ کی وفات ہوگئی ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہا کہ مجھ سے قاسم بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے انہوں نے ان کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ام معاویہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی جبکہ شک واقع ہوگیا پھر مذکورہ روایت بیان کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس قبض کی گئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان پر چڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے آسمان سے ایسی آواز سنی کہ کوئی پکارتا تھا: ''وامحمداہ''

﴿ابونعیم﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر اہل کتاب نے دی:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں یمن میں تھا، مجھے یمن کے رہنے والے دو آدمی ملے وہ دونوں بڑے اور عمر والے تھے اور ان میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کر رہا تھا، ان دونوں ے کہا اگر وہ بات جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں حق ہے تو تمہارے آقا تین دن گزرے وفات پا چکے ہیں پھر وہ دونوں میرے ساتھ چلے، یہاں تک کہ ہم راستہ میں ہی تھے تو ہمیں کچھ شتر سوار مدینہ منورہ کی جانب سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں۔

﴿بخاری﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یمن میں مجھے ایک نصرانی عالم ملا اور اس نے کہا: تمہارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیر کے دن وفات ہوچکی ہے۔

حضرت کعب بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں حیرہ والوں کے وفد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دی اور ہم سب مسلمان ہوگئے۔ اس کے بعد ہم سب حیرہ واپس آگئے، زیادہ دن نہ گزرے کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر آئی، اور میرے تمام ساتھی مرتد ہوگئے اور وہ کہنے لگے کہ وہ نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے، اس پر میں نے کہا: آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام فوت ہوئے ہیں اور میں اسلام پر قائم رہا۔ اس کے بعد میں نے مدینہ طیبہ پہنچنے کا ارادہ کیا اور میرا گزر ایک راہب پر ہوا۔ میں نے اس سے یہ بات معلوم کی۔ تو راہب نے بستر سے ایک کتاب نکالی، میں نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی صفت لکھی پائی جیسا کہ میں نے آپ کو دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی وفات کا وہی وقت لکھا جس وقت آپ نے وفات پائی۔ یہ دیکھ کر میری ایمانی بصیرت میں اضافہ ہوگا اور میں نے مدینہ شریف آ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ سب حال بتایا۔

﴿بیہقی﴾

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق واقدی رحمۃ اللہ علیہ ان کے راویوں سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی

کریم ﷺ کی جانب سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عمان پر عامل تھے تو ان کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ سے میں کچھ دریافت کروں، اس صورت میں آپ کی جانب سے مجھے خطرہ تو نہیں؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ یہودی نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ کو کسی نے ہماری جانب بھیجا ہے؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا شاہد ہے نبی کریم ﷺ نے بھیجا ہے۔ یہودی نے کہا: آپ کو اللہ کی قسم ہے کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا شاہد ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہودی نے کہا: اگر وہ بات جو آپ فرماتے ہیں حق ہے تو آج ان کی رحلت ہوگئی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی رحلت کی خبر پہنچی۔

حضرت حارث بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا کاش کہ میں جانتا کہ آپ رحلت فرما جائیں گے تو میں آپ سے جدا نہ ہوتا، پھر میرے پاس ایک نصرانی عالم آیا اور اس نے کہا: محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا: کب؟ اس نے کہا: آج۔ اس وقت اگر میرے پاس ہتھیار ہوتا تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایسا مکتوب گرامی آ گیا اور میں نے اس عالم کو بلا کر پوچھا کہ تم نے وہ بات کس طرح جانی تھی اس نے کہا: بے شک وہ نبی تھے اور ہم ان کی صفت کتاب میں پائی تھی کہ وہ فلاں دن فوت ہوں گے۔ میں نے پوچھا: آپ کے بعد کس طرح زمانہ گزرے گا؟ اس نے کہا: تمہاری چکی پینتیس سال تک چلتی رہے گی، چنانچہ اس میں ایک دن اضافہ نہ ہوا۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام کے ارادے سے حاضر ہوا، اور میں نے صاحب ''الحمیر ی'' سے ملاقات کی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ میں نے اسے بتایا اس نے مجھ سے کہا اگر وہ نبی ہیں تو یقیناً اس وقت وہ مٹی کے نیچے ہوں گے پھر میں چلا اچانک ایک شتر سوار دکھائی دیا اور اس نے بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ رحلت فرما چکے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

حضرت ابوذویب ہذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی علالت کی خبر پہنچی تو قبیلہ والوں کو خوف و ہراس نے گھیر لیا اور وہ رات ہم نے بہت غمی سے گزاری۔ یہاں تک کہ جب سحر کا وقت قریب آیا تو غیبی آواز نے پکارا:

خطب اجل اناخ بالاسلام　　　بين النخيل و معقد الآطام

قبض النبی محمد فعيوننا　　　تذری الدموع عليه بالستجام

ترجمہ: ''نخلستان اور اونچے اونچے مکانوں کے بیٹھنے کی جگہ میں جو مصیبت آ کے ٹھہری ہے وہ اسلام میں بہت عظیم ہے وہ یہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو قبض کیا گیا ہے اور ہماری آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی ہیں۔''

تو میں خوفزدہ ہو کر نیند سے چونک پڑا اور میں نے آسمان کی جانب نظر اٹھائی اور میں نے سعد الذابح

ستارے کے سوا کچھ نہ دیکھا اور میں نے جان لیا کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں یا وفات پانے والے ہیں، پھر میں مدینہ طیبہ آیا اور میں نے اہل مدینہ کو اس طرح روتا ہوا پایا، جس طرح حجاج احرام کی حالت میں "لا الٰہ الا اللہ" کہہ کر آہ وزاری کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے کسی نے جواب دیا: نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

﴿ابن عساکر﴾

بوقت غسل کے معجزات وواقعات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے: خدا کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ نبی کریم ﷺ کے کپڑے اتاریں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا ہم آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیں جو آپ کے جسم اقدس پر ہیں جب ان میں اختلاف بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر غنودگی طاری فرمائی حتی کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے اپنی ٹھوڑی اپنے سینہ پر نہ ڈال لی ہو۔ اسکے بعد حجرے کے ایک گوشے سے کسی بولنے والے نے کلام کیا، کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو انہی کپڑوں میں غسل دو جو آپ کے جسم اقدس پر موجود ہیں۔

﴿ابن سعد، ابوداؤد، حاکم، بیہقی، ابونعیم﴾

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے تو منادی نے ان کو اندر سے پکارا کہ نبی کریم ﷺ کی قمیص جسم اقدس سے نہ اتارو۔

﴿ابن ماجہ، ابونعیم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ کے غسل دینے والوں میں اختلاف رونما ہوا تو انہوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی درآں حالیکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے۔ تم اپنے نبی کو غسل دو اور آپ کے جسم پر آپ کی قمیص باقی رہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مثل شعبی، غلیلان، ابن جریر، حکم بن عتیبہ اور منصور رحمہم اللہ ہم سے مرسلاً روایت کی ہے۔

﴿ابن سعد، طبرانی﴾

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور وہ پانی بہاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اپنی حیات اور آپ اپنی وفات دونوں حالتوں میں طیب رہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو میں نے اس بات کو نہ دیکھا جو میت سے برآمد ہوتی ہے اور نہ میں

نے اور کچھ دیکھا تو آپ کی حیات بھی طیب رہی اور وفات بھی۔

﴿ابوداؤد، حاکم، بیہقی، ابن سعد﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تو انہوں نے وہ چیز نہ دیکھی جو میت سے دیکھی جاتی ہے اس پر انہوں نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کی حیات اور وفات کتنی پاکیزہ ہے۔

﴿احمد﴾

حضرت یزید بن بلال رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی آپ کو غسل نہ دے اور کوئی میرے ستر کو نہ دیکھے، ورنہ اس کی بصارت جاتی رہے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کے کسی عضو کو نہ تھاما مگر یہ کہ میرے ساتھ تیس آدمی پھر رہے تھے، حتی کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہوا۔

﴿ابن سعد، بزار، بیہقی﴾

معشر محمد بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم غسل دینے کیلئے جس عضو اٹھانا چاہتے تھے تو وہ عضو ہمارے لیے اٹھا دیا جاتا حتی کہ جب ہم نے آپ کے ستر کو غسل دینا چاہا تو میں نے حجرے کے ایک گوشے سے آواز سنی کہ اپنے نبی کے ستر کو نہ کھولو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت علباء بن احمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ دونوں غسل دے رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ندا کی گئی کہ تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھالو۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دیا تو آپ فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی حیات بھی کتنی طیب ہے اور آپ کی وفات بھی کتنی پاکیزہ ہے۔ راوی نے کہا ایسی خوشبودار مہک پھیلی کہ اس جیسی مہک کبھی نہ پائی گئی۔

(اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

عبدالواحد بن طون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو تم مجھے غسل دینا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے تو کبھی میت کو غسل نہیں دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جان لوگے یا تمہارے لیے آسان ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چنانچہ میں نے آپ کو غسل دیا اور جس عضو کو لینا چاہا وہ میرا ساتھ دیتا تھا اور فضل رضی اللہ عنہ آفتابہ تھامے ہوئے تھے اور وہ کہتے تھے کہ اے علی رضی اللہ عنہ! جلدی کرو، میرے دل کی رگیں کٹ رہی ہیں۔

﴿ابن سعد﴾

دعائے جنازہ ونماز کے وقت جن معجزات کا ظہور ہوا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو پہلے مردوں

کو داخل کیا گیا اور انہوں نے بغیر امام کے ٹولیاں بن کر آپ پر صلوٰۃ پیش کی، اس کے بعد بچوں کو داخل کیا گیا اور انہوں نے آپ پر صلوٰۃ پیش کی، تو یہ سب ٹولیاں بن کر جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ پیش کرنے میں ان کا کوئی امام نہ تھا۔

﴿ابن اسحاق، بیہقی﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کو آپ کے کفن میں لپیٹ دیا گیا تو آپ کو آپ کے تخت پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی قبر انور کے کنارے پر اس تخت کو رکھ دیا گیا، پھر لوگ آپ کے حضور میں آہستہ آہستہ حاضر ہوتے رہے۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ کی علالت نے شدت اختیار کی تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کون غسل دے؟ فرمایا: میری اہل بیت کے قریب ترین مرد غسل دیں۔ ان کے ساتھ بکثرت وہ فرشتے غسل دیں گے جو تم کو دیکھتے ہوں گے مگر تم ان کو نہ دیکھتے ہوں گے، ہم نے دریافت کیا آپ پر کون صلوٰۃ پیش کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھے غسل دے کر فارغ ہو جاؤ اور خوشبو لگا کر کفن پہنا دو مجھے میرے اس تخت پر لٹا دینا اور اسے میری قبر کے کنارے رکھ دینا، پھر تم سب کچھ دیر کیلئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر جبرئیل علیہ السلام صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت فرشتوں کے لشکر کے ساتھ صلوٰۃ عرض کریں گے پھر میری اہل بیت کو چاہیے کہ وہ صلوٰۃ پیش کریں، اس کے بعد تم سب مجھ پر ٹولیاں بن کر اور تنہا تنہا صلوٰۃ پیش کرنا۔ ہم نے دریافت کیا: کون آپ کو آپ کی قبر انور میں داخل کرے؟ فرمایا: میری اہل بیت فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ جو کہ تم کو دیکھتے ہوں گے اور تم ان کو نہیں دیکھتے ہو گے۔

﴿ابن سعد، ابن منیع، حاکم، بیہقی، طبرانی اوسط﴾

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسکے ساتھ طویل سلام منقول ہے جو کہ عبدالملک بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "المطالب العالیہ" میں بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب اس طرح کیا ہے کہ ابن منیع رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق مسلمہ بن صالح رحمۃ اللہ علیہ، عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں لہٰذا یہ سند سلام طویل کی متابعت ہے اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری سند کیساتھ اسے روایت کیا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب تخت پر لٹا دیا تو انہوں نے فرمایا: کوئی شخص آپ کی امامت نماز میں نہ کرے کیونکہ آپ ہی حیات و وفات میں تم سب کے امام ہیں، چنانچہ لوگ جماعت در جماعت بن کر داخل ہوتے اور آپ پر صف در صف ہو کر صلوٰۃ و سلام کرتے تھے، ان کا کوئی امام تکبیر کہنے والا نہ تھا۔ تمام لوگ اس طرح صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے:

السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته، اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیه و نصح لامة و اجده فی سبیل الله حتی اعز الله دینه و نصح لامة و جاهد فی سبیل الله و تمت کلمة اللهم فاجعلنا ممن یتبع ما انزل

الیه و ثبتنا بعده و اجمع بیننا و بینه

ترجمہ: ''اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا آپ نے اسے پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور آپ نے امت کو نصیحت دی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی توفیق دی اور اس نے اپنا کلمہ تمام فرمایا۔ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں میں کر دے جنہوں نے اس کا اتباع کیا جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور آپ کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں اور آپ کو ایک جگہ جمع فرما۔''

اس دعا و سلام پر سب لوگ آمین آمین کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام مردوں نے صلوٰۃ و سلام عرض کیا۔ اس کے بعد عورتوں نے اس کے بعد بچوں نے (اور ابن سعد و بیہقی رحمہم اللہ نے محمد بن ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد﴾

حضرت ابو عازم مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے روح قبض فرمائی تو مہاجرین فوج در فوج داخل ہوتے اور آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے باہر آجاتے تھے، اس کے بعد انصاری اسی طرح جاتے اور باہر آتے رہے، پھر تمام اہل مدینہ گئے۔ یہاں تک کہ تمام مرد فارغ ہو گئے تو عورتیں داخل ہوئیں تو ان کی طرف سے فریاد و فغاں اور بے صبری کی ایسی آوازیں سنی گئیں جیسے کہ عورتیں کرتی ہیں۔ اسی اثنا میں حجرے کے اندر دھماکے کی مانند آواز سنی گئی اور وہ سب عورتیں متفرق ہو گئیں، جب خاموشی ہو گئی تو کسی کہنے والے کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مرنے والے کی طرف سے تعزیت اور صبر و شکر ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ اور صلہ ہے اور ہر مافات کا حلف ہے۔ مجبور وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے اور مصیبت زدہ وہ شخص ہے جسے ثواب سے محروم رکھا گیا۔

﴿ابن سعد﴾

دفن شریف کے وقت معجزات کا ظہور

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور جمعۃ المبارک کی رات میں دفن کیے گئے۔

﴿ابو نعیم﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن رحلت فرمائی اور بقیہ اس دن اور اس کی رات اور دوسرے دن رکھے رہے، یہاں تک کہ رات میں دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو پیر کے

دن طلوع آفتاب سے تیسرے دن کے غروب آفتاب تک آپ کے تخت پر ہی رکھا گیا، لوگ آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور وہ تخت قبر انور کے کنارے پر تھا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن وفات پائی اور آپ کو پیر کے دن اور منگل کے دن تک ٹھہرایا گیا، یہاں تک کہ وہ بدھ کے دن دفن کیے گئے۔

﴿ابن سعد﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن محمد اخنس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد سے اسکی مثل روایت کی ہے۔ ابن سعد نے ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر کتنے دن ٹھہرایا گیا، انہوں نے کہا: تین دن۔

لوگ آپکے حضور تین دن تک جماعت در جماعت پیش ہوتے رہے

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تو تین دن تک ٹھہرایا گیا، دفن نہیں کیے گئے۔ لوگ آپ پر جماعت در جماعت داخل ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے تھے۔ نہ صفیں بندھیں اور نہ ان کے درمیان پڑھنے والے نے نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا: آپ کو آپ کی مسجد میں دفن کیا جائے اور کسی نے کہا: بقیع شریف میں۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"ماما ت نبی الا دفن حیث یقبض"** کسی نبی نے وفات نہیں پائی مگر وہ اسی جگہ دفن کیے گئے جہاں ان کی روح قبض کی گئی، پھر آپ کا وہ بستر اٹھایا گیا جس پر آپ نے وفات پائی، اس کے بعد آپ کیلئے اس کے نیچے قبر انور کھودی گئی۔ اس روایت کی متصل ومرسل بکثرت سندیں ہیں۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

حضرت ابوملکیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کو انبیاء علیہم السلام میں سے وفات نہیں دی مگر یہ کہ انہیں اسی جگہ دفن کیا گیا جہاں ان کی روح قبض کی گئی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے جو کہ اصحاب صفہ میں سے تھے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے پاس آئے جب وہ باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ

آپ نے کہا۔ دریافت کیا گیا کہ آپ پر کس طرح صلوٰۃ پیش کریں۔ آپ نے فرمایا: جماعت در جماعت ہو کر جاؤ۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا جیسا کہ فرمایا۔ پھر لوگوں نے پوچھا کیا دفن کیے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے پوچھا کس جگہ؟ فرمایا: جس جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی کیونکہ آپ کی روح قبض نہیں کی گئی مگر اس مکان میں جو طیب ہے تب لوگوں نے جانا جیسا کہ فرمایا۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے دفن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا، اس وقت حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جگہ وہ ہے جس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح قبض فرماتا ہے۔

﴿ابو یعلیٰ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کیسی کھودی جائے؟ تو مدینہ طیبہ میں دو شخص تھے ایک حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تو شق والی قبر کھودتے تھے اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ لحد کی قبر کھودتے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں کو بلوایا ایک شخص حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف گیا اور دوسرا شخص حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ان میں سے جس کو اختیار کرے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پائے گئے اور انہوں نے آ کر آپ کیلئے لحد کھودی۔

﴿احمد، ابن سعد﴾

حضرت عبداللہ بن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے شق اور لحد کے بارے میں اختلاف ہوا۔ اس وقت لوگوں نے دعا کی: اے اللہ! اپنے نبی کیلئے جو بہتر ہو پسند کر لے تو لوگوں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دونوں کی طرف آدمی بھیجے تاکہ دوسرے سے جو پہلے آ جائے اپنا کام شروع کر دے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے لحد کو اختیار کیا ہے، کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ملاحظہ فرما کر اسے پسند کیا کرتے تھے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اترے ہیں۔ میں نے اس خواب کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے حجرے میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو روئے زمین میں افضل ہوں گے چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور دفن کیے گئے تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ تمہارا افضل ترین چاند ہے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں سرخ قطیفہ بچھایا گیا۔ وکیع

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ نبی کریم ﷺ کیلئے خاص تھا اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر وکیع کے یقول کے اسے روایت کیا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری لحد میں میری چادر کو بچھا دینا، اس لیے کہ انبیاء کے جسموں پر زمین غلبہ نہیں کرتی۔

﴿ابن سعد﴾

بسند صحیح حضرت ابن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو زمین میں چھپائے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری کہ ہمارے دل بدل گئے۔

﴿بزار﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ دن آیا کہ نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو مدینہ کی ہر شے تاریک ہوگئی اور ابھی ہم نے آپ کے دفن سے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی کہ ہمارے دل بدل گئے۔

﴿ابن سعد، حاکم، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں اس دن موجود تھا جس دن نبی کریم ﷺ نے رحلت فرمائی تو میں نے کوئی دن نہ دیکھا جو اس سے قبیح تر ہو۔

﴿حاکم، بیہقی﴾

تعزیت میں رونما ہونے والے معجزات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو فرشتوں نے اہل بیت سے تعزیت کی۔ ان کی آہٹ تو سنی جاتی تھی مگر ان کے جسم نظر نہ آتے تھے۔ فرشتوں نے کہا: "السلام علیکم یا اھل البیت و رحمة الله و برکاته" ہر مصیبت کی غم خواری اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہے اور ہر مصیبت سے محروم ہے "والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته"

﴿حاکم بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی جب رحلت ہوئی تو آپ کو صحابہ نے گھیر لیا اور آپ کے گرد روتے ہوئے جمع ہوگئے تو ایک شخص داخل ہوا جس کی داڑھی سفید و سرخ تھی وہ جسیم و صبیح تھا وہ صحابہ کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا حضور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا اور خوب رویا۔ اس کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر کہا: اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا عوض ہے اور ہر جانے والے کا بدلہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرو اور اسی کی طرف شوق رکھو۔ بلاشبہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا، پھر وہ شخص پلٹ کر چلا گیا۔ صحابہ میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ہاں ہم

جانتے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے جو آپ پر ہماری تعزیت کیلئے آئے تھے۔

﴿حاکم، بیہقی، ابن ابی الدنیا﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی اور وہ وقت تعزیت کا تھا تو ایک آنے والا آیا جس کی آہٹ تو سنی گئی مگر اس کا جسم نہ دیکھا گیا۔ اس نے کہا "السلام علیکم یا اهل البیت و رحمة الله و برکاته" اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کے بدلے غم خواری ہے اور جانے والے کا بدلہ ہے اور ہر مافات کا درجہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید باندھو۔ بے شک محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

﴿ابن ابی حاتم، ابونعیم﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو اہل بیت اطہار بہت زیادہ شکستہ خاطر ہوئے اور ان کی آوازیں مسجد میں حاضرین نے سنیں، جب یہ فریاد و دفغاں کا شور تھم گیا تو انہوں نے دروازے پر ایک مرد کو سلام کرتے سنا۔ اس نے کہا:

"السلام علیکم یا اهل البیت و رحمة الله و برکاته" ہر جانے والے کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ بے شک تمہارے اجر روز قیامت پورے پورے ملیں گے۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک کا بدلہ ہے اور ہر اندیشے سے نجات ہے تو اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ بے شک مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے۔ اہل بیت نے اس کی بات سنی اور رونا موقوف کیا۔ اس کے بعد اس آواز دینے والے کو تلاش کیا مگر کسی نے اسے نہ دیکھا اور وہ واپس آکر رونے لگے۔

اس وقت کسی دوسرے پکارنے والے نے ندا کی، اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر مصیبت کی غم خواری ہے اور ہر مصیبت کا بدلہ ہے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی پر کفایت کرو۔ بے شک مصیبت زدہ وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور وہی ناکام۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کی وفات میں آئے ہیں۔

﴿سیف بن عمر کتاب الردہ﴾

بسند حسن حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد میری تعزیت کے سلسلے میں لوگ ایک دوسرے کی تعزیت کریں گے۔ اس وقت لوگوں نے کہا: یہ کیا بات حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی مگر جب نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی تو لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور نبی کریم ﷺ کی تعزیت ایک دوسرے سے کرتے تھے۔

﴿ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، طبرانی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کے اس زمانہ علالت میں سنا جس سے آپ نہ اٹھے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد

نہ ہوتا تو آپ کی قبرانور ضرور ظاہر ہوتی، بجز اس کے کچھ نہیں کہ یہ اندیشہ کیا گیا کہ لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔

﴿بخاری، مسلم﴾

انبیاء علیہم السلام کے اجساد مطہر کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے:

حضرت اوس بن ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے افضل دنوں میں سے جمعۃ المبارک کا دن ہے لہٰذا تم اس دن مجھ پر درود وسلام بھیجنے میں کثرت کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا:

> ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کیے جائیں گے، درآں حالیکہ آپ زمین میں ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھائے۔''

﴿ابن ماجہ، ابونعیم﴾

حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے روح القدس نے کلام کیا ہے اس کیلئے زمین کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کا گوشت کھائے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: بے شک انبیاء کرام علیہم السلام کے گوشت کو زمین نہیں گلاتی اور نہ کوئی درندہ گزند پہنچاتا ہے۔

﴿زبیر، بیہقی﴾

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مزار انور میں زندہ ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور آپ کی قبر انور پر فرشتہ مقرر ہے جو آپ کی خدمت میں سلام پہنچاتا ہے اور جو آپ پر سلام عرض کرتا ہے۔ آپ اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری قبر انور کے پاس مجھے درود وسلام عرض کیا میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

﴿الاصبہانی الترغیب﴾

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا ہے تو جو کوئی مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے وہ فرشتہ اسے میرے حضور پہنچا دیتا ہے۔

﴿تاریخ بخاری، الاصبہانی﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

﴿احمد، نسائی، حاکم، بیہقی الشعب، بزار﴾

(ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل حدیث روایت کی ہے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر صلوٰۃ والسلام بھیجو جس طرح تم چاہو تو مجھے تمہارا سلام اور تمہارا درود پہنچ جائے گا۔

﴿قاضی اسماعیل فضل الصلوٰۃ﴾

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر جو درود شریف بھیجتا ہے ہر ایک کے ساتھ فرشتہ مقرر ہے یہاں تک کہ وہ فرشتہ نبی کریم ﷺ کے دربار میں درود شریف پہنچا دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعۃ المبارک کے دن اور رات میں سو مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر انور میں اس طرح آتا ہے جس طرح تمہارے پاس ہدیے اور تحفے آتے ہیں۔ میرا علم میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسے میرا علم میری حیات میں۔

﴿الاصبہانی﴾

میں عیسیٰ علیہ السلام کے سلام کا جواب دونگا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوں گے اور وہ قبر پر کھڑے ہو کر عرض کریں گے: یا محمد ﷺ! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

﴿ابویعلیٰ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ پر درود بھیجتا ہے یا آپ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے آپ کے دربار میں اس طرح پہنچاتا ہے کہ فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے اور فلاں نے آپ پر سلام عرض کیا ہے۔

﴿ابن راہویہ﴾

میں سلام کا جواب دیتا ہوں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

﴿ابوداؤد﴾

قبر انور سے آذان کی آواز:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے واقعہ حرہ کی راتوں میں دیکھا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ کی مسجد میں میرے سوا کوئی نہ ہوتا اور کوئی نماز کا وقت نہ آیا مگر یہ کہ میں قبر انور میں اذان کی آواز سنتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ہمیشہ نبی کریم ﷺ کی قبرانور سے واقعہ حرہ کے دنوں میں اذان واقامت کی آوازیں سنتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے۔

﴿زبیر بن بکار اخبار مدینہ﴾

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

﴿ابویعلیٰ ، بیہقی﴾

قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت بکر بن عبداللہ قرنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری حیات بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ میرے حضور میں تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو جس کے عمل اچھے ہوتے ہیں اس پر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جس کے عمل برے ہوتے ہیں تو میں تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

(بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔)

﴿الحارث مسند ابن سعد﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے شبلی بن العلاء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو تم "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہنا۔ اس لیے کہ ہرانسان کیلئے اس کلمہ کے عوض ہر مصیبت کا بدلہ دیا جاتا ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ اپنی مصیبت کو میری مصیبت کے ساتھ یاد کرے کیونکہ میری مصیبت "اعظم المصائب" ہے۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے دروازہ کا پردہ اٹھا کر لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر آپ خوش ہوئے اور فرمایا: الحمدللہ۔ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہ ہوا جب تک کہ اس کی امت کے کسی آدمی نے اس کی امت کی امامت نہ کی ہو۔

اس کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"اے لوگو! میرے بعد تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہیے کہ اس مصیبت کے ساتھ جو مجھے پہنچی ہے اپنی اس مصیبت کا موازنہ کر کے صبر کرے اس لیے کہ میرے بعد میری امت کے کسی آدمی کو ایسی مصیبت ہرگز نہ پہنچے گی جیسی مجھے مصیبتیں پہنچی ہیں۔"

﴿طبرانی اوسط﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی وفات کو یاد کرتے ہوئے فرمایا کہ عجیب مصیبت ہے کہ اس کے بعد ہمیں کوئی مصیبت نہ پہنچی مگر جب ہم نے اس مصیبت کا اس مصیبت سے موازنہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو اپنی مصیبت حقیر معلوم ہوئی۔

﴿بیہقی﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب میرے والد ماجد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس لے جایا جائے اور آپ سے اجازت مانگی جائے اور کہا جائے کہ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں یا رسول اللہ ﷺ! کیا انہیں آپ کے پہلو میں دفن کیا جائے؟ اب اگر تمہیں اجازت مل جائے تو مجھے دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے جنت البقیع میں لے جانا۔

حبیب کو حبیب سے ملا دو:

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو آپ کے دروازے تک لایا گیا اور یہ عرض کیا گیا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں، ان کی خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے اور ہمیں اس کی وصیت کی ہے۔ اب اگر ہمارے لیے اجازت ہو تو ہم اندر داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ ہو تو ہم پلٹ جائیں تو ہمیں ندا کی گئی کہ انہیں عزت و کرامت کے ساتھ اندر لے آؤ۔ ہم نے کلام تو سنا لیکن کسی کو ہم نے دیکھا نہیں۔ خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ روایت بہت غریب ہے۔

﴿خطیب رواۃ مالک﴾

حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر مجھ سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! جب میں سو جاؤں تو مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جس سے تم نے حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور مجھے خوشبو میں بسا کر حجرے تک لے جانا جس میں حضور نبی کریم ﷺ آرام فرما ہیں اور اجازت چاہنا اب اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھل گیا ہے تو مجھے اندر لے جانا ورنہ مجھے مسلمانوں کے قبرستان لے جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چنانچہ آپ کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور سب سے پہلے میں نے دروازے تک پہنچنے میں عجلت کی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں اور اجازت چاہتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ دروازہ کھل گیا اور کسی کہنے والے نے کہا: حبیب کو اس کے حبیب کے پاس لے آؤ، کیونکہ حبیب حبیب، کا مشتاق ہے۔

۞ (ابن عساکر نے کہا یہ حدیث منکر ہے چونکہ اس کی اسناد میں ابوالطاہر موسیٰ بن محمد بن عطاء مقدسی کذاب ہے۔ اس نے عبدالجلیل مری سے روایت کی اور وہ مجہول ہے۔)

﴿ابن عساکر﴾

بعد وصال نبوی صحابہ کو غزوات میں جو واقعات پیش آئے

مسلمانوں کیلئے دریا مسخر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت العلاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا۔ میں نے ان کی عجیب باتیں دیکھیں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کون سی بات زیادہ عجیب ہے۔ ہم دریا کے کنارے تک پہنچے تو انہوں نے کہا: بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس جاؤ، تو ہم بسم اللہ پڑھ کر دریا میں گھس پڑے اور ہم نے عبور کرلیا اور پانی نے تر نہیں کیا مگر ہمارے اونٹوں کے تلووں کو، جب ہم واپس آئے تو ہم ان کے ساتھ جنگل میں تھے اور ہمارے ساتھ پانی نہ تھا اور ہم نے ان سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا مانگی پھر ہم نے دیکھا کہ ابر موجود اور اسے مشکیزے کے دہانے کی مانند پانی برسنے لگا تو ہم سب نے پیا اور جانوروں کو پلایا اور فوت ہو گئے، پھر ہم نے ان کو اسی ریت میں دفن کر دیا۔ ابھی ہم نے زیادہ دور سفر نہ کیا تھا تو ہمیں خیال آیا کہ کوئی درندہ آکر انہیں کھا جائے گا۔ تو ہم واپس آئے دیکھا تو وہ قبریں موجود نہ تھے۔

﴿ابو نعیم﴾

اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طرح نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت العلاء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر دریا کو عبور کر رہے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت العلاء رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور مسلمانوں کیلئے ریت کے نیچے سے پانی ابل پڑا اور سب سیراب ہوئے اور سفر شروع کر دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اپنا سامان اس جگہ بھول گیا اور وہ واپس آیا اور اس نے اپنا سامان لے لیا مگر پانی موجود نہ تھا۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ وہ فوت ہوئے تو ہم سب پانی کے علاقہ میں نہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ابر بھیجا وہ ہم پر برسا اور ہم نے ان کو غسل دے کر دفن کر دیا، جب ہم واپس آئے تو ان کی قبر کی جگہ ہم نے نہ پائی۔

حضرت ابن الدقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نہر شیر پر پہنچے تو کشتیوں کو تلاش کیا تاکہ لوگوں کو عبور کرائیں مگر وہ کوئی کشتی نہ پا سکے۔ انہوں نے وہاں کے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ انہوں نے کشتیاں اکٹھی کر رکھی تھیں تو وہ سب چند دن کنارے پر مقیم رہے۔ یہاں تک کہ پانی چڑھنے لگا اس وقت انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا عبور کرنے کا عزم کر لیا اور انہوں نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کر کے دشمن پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ بات تمام لوگوں نے مان لی اور انہوں نے لوگوں کو دریا میں اترنے کا حکم دیا اور کہا یہ پڑھتے جاؤ۔ ”نستعین باللہ و نتوکل علیہ حسبنا اللہ و

نعم الوکیل لا حول ولا قوہ الا باللہ العلی العظیم“اس کے بعد سب مسلمان دجلہ میں اتر گئے اور مسلمان تیرنے کے عالم میں اس طرح باتیں کرتے جاتے تھے اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہوگئے تھے گویا کہ وہ خشک زمین پر سفر کر رہے تھے اور باتیں کر رہے تھے۔ اہل فارس نے یہ حال دیکھ کر تعجب کیا، یہ بات تو ان کے گمان میں بھی نہ تھی اور اہل فارس نے بڑے بڑے مالوں کو جمع کرنے میں عجلت دکھائی اور مسلمان ماہ سفر ۱۲ ہجری میں وہاں داخل ہوگئے اور وہ کسریٰ کے محلوں میں جتنا خزانہ باقی تھا، اس کے مالک ہوگئے۔ شیریں نے اور اس کے بعد والوں نے جتنا خزانہ جمع کیا تھا سب پر ان کا قبضہ ہوگیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا لوگوں میں ٹھہرنے اور ان کو دریا کے عبور کی طرف بلانے کے سلسلے میں روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور سواریوں نے دجلہ کو ڈھانپ لیا، یہاں تک کہ کوئی دونوں کناروں کے پانی کو نہیں دیکھتا تھا اور ہمارے گھوڑوں نے ہمیں ان کی طرف پار کر دیا۔ گھوڑوں کے ایالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور وہ ہنہنا رہے تھے، جب اہل فارس نے یہ حال دیکھا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔

راوی نے کہا: ان کی طرف جاتے وقت پانی میں کوئی چیز ان کی طرف نہ گئی، بجز ایک پیالہ کے جو پرانی رسی سے بندھا ہوا تھا اور رسی کٹ گئی تھی اور پانی پیالہ کو بہا کر لے گیا تھا۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ ہوائیں اور موجیں پیالہ کو مار رہی تھیں، یہاں تک کہ وہ پیالہ کنارہ تک آ گیا اور اس کے مالک نے اسے لے لیا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت ابوبکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا وہ شخص جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پانی میں لے جا رہا تھا وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ گھوڑوں نے مسلمانوں کو تیرایا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ پڑھ رہے تھے: **حسبنا اللہ و نعم الوکیل واللہ لینصرن اللہ ولیہ و لیظھرن دینہ و لیھزمن علوہ** اگر لشکر میں نافرمانی اور گناہ نہ ہو تو نیکیاں غالب آجائیں گی، اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: بے شک اس کا سزاوار ہے کہ ہر چیز اس کے آگے پست ہو جائے۔

خدا کی قسم! مسلمانوں کیلئے دریا ایسا مسخر ہوا جیسا کہ ان کیلئے خشکی مسخر ہے اور وہ پانی پر اس طرح چھا گئے کہ کناروں سے پانی دکھائی نہ دیا اور وہ پانی میں خشکی سے زیادہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے چنانچہ وہ سب پار ہوگئے اور ان کی کوئی چیز گم نہ ہوئی اور نہ ان میں سے کوئی غرق ہوا۔

﴿ابونعیم﴾

دریا میں ٹیلے نمودار:

حضرت عمیرہ صائدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان دجلہ میں کود پڑے اور وہ ایک دوسرے سے قریب ہوگئے۔ حضرت سلمان، حضرت سعد رضی اللہ عنہم کی ایک جانب قریب تھے، وہ ان کو پانی میں لے جا رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے:

ذلک تقدیر العزیز العلیم اور پانی ان کے آہستہ آہستہ لے جا رہا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

راوی نے کہا کہ میرا گھوڑا ہموار قائم رہا، جب وہ تھک جاتا تو ایک ٹیلہ نمودار ہو جاتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا گویا کہ زمین پر ہے۔ مدائن کے جہاد میں اس سے زیادہ عجیب واقعہ کوئی نہیں ہے اور اسی بنا پر اس دن کو ''یوم الجراثیم'' کہتے ہیں، جب بھی کوئی تھک جاتا تو اس کیلئے جرثمہ یعنی ٹیلہ وغیرہ ابھر آتا اور وہ اس پر آرام کر لیتا تھا۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جب دجلہ میں اترے تو وہ بڑھ رہا تھا جبکہ ہم دجلہ کے کثیر پانی میں تھے تو گھوڑا سوار ٹھہر جاتا اور پانی گھوڑے کی تنگ تک نہیں پہنچتا تھا۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت حبیب بن صہبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب مسلمانوں نے مدائن کے دن دجلہ کو عبار کیا تو اہل فارس نے کہا: یہ لوگ جن ہیں انسان نہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حضرت سلیمان بن مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ دجلہ کی طرف اس حال میں آئے کہ دریا لکڑی کو اپنی تیزی اور بڑھاؤ سے پھینکتا تھا تو وہ پانی پر چلے۔''

﴿احمد الزہد، بیہقی﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کی کہ وہ پانی پر کھڑے ہو گئے اور اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ حمد وثنا کی اور انہوں نے بنی اسرائیل کا دریا میں چلنے کا ذکر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کو جھڑکا اور وہ ان کو لے کر چل دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ اسے عبور کر لیا پھر انہوں نے اپنے رفقاء کی طرف متوجہ ہو کر کہا: کیا کوئی چیز تمہارے سامان میں سے گم تو نہیں ہوئی تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی واپسی کی دعا کروں اور وہ واپس کر دے۔

زہر بے اثر:

حضرت ابوالسقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گئے تو لوگوں نے ان سے کہا: آپ زہر سے ڈرتے رہیں کہ عجمی لوگ آپ کو نہ پلا دیں۔ انہوں نے کہا کہ تم زہر کو میرے پاس لاؤ پھر انہوں نے زہر کو ہاتھ میں لیا اور اسے بسم اللہ پڑھ کر پی گئے اور زہر نے انہیں کوئی ضرر نہ پہنچایا۔

﴿ابویعلی، بیہقی، ابونعیم﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کئی اور سندوں سے نقل کیا اور کہا کہ یہ زہر ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا تھا۔ نیز انہوں نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حیرہ پہنچے تو لوگوں نے ان کے پاس عبدالمسیح کو بھیجا اس کے ساتھ ایک لمحہ میں ہلاک کرنے والا زہر تھا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا لاؤ کہاں ہے وہ زہر؟ پھر انہوں نے زہر ہتھیلی پر رکھا ''**بسم اللہ وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ**

واء'' پھر اسے پی لیا اس کے بعد عبد المسیح اپنی قوم کی طرف گیا اور ان سے کہا اے لوگو! انہوں نے وہ زہر ہلاہل پی لیا ہے اور اس نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا لہٰذا ان سے صلح کرلو۔ یہ کام اس کیلئے کیا گیا۔

شراب شہد اور سرکہ میں تبدیل:

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح خثیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا تو انہوں نے دعا کی اے خدا! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد ہو گیا۔ ایک روایت میں دوسری سند سے یہ ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی شراب کا مشکیزہ لے کر آیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ سرکہ ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے سرکہ بنا دے گا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ سرکہ تھا حالانکہ وہ شخص شراب لایا تھا۔

محارب بن وثار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ کسی نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے لشکر میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں تو انہوں نے لشکر میں گشت کیا اور ایک شخص کے پاس شراب کی چھاگل دیکھی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا سرکہ ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے خدا اسے سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے کھولا تو وہ سرکہ تھا اس پر اس نے کہا یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دعا کا اثر ہے۔

﴿ابن سعد﴾

وصی عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات:

بسند ضعیف ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیجا اور وہ اس طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب حلوان پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے موذن کو اذان کا حکم دیا اور انہوں نے اذان شروع کی جب انہوں نے ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا تو کسی نے پہاڑ سے جواب دیا ''کبرت یا نضلۃ کبیرا'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' تو پہاڑ سے جواب آیا ''کلمۃ الاخلاص'' پھر انہوں نے کہا ''اشھد ان محمدا رسول اللہ'' پہاڑ سے جواب آیا ''بعث النبی'' پھر انہوں نے کہا ''حی علی الصلوۃ'' پہاڑ سے جواب آیا ''کلمۃ مقبولۃ'' پھر کہا ''حی علی الفلاح'' پہاڑ سے جواب آیا ''البقاء لامۃ احمد'' پھر کہا ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' جواب آیا ''کبرت کبیرا'' پھر کہا ''لا الہ الا اللہ'' پہاڑ سے جواب دیا ''کلمۃ حق حرمت علی النار''

اس وقت نضلہ رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی اے شخص میں نے تیرا کلام سنا اب ہمیں اپنا چہرہ دکھا تو پہاڑ شق ہوا اور مرد سفید سر اور سفید ریش نکلا۔ اس کا سر چکی کی مانند تھا۔ نے اس سے پوچھا اے شخص تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ذویب ہوں اور عبد صالح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نصیحت یافتہ۔ انہوں نے میری درازی عمر کی دعا کی اور مجھے اس پہاڑ میں ان کے آسمان سے نازل ہونے تک ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ہم نے کہا وہ تو رحلت فرما چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت دیر تک رویا پھر اس نے پوچھا تم میں سے ان کی جگہ کون ہوا ہے۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں۔ وہ بھی

رحلت کر چکے ہیں اس نے پوچھا تم میں ان کے بعد کون قائم ہوا ہے، ہم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اس نے کہا تم ان سے کہنا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! استقامت اور قربت رکھیں کیونکہ امر قریب آپہنچا ہے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خط لکھا تم نے سچ لکھا ہے بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اس پہاڑ میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں جن کو میں نے ''النکت علی الموضوعات'' میں بیان کیا ہے۔

﴿بیہقی، ابونعیم﴾

رومی ایلچی کا مسلمان ہونا:

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حارث بن عبداللہ ازوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جب یرموک میں اترے تو ان کے پاس رومی لشکر کے سردار نے اپنے بڑوں سے ایک شخص کو بھیجا جس کا نام جرجیر تھا اس نے کہا کہ میں آپ کی طرف ماہان کا قاصد ہوں وہ شاہ روم کا شام پر حاکم ہے۔ اس نے آپ سے کہلوایا ہے کہ میری طرف کسی مرد عاقل کو بھیجئے تاکہ ہم اس سے پوچھیں کہ آپ کہ آپ کا ارادہ کیا ہے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اس کی طرف جاؤ وہ وقت غروب آفتاب کا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل صبح میں اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی دوران نماز کا وقت ہو گیا اور مسلمان نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ وہ رومی سردار مسلمانوں کو نماز پڑھتا اور دعا مانگتا دیکھتا رہا اور اپنے سردار کی طرف لوٹ کر نہ گیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ حضرات اس دنیا میں کب داخل ہوئے ہیں اور کب آپ کو اس کی دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا تقریباً بیس سال گزرے ہیں ہم میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام لائے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد اسلام لائے ہیں۔ رومی شخص نے پوچھا کیا تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے گا؟ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہمیں اس کی خبر دی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ کی تشریف آوری کی بشارت دی ہے۔ اس رومی شخص نے کہا میں اس بشارت کے گواہوں میں سے ہوں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں بشارت دی ہے کہ ایک نبی ناقہ سوار ہوگا اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ نبی تمہارے آقا ہی ہیں۔ پھر اس رومی نے کہا کہ مجھے خبر دیجئے کہ تمہارے آقا نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا خبریں دی ہیں۔ اس بارے میں تم لوگوں کا کیا نظریہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''ان مثل عیسی عندالله کمثل ادم خلقه من تراب'' ﴿سورۂ آل عمران﴾

ترجمہ: عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم'' ﴿سورۂ النساء﴾

ترجمہ: اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو۔

ترجمان نے ان آیات الٰہی کی تفسیر رومی زبان میں بیان کی۔ یہ سن کر اس رومی شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہی صفت ہے وہ روح اللہ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی صادق ہیں اور وہ نبی وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں دی ہے پھر وہ مسلمان ہو گیا۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوا۔ اور میں ان کا امیر تھا یہاں تک کہ ہم اسکندریہ اترے۔ عظمائے اسکندریہ میں سے ایک شخص نے کہا میرے پاس کسی کو بھیجو تا کہ میں اس سے گفتگو کروں۔ تو میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے کہا ہم عرب ہیں اور ہم بیت اللہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم لوگوں میں بہت تنگ حال تھے۔ ہماری زندگیاں بڑی عسرت میں تھیں اور ہم مردار اور خون کھاتے تھے اور ہم ایک دوسرے کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جو حال میں ہم سے بہتر نہ تھے۔ اس نے کہا میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اس نے ہمیں ایسی چیزوں کا حکم دیا جسے ہم جانتے تک نہ تھے اور ہمیں ان چیزوں سے منع فرمایا جن پر ہم تھے اور ہمارے ماں باپ تھے۔ اس پر ہم نے ان کو برا کہا اور ہم نے ان کو جھٹلایا اور ان کی بات ان پر رد کر دی۔ یہاں تک کہ ان کے پاس ہمارے سوا ایک اور قوم آئی اور انہوں نے کہا ہم آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کا اتباع قبول کرتے ہیں اور ہم اس سے لڑیں گے جو آپ سے لڑے گا پھر اس نے ان کی طرف خروج کیا اور ہم نے ان سے جنگ کی اور وہ ہم پر غالب آئے اور ہم مغلوب ہو گئے۔ اس پر عظیم اسکندریہ نے کہا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا بلاشبہ ہمارے رسول علیہ السلام ہمارے پاس اس کی مثل لے کر آئے جس کو تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اور ہم اس پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے درمیان دو گروہ پیدا ہو گئے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور انہوں نے انبیاء کے حکموں کو چھوڑ دیا۔ بلاشبہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو تھام لیا ہے۔ تم سے جو کوئی جنگ کرے گا تم اس پر ضرور غالب آؤ گے اور تم پر جو بھی حملہ کرے گا تم اس پر ضرور غالب رہو گے اور جب تم نے وہ عمل کیے جو خواہشوں کی پیروی کرنے والوں نے عمل کیے تو تم لوگ نہ ہم سے گنتی میں زیادہ ہو گے اور نہ قوت میں ہم سے شدید ہو گے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا اور بارش کا نزول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط سالی ہوئی تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کہتے تھے "اَللّٰھُمَّ نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ الْیَوْمَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا" تو بارش ہو جاتی تھی۔

﴿بخاری، بیہقی﴾

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عام الرمادہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی اور کہا "اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَمُّ نَبِیِّکَ نَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِہٖ فَاسْقِنَا" زیادہ دیر نہ

گزری کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سیراب کر دیا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس مرتبہ میں دیکھتے تھے جس طرح بیٹا اپنے باپ کو دیکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ان کی تعظیم و توقیر فرماتے اور تقسیم میں حسن سلوک فرماتے تھے لہٰذا تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیروی کرو اور ان کو بارگاہ الٰہی میں اس چیز میں جو حادثہ تمہیں پیش آ وسیلہ بناؤ۔

﴿حاکم﴾

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے وہ ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک زمین کے نگران تھے۔ انہوں نے کہا تمہاری زمین پیاسی ہے یہ سن کر ثابت بنانی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور دعا کی اسی وقت ابر اُمڈ کر آیا اور اس کی زمین کو ڈھانپ لیا اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام گڑھے اور نالے بھر گئے۔ یہ گرمی کا موسم تھا پھر انہوں نے گھر کے کسی آدمی کو زمین دیکھنے کیلئے بھیجا کہ دیکھیں بارش کہاں تک ہوئی ہے تو اس نے دیکھا کہ اس بارش نے ان کی زمین سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ (نیز اسے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی روایت کی ہے۔)

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

یاساریۃ الجبل:

نافع مولائے ابن عمر اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے فرمایا "يَا سَارِيَةُ بْنُ زَنِيمٍ الْجَبَلَ ظَلَمَ مَنِ اسْتَرْعَى الذِّئْبَ الْغَنَمِ" اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی پناہ لو۔ وہ شخص ظالم ہے جس نے بکریوں کو بھیڑیئے سے چروایا۔ اس کے بعد خطبہ دیتے رہے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے نہیں جانا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہاں تک کہ جب ساریہ رضی اللہ عنہ مدنیہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم دشمنوں کے نرغے میں تھے چونکہ ہم زمین کے نشیب میں تھے اور وہ لوگ بلند قلعے میں تھے۔ میں نے جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک پکار ایسی ایسی سنی اور یہ وہی وقت تھا جس وقت کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا تھا کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ یہ پکار سن کر میں نے اپنے رفقاء کے ساتھ پہاڑ کی پناہ لے لی تو زیادہ دیر نہ گزری کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرما دی۔ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ کیسی بات تھی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ساریہ کو کوئی القاء نہیں کیا مگر وہ بات میری زبان پر جاری ہوگئی۔

﴿ابن سعد﴾

حضرت عثمان کا عصاء توڑنے والے کا برا انجام:

باوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے جہجاہ غفاری ان کے پاس آیا اور ان سے عصا لے کر اسے توڑ ڈالا تو جہجاہ پر سال نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں آکلہ بھیج دیا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق فلیح بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ ان کے چچا سے انہوں نے ان کے باپ سے اور

ان کے چچا سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا کہ ہم دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف جہجاہ غفاری آیا اور اس نے ان کے ہاتھ عصا لے کر اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا لوگ اس پر چلائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گھٹنے میں مرض کیا اور پھر ایک سال بھی نہیں گزرا کہ وہ غفاری مر گیا۔

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اچانک جہجاہ غفاری اٹھ کر ان کی طرف آیا اور ان کے ہاتھ سے عصا لے کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تو اس کے گھٹنے میں آکلہ پیدا ہو گیا۔

﴿ابن سعد﴾

اجتماعی دعا قبول ہوتی ہے:

حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ایک لشکر پر امیر تھے جب وہ دشمن کے مقابل ہوئے تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا جب کوئی مجمع ہو کر دعا مانگی جاتی ہے اور لوگ آمین آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور یہ دعا مانگی ''اَللّٰھُمَّ اَحقِنْ وَمآءَ نَا وَاجعَلْ اُجُوْرَنَا اُجُوْرَ الشُّھَدَاءِ'' اسی اثنا میں کہ وہ مقابلے میں تھے اچانک دشمن کا سردار اترا اور وہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن قلعہ پر حملہ کیا اور **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی یہی نعرہ لگایا تو قلعہ پھٹ گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں گئے اور کشتی میں سوار ہوئے ... یا میں ہی فوت ہو گئے اور مسلمانوں کو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملا جہاں انہیں دفن کرتے مگر سات دن کے بعد جزیرہ ملا۔ اس عرصہ میں ان کا جسد کچھ بھی متغیر نہ ہوا اور ان کو ان جگہ دفن کر دیا گیا۔

﴿ابو نعیم﴾

سانپ کا اطاعت کرنا:

لیث رحمۃ اللہ علیہ، ابن عجلان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بنی عذرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس آئے تو بستر پر سانپ کو دیکھا۔ اس عورت نے کہا اسے آپ دیکھ رہے ہیں جب سے کہ میں اپنے گھر تھی یہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس سانپ سے کہا خبردار ہو کر سن لے یہ میری بیوی ہے میں نے اس سے مالی مہر کے عوض نکاح کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے حلال کیا ہے اور تیرے لیے اس میں سے کچھ حلال نہیں کیا ہے لہٰذا تو چلا جا اب اگر تو پھر آیا تو میں تجھے مار ڈالوں گا تو وہ سانپ رینگنے لگا یہاں تک کہ گھر کے دروازے کے باہر نکل گیا اس کے بعد وہ پھر نہ آیا۔

﴿ابن سعد، بیہقی﴾

ائشہ بنت انس بن مالک رضی اللہ عنہا ان کی والدہ نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں دوپہر کا قیلولہ کر رہی تھی اور میں نے اوپر لحاف ڈال رکھا تھا۔ اچانک ایک (سانپ) میرے پاس آیا اور وہ مجھ سے لپٹنے لگا اسی اثنا میں کہ وہ مجھ سے لپٹ رہا تھا زرد ورق کا ایک صحیفہ میرے روبرو آسمان سے اترا یہاں تک کہ وہ میرے قریب آگرا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا دیکھا: "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ رَّبِّ لَکِیْنِ اِلٰی لَکِیْنِ اَمَّابَعْدُ فَدَعْ اُمَّتِیْ بِنْتَ عَبْدِیَ الصَّالِحِ فَاِنِّیْ لَمْ اَجْعَلْ لَّکَ عَلَیْھِمَا سَبِیْلًا" انہوں نے کہا پھر اس اسود (سانپ) نے میری چٹکی لی اور کہا تم اسی کے لائق ہو تو اس چٹکی کا نشان ان کے جسم میں برابر رہا۔

﴿بیہقی﴾

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عفرا کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی انہیں شعور نہ ہوا کہ ایک زنجی کود کر ان کے سینہ پر جا بیٹھا اور اپنا ہاتھ ان کی گردن پر رکھ دیا۔ اچانک زرد رنگ کا صحیفہ زمین و آسمان کے درمیان سے اترا۔ بنت عفراء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ وہ صحیفہ میرے سینہ پر آگرا اور اسے زنجی نے لے لیا، پھر اس نے پڑھا تو لکھا تھا '' مِنْ رَّبِّ لَکِیْنِ اِلٰی لَکِیْنِ اِجْتَنِبْ اِبْنَۃَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ فَاِنَّہٗ لَا سَبِیْلَ لَکَ عَلَیْھِمَا '' اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے کھینچ لیا اور میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا اور جگہ سیاہ ہوگئی حتیٰ کہ وہ بکری کے سر کی مانند ہوگیا۔

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو ان کے پاس تابعین میں سے بکثرت لوگ جمع ہوگئے جن میں عروہ اور وہ گرا گویا کہ کھجور کا بڑا تنہ ہے وہ اٹھ کر کی طرف آیا اچانک ایک سفید ورق گرا جس میں لکھا تھا ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. رَبِّ کَعْبٍ اِلٰی کَعْبٍ لَیْسَ لَکَ عَلٰی بَنَاتِ الصَّالِحِیْنَ سَبِیْلٌ'' جب اس نے اس صحیفہ کی طرف نظر کی تو وہ بلند ہوا یہاں تک کہ وہ جہاں سے اترا تھا وہیں چلا گیا۔

﴿ابن ابی الدنیا، بیہقی﴾

سانپ کا طواف کعبہ:

طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک سانپ سامنے آیا اور اس نے کعبہ کے گرد سات چکر لگائے پھر وہ مقام ابراہیم علیہ السلام پر آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور ہمیں بھی یہی سزاوار ہے کہ عبادت کریں۔ ہوشیار رہو۔ ہمیں تمہارے اوپر لوگوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ تمہیں گزند نہ پہنچائیں پھر وہ کوہان کی مانند آسمان کی طرف اٹھ گیا۔

﴿ابونعیم﴾

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک کوڑیالہ سانپ نمودار ہوا۔ اس نے آکر خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے پھر وہ مقام

ابراہیم علیہ السلام پر آیا گویا کہ اس نے نماز پڑھی، پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہ آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا اے شخص! شاید کہ تم نے اپنی عبادت ختم کر لی ہے اور میں اپنے شہر کے کم عقلوں کی طرف تجھ پر بے خوف نہیں ہوں پھر وہ لپٹا اور آسمان میں چلا گیا۔

﴿ابونعیم﴾

وہ نشانیاں جو زمانہ نبوت سے تادم تحریر موجود ہیں

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

﴿ابونعیم﴾

حج کی مقبولیت:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کنکریاں اس سے مقبول ہوتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم وہاں پہاڑ کی مانند یقیناً کنکریاں پڑی دیکھتے۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے کسی نے رمی جمار کی کنکریوں کی بابت دریافت کیا کہ وہ ویسی ہیں جیسے کہ آپ نے دیکھا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا جو کنکری مقبول ہوتی ہے اسے اٹھالیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً کوہ شبیر کی مانند ہو جائیں۔

﴿ابونعیم، بیہقی﴾

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کنکری کے ساتھ فرشتہ مقرر کیا ہے جو کنکری مقبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے اور جو کنکری نامقبول ہوتی ہے وہ پڑی رہ جاتی ہے۔

﴿بیہقی﴾

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ نشانی ظاہر و بین ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیتی ہے کہ آپ کی شریعت نے حج بیت اللہ کو واجب فرمایا ہے۔

☆☆☆☆☆

محمد عبدالاحد قادری

گوگڑاں، تحصیل و ضلع لودھراں